تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

مکتبہ قدوسیہ

انّہ من سلیمان و انّہ بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

تحریک ختم نبوت

۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء

حصہ پنجم

محمد بہاء الدین

مکتبہ قدوسیہ لاہور

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ پنجم
مؤلف	محمد بہاء الدین
صفحات	۵۱۰
سنہ طباعت	۲۰۰۷ء
زیر اہتمام	مکتبہ قدوسیہ۔ لاہور

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر

حرف آغاز

الحمد لله و الصلوۃ و السلام علی خاتم النبیین محمد آخر رسول ربّ العالمین و علی آله و صحبه اجمعین و بعد:

۱۸۹۱ء سے ۱۹۱۲ء کے عرصہ کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کے سلسلے کی پانچویں جلد ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔ اس میں شامل بہت سا مواد مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی مختلف جلدوں سے بہ تفصیل ذیل نقل کیا گیا ہے۔

ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ نمبر یکم تا ہشتم بابت ۱۳۰۹ھ۔۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء (جو غالباً اپریل۔مئی ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئے تھے) کے صفحات ۴۱ تا ۱۶۱ پر اعاذہ رحمانی ردّ وساوس قادیانی (نمبر اول) کے عنوان سے مولانا بٹالوی کا ایک طویل مقالہ شائع ہوا جو مرزا غلام احمد قادیانی کی مشہور کتاب دافع الوساوس کے ردّ میں ہے۔ اس مقالے کو ایڈٹ کر کے مختلف عنوانات کے تحت نقل کیا گیا ہے۔

اشاعۃ السنۃ جلد ۱۶ کے یکم تا ششم شماروں میں ردقادیانیت پر مولانا بٹالوی کے درج ذیل مقالات شائع ہوئے:

۱۔ اشاعۃ السنہ کی کیفیت سالانہ اور ایک غنیم دشمن اسلام (قادیانی) پر اس کی فتح یابی کا شکرانہ ۲۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ۳۔ تکملہ مضمون لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ۴۔ حرام زادہ سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب۔ ۵۔ فرضی زوجہ قادیانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر قادیانی کی راست بیانی۔

مضمون نمبر ایک تا تین کو بالترتیب پیشگوئی متعلقہ آتھم کی تکذیب، اشتہارات بابت انجام آتھم، اخبارات بر انجام آتھم، اور تجزیہ عذرات بابت انجام آتھم کے عنوانات

سے ، اور مضمون نمبر ۴ کو حلال زادہ کے عنوان سے اور مضمون نمبر ۵ کو سلطان محمد کی حیات و موت کے عنوان سے تلخیص و اختصار کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا ہے۔

☆ ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ کے نمبر یکم تا سوم میں مولانا بٹالوی کا مقالہ، الہامی قاتل مرزا غلام احمد، شائع ہوا۔اس گراں قدر مقالے کو تلخیص و اختصار کے ساتھ لیکھ رام کی موت، قادیانی بٹالوی مراسلت، جواب قسم و مباہلہ، رسالہ مباہلہ کا جواب، رسالہ عربی مکتوب کا جواب، اور ضمیمہ انجام آتھم کا جواب، کے عنوانات سے شامل کتاب کیا ہے۔

☆ ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۲۰ سے مولانا بٹالویؒ کے مقالات طاعون اور اس کے اسباب ، اور زلزلہ اور اس کے اسباب ،ملخصاً نقل کئے گئے ہیں ۔ یہ جلد غالباً ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی تھی ۔

ان کے علاوہ مولانا احمد حسن شوکت کے شحنہ ہند میرٹھ (۱۹۰۳۔۱۹۰۴ء) اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے چند مضامین نقل ہوئے ہیں ۔
اور بحیثیت مجموعی زیر نظر حصہ کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات موسومہ

براہین احمدیہ، ازالہ اوہام، دافع الوساوس (آئینہ کمالات اسلام)، انوار الاسلام ، فتح اسلام ، انجام آتھم ،ضمیمہ انجام آتھم ،مکتوب عربی، رسالہ قسم و مباہلہ ، برکات الدعاء، کشتی نوح ، دافع البلاء، مواہب الرحمٰن ، وغیرہ ۔ اور انکے اشتہارات موسومہ

سبز اشتہار، اشتہار طاعون ۶ فروری ۱۸۹۸، اشتہار جلسہ طاعون اپریل ۱۸۹۸ء، اشتہار الوصیت ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء ،اشتہار الدعوت ۔ ۵ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء ،اشتہار الانذار ۔ ۸۔۹ اپریل ۱۹۰۵ء ۔ النداء من وحی السماء ۲۱ ۔اپریل ۱۹۰۵ء، زلزلے کی خبر بار سوم ۔۲۹ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء،اشتہار ضروری گذارش گورنمنٹ ۱۱مئی ۱۹۰۵ء، وغیرہ ۔

اور مرزا صاحب کی پیش گوئی در بارہ محمدی بیگم ، سلطان احمد، عبد اللہ آتھم ، بشیر عمانوایل، بٹالوی، لیکھ رام ، طاعون، اور زلزلہ کا ردو ابطال ہے ۔

جناب بٹالوی کی تحریروں کے علاوہ تحریک ختم نبوت کے بعض دیگر کارکنوں مثل منشی سعد اللہ لدھیانوی ، مولانا احمد حسن میرٹھی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبد الحق سرہندی، میاں امام الدین لاہوری، جناب اخگر امرتسری ، جناب رعنا لاہوری ، جناب احمد دین کلرک انکم ٹیکس سیالکوٹ ، جناب ملا محمد بخش مالک اخبار جعفر زٹلی وغیرہ کی تحریریں پیش

ہوئی ہیں ۔ اور اخبار کپورتھلہ، اخبار وفادار لاہور، جریدہ روزگار مدراس، اخبار وزیر ہند سیالکوٹ وغیرہ میں ردقادیانیت پر شائع ہونے والے بعض مضامین نقل ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیرنظر دور میں تحریک ختم نبوت کا دائرہ کہاں تک وسیع تھا اور کون کون سے بزرگ ختم نبوت کے کاروان میں شامل تھے۔

ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی مذکورہ بالا (نامکمل) جلدوں کا حصول فوٹو کاپی کی صورت میں ہوا ہے اوراس کیلئے میں جناب محمد اشرف جاوید دارارقم فیصل آباد، جناب علی ارشد فیصل آباد، جناب قاری محمد ایوب چنیوٹ، اورعزیزم محمد سہیل بورے والہ کا ممنون ہوں ۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تحریک ختم نبوت کے زیرنظر دور (۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء) سے متعلق مزید مواد کہیں موجود ہوتو اس کی جانب رہنمائی فرمائیں اور اس عاجز کیلئے دعائے خیرفرمائیں۔

محمد بہاء الدین ۔ ۲۲۔ستمبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دافع الوساوس کی اشاعت

۱۸۹۱ء میں شائع ہونے والے قادیانی رسائل، فتح اسلام، توضیح مرام اورازالہ اوہام کے اثر بد سے مرزا غلام احمد قادیانی مہجور و مطرود خواص وعوام اہل اسلام ہوگیا تو اس نے اس اثر کو مٹانے کیلئے مزید تین کتابیں لکھیں جن میں سے ایک دافع الوساوس ہے(جس کا نام آئینہ کمالات اسلام بھی ہے) جو فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔

اس کتاب میں مرزا غلام احمد کہتے ہیں:۔

انّ العلماء ما و جدوا من سهم الّا رمو اليّ ۔ و ما من بلاء الّا انز لوا عليّ ۔ و امطروا اليّ بهتا نا ت لا اصل لها ولا اثر .. و لم يغا دروا في ذمّي نظم و لا نثر (اشاره است بنظم منشی سعد الله صا حب در بدگوئی و دشنا م دہی و غیره صا حبا ن و نثر بٹا لوی و غیره مو لو یا ن) ۔ فلمّا رأيت تباعد هم عن الصّوا ب و تصاعدهم في الا رتيا ب لم اجد بدّاً من تاليف هذا الكتا ب ۔ فكتبتها بد موع سائلة و خسرا ت شا ئلة ۔ (دافع الوساوس۔ ص ۱۱)

کہ اس کتاب دافع الوساوس کی وجہ تصنیف بنیادی طور پر منشی سعد اللہ لدھیانوی کی نظمیں اور محمد حسین بٹالوی کی نثری تحریریں ہیں جو اسکے رد وابطال میں منظر عام پر آئی ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی اس ضخیم تصنیف میں قادیانیت پر ہونے والے مسلمانوں کے اعتراضات کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے جیسا حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ دافع الوساوس میں مرزا قادیانی سے وہی کچھ ظہور پذیر ہوا جو پہلے تین رسائل کو یکے بعد دیگرے شائع کرنے سے ظاہر ہوا تھا کہ فتح اسلام میں تھوڑا سا کفر ظاہر کیا، پھر اس کے عذر میں توضیح المرام لکھا، تو اس میں کفر کا ڈربہ کھول دیا۔ پھر اس کی معذرت میں ازالہ اوہام لکھا تو اس میں کفر کا ایک دریا بہا دیا۔ اب اس کی معذرت میں دافع الوساوس لکھی ہے، تو اس میں کفر کا طوفان برپا کر دیا ہے اور اس قدر کفر کا زہر اگلا، اور اپنے عقائد کو اسلامی ثابت کرنے کیلئے مکائد و وساوس سے اس دلیری سے کام لیا ہے کہ اپنے کذّاب ہونے کا مکمل ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ ہر ایک رسالہ سابق کی اشاعت میں مرزا قادیانی نے اس بات کا التزام کر رکھا تھا کہ وہ پہلے خاص کر اسی کے بعض دام افتادگان کی نظر سے گذرے اور ان کے خیالوں اور دماغوں میں جگہ پکڑ لے، پھر کسی منصف ناظر ومناظر وایگزامینر (ممتحن) کی نظر سے گذرے۔ مگر خدا کے وعدہ اور خبر

انّ اللہ لا یھدی کید الخائنین (یوسف)

(اللہ خیانت کرنے والوں کے مکروں کو راست نہیں لاتا)

اور وما کید الکافرین الّا فی ضلال (کافروں کے مکر اکارت جاتے ہیں)

کے مطابق وہ رسائل بعض احباب کے ذریعہ قبل از اشاعت عام ہماری نظر سے گذر گئے اور ان کے جوابات قلم بند ہو گئے۔

دافع الوساوس میں اس نے اس التزام کیلئے اس قدر اہتمام کیا کہ مطبع ریاض ہند (جس میں وہ رسالہ چھپتا ہے) امرتسر سے قادیان منگوا لیا اور کمال احتیاط سے اسے خاص خاص لوگوں میں شائع کیا، مگر پھر بھی یہ کتاب خدا کی مدد سے ہماری نظر سے گذر گئی۔ ہم خدا تعالی کا شکر کرتے ہوئے اس کتاب میں درج چند مکائد ومغالطات بطور نمونہ بیان کر کے اہل اسلام کو مرزا قادیانی کے دام سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ کیدِ اوّل: قادیانی عربی

اس رسالہ کا خطبہ (دیباچہ) مرزا قادیانی نے ۲۹ صفحہ میں لکھا ہے اور منجملہ اس کے ۲۳ صفحہ کی عربی عبارت لکھی ہے جس سے اس نے اپنے اتباع کو یہ دھوکہ دیا، اور مکر کیا ہے کہ وہ اس کو بڑا عربی دان سمجھیں، یا یہ خیال کریں کہ وہ باوجودیکہ ظاہری علوم میں دخل نہیں رکھتا، بلکہ ہیچمدان امّی ہے (وساوس کے صفحہ ۳۵ میں مرزا قادیانی نے بعینہ یہ الفاظ لکھے ہیں اور یہ جتایا ہے کہ امّی ہو کر میں نے ایسا خطبہ لکھا ہے، تو یہ بجز الہام کیا ہو سکتا ہے؟ قادیانی نے لکھا ہے

. میں اس بات کا دعوی نہیں کرتا کہ میری روح میں کچھ زیادہ سرمایہ علوم کسبیہ ہے۔ بلکہ میں اپنی ہیچ مدانی اور کم لیاقتی کا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اقرار کرتا ہوں، لیکن ساتھ اس کے میں اس اقرار کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ میرے جیسے ہیچ اور ذلیل اور امّی کو خود خدا نے اپنے کنار تربیت میں لے لیا اور ان سچی حقیقتوں اور کامل معارف سے مجھے آگاہ کر یا کہ اگر میں تمام غور و فکر کرنے والوں سے ہمیشہ زیادہ غور و فکر کرتا رہتا اور بایں ہمہ ایک لمبی عمر پاتا، تب بھی ان حقائق اور معارف تک ہرگز نہ پہنچ سکتا) پھر بھی اس نے اتنی لمبی عبارت عربی میں لکھ ڈالی جو بجز تائید غیبی و الہام الٰہی ناممکن ہے۔

اس کے اس مکر و منتر کا بعض لوگوں پر اثر بھی پڑ گیا ہے۔ کوئی اس کو بڑا عالم سمجھنے لگا ہے، کوئی الہامی خیال کر بیٹھا ہے، بعض لوگ یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اگر فلاں صاحب اس خطبہ کا ترجمہ اردو میں کر دیں تو ہم قادیانی کا اتباع چھوڑ کر ان کے پیرو ہو جائیں گے۔

(مولانا بٹالوی فرماتے ہیں) صرف ان لوگوں کی اس شرط پر تو ہم اس عبارت پر کچھ لکھنا فضول سمجھتے ہیں، ہاں اگر مرزا قادیانی اور اس کے دستور یمین حکیم نورالدین اور دستور یسار منشی محمد احسن یہ لکھ دیں کہ اگر کسی مجلس علماء میں یا غائبانہ بضمن رسالہ ہم نے اس عبارت کا ترجمہ کر کے بشہادت قواعد عربیت، صرف و نحو، و ادب وغیرہ اس کا غلط اور مکروہ ہونا ثابت کر دیا، تو مرزا قادیانی اپنے دعوی الہام سے دست بردار ہو جائیں گے اور وہ دونوں صاحب اس کو ظاہری و باطنی علوم سے معرّی سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہو جائیں گے تو ہم انشاء اللہ یہ ثابت کر دیں گے کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں، قادیانی عربی ہے، جس کے غلط، کریہہ اور غیر مانوس الفاظ سے جی متلاتا ہے۔

☆ کید دوم : دعوی تائید غیبی

قادیانی نے اس عبارت عربی خطبہ میں اور مقدمہ کتاب میں یہ دعوی کیا ہے کہ اس نے خدا کی جناب میں یہ دعا کی کہ

اے خدا تو میرے وجود کے ہر ایک ذرہ میں گھس آ، اور مجھے اپنی طرف اٹھا،
تو اللہ نے مجھے آسمانوں پر اٹھالیا اور عرش کے اوپر سے میرا حمد بجالایا اور میری دعا کو قبول کیا اور فتوحات وتائیدات غیبی کا وعدہ دے کر بے غم کر دیا اور یہ کہا کہ میں تیرے مددگاروں کا مددگار ہوں، تیری اہانت کرنے والوں کا اہانت کنندہ، تو میری بارگاہ میں معزز ہے، اور تو میری مراد ہے، وغیرہ۔

مرزا قادیانی کے اس افسوں کا ان سادہ لوح ونافہم مسلمانوں پر اثر پڑ گیا جن کا یہ مقولہ ہے کہ ہر یک کلمہ گو، نماز پڑھنے والے، قبلہ کا استقبال کرنے والے، کے حق میں حسن ظنی بکار ہے (گو وہ اس اقرار وافعال میں منافق ہو اور ان آیات کا مصداق ہو و اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنّا ۔ جب منافق، مومنوں سے ملتے ہیں، کہتے ہیں ہم مومن ہیں ۔ و اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک رسول الله۔ جب تیرے پاس منافق آتے ہیں، تو کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں)، اور وہ اسکے اس قسم کے دعاوی سن کر اسکو ولی جاننے اور ماننے لگ گئے ہیں۔

☆ اس کذب ومغالطہ کا ازالہ

میرے مسلمان بھائیو! اولاً قادیانی کے عقائد اس کے رسائل میں اور فتوی علماء پنجاب و ہندوستان مندرجہ نمبر۴ جلد۱۳ میں اور جواب فیصلہ آسمانی نمبر۱ جلد۱۴ (اشاعۃ السنہ) میں پڑھو۔ پھر اس پر حکم خدا ورسول کو، جو فتوی مذکور میں منقول ہے، ملاحظہ کرو۔ پھر قادیانی کے اخلاق وعادات کو جو جواب فیصلہ آسمانی میں صراحۃً اور مضمون قادیانی کی گیدڑ بھبکی میں اشارۃً مذکور ہیں، خیال میں لاؤ۔ پھر غور کرو کہ اس اعتقاد واعمال کا حامل، خدا کا ہم کلام و مخاطب ہوسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جو شخص اس مقابلہ وموازنہ کی فرصت نہ رکھے، اس کو اس دعوی قادیانی کا کذب ثابت کرنے کیلئے درج ذیل تین دلائل کی طرف ہم توجہ دلاتے ہیں۔

☆ **پہلی دلیل۔** یہ ایسی دلیل ہے جس کو کسی کتاب یا رسالہ میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر ایک صاحب بصیرت وفراست کو اپنے دل و دماغ کی طرف رجوع کرنے سے خیال میں آسکتی ہے۔ وہ یہ کہ دو باتیں مسلّم کل ہیں۔ایک یہ کہ قادیانی عرصہ دس سال سے یہ دعوی کر رہا ہے کہ میں خدا کا ملہم وہم کلام ہوں، ومستجاب الدعوات ہوں۔ اور خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تجھے لوگوں سے بچاؤ نگا، اور تیری مدد کرونگا اور تیرا نام پورا ہوگا، اور تو میری بارگاہ میں عزت رکھتا ہے، اور زمین آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ اور تو میرے ساتھ ہے اور تو میری مراد ہے، میں تیرے پیرؤوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔منکروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا،تو مت ڈر،تو غالب ہے ،وغیرہ جن کو وہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ ،۲۴۰ ، ۴۲۷ و ۴۹۸ و ۵۰۵ و ۵۱۰ و ۵۵۶ و ۵۸۱ وغیرہ میں بیان کر چکا ہے۔

دوسری یہ بات ظاہر و مسلّم ہے کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس جو شخص اس کے دعوی کے دھوکہ میں پھنس گیا اور اب اس سے نکلنا چاہتا ہو، وہ ان دو باتوں کو مدنظر رکھ کر یہ خیال کرے کہ اگر مرزا قادیانی ان دعاوی میں سچا ہوتا تو ان کا کچھ نہ کچھ اثر ان دس برسوں میں ظاہر ہوتا اور اس کو دیکھ کر کوئی نہ کوئی منکر ومخالف اس کے تابع ہو جاتا۔

جیسے حضرت انبیاء خصوصاً آنخضرت ﷺ نے اس قسم کے دعوی کئے تو دم نقد ان کے آثار دکھا دیئے ،جس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں منکر قائل ومسلمان ہوئے۔

قادیانی کے ان دعاوی کا کون سا اثر ظاہر ہوا ہے؟ اس کی کون سی دعا قبول ہوئی ہے؟ کونسا منکر ومخالف اس کے تابع ہوا؟ کس منکر ومخالف پر اس کا رعب پڑا؟ کس پر اس نے فتح پائی؟ اس کے اتباع کو اس کے مخالفین پر کب غلبہ وفوقیت حاصل ہوئی؟ زمین وآسمان نے عام لوگوں سے بڑھ کر کس قسم کی اس کی خدمت کی ہے؟ خدا تعالی نے اس کے ساتھ ہو کر، اس کو کیا عزت بخشی؟ کافروں کے دلوں میں نہ سہی، عام مسلمانوں کی نظروں میں اس کی قبولیت وعزت کب قائم کردی، جس کا محبوب بندوں کو وعدہ دیا گیا ہے یوضع لہ القبول فی الارض (یہ فقرہ اور فقرہ آئندہ ایک حدیث کے فقرات ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خدا کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو تمام آسمانوں کے فرشتوں میں منادی کر دیتا ہے کہ وہ بندہ میرا دوست ہے،

تم اس کو دوست رکھو، پھر یہ حکم زمین پر بھیجتا ہے تو زمین والوں میں اس کی قبولیت تسلیم کی جاتی ہے اور اگر کسی بندہ سے خدا ناخوش ہوتا ہے تو اسی طرح پہلے آسمانوں میں، پھر زمین میں اس کی منادی ہو جاتی ہے، تو زمین والوں میں اس کی دشمنی پھیل جاتی ہے) کیا وہ اثر یہی ہے کہ جن لوگوں کے حق میں قادیانی نے پانچ پانچ سو روپیہ عوضانہ لے کر صحت و اولاد کیلئے دعا کی، وہ ہنوز بے اولاد اور بیمار ہیں اور قادیانی صاحب زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں تو عام مسلمانوں کی نظر میں عزیز تھے، اس کے بعد اس وقت تک وہ تمام دنیا کے مسلمانوں (علماء وعوام) میں ذلیل ہوتے جاتے اور گمراہ سمجھے جاتے ہیں اور وہ حدیث یوضع له البغضاء کا مصداق ہو گئے ہیں اور ہر میدان و معرکہ میں اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے ہیں۔ اور اب تو وہ گھر سے باہر قدم نہیں رکھتے، اور مقابلہ و مباحثہ سے شرطوں کی آڑ میں جان بچاتے ہیں، جو لوگ خدا کی مدد و حفاظت سے موعود ہوتے ہیں اور اس مضمون کے الہامات سے مخاطب و مبشر ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم کو لوگوں سے بچا لے گا، اور مخالفوں پر غالب کرے گا، وہ چمکتی تلواروں میں دشمنوں کے مقابلہ میں نکلتے ہیں، دشمن سے چھپ کر گھر میں پناہ گزین نہیں ہوتے۔

آنحضرت ﷺ ابتداء میں اپنے پاس پہرا رکھواتے تھے۔ جب حفاظت کی بشارت ان کو دی گئی اور آیت و اللّٰه یعصمک من النّاس (خدا تجھے لوگوں سے بچائے گا) (جس کو اب قادیانی نے اپنے حق میں اتار لیا ہے)، نازل ہوئی تو پھر آپ ﷺ نے پہرا اٹھا دیا اور فرمایا کہ اب خدا نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے۔

ایک دفعہ مدینہ پر کسی دشمن کے چڑھ آنے کی خبر آئی تو آپ ﷺ تنہا ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہو کر اس کی طرف چل نکلے۔ بدر کی لڑائی میں اپنے تین سو آدمی کے ساتھ ایک ہزار مسلح دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اب اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی حالت دیکھیں کہ دہلی کے قومی جلسہ مباحثہ چاندنی چوک میں (جس میں مجسٹریٹ اور پولیس انسپکٹر آپ کی حفاظت کیلئے موجود تھے) آپ باوجود مکرر طلبی اور تسلی دہی کے گھر سے باہر نہ نکلے اور جب تک دہلی میں رہے، فیس دے کر پولیس کے سپاہی دروازہ پر رکھوائے۔ اس سے کس و ناکس کو، بشرطیکہ کچھ فہم و فراست رکھتا ہو، معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ ان الہاموں کے دعوی میں جھوٹے ہیں، آپ کو خدا نے کوئی وعدہ نصرت و حمایت کا نہیں دیا۔

☆ دوسری دلیل

مرزا قادیانی ان بشارات والہامات کے دعوی میں سچا ہے اور واقعی خدا تعالی نے اس کو غلبہ نصرت وعزت وحمایت کا وعدہ دے کر غم نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے کلام و خطاب سے مشرف فرمایا ہے، تو پھر اس نے اس عربی خطبہ اور تمام کتاب میں اپنے مخالفوں اور مکفروں کا یہ گلہ کہ انہوں نے مجھے یہ کہا اور وہ کیا، لوگوں کے سامنے کیوں پیش کیا؟ اور ان کو برا کہکر، کہ وہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں، لوگوں کو ان پر اشتعال کیوں دلایا؟ جس شخص کو اپنے محبوب کا جمال ووصال وخطاب میسر ہوتا ہے وہ اس کے مقابلہ میں غیروں اور مخالفوں کی بدگوئی و برائی و تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اور اس کو واویلا اور نوحہ کے ساتھ اشتہاروں اور اخباروں میں مشتہر نہیں کرتا۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ جتنی دیر میں اغیار کی بدگوئی کی طرف متوجہ ہوں، اتنی دیر ذکر یار میں کیوں مصروف نہ رہوں گا۔ دوست کا ایک کلمہ لطف دشمنوں کے ہزار کلمہ طعن کے غم کو غلط کر دیتا ہے، اور اس کا ایک نظارہ جمال باکمال غیر کو نسیاً منسیاً بنا دیتا ہے۔ سرمد کہتا ہے

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد   یک کار ازدو کار مے باید کرد
یا تن برضاء دوست مے باید داد   یا قطع ز یار اختیار مے باید کرد

مرزا صاحب نے خود بھی جھوٹے دل اور کاذب زبان سے ان بشارات کو بیان کرنے کے بعد دافع الوساوس کے صفحہ ۱۱ میں کہا ہے کہ

مجھے ان بشارات سے ایسی خوشی ہوئی ہے کہ اگر تمام دنیا کے جملہ بادشاہ اور کل عالم کے خزانے مجھ پر فتح کئے جاتے تو مجھے اس قدر خوشی نہ ہوتی هذا ما بشّرنی ربّی و ملجائی عند ربی و الله لو اطاعنی ملوک الارض کلّهم و فتحت علیّ خزائن العالم کلها ما اسرّنی کسروری من ذالک (اس عبارت میں قادیانی نے چار غلطیاں کی ہیں۔ دو صرفی، دو ادبی۔ ملجائی عند ربی، اور فتحت علیّ کے صلات میں صرفی۔ اگر کلها کی ضمیر عالم کی طرف ہے تو یہ غلطی ہے کیونکہ عالم مذکر ہے، نہ مؤنث۔ محمد حسین)

اور اگر وہ بشارات والہامات خدا کی طرف سے ہوتے اور یہ کلمات فرحت آپ

کے سچے دل سے نکلتے تو اس خوشی کے بعد آپ اپنے مخالف علماء کی شکایت بالکل بھول جاتے، بلکہ یہ رسالہ وساوس ہی نہ لکھتے اور خدا کی طرف سے اپنی برائت وحمایت کے امیدوار ہوکر ایسے ساکت وخاموش ہو جاتے جیسے مریمؑ یہودیوں کی تہمت سے برائت کی امید خدا سے رکھ کر ان کی تہمت کے جواب سے خاموش ہوگئی تھیں۔آپ کا اس جوش وخروش کے ساتھ ان علماء کو برا کہنا، اوران کے جواب میں ایسا رسالہ کذب ومکاید کا مقالہ لکھنا، صاف بتا رہا ہے کہ ان الہامات وبشارات کے دعوی میں آپ سچے نہیں۔

برسنے والے بادل اتنا نہیں گرجا کرتے۔جن کے پاس کچھ ہو وہ اس تکلّف سے اس کا اظہار نہیں کرتے۔جن کو خدا کی غیبی تائید کا یقین ہو وہ ظاہری اسباب پر (جائز بھی ہوں تو) اس بے اعتدالی سے اعتماد واعتکاف نہیں کرتے۔

☆ **تیسری دلیل**۔آپ کو خدا کی طرف سے ایسی بشارتیں،نصرت حمایت حفاظت کی دی گئی تھیں جن کی خوشی تمام دنیا کے بادشاہوں کے مطیع ہونے سے بڑھ کر آپ کو ہوئی تھی،تو آپ نے دنیا کے ایک حکمران ملکہ برطانیہ کی خوش آمد اور تعریف کر کے کیوں حفظ و امان وپناہ چاہی۔اور یہ بات کیوں اس عربی خطبے میں بقلم جلی لکھی کہ

مجھے قیصرہ عادلہ اور سلطنت برطانیہ نے بچالیا ورنہ مولوی تو مجھے مارڈالتے۔

(ولو لا هيبة سيف سله عدل سلطنة البر طا نيه لحث النا س على سفک دمی .. و لکن منعه من هذا رعب هذه الدو لة ... فنشکر الله کل الشکر على ما آ مننا من کل خوف تحت ظلّ هذه الدو لة البر طانية المبارکة للضعفاء وکهف الله للفقراء و الغرباء و سوط الله على کل عتيد ذی خيلاء . .. ثم وجب علينا شکر احسا نات القيصرة العادلة ... و کيف لا نشکر و انّ الله عصمنا بهذه السلطنة من حلول الاهوال و طمس بها آثار ا لظلم ... و اهد قلبها و قلب زرا ريها الى دينک دين الاسلام و نجهم من جميع الآلام .. ربّ ا حسن اليهم کما احسنوا الينا و اجعل افئدة منهم يقبلو ن دينک فی زمان حيا تی (واز ایشاں درزمان حیات من کسانے را برار کہ دین ترا پذیراند۔دافع الوساوس۔ص ۱۸۔۲۰)

جس شخص کو تمام بادشاہوں کا بادشاہ، اپنی پناہ و حفاظت میں لے لے، وہ پھر کسی دنیوی حکمران کی پناہ چاہتا ہے؟ اور اس کی پناہ میں ہونے کا فخر و اعتماد کرتا ہے؟

قادیانی صاحب خدا کے ملہم و مخاطب ہو کر، اور خصوصیت کے ساتھ نصرت و حمایت کی بشارتیں پا کر، اپنی مذہبی کتاب کے خطبہ میں غیر مذہب بادشاہ کی تعریف جلی قلم سے لکھتے ہیں، پھر وہ الہام و بشارت میں کیونکر سچے ہو سکتے ہیں؟

☆ کید سوم: دفاع اسلام

دافع الوساوس کے صفحہ ۳۷ و ۵۱ میں مرزا قادیانی نے یہ بیان کیا ہے کہ

.جہاں تک میں نے دریافت کیا ہے تین ہزار کے قریب اعتراض اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے سید و مولی پر کوتاہ بینوں نے کئے ہیں .... یہ اعتراضات غفلت کی حالت میں سخت خوف کی جگہ ہیں اور ایک ضلالت کا طوفان برپا کرنے والے معلوم ہوتے ہیں ۔ اور مجرد اسلامی عقائد کا یاد رکھنا یا پرانی کتابوں کو دیکھنا، ان سے محفوظ رہنے کے لئے کافی نہیں .. جب غور سے دیکھا جائے تو یہ اعتراضات اسلام کے لئے مضر نہیں ۔ (ص ۳۷)

..تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور چھ کروڑ اور کسی قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں ۔ (ص ۵۱)

اس کید میں قادیانی نے سادہ لوح مسلمانوں کو دو مغالطے دیئے ہیں ۔ پہلے موجودہ مذہب اسلام و قرآن کو اعتراض کا محل اور اس تبدیلی کا (جو قادیانی اس میں کر رہا ہے) محتاج بنا کر دکھایا ۔ پھر ان کی اس نازک و خوفناک حالت کی اصلاح کے لئے ان سے چندہ کھینچنا چاہا ۔ اس کے اس منتر کا اثر بعض لوگوں پر پڑ بھی گیا ۔ انہوں نے اس خوف و غرض سے میلہ سالانہ میں اس کو چندہ دینا قبول کیا ہے ۔

☆ ازالہ کید

قرآن، اسلام اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم جو آغاز اسلام سے اس وقت تک متوارث چلی آئی ہے، تین ہزار کجا، تین بلکہ ایک اعتراض کا بھی محل نہیں ۔ اور جو اعتراضات

آج کل بعض لوگ قرآن واسلام اور تعلیم نبوی پر کر رہے ہیں وہ اعتراض ان ہی کی نافہمی پر وارد ہوتے ہیں، نہ قرآن اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر۔ لہذا اس وقت یا آئندہ قیامت تک مسلمانوں کو حاجت نہیں کہ وہ قرآن یا اسلام میں کوئی تبدیلی کریں اور اس کی پرانی یا اصلی صورت کو بدل کر دوسری صورت بناویں۔ صرف یہی کافی ہے کہ اس کی اصلی صورت کو جو کوتاہ بینوں کی نظروں سے (ان کی لاعلمی اور ناواقفی کے سبب) چھپی ہوئی ہو، ظاہر کر دیں۔ (اور قادیانی نے خود بھی لکھا ہے کہ غور سے دیکھا جائے تو یہ اعتراضات اسلام کیلئے مضر نہیں۔ بہاء)

اگر قادیانی کے نزدیک قرآن اور اسلام اور آنحضرت ﷺ کی اصلی تعلیم واقعی محل اعتراض ہے، اور ان کی اصلاح اسی تبدیلی سے ہوسکتی ہے جو وہ ان میں کر رہا ہے مثلاً یہ کہ

حضرت مسیح آسمانوں پر جسم سے نہیں گئے اور نہ وہاں موجود ہیں۔ اور
حضرت مسیح نے کوڑھی، اندھے اپنے معجزہ خارق عادت سے اچھے نہیں کئے۔

تو پھر اس صورت کی خیالی اصلاح سر سید احمد خان کر چکے ہیں۔ قادیانی نے جو کچھ اس وقت تک کیا ہے، وہ سر سید احمد خان کی شاگردی سے کیا ہے۔

اس کید میں قادیانی نے جو اعتراضوں اور عیسائی شدہ مسلمانوں اور کتابوں کی تعداد بیان کی ہے، یہ بھی اس کی گپ ہے۔ جس سے وہ اپنے نادان اتباع کو ورغلا کر روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ جیسے کوئی بچے کو ہوّے سے ڈرا کر اس کی ٹوپی اتار لے۔

بعض پادری تو رو رہے ہیں اور واویلا کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ہمارے مذہب کی کچھ اشاعت نہیں ہوئی، باوجودیکہ بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا ہے۔ پادری کینن آیزک ٹیلر کا مضمون اشاعۃ السنہ جلد ۱۱ نمبر ۱۲ میں بصفحہ ۳۴۸ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ کید چہارم: حیات مسیح

مرزا قادیانی نے منجملہ اسلامی مسائل (جن کو وہ محل اعتراض سمجھتا ہے) ایک مسئلہ حیات مسیح کو قرار دیا اور اس کی نسبت دافع الوساوس کے صفحہ ۴۲ میں کہا ہے

پس حال کے علماء اگرچہ بظاہر صورت شرک سے بے زاری ظاہر کرتے ہیں، مگر مشرکوں کو مدد دینے میں کوئی دقیقہ انہوں نے اٹھا نہیں رکھا۔ غضب کی بات ہے کہ اللہ

جل شانہ تو اپنی کلام میں حضرت مسیح کی وفات ظاہر کرے اور یہ لوگ اب تک اس کو زندہ سمجھ کر ہزار ہا اور بے شمار فتنے اسلام کیلئے بر پا کر دیں، اور مسیح کو آسمان کا حیّ و قیوم و سید الانبیا ﷺ کو زمین کا مردہ ٹھہراویں ۔ حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح لکھی ہے کہ مبشّرا برسول یّأتی من بعدی اسمه احمد (سورۃ صف) یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے.

اس کے بعد قادیانی نے آیت فلمّا توفّیتنی اور انّی متوفّیک کو ذکر کیا۔

اس کید میں قادیانی نے مسلمانوں کو کئی دھوکے دیئے ہیں ۔

ایک یہ کہ عقیدہ حیات مسیح، حال کے علماء کی ایجاد ہے ۔

دوسرا یہ کہ اس میں حضرت مسیح کا حیّ وقیّوم ہونا پایا جاتا ہے، جو ایک شرک ہے۔

تیسرا یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی توہین پائی جاتی ہے کہ وہ فوت ہوں اور عیسیٰؑ زندہ ہوں ۔

چوتھا یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی نفی ہوتی ہے، کیونکہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے نبی ہونے کو حضرت عیسی کی موت سے معلق ومشروط کیا گیا ہے ۔ پس اگر حضرت عیسی فوت نہیں ہوئے تو آنحضرت ﷺ بھی نبی نہ ہونگے ۔

☆ اس کید کا ازالہ

عیسیٰؑ کی حیات کا اعتقاد، حال کے مسلمانوں کی ایجاد نہیں بلکہ یہ آنحضرت ﷺ کے وقت سے متوارث چلا آیا ہے ۔ اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد۱۴، اور فتوی رسالہ نمبر۴ جلد۱۳ میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ قادیانی باوجود اس دعوی دروغ کے اپنے رسائل میں کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی محدث سے یہ قول نقل اور ثابت نہیں کر سکا کہ حضرت مسیح اس وقت مردہ ہیں ۔

۲۔ کوئی مسلمان عیسےٰؑ کو آئندہ اور ہمیشہ کیلئے زندہ نہیں جانتا، اور قیوم آسمانوں کا نہیں سمجھتا۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد فوت ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے ۔

اس اعتقاد اہل اسلام کو قادیانی نے خود ازالہ اوہام میں نقل کیا اور اس پر یہ

اعتراض کیا ہے کہ کیا آنخضرت کی ہڈیاں قبر سے نکال کر مسیح کو اس میں دفن کریں گے؟ پھر اس مقام میں اس کا یہ کہنا کہ مسلمان، مسیح کو حیّ و قیوم سمجھتے ہیں، ان پر افتراء نہیں تو کیا ہے؟

اور اگر حضرت مسیح کی درازی حیات کے اعتقاد سے ان کو حیّ و قیوم جاننا لازم آتا ہے تو اس اعتقاد سے مرزا قادیانی بھی بچ نہیں سکتا۔ وہ اگر حضرت خضر کی درازی عمر کا قائل نہیں ہے تو کیا شیطان کی عمر دراز ہونے کا بھی قائل نہیں، جو نص قرآن سے ثابت ہے کہ وہ قیامت تک ہوگی۔ اور اگر وہ وجود خارجی شیطان کا بھی اپنے پیر سر سید احمد کی تقلید سے قائل نہیں تو درازی عمر ملائکہ (ان کو خواہ ارواح ستارگان سمجھے یا ان کا جداگانہ وجود مانے) تسلیم کرنے سے ان کو حی و قیوم ماننے والا بنتا ہے۔ یہ درازی عمر، حضرت مسیح کو حیّ و قیوم بنا سکتی ہے تو ملائکہ اور شیطان کو کیوں نہ بنائے گی؟

۳۔ آنخضرت ﷺ کے حضرت مسیح سے پہلے فوت ہو جانے سے آپ کی توہین لازم آتی ہے، تو چاہیے تھا کہ آنخضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ اس توہین کی تجویز کے وقت مرزا قادیانی کو یہ خیال نہ آیا کہ آنخضرت ﷺ فوت ہو کر زیر زمین مدفون ہیں اور میں زمین پر زندہ پھرتا اور توہین کرتا ہوں، اور کیوں ڈوب کر نہیں مر جاتا؟ اور اگر یہ توہین عمر کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے تو بھی چاہیے تھا کہ آنخضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص آنخضرت ﷺ کی عمر سے زیادہ عمر نہ پاتا۔

۴۔ سورۃ صف کی اس آیت سے استدلال کرنے میں قادیانی دو کید عمل میں لایا ہے۔ ایک یہ کہ پہلے اس آیت کی بشارت کو اپنے لئے مخصوص کر چکا اور اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں دعوی کر چکا ہے کہ مسیح کی یہ پیش گوئی اس کے حق میں ہے جو مجرد احمد ہے اور اپنے اندر حضرت مسیح کی صفت جمالی رکھتا ہے اور اسی وجہ سے خدا نے اس کا دوسرا نام مسیح ابن مریم رکھا ہے۔ آنخضرت ﷺ کے حق میں یہ پیش گوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ احمد ہونے کے ساتھ محمد بھی ہیں، یعنی جامع جمال وجلال ہیں۔ (اصل عبارت قادیانی نمبر ۶ جلد ۱۳، اشاعۃ السنہ میں دیکھیں)۔ اور اب وہ اس پیشگوئی کو آنخضرت ﷺ کے حق میں بیان کرتا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور اگر وہ پہلے قول سے رجوع اور توبہ کر چکا ہے تو وہ تب معتبر ہو سکتی ہے کہ وہ اس رجوع کا اقرار کرے اور توبہ کا اشتہار دے۔

دوسرا کید یہ کہ اس نے لفظ من بعدی سے موت مراد لے کر آیت کا ترجمہ کیا

ہے کہ، وہ میرے مرنے کے بعد آئے گا، یہ محض افتراء ہے۔ من بعدی کا لفظ عرب اور قرآن کے محاورہ میں معنی موت کے لئے متعین نہیں ہے اور اس مقام میں تو موت کے معنے لینا صاف تحریف اور صریح الحاد ہے، جس پر حضرت مسیح کا بشہادت قرآن و حدیث و اجماع امت زندہ ہونا قطعی و روشن دلیل ہے۔ اس آیت میں حضرت مسیح کا من بعدی کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ میرے جانے کے بعد، اور میرے زمانہ نبوت کو پورا ہو جانے کے بعد احمد رسول آئیں گے (جب مسیح نازل ہوں گے تب باوجود نبی ہونے کے آنحضرت ﷺ کی نبوت کے تابع ہوں گے جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے وقت نبی تھے اور تابع)، اس لفظ مسیح، من بعدی کی نظیر حضرت موسیٰ کا اپنی گوسالہ پرست قوم کو یہ کہنا ہے بئس ما خلفتمونی من بعدی، جس کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں بن سکتے کہ تم نے میرے کوہ طور پر جانے کے بعد جو کام کیا، برا کیا۔

اس کی دوسری نظیر حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا ہے رب ھب لی ملکاً لا ینبغی لاحدٍ من بعدی (اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا کسی کے لئے نہ ہو)۔ جس کے معنی کوئی شخص یہ نہیں تجویز کرسکتا کہ میرے مرنے کے بعد نہ ہو، اور زندگی میں ہو تو ہو۔

اس کے نظائر قرآن میں اور بہت ہیں، جن کو ہم بحث وفات و حیات مسیح میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالی۔ باقی آیات جو قادیانی نے وفات مسیح پر دلیل ٹھہرائی ہیں ان کا دلیل وفات نہ ہونا ہم اشاعۃ السنہ جلد۱۴ نمبر۴ میں بیان کر چکے ہیں۔

☆ نمبر پنجم کید و مغالطہ: فنا، بقاء لقاء

مرزا قادیانی نے دافع الوساوس کے صفحہ ۵۸ میں بدست آویز

بلی من اسلم وجھہ للّٰہ و ھو محسن فلہ اجرہ عند ربّہ فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون (کیوں نہیں، جس نے اپنا منہ خدا کے سپرد کیا اور وہ نیکوکار بنا اس کا ثواب خدا کے پاس ہے۔ ان کو نہ کوئی ڈر ہے نہ وہ غم کریں گے)،

اسلام کی یہ حقیقت بیان کی ہے کہ

. مدعی اسلام اعتقادی و عملی طور پر خدا کا ہو جائے۔ ۔

پھر صفحہ ۵۹ میں مرزا قادیانی نے اس کی تشریح یوں کی ہے:۔

. مدعی اسلام ثابت کر دے کہ اس کے تمام جسمانی و روحانی قوی و اعضا، ہاتھ دل دماغ،

عقل، فہم، علم، حلم، نیّات، خطرات، جذبات آرام سرور، خدا کے تابع ہو جائیں .

پھر صفحہ ۶۳ میں کہا ہے کہ

. یہ آیت سعادت کے تینوں درجوں فنا و بقا ولقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کا پہلا فقرہ اسلم و جهه للّٰه درجہ فنا کی طرف اشارہ کرتا ہے کیوں کہ جب انسان اپنے تمام اعضا وقوی کو خدا کیلئے کر دیتا ہے تو گویا ایک قسم کی موت اس پر طاری ہو جاتی ہیں جس کو صوفی فنا فی اللّٰه کہتے ہیں ۔ اور دوسرا فقرہ وهو محسن درجہ بقا کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انسان بعد فنا اور سلب جذبات نفسانی کے دوسری زندگی پاتا ہے، جس کو بقاء باللّٰہ کہنا چاہیے۔ اور تیسرا فقرہ فله اجره درجہ لقاء کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ جب انسان بقا میں درجہ یقین وعرفان وتوکل ومحبت میں پہنچ جاتا ہے تو اسکو خدا کے وجود کا ایسا یقین ہوتا ہے کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے۔

پھر صفحہ ۶۴۔۶۵ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے :۔

اس درجہ میں بشریت کا رنگ، ربانی رنگ کے نیچے چھپ جاتا ہے، جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے چھپا لیتی ہے۔ اس مقام میں جو اولیاء پہنچتے ہیں...بعض اہل تصوف نے ان کا نام اطفال اللہ رکھ دیا ہے۔..ایسے نام اگرچہ کھلے کھلے طور پر بزبان شرع مستعمل نہیں مگر درحقیقت عارفوں نے قرآن کریم ہی سے اس کو استنباط کیا ہے .

پھر صفحہ ۶۵ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ

. اس درجہ بقا میں بعض امور ایسے صادر ہوتے ہیں جو بشری طاقتوں سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور الہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے آنحضرت ﷺ نے ایک سنگریزوں کی مٹھی (جنگ بدر میں) کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ ہوا ہو، اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے۔ (ص ۶۵)

(آپ کا) معجزہ شق القمر اسی الہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارے سے جو الہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا...کئی دفعہ تھوڑے پانی سے جو صرف ایک پیالہ میں تھا، اپنی انگلیوں کو

اس پانی کے اندر کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا...کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کو شکم سیر کر دیا ...بعض اوقات شور آب کنویں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا ...بعض آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھوں کی برکت سے پھر درست کر دیا (ان کاموں کے ساتھ دعائیں نہ تھیں) (ص ٦٦)

پھر مرزا قادیانی نے صفحہ ٦٨ و ٦٩ میں کہا ہے

. یہ درجہ لقا جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کے تموج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں۔اور جیسا خدا کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے۔ایسا ہی اس کا کن بھی تموّج و مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا ... اس تموج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آجاتا ہے ...اور درجہ فنا کے بعد درجہ بقا اور لقا کا بلا توقف پیچھے آنے والہ ہے۔ .

یہ قادیانی کے بیان بارہ صفحات کا خلاصہ ہے جس کو اس نے مکرر سہ کرر عبارات، رنگین الفاظ میں اس غرض سے بیان کیا ہے کہ لوگ ان عبارات میں چکر کھا کر اور متحیر ہو کر اس کے کمال علم و معرفت کے قائل ہو جائیں اور اس کو ما عر فنا ک حق معرفتک کہکر ولی و صوفی و متبحر عالم سمجھنے لگیں۔

☆ ازالہ کید

ان عبارات و دعاوی میں قادیانی نے دو باتیں جتائی ہیں۔

اول۔ یہ کہ جو باتیں اس نے ان عبارات میں کہی ہیں وہ اس کا ایجاد و اجتہاد ہے نہ کہ وہ باتیں اس نے قرآن سے نکالی ہیں۔

دوم۔ یہ کہ جو حالات و مقامات ان عبارات میں بیان ہوئے ہیں، وہ حالات اس پر وارد ہیں، وہ خود اس مقال کا صاحب حال ہے۔وہ اپنے حالات کی عام پیرایہ میں حکایت کرتا ہے۔

ان دونوں کید و مغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ جو حالات و مقامات اس نے بیان کئے ہیں وہ صوفیوں اور اہل اسرار کے مقالات و اصطلاحات ہیں، قادیانی انکا چور ہے۔ان کی باتوں کو اس نے سرقہ کیا اور ان کا حوالہ نہیں دیا۔اور جو اپنا صاحب حالات و مقامات ہونا

جتایا ہے، اس میں ان کے منصب و لایت کا سرقہ کیا۔ ایسے ہی چوروں کے حق میں مولوی رومیؒ پہلے سے کہہ گئے ہیں

حرف درویشاں بدرزد مرد دون   تا بخواند بر سلیم زان فسون

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر   تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر

ہم سری با نبیا بر داشت ند   اولیا را ہم چو خود پنداشت ند

(کمینہ صفت آدمی درویشوں کی باتیں اس لئے چرالیتا ہے کہ ان باتوں سے احمقوں پر منتر پھونکے، جیسے شکاری اسلیئے جانوروں کی بولی بولتا ہے کہ وہ اس بولی سے جانوروں کو فریب دے کر دام میں لاوے۔ یہ لوگ ایسے باتیں کہکر انبیاء کا ہمسر بننا چاہتے ہیں اور اولیاء کو اپنی مانند سمجھتے ہیں)

یہ امر کہ یہ باتیں پہلے صوفیوں اور اہل اسرار کی بیان کی ہوئی ہیں، محتاج ثبوت نہیں۔ صوفیوں کی جس کتاب میں چاہو، ان اصطلاحات و مقامات فنا و بقا وغیرہ کا حال دیکھ لو۔ مرزا قادیانی کے منہ سے بھی ایک جگہ مقام فنا کے بیان میں صوفیوں کا نام نکل گیا ہے (جیسا کہ اطفال اللہ والے حوالے میں اوپر مذکور ہوا۔ بہاء)۔

رہا ثبوت اس امر کا کہ مرزا قادیانی خود صاحب حالات و مقامات مذکورہ نہیں ہے، سوثبوت امر اول سے بڑھ کر ہے۔

قادیانی کے خیالات و مقالات و حالات صاف بتا رہے ہیں کہ وہ ولی تو کجا ایک ادنی درجہ کا مسلمان بھی نہیں۔ اس کے اعتقادات کا حال فتوی علمائے پنجاب و ہندوستان میں ملاحظہ ہو، اس کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ اعمال ہمارے سوالات مندرجہ نمبر ا و ۲ جلد ۱۵، اشاعۃ السنہ سے ناظرین معلوم کر سکتے ہیں۔

اس کی شیریں زبانی اور خوش خلقی کا حال جواب فیصلہ آسمانی نمبر ا جلد ۱۴، اشاعۃ السنہ اور ہمارے سوالات اور مراسلت مندرجہ نمبر ا ج ۱۵، اشاعۃ السنہ میں ملاحظہ فرمائیں اس کی تازہ شیریں بیانی، خوش خلقی یہ ہے کہ اس نے محمد احسن بھوپالی امروہی کو فحش گالیوں کیلیئے ملازم رکھ کر اس کام پر مامور کیا ہے (شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۵ کے مطابق مولوی محمد احسن کی تنخواہ مرزا کی طرف سے ۶۰ روپیہ ماہوار تھی جو ۱۹۰۳ء میں ۱۰۰ روپیہ ماہور کردی گئی تھی) جیسے کعب بن اشرف نے آنخضرت ﷺ کی ہجو کیلیئے لونڈیاں مقرر کر رکھی تھیں۔ کیا صاحبان مقام وفنا و بقا یہی کام کرتے ہیں؟ پہلے ولی تو ایسے کام کرنے والوں کو ولی نہیں سمجھتے بلکہ ایسے

لوگوں کولعنت سے یاد کرتے ہیں۔اور ولیوں کے یہ حالات بیان کرتے ہیں کہ وہ دشمنوں کی (چہ جائے دوستوں کی) بدگوئی اور دل آزاری نہیں کرتے۔ایک مشہور ولی، بدعمل مدعی ولایت کے حق میں فرماتے ہیں

کار شیطان مے کند نامش ولی　گر ولی ایں ست لعنت بر ولی

ایک اور ولی فرماتے ہیں

شنیدم کہ مردان راہ خدا　دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام　کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

یہ آپ کے مقام فنا و بقا کا حال ہے۔اب مقام لقاء کا حال سنو۔مولوی رومی نے اس باب میں ایک قانون مقرر کر دیا ہے جس کی شعر ذیل میں حکایت ہے

کار مرداں روشنی و گرمی ست　کار دوناں حیلہ و بے شرمی ست

اب طالب حق و یقین غور کریں اور دیکھیں کہ قادیانی صاحب اس مقام لقاء کے مرد ہوتے، تو سرگرمی کے ساتھ اپنی روشنی و برکات وخوارق دکھاتے۔عین موقعہ تحدی و معارضہ میں بات کو حیلہ حوالہ سے نہ ٹلاتے۔آسمانی نشان برکات خوارق عادات دکھانے کے لئے ہمیشہ آپ ناجائز شروط لگاتے اور لمبی لمبی میعادیں مقرر کرتے ہیں، جن کا انتظار کسی سے نہ ہو سکے۔پچھلے واقعات کو جانے دو، آپ کے آخری دعوی نشان نمائی پر آپ کو جواب فیصلہ آسمانی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد۱۴ص ۵۱ میں ایک صوفی صاحب کے مقابلہ کے لئے دس ہفتہ میں نشان دکھانے یا پانچ ہفتہ میں صوفی صاحب کا نشان دیکھنے کے لئے بلایا، تو اس سے بھی آپ نے رسالہ نشان آسمانی میں انکار کر دیا اور صاف کہا کہ میں مامور ہوں، ایک سال کی مدت کم نہیں کر سکتا۔ (جیسا کہ مولانا محمد علی لکھویؒ نے اپنے والد جناب محی الدین عبد الرحمٰن لکھویؒ کے حالات میں لکھا ہے ایک دفعہ مرزا نے کہا کہ میرا کوئی مخالف نشان آسمانی دکھلاوے۔آپ نے فرمایا کہ رجسٹری کر کے لکھ دو جو امر خارج از طاقت انسانی ہو جس کو وہ مقرر کرے کہ مرزا اس کو دس ہفتہ میں دکھلاوے یا میں اس کو پانچ ہفتہ میں دکھلاتا ہوں۔چنانچہ اس کو بذریعہ رجسٹری لکھا گیا جس کا جواب نہیں آیا (اشاعۃ السنۃ ج ۱۴ نمبر۲ ص ۵۲ میں اس کا اندراج ہے۔منقول از اہل حدیث امرتسر ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔اپریل ۱۹۲۱ء۔ ص ۹-۱۰)

جو لوگ آپ سے دعاؤں کے خواستگار ہوئے ہیں، ان کو بھی آپ حیلہ حوالوں سے ٹلاتے رہے ہیں۔

بے چارہ آپ کا ظلم رسیدہ مولوی جلال الدین ساکن پیر کوٹ ضلع گوجرانوالہ مرض نزول الماء میں مبتلاء ہے اور ڈاکٹروں کا معمول کا علاج چھوڑ کر بارہا سفر کر کے آپ کے پاس پہنچا، تو اس کو آپ نے اس حیلہ سے لٹکا رکھا کہ میں نے تین شخصوں کے حق میں (جن میں ایک تم اور دو اور ہیں) دعا کی۔ ازانجملہ دو کے حق میں دعا قبول ہوگئی ہے، ایک کے حق میں نامنظور ہوئی، شائد ان دو میں تم ہو۔ یوں وہ بے چارہ نہ بالکل مایوس ہو کر ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ جن لوگوں سے آپ نے روپیہ لے کر دعا صحت اور اولاد کا وعدہ کیا ہوا ہے (اور ان کا ذکر رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۱۳ کے ص ۱۱ میں ہے) وہ بھی اب تک آپ کے حیلے حوالوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

قادیانی صاحب! آپ کو درجہ لقاء حاصل ہے تو کیوں کبھی آپ کی زبان میں الٰہی طاقت کا تموّج نہیں ہوتا؟ اور کیوں کبھی آپ کے کن میں خدا کے کن کا اثر نہیں آتا؟ اگر کبھی آیا ہے تو پھر آپ نے ان بے چارے اہل حاجات کا، جن سے پیشگی فیس لے چکے ہیں، اس وقت کام کیوں پورا نہ کر دیا، اور اپنی گردن کو انکے حق سے کیوں سبکدوش نہ کیا۔ یہ لوگ نہ سہی اور لوگوں کا ہی نام لیں جو آپ کے مدّ وتموّج کے اثر سے فیض یاب ہوئے ہیں، ورنہ ان لن ترانیوں سے شرم کریں۔ شرم، انسانیت کے لوازم سے ہے۔

اس بیان میں قادیانی نے مسلمانوں کو ایک اور مغالطہ دیا ہے۔ وہ یہ کہ دعوی تو بیان حقیقت اسلام کا کیا اور اپنے بیان میں حقیقت ولایت کو، جو ایمان کا اعلی رتبہ ہے، اور وہ صرف نبیوں اور ولیوں میں پایا جاتا ہے، بیان کیا۔ اس میں یا تو تمام مسلمانوں کو اس نے ولی قرار دیا، یا ولیوں کے سوائے باقی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

اس کا ازالہ یہ ہے کہ اس بیان میں مرزا قادیانی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ یہ حقیقت اسلام، جو آپ نے بیان کی ہے، اعلی درجہ کے ایمان کی حقیقت ہے، عام مسلمانوں اور مومنوں کے ایمان و اسلام کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ تینوں مقام، فنا بقا اور لقاء اور اس کے لوازم کے محل وموصوف ہوں۔

ایک مغالطہ، اس کا یہ کہنا ہے کہ اولیاء اللہ مقام لقاء میں پہنچ کر اطفال اللہ کہلاتے ہیں، گو شرع میں یہ لفظ وارد نہیں۔ اس میں اس نے اپنے اس پہلے کفر کو، کہ مجھے بطور استعارہ خدا کا بیٹا کہنا جائز ہے، صحیح اور مؤید کرنا چاہا، اور یہ بھی جتایا ہے کہ اس کی ایسی باتوں پر

شریعت گواہ نہیں تو کیا ہوا؟ وہ خود ایک نئی شریعت لے کر آیا ہے۔

اس مغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ قرآن اور حدیث نے ایسی باتوں کو دین سے خارج کیا ہے جن پر شریعت گواہ نہیں۔ اور پرانے صوفیا نے بھی کہہ رکھا ہے (یعنی جو حقیقت شریعت کے برخلاف ہو، وہ چھپا ارتداد و الحاد ہے۔ دیکھو مقالہ عاشر۔ فتوح الغیب۔ از شیخ عبدالقادر جیلانی) کل حقیقۃ لا تشھد لھا الشریعۃ فھی زندقۃ و الحاد۔

☆ کید ششم: معجزات مسیح

دافع الوساوس کے صفحہ ۶۷ میں قادیانی نے کہا ہے

. زیادہ تر افسوس ان عیسائیوں پر ہے جو بعض خوارق اسی کے (یعنی معجزات مذکورہ آنحضرت ﷺ کے) مشابہ مگر ان سے ادنیٰ حضرت مسیح میں سن سنا کر، ان کی الوہیت کی دلیل ٹھہرا بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا، اور مفلوجوں اور مجذوموں کو اچھا کرنا، اپنے اقتدار سے تھا، کسی دعا سے نہیں تھا۔ یہ دلیل اس بات پر ہے کہ وہ حقیقی طور پر ابن اللہ بلکہ خدا تھا۔ لیکن ان بے چاروں کو خبر نہیں کہ اگر انہیں باتوں سے انسان خدا بن جاتا ہے تو اس خدائی کا زیادہ تر استحقاق ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کو ہے .... یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا کی طرف سے ہی ہوتے ہیں، مگر پھر بھی خدا کے ان خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ غیری ظہور میں آتے ہیں، کسی طور سے برابری نہیں کر سکتے۔ تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ کا عصا، باوجود اسکے کہ کئی دفعہ سانپ بنا لیکن، آخر عصا کا عصا ہی رہا اور حضرت مسیح کی چڑیاں، باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن سے ثابت ہے مگر، پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی

اس کید میں قادیانی نے عجیب چال دکھائی ہے۔ اپنے مخالفین و معترضین کو تو یہ بات جتائی ہے کہ وہ معجزات مسیح سے انکاری نہیں ہے بلکہ صرف اس نتیجہ سے جو نصاریٰ نے ان معجزات سے نکالا ہے، کہ حضرت عیسیٰ مسیح خدا یا خدا کے بیٹے ہیں، انکاری ہوا ہے۔ اور علمائے وقت نے جو اس کو معجزات مسیح کا انکاری ٹھہرا کر کافر بتایا ہے، اس میں انہوں نے

افتراء کیا اور ظلم سے کام لیا۔

اپنے موافقین اہل نیچر کو (جو صرف اس انکار معجزات کے سبب سے اس کے پیرو ہوئے ہیں) اس نے پہلے شروع قول میں یہ کہکر کہ، معجزات مسیح آنحضرت ﷺ کے اقتداری خوارق سے کم رتبہ تھے، پھر آخر قول میں یہ کہکر کہ

اس قسم کے خوارق خدا تعالی کے ان افعال سے جو بلا ارادہ غیر ظہور میں آتے ہیں، برابری نہیں کر سکتے، تا کہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے۔ اسی واسطے حضرت موسیٰ کا عصا، باوجودیکہ کئی دفعہ سانپ بنا آخر، عصا کا عصا رہا۔ اور مسیح کی چڑیاں، باوجود پرواز کرنے کے، مٹی کی مٹی تھی

یہ جتا دیا کہ اب بھی اس نے ان معجزات کی حقیقت مشہورہ کو نہیں مانا۔ نہ ان جانوروں کا جو حضرت مسیح نے بنائے تھے، حقیقۃً زندہ ہونا مانا ہے، نہ ان کے حقیقی پرواز کو جو زندہ جانوروں میں پایا جاتا ہے، اور اس سے تشابہ فی الخلق لازم آتا ہے جو ایک شرک ہے، اس نے تسلیم کیا ہے۔ اسی وجہ سے مسیح کی چڑیوں کی نسبت کہدیا ہے کہ وہ بظاہر اڑتی تھیں مگر درحقیقت وہ مٹی کی مٹی تھی۔ اور اسی نظر سے ان معجزات کی نسبت کہدیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے خوارق سے کم رتبہ تھے۔ جس سے اس کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خوارق مذکور پانی اور روٹی کا زیادہ ہونا، تو حقیقۃً وقوع میں آئے تھے کیونکہ وہ طبعی اور نیچرل اصول کے مخالف نہیں ہے۔ ہوا اور پانی وغیرہ عناصر کا ہیولی واحد ہے، لہذا پانی ہمیشہ ہوا بن جاتا ہے، ہوا پانی بن جاتی ہے۔ اسی نیچرل اصول کے مطابق آنحضرت ﷺ کی برکت سے ہوا پانی ہو گئی ہو تو محل تعجب و انکار نہیں ہے۔ بخلاف معجزات مسیح (مٹی کا چڑیا بن جانا، یا مردہ کا زندہ ہونا) کہ وہ اصول نیچر کے مخالف ہے، لہذا ممکن نہ تھا کہ مردہ حقیقۃً زندہ ہو جاتا اور مٹی کا جانور پرند بن جاتا۔ وہاں جو کچھ ہوا تھا وہ صرف مسمریزم کی تاثیر سے ظاہر ہوا تھا اور درحقیقت کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں بیان ہوا ہے۔ لہذا اس مقام کی تسلیم اور ازالہ کے انکار میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔

☆ ازالہ کید (اعاذہ فریق مخالف قادیانی)

مسلمان بھائیو! قادیانی نے جو بظاہر معجزات مسیح کو تسلیم کیا ہے اس میں اس نے

آپ لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے زمرہ میں داخل کرنا چاہا ہے، وہ ہرگز ان معجزات کا قائل نہیں ہے۔اس کے اس ظاہری اقرار کے ساتھ اس کا در پردہ انکار بھی اس قول کے شروع اور آخر میں موجود ہے۔ ہم نے اس کید کی تفصیل میں اس انکار کا بخوبی اظہار کر دیا ہے۔آپ لوگ توجہ سے اس کو پڑھیں گے تو اس انکار کے موجود ہونے کا اقبال کریں گے۔اس سے بھی آپ کو وہ انکار سمجھ میں نہ آوے تو آپ اس کی یہ تفصیل بادلیل سنیں کہ قادیانی نے جو کچھ اس مقام تسلیم معجزات میں کہا ہے، اپنے ازالہ اوہام میں اس کا خلاف کیا ہے اور اس تسلیم سے بڑھ کر انکار کا اظہار فرمایا ہے۔

ازالہ اوہام میں بصفحہ ۲۹۶ قادیانی نے اس خیال کو کہ حضرت مسیح پرند بنا کر اس میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے،نقل کر کے اس کو سخت بے ایمانی وصریح الحاد کہا ہے۔

پھر اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۲ میں کہا ہے کہ ان دنوں (یعنی مسیح کے وقت میں) یہودیوں کے خیالات اس طرف جھکے ہوئے تھے، جو کہ شعبدہ بازی کے قسم میں سے تھے۔

پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں کہا ہے:۔

. تو کچھ تعجب کی بات نہیں کہ حضرت مسیح کو اس طریق پر اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا بنا کر کسی کل کے دبانے سے، یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے، کیونکہ حضرت مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھئی) کا کام کرتے رہے ہیں۔

پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۵ میں کہا ہے:۔

ما سوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز، طریق عمل الترب (یعنی مسمریزی طریق) سے بطور لہو ولعب، نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل الترب میں، جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۶ میں کہا ہے:۔

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے، وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان

اور جماد ہوتا ہے۔صرف عامل کے روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لے آتی ہے ۔اور یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا، اور نہ درحقیقت زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۱ میں کہا ہے:۔

مسیح کے عمل الترب سے وہ مردہ جو زندہ ہوتے تھے، یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے، وہ بلا توقف چند منٹ میں مرجاتے تھے۔ کیونکہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہوجاتی تھی

اوراس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۵ میں کہا ہے:۔

. اوراگر یہ کہا جائے کہ کیوں بطور معجزہ جائز نہیں کہ حضرت مسیح اذن اور ارادہ الٰہی سے حقیقت میں پرندے بنا لیتے ہوں ۔اور وہ پرندے ان کی اعجازی پھونک سے پرواز کر جاتے ہوں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالی اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا ۔ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں ۔معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں رکھتے جیسا کہ انسان کو ہاتھ پیر ہلانے کی قدرت ہوتی ہے (ایک اور مقام پر مرزا قادیانی نے خوارق کو اقتداری ٹھہرایا ہے اور کہا ہے کہ اقتداری خوارق اسی وجہ سے ان لوگوں سے صادر ہوتے ہیں کہ روح القدس کی روشنی ہر وقت ان کے شامل حال ہوتی ہے اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتی ۔اور یہاں ازالہ اوہام میں معجزات کے اقتداری ہونے کی نفی کی ہے ۔محمد حسین) غرض معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سے یہ امر بالاتر اور ان صفات خاصہ خدا تعالی سے ہے جو کسی بشر کو مل نہیں سکتی ۔

اوراس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۷ میں مرزا صاحب نے کہا ہے:۔

بعض دانش مند شرک سے بچنے کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے، ان کی عمر چھوٹی ہوتی تھی، تھوڑی مسافت تک پرواز کر کے پھر گر کر مر جاتے تھے ۔لیکن یہ عذر بالکل فضول ہے اور صرف اسی حالت میں ماننے کے لائق ہے کہ جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا ہوتی تھی .

اور اس ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۹ میں کہا ہے :۔

بہت لوگ اس وسوسہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے، یا کوئی جماد جاندار بن جائے، تو اس میں کون شرک ہے ۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ اس جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں۔ اور قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے، وہ فعل الٰہی ہوتا ہے ۔ نبی کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس جگہ وہ صورت نہیں ۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے۔ اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماریوں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا، بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جن کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی، ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔

اور صفحہ ۳۲۲، ازالہ اوہام میں کہا ہے :۔

. غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ علم الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت مٹی رہتی تھی .

ان تصریحات وعبارات میں قادیانی نے مسیح کے معجزات، حقیقۃً مردوں کو زندہ کرنے، اور مٹی سے سچ مچ کے جانور بنانے اور حقیقۃً ان کے پرواز کرنے، سے صاف انکار کیا ہے ۔ پھر ان انکار کے ساتھ اب اس کا اقرار جو اس کے کید ششم میں پایا جاتا ہے، کب سچا ہو سکتا ہے اور اس اقرار سے بجز دہوکہ دہی اہل اسلام اور کیا مقصود و مراد ہو سکتا ہے؟

اگر قادیانی یا اس کا کوئی حامی یا حواری یہ عذر کرے کہ وہ انکار پہلے زمانہ تالیف ازالہ اوہام کا ہے اور یہ اقرار تازہ زمانہ تالیف دافع الوساوس کا ہے، لہذا مناسب بلکہ لازم ہے کہ اس انکار کو منسوخ اور مرجوع عنہ سمجھا جائے اور اس اقرار کو ناسخ و موجب رجوع وتوبہ تصور کیا جائے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قادیانی نے اس انکار سے رجوع کیا اور اس کفر سے تائب ہوا ہے تو چشم ما روشن دل ماشاد ۔ ہم اس رجوع وتوبہ پر (اگر اس کے ساتھ اور کفریات سے بھی وہ توبہ کرے) اس کو اپنا بھائی سمجھنے اور کل ہندوستان کے علماء کی طرف سے اس کو مسلمانی کا

سرٹیفکیٹ دینے کو بخوشی حاضر ومستعد ہیں مگر بحکم تو بۃ السّرّ با السّرّ و تو بۃ العلا نیّۃ با لعلا نیّہ یہ رجوع وتوبہ اس صورت اور شرط سے اور اسی حالت میں مقبول وصحیح ہو سکتی ہے کہ وہ ازالہ اوہام وغیرہ تالیفات سابقہ کو، جن میں اس قسم کے کفریات درج ہیں، آگ میں جلا دے یا دریا برد کر دے۔ یا کم از کم اس مضمون کا اشتہار دے کہ ان کفریات سے میں نے رجوع کر لیا اور میں تائب ہوا ہوں، اب ان کتابوں کی ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہ کرے اور اگر وہ ان کتابوں کو نہ جلاوے یا اس مضمون کا اشتہار نہ دے تو پھر رجوع وتوبہ کا یقین نہیں ہوسکتا اور اس اقرار معجزات مسیح کا سبب ومحمل یہی متعین رہتا ہے کہ دلی اعتقاد تو اس کا وہی کفر وانکار ہے اور اس اقرار میں وہ مسلمانوں کو دام میں لاتا اور اپنے آپ کو فتویٰ کفر سے بچاتا ہے۔ اور اس اقرار اور سابق انکار میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک دوسرے کا مکذب ہے، اس کی قادیانی کچھ پرواہ نہیں رکھتا، بلکہ اس میں یہ فائدہ مدنظر رکھتا ہے کہ جس مقام میں جو بات وہ کہے گا اس میں کوئی نہ کوئی پھنس جائے گا۔ مختلف باتوں کا موازنہ کون کرتا ہے کہ اس سے بدگمانی اور انحراف کا خوف پیدا ہو۔

☆ اعاذہ فریق موافق قادیانی

ہمارے نیچری دوستو! قادیانی کے اس انکار معجزات پر آپ لوگ خوش نہ ہوں اور اس انکار کی وجہ سے اس کو اپنے امام (سید احمد خان) کا خلیفہ برحق سمجھ کر اس کے پیچھے نہ لگیں۔ اسکے اس اقرار کے ساتھ جس سے اس نے مسلمانوں کو دام میں لانا چاہا ہے، یہ انکار بے سود ہے۔ معجزات مسیح کے متعلق گو اس کے اقرار کے ساتھ انکار بھی پایا گیا ہے مگر معجزات آنحضرت ﷺ اور خوارق اقتداری دیگر اولیاء اللہ کا اس نے ایسے طور پر اقرار کر لیا ہے کہ ان سے انکار کرنے کی اب اس کو گنجائش نہیں رہی۔

آنحضرت ﷺ کا معجزہ پانی زیادہ کرنے کا، گو آپ لوگوں کے نیچرل اصول کے مخالف نہیں مگر معجزہ شق القمر (جس کو قادیانی اس کید سے پہلے کید پنجم میں مانا ہے) تو آپ کے اس خیالی اصول کے بالکل مخالف ہے۔ پھر وہ آپ لوگوں کا خاص اور پورا ہم مشرب اور آپ کے امام پیر نیچر کا پکا خلیفہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اور سنئیے! میلہ سالانہ (۱۸۹۲ء) کے جلسہ میں قادیانی نے یہ بھی کہا تھا کہ نبی یا ولی

کی دعا سے، یا یہ کہ خدا چاہے، تو کوٹھے کا ہاتھی بن جائے اور اپنے سولہ گز کے نئے کوٹھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ خدا چاہے تو یہ کوٹھہ اڑ کر چلا جائے۔ اس کا یہ بیان کس و ناکس نے جو اس وقت حاضر و شریک جلسہ تھے، سنا اور مختلف شہروں میں جا کر نقل کیا اور خاکسار نے بٹالہ میں مولوی قدرت اللہ اور منشی دین محمد سے اور امرتسر کے قریب ریل گاڑی میں حکیم مولوی نورالدین سے (جو لاہور سے امرتسر تک ایک گاڑی میں میرے ساتھ آئے تھے) سنا۔

پس اگر یہ بیان قادیانی کا دل سے ہے، تو وہ آپ لوگوں کا پورا ہم خیال اور آپ لوگوں کے امام کا خلیفہ برحق کیونکر ہوسکتا ہے۔ آپ لوگوں کو مناسب ہے کہ اس داؤ میں نہ آویں، اور یقین کریں کہ یہ شخص منافق ہے۔

☆ قادیانی کا افحام اور اس کے معتقدین کا افہام

یہ تو ناظرین کو معلوم و ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ اس قول (یا کید) ششم میں کہا ہے اس میں اپنے مخالف و موافق دونوں فریق کو دھوکہ دیا، اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بعد قول نمبر ۵ جو کچھ اس نے کہا ہے اس میں اس کے سابق انکار معجزات اور اس کی وجوہات کا پورا جواب موجود ہے۔ اور یہ قول قادیانی کے انکار سابق پر افحام (الزام) اور اس کے اتباع کے افہام کا موجب ہوسکتا ہے اگر ان میں کچھ فہم و شرم ہو۔

اس قول میں مرزا قادیانی نے بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ نبی اور ولی (جبکہ وہ مرتبہ لقاء کو پہنچ جاتا ہے) کا رنگ بشریت، رنگ ربانی کے نیچے چھپ جاتا ہے اور ان میں الٰہی طاقت آجاتی ہے اور تموّج کے وقت ان کا کن خدا کے کن کا کام دیتا ہے اور خدائی کاموں کیلئے ان میں ذاتی اقتدار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس الٰہی طاقت کا یہ اثر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بغیر کسی دعا کے انگلی کے اشارہ سے چاند کو پھاڑ ڈالا، اور جس کی آنکھ کا ڈھیلا نکل گیا تھا اس کی آنکھ کو بحال کر دیا۔ و علی ھذا القیاس

اس کا یہ اعتراف و اقرار جملہ وجوہات انکار کو نیست و نابود کرتا اور یقین دلاتا ہے کہ حضرت مسیح کا الٰہی طاقت کے تموّج کے وقت مردہ اور کوڑھی اور اندھے کو بغیر کسی دعا کے صرف ہاتھ لگانا اور مٹی کے جانور بنا کر اس کو کن طیراً باذن اللّٰہ کہہ دینا، یا صرف الٰہی طاقت کی بھری ہوئی پھونک مار دینا کافی، اور ان کی حیات و صحت کا سبب ہوسکتا ہے، اور

اس پر نہ شرک کا اعتراض وارد ہوتا ہے نہ مخالفت قانون قدرت کا۔ اور کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی کہ مسیح کے افعال مذکورہ کو قادیانی کے سابق قول کے مطابق خلاف توحید و مخالف قانون قدرت سمجھ کر یہودیوں کی سی شعبدہ بازی یا یورپ والے صناعوں جیسی دستکاری قرار دیں، یا عمل مسمریزم کا اثر (جھوٹی حیات و عارضی صحت و خیالی حرکت وغیرہ) بتاویں وعلی هذا القياس

قادیانی نے انکار سابق کی وجوہات میں جو یہ کہا ہے کہ فعل مخلوق کا فعل خالق سے کمتر ہونا ضروری ہے تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے اور اسی کے مطابق اس قول واقرار جدید کے آخر میں بھی ایک فقرہ بڑھا کر انکار کی جگہ رکھ لی ہے، یہ حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کو باطل نہیں کرسکتا۔ مسیح کے بنائے ہوئے پرندوں اور خدا کے مخلوق پرندوں میں یہ فرق بین موجود ہے اور وہ تشابہ فی الخلق کو دور کرنے کیلئے کافی و وافی ہے کہ خدا نے تو عالم کو ذاتی طاقت سے بغیر کسی سابق مثال یا مادہ کے بنایا اور حضرت مسیح نے خدا کی بنائی ہوئی مٹی سے خدا کے بنائے ہوئے پرندوں کا نمونہ و مثال دیکھ کر خداداد طاقت اور خدا کے اذن سے کوئی جانور بنایا۔ اس فرق بین کو دیکھ کر کوئی احمق سے احمق اور غبی سے غبی بھی حضرت مسیح کو حقیقی خالق نہیں سمجھ سکتا اور آپ کے خلق کو خدا کی خلق سے مشابہ نہیں خیال کرسکتا

قادیانی نے اپنے سابق مجوزہ فرق کہ مسیح کے پرند درحقیقت پرند جانور نہ ہوتے، (صرف کل کے دبانے سے یا مسمریزم کے ذریعہ سے روح کی گرمی پہنچنے سے کچھ حرکت کرتے تھے)، کی تائید میں جو ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۶ میں بیان کیا ہے کہ قرآن شریف سے ان پرندوں کا پرواز کرنا، بلکہ ہلنا اور جنبش کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا، اس کا ابطال مرزا قادیانی نے اپنے قول جدید سے خود کر دیا، اور خدا تعالی نے اس کے قلم سے اس مقام (دافع الوساوس کے صفحہ ۶۸) میں یہ نکلوا دیا کہ ان جانوروں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

قادیانیوں سے جو لوگ مرزا قادیانی کا بیان ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۶ کو سچ سمجھ کر اس پر ایمان لے آئے ہیں، وہ اب اس کے بیان وساوس صفحہ ۶۸ کو حیا و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس سابق بیان کو جھوٹا سمجھیں اور اب ان معجزات کے حقائق مشہورہ پر ایمان لاویں۔ اور قادیانی کے اس جھوٹ و فریب کو کہ

ازالہ اوہام میں پرواز و حرکت و جنبش ان جانوروں کے قرآن سے ثابت ہونے سے صاف انکار کیا ہے اور وساوس میں بلا اعتراف غلطی سابق و بلا اظہار رجوع، قرآن سے اس پرواز

کے ثابت ہونے کا اقرار کرلیا ہے۔

غور و تامل سے ملاحظہ فرما کر داد انصاف دیں کہ ایسا جھوٹا اور فریبی اتباع کے لائق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو لوگ قادیانی کے مقلد ہیں، ہم کو اس تعارض اور اختلاف بیانی کی وجہ بتلائیں اور ثابت کریں کہ قادیانی ان دونوں بیان (انکار صفحہ ۳۰۶، ازالہ اوہام واقرار صفحہ ۶۸ وساوس) میں کیونکر سچا ہوسکتا ہے؟

قادیانی نے سابق انکار کی تائید میں اور خلق طیور مسیح کی خدا کی خلق سے مشابہت پیدا کرنے اور اس وجہ سے اس کو شرک قرار دینے کی غرض سے ایک اور کید عظیم کیا کہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۵ میں کہا کہ

بعض لوگ موحدین کے فرقہ سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم انواع اقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ جس حالت میں مسیح کے کروڑ ہا پرندے بنائے ہوئے اب تک موجود ہیں جو ہر طرف پرواز کرتے نظر آتے ہیں تو پھر مثیل مسیح کا کسی پرندہ کا خالق ہونا چاہیے۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۷ میں کہا ہے۔

اس موحد کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تم اب شناخت کر سکتے ہو کہ ان پرندوں میں سے کون سے ایسے پرند ہیں، جو خدا تعالی کے بنائے ہوئے ہیں، اور کون سے ایسے پرندے ہیں جو ان پرندوں کی نسل سے ہیں جن کے خالق حضرت مسیح تھے، تو اس نے جواب دیا کہ میں شناخت نہیں کرسکتا.

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۸ میں کہا ہے

بعض موحدین کا یہ اعتقاد ہے کہ پرندوں میں کچھ خدا کے مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسی کے.

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۶ میں کہا ہے

اب ہر ایک دانش مند سوچ سکتا ہے کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالی دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت اور اذن دیدے کہ تو مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارا کر، وہ حقیقت میں جانور بن جایا کریں گے اور ان میں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضا جانوروں کے بن جائیں گے۔ اس صورت میں خدا کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا، گو اس کے حکم اور اذن ہی سے سہی۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے اور

فتشا به الخلق علیهم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاوے گی۔

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۹ میں کہا ہے۔

اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا ہو جاتی تھی اور سچ مچ ان میں ہڈیاں، گوشت پوست، خون وغیرہ اعضاء بن کر جان پڑ جاتی تھی، تو اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان میں جاندار ہونے کے تمام لوازم پیدا ہو جاتے ہوں گے اور وہ کھانے کے بھی لائق ہوں گے اور ان کی نسل آج تک کروڑہا پرندے زمین پر موجود ہوں گے اور کسی شکاری کے ہاتھ سے مرتے ہوں گے۔

اس کید کا ازلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے کسی فرقہ، موحدین ہو (جس سے قادیانی کی مرادفرقہ اہل حدیث ہے) یا کوئی اور، کے ایک بھی شخص کا یہ اعتقاد نہیں سنا گیا اور نہ کسی کتاب چھوٹی یا بڑی میں دیکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح کو مٹی کے جانور بنانے کا دائمی اختیار واقتدار حاصل تھا۔ اور کروڑ ہا جانوروں کو انہوں نے پیدا کیا اور ان کا سلسلہ نسل اب تک چلا آیا ہے اور موجودہ پرندوں میں کچھ خدا کی مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسی کی مخلوق ہیں، یا ان کی نسل سے ہیں جو حضرت عیسی نے بنائے تھے، مگر ہم ان کو پہچان نہیں سکتے۔ یہ سب باتیں کذاب قادیانی اور اس دجال لاثانی کی اپنی من گھڑت ہیں جس سے اس کا مقصود وہ ہے جو ہم نے بیان کیا کہ اس اعتقاد معجزہ خلق طیور کا شرک ہونا لوگوں کے خیال میں جم جائے، پھر اس ذریعہ سے وہ اس معجزہ کی نفی کرے۔

مرزا قادیانی اس امر میں اور اس بیان اعتقاد مذکور میں سچا ہے تو بتاوے کہ کس موحد (اہل حدیث) سے اس نے یہ اعتقاد سنا ہے؟ اور وہ جاہل ہے یا عالم؟ جاہل ہے تو اس کی بات کا کیا اعتبار ہے، اور اگر عالم ہے تو اس کا فل اڈریس (پورا نام نشان) کیا ہے؟ اگر قادیانی ایسے شخص کا نام لے گا جو فرقہ اہل حدیث سے مرتد ہو کر عیسائی یا مرزائی ہو گیا ہو، تو اس کا ہرگز اعتبار نہ ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ وہ برطبق، یکے دزد باشد و یکے پردہ دار قادیانی کے بہکانے سے اس اعتقاد کا مظہر و فرضی معتقد بن بیٹھا ہے۔ اپنے اتباع کے سوا اور کسی فرد فرقہ اہل حدیث کا نام نہیں بتلا سکے گا۔ انشاء اللہ تعالی

جملہ اہل اسلام کا (جن میں اہل حدیث بھی داخل ہیں) حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کی نسبت صرف یہی اعتقاد ہے کہ مسیح نے محض توفیق و اذن الہی سے (جب خدا کی طرف سے ہوتا)

نہ اپنی ذاتی طاقت سے، بعض اوقات چند پرندے بنائے اور پھر معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوئے۔ کیا اسی وقت عصا موسیٰ کی مانند (جسکی نسبت قال خذ ھا ولا تخف، سنعید ھا سیر تھا الاولی، خدا نے کہا تو اس سانپ کو پکڑ لے ہم اس کو پہلی صورت یا سیرت پر کر دیں گے، وارد ہے) اپنی اصلی حالت پر ہو گئے یا طبعی موت سے مارے گئے اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ تعداد میں لاکھوں کروڑوں تھے اور موجودہ پرندوں میں وہ یا ان کی نسل موجود ہے۔ اور صرف اس قدر صحیح واصلی اعتقاد اہل اسلام، قادیانی کے کسی اعتراض کا محل نہیں ہوسکتا اور نہ وہ شرک ٹھہر سکتا ہے۔ اور اگر بعض اوقات خدا کے اذن واختیار سے، نہ دائمی اقتدار سے، مٹی سے جانور بنا دینے اور ان میں گوشت ہڈی خون اعضا پیدا کر دینے کا اعتقاد شرک ہے، تو پھر یہ اعتقاد قادیانی کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کی آنکھوں کے ڈھیلے جو لڑائی کے وقت نکل گئے تھے، درست کر دیئے تھے اور ان میں گوشت وعصبات وطبقات ورطوبات پیدا کر دی تھیں، کیوں شرک نہیں؟ کیا پرندوں کا گوشت پٹھے وخون بنانا خدا کا خاصہ ہے۔ اور آنکھ کا گوشت، پٹھے، خون، رطوبتیں و عصبات پیدا کرنا خدا کا خاصہ نہیں اور یہ کام بندہ بھی کر سکتا ہے؟ اور کیا اسی وجہ سے حضرت مسیح کے پرند بنانے کا اعتقاد شرک ہے اور آنحضرت ﷺ کا ڈھیلے بنانے کا اعتقاد شرک نہیں؟۔ لا حول و لا قوّة۔

اس ڈھکوسلے کے آخر میں قادیانی کا یہ کہنا کہ اگر ان پرندوں کی حقیقی حیات مانی جائے تو اس کے لوازم کو (کہ وہ کھانے کے لائق بھی ہوں گے، شکاریوں کے ہاتھ آتے ہوں گے) ماننا پڑے گا، اپنی چھپی نیچریت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور مثل الا ناء یتر شّح بما فیہ کو سچا کر دکھانا ہے۔ قادیانیو! الشّیء اذا ثبت ثبت لوا زمہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے، مگر معمولی اسباب ومسببات اور انسانی مقدورات میں۔ سو پر نیچرل امور اور الٰہی قدرت مقدور اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور معجزات وخوارق عادات کا ماننا اسی استثنا کی تسلیم پر موقوف ہے۔ آپ ان معجزات کو اپنے قول (کید) نمبر ۵ میں دل سے نہ سہی، زبان سے مان چکے ہیں۔ لہذا اب آپ کو ان لوازم کے الزام کی گنجائش نہیں رہی۔ ہے تو آپ ہی فرماویں کہ چاند کے پھٹ جانے کے جو لوازم ہیں اور ان کی دست آویز سے نئی روشنی والے اور نئے نظام کے معتقد جو الزام قائم کرتے ہیں وہ کیوں لازم نہیں ہیں؟ اور سرمہ چشم آریہ میں ان الزامات کے جواب میں جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ کیونکر صحیح ہے؟

ایک تعجب کے لائق یہ بات ہے کہ آپ نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۹۶ میں ان آیات کو جن میں مسیح کے خلق طیور وغیرہ معجزات کا ذکر ہے، متشابہات قرار دیا ہے۔ پھر ایسے امور متشابہة الحقیقة، غیر معلوم الکنه و الکیفیه کیلئے لوازم تجویز کرنا کیونکر جائز ومناسب ہے؟ یہ امر الحاد ونیچریت نہیں تو کیا ہے؟ یہ امر آپ کے نزدیک جائز ہے تو یہ کیوں برملا نہیں کہتے کہ مثلاً خدا تعالی کا ہاتھ ہے تو اس میں انگلیاں، گوشت، ناخن بھی ہونے لازم ہیں۔ آنکھ ہے تو اس میں ڈھیلا، پتلی، طبقات، رطوبات بھی ہوں گی۔ قبر میں بچھو و سانپ ہیں تو ضرور اور لازم ہے کہ وہ قبر اکھاڑنے سے دکھائی دیں۔ بہشت کا باغ ہے اور اس میں پودے پھل ہیں، تو ضرور ہے کہ بہشت میں کھاد (میلا) بھی ہو۔ اور اگر بہشت میں عورتیں جوان ہیں تو ضرور ہے کہ ان سے نسل بڑھے اور بہشت میں کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ دوزخ میں آگ موجود ہے تو ضرور ہے کہ اس کی راکھ بھی کہیں جمع ہوگی۔ وعلی ہذا القیاس۔ اور ان باتوں سے اپنی نیچریت کو کیوں اچھی طرح ظاہر نہیں کرتے۔ اور اگر ان متشابہات (صفات خالق اور حالات دوزخ وبہشت) میں یہ لوازم نہیں نکالتے، تو مسیح کے پرندوں کی نسل کا جاری رہنا، اور شکاری کے دام میں آنا کیوں ضرور اور لازمی قرار دیتے ہیں؟

اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ نفی وانکار معجزات مسیح کے متعلق قادیانی کا آخری کید عظیم درحقیقت ضعیف اور اوھن من بیت العنکبوت ہے اور حضرت مسیح کے معجزات خلق طیور کو مٹانے کے لئے جو کچھ اس نے سابق انکار مندرجہ ازالہ اوہام میں کہا ہے اس کو وساوس کے قول (یا کید) نمبر پنجم کا اقرار معجزات نیست ونابود کرتا ہے۔ اور یہ اقرار قادیانی کے افحام (الزام) کا اور قادیانیوں کے افہام کا موجب ہوسکتا ہے اگر ان میں کچھ فہم اور شرم ہو۔ ومعہذا اس اقرار حال سے وہ معجزات کو ماننے والہ بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ وہ سابق انکار سے توبہ نہ کرے اور اس سے رجوع کرنے کا اشتہار نہ دے۔

☆ کید ہفتم: حقیقی اور مجازی روح القدس

مرزا قادیانی نے دافع الوساوس کے صفحہ ۷۱ و ۷۲ میں کہا ہے۔

. اس سفر کی تمام صعوبتیں اور مشقتیں فنا کی حد تک ہی ہیں۔ اور پھر اس سے

آگے گذر کر انسان کی سعی اور محنت کو دخل نہیں اور محبت صافیہ جو فنا کی حالت میں خداوند کریم سے پیدا ہوتی ہے، الٰہی محبت کا خود بخود اس پر ایک نمایاں شعلہ پڑتا ہے، جس کو مرتبہ بقا ولقا سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب محبت الٰہی بندہ کی محبت پر نازل ہوتی ہے تب دونوں محبتوں کے ملنے سے روح القدس کا ایک روشن اور کامل سایہ انسان کے دل میں پیدا ہوجاتا ہے (توضیح مرام کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں بطور نر مادہ ملنا، یعنی جفت ہونا، اور اس سے روح القدس کا تولّد ہونا بیان کیا ہے) اور لقاء کے مرتبہ پر اس روح القدس کی روشنی نہائت ہی نمایاں ہوتی ہے اور اقتداری خوارق، جن کا ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں، اسی وجہ سے ایسے لوگوں سے صادر ہوتے ہیں کہ یہ روح القدس کی روشنی ہر وقت اور ہر حال میں ان کے شامل حال ہوتی ہے اور ان کے اندر سکونت رکھتی ہے اور وہ اس روشنی سے کبھی اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتے اور نہ وہ روشنی ان سے جدا ہوتی ہے ....اسی روشنی کا نام روح القدس ہے۔ مگر یہ حقیقی روح القدس نہیں۔ حقیقی روح القدس وہ ہے جو آسمان پر ہے۔ یہ روح القدس اس کا ظل ہے، جو پاک سینوں اور دماغوں میں ہمیشہ کیلئے آباد ہو جاتا ہے اور ایک طرفۃ العین کے لئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور جو شخص یہ تجویز کرتا ہے کہ یہ روح القدس کسی وقت اپنی تمام تاثیرات کے ساتھ ان سے جدا ہوجاتا ہے، وہ شخص سراسر باطل پر ہے.... ہاں یہ سچ ہے کہ حقیقی روح القدس تو اپنے مقام پر ہی رہتا ہے لیکن روح القدس کا سایہ جس کا نام مجازاً روح القدس ہی رکھا جاتا ہے، ان سینوں اور دلوں اور دماغوں اور تمام اعضا میں داخل ہوتا ہے۔

اور دافع الوساوس کے صفحہ ۳۷ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے۔

. وہ کاملوں کو ایسا نعم القرین عطا کیا گیا ہے کہ ایک دم کے لئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور یہ گمان کرنا کہ ان سے علیحدہ بھی ہوجاتا ہے، دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار ہے کہ وہ بعد روشنی تاریکی میں جا پڑتے ہیں۔

اور دافع الوساوس کے صفحہ ۴۷ میں کہا ہے۔

. جیسے اشرار و کفار کے لئے دائمی طور پر شیطان کو بئس القرین قرار دیا گیا ہے تا ہر وقت وہ ان پر ظلمت پھیلاتا رہے .... ہمارے اندرونی مخالف قومی بھائی گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روح القدس جبریل کا نام ہے، کبھی تو وہ آسمان سے نازل

ہوتا ہے اور مقربوں سے نہایت درجہ اتصال کرلیتا ہے یہاں تک کہ ان کے دل میں دھنس جاتا ہے، اور کبھی ان کو اکیلا چھوڑ کران سے جدائی اختیار کرلیتا ہے اور کروڑ ہا بلکہ بے شمار کوسوں کی دوری اختیار کر کے آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ اور ان مقربوں سے بالکل قطع تعلقات کر کے اپنے قرار گاہ میں جا چھپتا ہے، تب وہ اس روشنی اور برکت سے بالکل محروم رہ جاتے ہیں جو اس کے نزول کے وقت ان کے دل اور دماغ اور بال بال میں پیدا ہوتی ہے۔ کیا اس عقیدہ سے لازم نہیں آتا کہ روح القدس کے جدا ہونے پر ان برگزیدوں کو ظلمت گھیر لیتی ہے اور نعوذ باللہ نعم القرین کی جدائی کی وجہ سے بئس القرین کا اثر ان پر شروع ہوجاتا ہے۔

اور اس دافع الوساوس کے صفحہ ۷۵ میں کہا ہے:۔

کیا یہی ادب اور یہی ایمان اور عرفان ہے، اور یہی محبت رسول اللہ ﷺ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نسبت اس تنزل اور نقص کی حالت کو روا رکھا جائے .... عیسائی لوگ تو حضرت مسیح کی نسبت یقینی اور قطعی طور پر یہ اعتقاد رکھیں کہ روح القدس جب سے حضرت مسیح پر نازل ہوا کبھی ان سے جدا نہیں ہوا، اور مسلمان بھی اس امر کو تسلیم کریں، چنانچہ مفسرین ابن جریر و ابن کثیر و صاحب معالم و فتح البیان و کشاف و تفسیر کبیر و حسینی بیان کرچکے ہیں۔ لیکن مسلمان آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ اعتقاد کریں کہ روح القدس آنحضرت سے جدا بھی ہوجاتا تھا.. اس سے زیادہ تر اور کیا بے ادبی اور گستاخی ہوگی کہ آنحضرت ﷺ کی صریح توہین کی جاتی ہے۔

اور اس دافع الوساوس کے صفحہ ۷۶ میں کہا ہے:۔

یہ لوگ مسلمان کہلا کر مولوی اور محدث اور شیخ الکل کہلا کر ختم المرسلین کی نسبت بدگمانی کرتے ہیں۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۷۶ و ۷۷ میں کہا ہے:۔

. قرآن ان تصریحات واشارات سے بھرا پڑا ہے کہ روح القدس مقربوں میں رہتا ہے۔ منجملہ ان آیات کے جو اس بارہ میں کھلے کھلے بیان سے ناطق ہیں، آیت ان کلّ نفس لمّا علیہا حافظ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے جو اس کے باطن کی حفاظت کرتا ہے۔ اور وہ روح القدس ہے۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۷۷ لغایت ۸۰ میں کہا ہے:۔

منجملہ ان کے یہ آیات ہیں

۲۔و انّ علیکم لحافظین۔ ۳۔ یرسل علیکم حفظه۔

۴۔ له معقّبات مّن بین ید یه و من خلفه یحفظو نه من امر الله۔

پھر بحوالہ معالم التنزیل ایک یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہر ایک بندہ کے ساتھ ایک فرشتہ مؤکل ہے جو اس کے ساتھ ہی رہتا ہے اور اس کی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے ان کی حفاظت کرتا ہے۔ ایک یہ حدیث نقل کی ہے کہ تمہارے ساتھ فرشتے ہیں جو بجز حالت جماع و بیت الخلاء تم سے جدانہیں ہوتے۔اور عکرمہ تابعی کا یہ قول کہ ملائکہ شر سے بچانے کیلئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور جب تقدیر مبرم نازل ہو تو وہ الگ ہو جاتے ہیں۔اور مجاہد تابعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی انسان ایسا نہیں جسکی حفاظت کیلئے دائمی طور پر فرشتہ نہ ہو اور حضرت عثمان کا یہ قول کہ بیس فرشتے مختلف خدمات بجالانے کیلئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں، پھر امام احمد کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس کے ساتھ دو قرین (ہم نشین یا ساتھی) مؤکل نہ ہوں، ایک جنوں میں سے ایک فرشتوں میں سے۔ میرے ساتھ بھی دو ہیں مگر میرا جن تابع ہو گیا ہے وہ مجھ سے بجز خیر کچھ نہیں کہتا۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۸۶ تک ان دونوں قرینوں کے وجود کی عقلی وجہ وضرورت بیان کی ہے اور یہ بات جتائی ہے کہ ظاہری جسم کی حفاظت کیلئے فرشتہ کا ہونا ضروری ہے تو باطن کی حفاظت کیلئے بھی ضروری ہے۔

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۸۷ میں مرزا قادیانی نے کہا ہے:۔

جب ہم ان دونوں میں سے کسی کا نام داعی الی الخیر رکھیں گے تو اسی کو ہم روح القدس یا جبریل کہیں گے ۔اور جب ہم ان دونوں میں سے داعی الی الشر کہیں گے تو اسی کو ہم ابلیس اور شیطان کہیں گے ۔

پھر صفحہ ۸۹ دافع الوساوس میں منکرین وجود ملائکہ اور شیاطین کی بظاہر مذمت کر کے مرزا قادیانی نے بڑے فخر سے کہا ہے کہ

یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن کے اثبات کیلئے خدا تعالی نے قرآن

کریم کے استنباط حقائق میں اس عاجز کو متفرد کیا ہے۔

یہ کفریات و مغالطات متن وساوس قادیانی کے صفحات مذکورہ کا خلاصہ ہے اور ان صفحات کے حاشیہ میں صفحہ ۷۷ سے ۸۹ تک کا خلاصہ یہ چند امور ہیں:۔

۱۔آیت ان کلّ نفس لما علیها حافظ ، سے ثابت ہے کہ کل سیاروں سورج، چاند، زحل، مشتری کی حفاظت کے لئے بھی ایک ایک فرشتہ مقرر ہے۔

۲۔ روح القدس جیسا کہ مقربوں کے ساتھ ہے اوران کا نگہبان ہے، ایسا ہی اورلوگوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے (جن میں فاسق وفاجر بھی داخل ہیں)۔ اس کا فرق یہ ہے کہ مقربوں پراس کی تجلی اعلی اوراکمل ہوتی ہے فاسقوں پرناقص۔

۳۔ روح القدس فاسقوں کے ساتھ بھی ہےتو پھران سے گناہ کیوں ہوتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ روح القدس کا کام صرف نیکی کا القاء والہام کرنا ہے، نہ گناہوں سے روک دینا۔

۴۔بعض حدیثوں میں جوآیا ہے کہ جبریل کئی کئی دن آنحضرت ﷺ کے پاس نہ آتے، اس سے مرادصرف ایک قسم کی تجلی ہے کہ بعض اوقات بوجہ مصالح الٰہی اس قسم کی تجلی میں توقف ہوجاتی تھی (یہ قادیانی کے الفاظ ہیں)۔اس سے یہ مراد نہیں کہ جبریل بذات خودآسمان سے اپنا مقام چھوڑ کروحی لے کرآتے تھے اور وحی پہنچا کرآنحضرت کوچھوڑ کر چلے جاتے۔

ذاتی نزول جبریل کے مراد نہ ہونے پرنقلی دلیل وہ آیت قرآن ہے جس میں فرشتوں کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کو اس کا مقام معلوم نہ ہو، اوروہ حدیث جس میں بیان ہوا ہے کہ آسمان پرایک قدم رکھنے کی جگہ نہیں جس میں فرشتے سجدہ وقیام نہ کرتے ہوں۔اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ فرشتے اپنے مقام سے ایک قدم نیچے یا اوپرنہیں آتے یا جاتے۔ اورعقلی دلیل یہ ہے کہ اگر چھ سو موتیوں کے پروں والہ جبریل جس کا طول مشرق سے مغرب تک ہے، اپنا سارا وجود لے کرآسمان سے اترے اورایسا ہی اورفرشتے بھی اترآئیں تو آسمان خالی ویران اور سنسان پڑا رہ جائے گا۔خصوصاً لیلۃ القدر میں تو وہ بالکل اجڑا ہوا گھر نظرآئے گا۔ افسوس شیخ الکل کہلا کرایسے وقت میں کہ علوم طبعیہ اورحسیہ کا فروغ ہو، یہ اعتقادرکھنا،

اور نیز ملائکہ کے یہ معنی سمجھنا۔ وحی پہنچانے کے بعد جبریل کے آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر چلے جانے سے احادیث افعال واقوال کا اعتبار نہیں رہتا کیونکہ اس وقت آپ وحی کی روشنی سے خالی رہتے ہیں۔ اور نیز ملہم روح القدس کے بغیر ایک دم بھی اپنے تئیں ناپا کی سے بچا نہیں سکتا۔ پھر سید المقربین کی نسبت یہ کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ روح القدس کی جدائی سے ان تمام برکتوں اور پاکیزگیوں سے خالی رہتے تھے، جو کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ یہ لوگ (محمد حسین بٹالوی اور حضرت شیخ الکل نذیر حسین دہلوی مراد ہیں) حضرت عیسے کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تینتیس برس کی عمر میں روح القدس ان سے ایک دم جدا نہیں ہوتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی جناب میں یہ بے ادبی کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کو ظلمت اور ناپا کی میں چھوڑ کر چلے جاتے تھے .

ان مضامین متن اور حاشیہ دافع الوساوس کے ملاحظہ سے ناظرین رسالہ توضیح المرام قادیانی کو یقین ہوگا کہ یہ رسالہ توضیح کے پرانے مضامین ہیں۔ ان مضامین میں قادیانی نے سوائے اس عقیدہ شرکیہ کے کہ

. خوارق اولیا کے اقتدار اور اختیار میں ہوتے ہیں .

اور کچھ زیادہ نہیں کیا۔ صرف ان مضامین کو رنگ دوسرا دے دیا اور ان کا پیرایہ بدل دیا ہے، اور اپنے جال کو خوش رنگ عبارتوں سے زرین بنا دیا ہے۔ ہم خدا کے فضل اور توفیق سے واضح کرتے ہیں کہ جن باتوں کو مرزا قادیانی نے خوبصورت عبارات اور فصیح الفاظ سے اسلام اور دین اور تعظیم سید المرسلین بنا کر دکھایا ہے وہ باتیں درحقیقت کفر شرک اور آنحضرت ﷺ کی سخت درجہ کی توہین ہیں۔

☆ کید کا ازالہ

اس کید میں جو قادیانی نے کہا ہے کہ روح القدس (جو مقربوں کے ساتھ ہر دم رہتی ہے) اس سے مراد ایک طبعی نو متولّد چیز ہے جو خدا کی محبت اور مقرب بندوں کی محبت کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے، نہ وہ روح القدس جس کو جبریل کہا جاتا ہے۔ اور وہ جبریل اپنے مقام آسمان پر ہی رہتا ہے۔ اور پھر جو اس کا عقلی ثبوت دیا ہے یہ قادیانی کا وہی پرانا کفر ہے جس کو وہ اپنے رسالہ توضیح المرام کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ و ۷۰ وغیرہ میں اگل چکا ہے۔ اس

مقام وساوس میں اس نے صرف اس کا طرز بیان بدل دیا ہے اور رنگین عبارتوں سے اس کا رنگ دوسرا کر دکھایا ہے، اور اس پر یہ ملمع چڑھایا ہے کہ اگر ہر وقت ساتھ رہنے والی روح القدس نتیجہ محبت کو ذریعہ وحی والہام نہ مانا جاوے، بلکہ آسمان پر رہنے والی روح القدس کا بذات خود وحی لے کر آنا اور بعد ابلاغ آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جانا، تسلیم کیا جاوے تو اس سے آنحضرت ﷺ کی توہین اور بے ادبی لازم آتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تو تمام عمر وہ روح القدس رہے اور آنحضرت ﷺ کے پاس صرف چند منٹ رہ کر چلی جائے، اس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی۔ اور نیز اس سے آنحضرت ﷺ کا ناپاکی سے نہ بچنا اور ان کے دائمی ومدت العمری اقوال وافعال کا وحی سے خالی ہونے کی وجہ سے بے اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔

اس کفر وکید کا ردّ وازالہ فتوی تکفیر مرزا میں بخوبی ہو چکا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ روح القدس اور اس کے حقیقی نزول میں اس قسم کی تاویل وتحریف باطنیت ونیچریت و زندقہ والحاد ہے۔ اس بیان کی تائید آئندہ بھی اپنے محل اور موقع مناسب پر ہوگی۔

اس مقام میں تعظیم وتوہین کا ملمع کھول کر اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا نفس نفیس ذکیہ طیبہ بعد تکمیل نبوت اور استفادہ صحبت جبریل، ملکیت میں اعلی درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اور آپ نے جبریل کے شاگرد ہو کر استاذی کا رتبہ پاس کر لیا تھا۔ لہذا اس ملکیت میں آپ ملائکہ سے کم رتبہ نہ تھے بلکہ ان کے ہم رنگ وہم سر اور گویا ثانی جبریل تھے اور بعض کمالات میں آپ جبریلؑ سے بھی بڑھ گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ وہاں (سدرۃ المنتھی سے اوپر) پہنچ گئے جہاں جبریل کے پر جلتے تھے اور وہ کہہ اٹھے

اگر یک سر مو برتر پرم　　فروغ تجلی بسوزم پرم

اسی وجہ سے آپ ﷺ بہ نفس نفیس اپنی پاکی کو خداداد حفظ وعصمت سے خود محفوظ رکھ سکتے تھے اور اپنی ذات کو اور اپنے اقوال افعال کو خطاء نفسانی اور وسوسہ شیطانی سے خود بچا سکتے تھے۔ اور اس حفظ امن کیلئے اپنے استاد جبریل کی مصاحبت کے محتاج نہ رہے تھے۔ اس وجہ سے بعد تکمیل نبوت وکمال ملکیت حضرت جبریل کا آپ کے ساتھ رہنا ضروری نہیں ہوا۔ گو ابتدائی حالت میں حضرت مسیح کی مانند جبریل آپ کے ساتھ رہے۔ اور یہ ایک عام عقلی اور نیچرل (قدرتی) قاعدہ ہے (قادیانی نیچری ہے لہذا اس کے افہام وافحام کیلئے نیچرل قاعدہ پیش کیا

گیا ہے) کہ جب متعلم و تربیت یافتہ، تعلیم و تربیت میں حد کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس کا معلم و مربی اس سے جدا ہو جاتا ہے اور وہ خود اپنی ذات کا معلم و مربی بن جاتا ہے، اور جس متعلم یا تربیت یاب سے اس کا معلم و مربی جدا نہیں ہوتا اس کو اس وقت مصاحبت تک تعلیم و تربیت کا محتاج اور ناقص سمجھا جاتا ہے۔

انسان بلکہ جانور چڑیا وغیرہ اسی وقت تک اپنے بچے کو پالتے ہیں جب تک وہ نادان ہوتا ہے اور جب وہ اپنی روزی کمانے لگتا ہے تو اس کے مربی اپنی تربیت کو قطع کر دیتے ہیں۔ بچوں کے اتالیق و معلم تب ہی تک بچوں کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں جب تک وہ نیک و بد کے ممیّز اور اپنے علم و اخلاق کے خود محافظ نہیں ہوتے اور جب وہ خود استاد بن جاتے ہیں اور اتالیق کا رتبہ حاصل کر لیتے ہیں تو پھر وہ اتالیق کے زیر حراست نہیں رہتے۔

اس اصول پر جبریل کے بعد مصاحبت و اتالیقی ابتدائی کے آنحضرت ﷺ سے جدا ہو جانے اور مسیح کے ساتھ تمام عمر تک رہنے سے آنحضرت ﷺ کی حضرت مسیح پر فضیلت اور تعظیم ثابت ہوتی ہے، نہ آپ کی توہین و تنقیص۔ اور نیز اس سے آنحضرت ﷺ کے دائمی و مدت العمری افعال و اقوال کا بلا واسطہ وحی الٰہی سے مشرف ہونا اور دخل شیطانی سے محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے، نہ ان افعال و اقوال کا وحی سے محروم اور دخل شیطانی کا محل ہونا۔

اسی فضیلت شرف و حفظ و عصمت کی طرف وہ آیت قرآن مجید مشعر ہے

ما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی ۔(نجم۔ ع ۱)

جس کے معنے حسب قرارداد و اعتقاد اہل اسلام یہ ہیں کہ اب آپ کے نفس میں ہوائے نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا اثر و دخل نہیں رہا جس کے امتیاز و علیحدگی کیلئے کسی معلم کے واسطہ کی ضرورت ہو۔ لہذا اب آپ کا قلب بلا واسطہ غیر، وحی خفی و غیر متلو کا محل بن گیا ہے۔

اس فضیلت و تعظیم و حفظ و عصمت کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ ہر آن اور ہر وقت روح القدس کی اتالیقی و حفظ و تعلیم کے محتاج تھے اور بلا مدد روح القدس، آپ ناپاکی سے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) بچ نہ سکتے تھے، اور نہ اپنے فعل و قول کو بلا حفظ و ہدایت روح القدس، دخل شیطان سے بچا سکتے تھے، آنحضرت ﷺ کی سخت توہین اور آپ کی جناب میں صریح دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

قادیانیو! کچھ تو فہم اور شرم سے کام لو اور بتاؤ آنحضرت ﷺ کی تعظیم اور ان کے

اقوال وافعال کی تکریم انہیں ہر وقت روح القدس کی اتالیقی کا محتاج بنانے میں اور اس اتالیق کی ہر وقت کی حاضری ٹھہرانے میں ہے یا آپ کو بنفس نفیس خود استاد و معلم اور روح القدس کا ہم سر و ہم رنگ و ہم فعل بنانے میں ہے۔

قادیانی اور کے اس مرید اگر اس سیدھی بات کو نہ سمجھیں یا دیدہ دانستہ اس کو تسلیم نہ کریں اور آنحضرت ﷺ کو بذات شریف و نفس نفیس ناپاکی اور خطا سے بچنے والا نہ مانیں، بلکہ ہر وقت و ہر آن تربیت و تعلیم اتالیق و معلم کا محتاج قرار دیں، تو پھر بھی وہ جبریل کو اس دائمی تعلیم و تلقین کیلئے کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ اس تعلیم و تلقین کیلئے آپ کے قرین (ہم نشین) فرشتہ کو جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے، بلکہ آپ کے جن کو (جو مسلمان ہوگیا تھا اور آپ کو بجز خیر کچھ نہیں کہتا) کیوں کافی نہیں سمجھتے ؟ اور ان ہم نشینوں کی مدد اور محافظت سے آنحضرت ﷺ کا ناپاکی سے بچنا اور اپنے افعال و اقوال کو دخل شیطان سے محفوظ رکھنا، وہ کیوں قبول نہیں کرتے؟ اور آپکو کیوں بڑے زبردست معلم جبریل ہی کا محتاج ٹھہراتے ہیں؟

اس فرشتہ (قرین نیک) کو معلم اور اتالیق تسلیم کرنے پر، اگر قادیانی یہ کہے کہ یہی تو روح القدس ہے اور اسی کا نام تو میں نے جبریل رکھا ہے جو اصلی اور واقعی روح القدس اور جبریل کا ظلّ ہے، پس تمہاری اس تسلیم سے میرے اعتقاد کی تسلیم لازم آتی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرین نیک کو جبریل اور روح القدس قرار دینا تمہاری ایک ملحدانہ اصطلاح ہے جس پر شریعت کی کوئی شہادت پائی نہیں جاتی (چنانچہ عنقریب بیان ہوگا) لہذا قرین نیک کو اتالیق و معلم تسلیم کرنے سے تمہارے اس ملحدانہ اعتقاد کو تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ اور اگر کوئی تھوڑی دیر کیلئے ملحد بن کر تمہاری اس ملحدانہ اصطلاح کو مان کر یہ تسلیم بھی کرلے کہ یہ قرین نیک آسمانی جبریل کا ظلّ ہے، تو پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جبریل بذات خود وحقیقۃً کبھی وحی لے کر آپ کے پاس نہ آیا تھا۔ اور وحی متلو (قرآن) لانے کا کام بھی اس کا ظل (قرین نیک) ہی کرتا تھا۔ کیوں جائز نہیں کہ وحی متلو (قرآن) جبریل امین خود لے کر آتا ہو اور باقی اوقات کی مصاحبت اور افعال اور اقوال کی محافظت اس کا ظلّ (قرین نیک) کرتا ہو؟ اس صورت سے جبریل امین کا وحی متلو قرآن آنحضرت ﷺ کے پاس لانا اور بعد ابلاغ آسمان پر چلا جانا ماننے سے بھی آنحضرت ﷺ کا ناپاکی، خطا سے بچنا اور شیطان سے محفوظ رہنا ممکن ہے۔

اس پر اگر قادیانی یہ سوال کرے کہ دائمی مصاحبت اور ہر ایک قول وفعل نبوی کی حفاظت فرشتہ قرین نیک کر سکتا ہے تو پھر اصلی جبریل کو وحی متلو لانے کا وسیلہ بنانے کی کیا ضرورت ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے؟ کیا یہ کام اس قرین فرشتے سے نہیں ہو سکتا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر فرشتوں کو ان کی خدمات سپرد کرنے کے اختیارات قادیانی کو ہوتے، تو وہ وحی لانے کا کام بھی اسی فرشتے قرین نیک کو سپرد کر کے جبریل کو اس خدمات سے معزول و مستعفی بنا سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ اختیار صرف خدا کو حاصل ہے اور اس نے وحی متلو لانے کی خدمت جبریل امین کے سپرد کی ہوئی ہے، کسی اور کو یہ اختیار نہیں کہ یہ خدمت اس سے چھین کر اسے فرشتے قرین نیک کو دیدے۔ یہی حکم وقرار داد خداوندی، جبریل کو وحی متلو لانے کیلئے مخصوص ماننے کی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ اصلی جبریل کے نزول کو حقیقۃً بلا تاویل ماننے سے ایک جز زندقہ والحاد (یعنی تاویل بلا دلیل) کی کمی ہوتی ہے۔ پھر باوجود امکان کمی الحاد، ڈبل الحاد (تاویل بلا دلیل) کا مرتکب ہونا کیا ضرور ہے؟

بالجملہ مسلمانوں کے اعتقاد میں تو آنحضرت ﷺ کا نفس زکیہ وطیبہ مصاحبت و احتیاج اتالیق سے پاک ہے۔ قادیانی اس کو نہ مانے اور آنحضرت کے نفس کو پاک نہ سمجھے اور ہر وقت تعلیم و اتالیقی کا محتاج قرار دے تو اس کے اصول و اعتقاد پر بھی اس اتالیقی کیلئے آپ کا قرین کافی ہے۔ اور اس قرین کو جو قادیانی جبریل کہتا ہے تو یہ اس کا الحاد ہے۔ اس الحاد کو کوئی مان لے تو اسی حد تک مان سکتا ہے کہ اس کا نام نقلی جبریل رکھے اور دائمی مصاحبت اور آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کی حفاظت کے کام میں اس کو جبریل کے قائم مقام سمجھے۔ اس الحاد کے ساتھ یہ دوسرا الحاد کہ وحی متلو لانے کا کام بھی نقلی جبریل کرتا ہے اور اصلی جبریل اس عہدہ سے معزول ہے، ضروری نہیں۔ اور نہ قادیانی کے کلام میں اس کے ضروری ہونے کی کوئی دلیل قائم ہے۔ اور اس سے بچنے میں یہ فائدہ ہے کہ ڈبل الحاد سنگل رہ جاتا ہے کیونکہ اس میں وحی لانے والا، اصلی جبریل ہی کو بلا تاویل مانا جاتا ہے، اور دائمی حفاظت کرنے والا نقلی جبریل کو بتاویل۔

ناظرین! انصاف کرو کہ ہم نے خدا کے فضل و توفیق سے قادیانی کے ملمع تعظیم و توہین کو کیسا کھولا ہے۔ کیا اب بھی ممکن ہے کہ وہ جبریل کے حقیقی نزول وصعود ماننے کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا موجب کہے؟ ہر گز نہیں ہے۔

اور آنحضرت ﷺ اور ان کے دین کی توہین اسی کے اس ناپاک اعتقاد میں پائی جاتی ہے کہ آنحضرت بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے اور وہ مدت العمر تربیت وحفاظت وحراست اتالیق کے محتاج رہے عیاذاًبا للّٰہ من ذلک

اور جو اس کید میں قادیانی نے روح القدس کو سبب وموجب خوارق قرار دیا ہے، پھر اس روح القدس کو ہر وقت صاحب خوارق کا شامل حال اور غیر مفارق بتایا ہے (اور یہی قادیانی کی اس تجویز کا کہ روح القدس ایک انسانی صفت اور اس کی محبت سے پیدا ہوئی ہے، لازمہ ومقتضا ہے) اور جا بجا اس کید میں اور پہلی کیدوں میں اس نے ان خوارق کو مقربین کا اقتداری امر قرار دیا ہے۔ ان تینوں مقدمات کا لازمی نتیجہ اور قطعی مفہوم یہ ہے کہ قادیانی کے اعتقاد میں مقربین کو یہ ہر وقت اقتدار اور کلی اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں اپنے اندرونی اور طبعی روح القدس کی مدد سے خوارق دکھا دیں۔

کید نمبر ۵ میں تو اس نے اس اقتدار واختیار کو اوقات تموّج سے مخصوص کیا تھا، اس کید میں اس نے اس قید کو اٹھا کر اس اقتدار واختیار کو وسیع کر دیا اور یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ خوارق کا سبب وموجب طبعی واندرونی روح القدس ہے، جو ہر وقت اور ہر آن مقربوں کے ساتھ ہے، تو پھر ہر وقت اور ہر آن ان کو خوارق دکھانے کا اختیار واقتدار کیوں حاصل نہ ہو؟

اس کا یہ عقیدہ شرکیہ ہے جس پر اس نے تعظیم مقربین انبیا واولیاء کا ملمع چڑھا کر اس سے اپنے سابق انکار معجزات مسیح کو چھپایا ہے اور ناواقفوں کو یہ جتایا ہے کہ معجزات مسیح سے انکار مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے، میں تو معجزات وکرامات کو انبیا واولیاء کے لئے اقتداری و اختیاری مانتا ہوں۔ بلکہ میں جو ایک اعلیٰ درجہ کا ولی ہوں خود خوارق دکھانے کا اقتدار واختیار رکھتا ہوں۔ جب چاہوں، خصوصاً جب اوقات تموج میں ہوں، امر کن سے یکون کر دکھاؤں اور آسمان وزمین کے قلابے ملا دوں۔

اس شرک وکید کا ردّ وازالہ یہ ہے کہ قادیانی کی تصنیفی طبعی روح القدس (نتیجہ متولدہ انسانی صفت محبت) کی مدد وسبب سے خوارق کا کام مقربین کے اقتدار واختیار میں ہونا کجا، یہ اقتدار خوارق تو اصلی اور حقیقی روح القدس، آسمانی جبریل کو بھی حاصل نہ تھا۔ اور نہ ان کے ذریعہ آنحضرت ﷺ اور پہلے انبیاء کو (جن کے پاس آپ بذات خود آتے تھے) حاصل تھا۔ یہ اقتدار واختیار تو اسی مالک الملک والملکوت کو حاصل ہے اور اسی کی صفات مختصہ سے ہے جو

جبریل اور جملہ مقربین اور خاص کر سید المقربین آنحضرت ﷺ کا خالق و متصرف ہے۔ اس نے جب کسی قوم کی ہدایت یا ان پر اتمام حجت کے ارادہ سے چاہا، اپنے مقربین ولیوں اور نبیوں کے ہاتھ پر معجزات و خوارق کو ظاہر کیا اور جب کسی قوم کے عناد یا تکذیب کی وجہ سے یا اور وجوہات سے خارق دکھانا نامناسب جانا، تب عین موقع طلب وسوال پر خوارق دکھانے سے انکار ظاہر کیا۔ اور اپنی جلالت اور استقلال اور ذاتی اقتدار و اختیار ظاہر کرنے اور مومنوں کے دلوں میں اپنی توحید جمانے اور شرک کو مٹانے کیلئے یہ جتایا کہ خوارق و معجزات کا ذاتی اختیار و اقتدار کسی فرشتہ یا ولی یا نبی کو حاصل نہیں ہے۔

بعض موقع میں آنحضرت ﷺ نے مخالفین اسلام کو مومن بنانے کیلئے خوارق دکھانے کی حرص اور خواہش کی، تو وہ بھی منظور نہ ہوئے، بلکہ اس کے جواب میں نشان نمائی سے انکار کی ہدایت ہوئی۔ ایک آیت میں ارشاد ہے

و ان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلّماً فی السماء فتأتیھم بآیۃ۔ و لو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلا تکوننّ من الجاھلین ۔(انعام، ع ۴) اگر تجھے اے رسول ان لوگوں کا ایمان سے منہ پھیرنا ناگوار ہو، تو تو اگر زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشانی، جو یہ چاہتے ہیں، لا سکے تو ان کو لا کر دکھا دے۔ خدا چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔ تو نادان نہ بن جائیو۔

المقصود بیان حرصہ البالغ علی اسلام قومہ وانہ لو قدر ان یاتیھم بآیۃ من تحت الارض او من فوق السماء لاتی بھا رجاء ایمانھم۔ فلا تکونن من الجاھلین، بالحرص علی ما لا یکون۔ (بیضاوی۔ ص ۲۵۳) کہ اس سے مقصود آنحضرت کے کمال حرص کا بیان ہے۔ اور یہ اگر آپ زمین یا آسمان سے نشان لا کر دکھانے کی طاقت رکھتے تو لوگوں کے ایمان کی حرص سے لا کر دکھاتے۔ نادان بننے سے مراد یہ ہے کہ آپ ان کے ایمان کی حرص نہ کریں۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے

و اقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم آیۃ لیؤمننّ بھا۔ قل انّما الآیات عند اللّٰہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون (انعام۔

ع ۱۳) کہ وہ لوگ بڑے زور سے قسم کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس نشان (جووہ چاہتے ہیں) آوے تو وہ ایمان لاویں ۔تو کہدے نشان اللہ ہی کے پاس ہے ۔تمہیں اے مومنو کیا خبر ہے نشان آنے پر بھی وہ ایمان نہ لائیں گے۔

بیضاوی نے کہا ہے قل انما الآ یا ت عند اللہ، ھو قادر علیھا یظھر منھا ما یشاء و لیس شیء منھا بقدرتی و ارا دتی ۔ کہ نشان خدا کے پاس ہیں، وہی قادر ہے جو نشان چاہے ظاہر کرے میری (یعنی آنحضرت ﷺ) قدرت و اختیار میں کوئی نشان نہیں ہے۔ (بیضاوی ۔ ص ۲۶۱)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے

و قالوا لن نؤ من لک حتی تفجر لنا من ا لارض ینبوعا ۔ او تکو ن لک جنّۃ من نخیل و عنب فتفجر الانھار خلا لھا تفجیراً ۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفاً او تأ تی باللہ و الملائکۃ قبیلاً ۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السّماء۔ و لن نؤمن لرقیّک حتی تنزّل علینا کتا باً نقرئوہ ۔ قل سبحان ر بّی ھل کنت الا بشراً رسو لاً (بنی اسرائیل) وہ لوگ کہتے ہیں ہم تیری تصدیق تب کریں گے جب تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نکال دے یا تیرے لئے کھجوروں وانگوروں کا باغ ہو جن میں تو نہریں بہا دے یا آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دے۔ یا خدا کو اور فرشتوں کو سامنے لے آوے یا تیرے لئے ملمع کا گھر ہو، یا تو آسمان پر چڑھ جائے ۔ہم تیرے چڑھنے کو تب ہی مانیں گے جب تو ہمارے لئے کتاب اتار لائے ،تو کہدے اللہ پاک ہے میں تو صرف بشر رسول ہوں۔

بیضاوی نے کہا قل سبحان ربی تعجباً من افترا حاتھم وتنزیھا للہ من ان یا تی ... علیہ او یشارکھما حد فی القدر ۃ ۔ ھل کنت الا بشر ۔ کسائر الناس ۔ رسولا کسائر الرسل فکا نوا لا یاتون قومھم الّا بما یظھرہ اللہ علیھم علی ما .... حال قو مھم و لم یکن امر الآیات الیھم و لا لھم ان یتحکموا علی اللہ (،بیضاوی۔) کہ تو کہہ اللہ پاک ہے۔ اس سوالات پر تعجب کی راہ سے ۔اور خدا کی پاکی بیان کرنے کے لئے اس عیب سے کہ وہ خود آوے یا اس پر جو کوئی چاہے حکومت کرے یا اس سے کوئی شخص اس کی

قدرت میں اس کا شریک ہو ۔تو کہدے میں بشر ہوں جیسے اور بشر ۔اور رسول ہوں جیسے اور رسول وہ بھی اپنی قوم کے پاس وہی نشان لائے جو خدا ظاہر کرتا، ان کو نشان دکھانے کا خود اختیار نہ تھا اور نہ یہ اختیار تھا کہ خدا پر حکومت کرتے۔

اور ایک آیت میں ارشاد ہے

و قالوا لولا انزل علیه آیات من ربه۔ قل انما الآیات عند الله۔ و انما انا نذیر مبین ۔(عنکبوت۔ ع ۵)۔ وہ بولے کیوں نہیں ہم پر نشان اتارے گئے (یعنی جو ہم چاہتے ہیں) تو کہدے یہ نشان خدا ہی کے پاس ہیں ۔ میں تو صرف ظاہر ڈرانے والا ہوں ۔

بیضاوی نے کہا مثل ناقة صالح و عصا موسی و مائدة عیسے و قرء نافع و ابن عامر و البصریان و حفص آیات قل انّما الآیات عند الله ینزلها کما یشاء و لست املکها فاتیکم بما تقرحونه ۔ انّما انا نذیر مبین، لیس من شانی الا الانذار۔(بیضاوی ج ۲)
نشان جیسے صالح کی اونٹنی موسی کا عصا ،عیسے کا مائدہ ۔تو کہدے نشان خدا کے پاس ہیں وہ جیسا چاہتا ہے ویسا ہی اتارتا ہے ۔ میں اس کا مالک نہیں ہوں کہ جو تم چاہو لا دکھاؤں ۔ میرا کام تو صرف ڈرانا ہے کھلا کھلا ۔

اس مضمون کی آیات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے اور جب کہ ان آیات سے خاتم المرسلین کا نشان دکھانے میں خود مختار و صاحب اقتدار نہ ہونا، اور نشان نمائی خدا تعالی کا خاصہ ہونا، ثابت ہے تو پھر اور کسی فرشتے یا نبی یا ولی خصوصاً جھوٹے مدعی نبوت و ولایت قادیانی کا نشان وخوارق دکھانے میں صاحب اقتدار ہونا کیونکر جائز ہے؟ پھر قادیانی کا اعتقاد مذکور شرک نہیں تو کیا ہے؟ قادیانی کے فرضی تموّج کے وقت میں بھی یہ اقتدار واختیار کسی نبی یا ولی کو حاصل نہیں ہوتا، کہ جو نشان وہ چاہیں یا ان کا کوئی مخالف چاہے، وہ دکھا سکیں ۔ یہ ہوتا تو اس کا استحقاق سید الاولین والآخرین آنحضرت ﷺ کو سب سے پہلے ہوتا اور آپ اپنے تموّج میں نشان مذکور ان لوگوں کو دکھا دیتے جن کے ایمان کی آپ شدت سے حرص رکھتے تھے ۔ اور اس انکار کی (جو ان آیات میں پایا جاتا ہے) نوبت نہ آنے دیتے۔

قادیانی کے دام افتادہ سادہ لوحوں کی فہم و ایمان پر افسوس ہے کہ ایسے عقیدہ شرکیہ

کو اس کتاب میں دیکھ کر پھر بھی قادیانی کو مسلمان اور امام اور مجدد مان رہے ہیں، اور اتنا نہیں سوچتے کہ اگر واقعی مقربین کو نشان وخوارق دکھانے کا ہر وقت اور ہر آن میں اور خاص کر تموّج کے وقت میں کلی اختیار واقتدار حاصل ہے تو قادیانی جو اکثر اولیاء سابقین پر فوقیت کا مدعی ہے، کیوں وہ نشان، جو لوگ اس سے چاہتے ہیں، نہیں دکھاتا۔ اور ابتدا سے اس وقت تک ناجائز شروط کے حیلہ وبہانہ سے کیوں ان کو ٹلاتا اور اپنی جان چھڑاتا ہے؟ اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ اپنے ازالہ اوہام میں تو قادیانی نے حضرت مسیح کے مٹی سے پرند بنانے کو شرک کہا تھا، اب جملہ مقربین کو کن فیکون کا مالک بنادیا اور اس قسم کے خوارق دکھانے میں صاحب اقتدار قرار دیا۔ وہی شرک اب اسلام کیونکر بن گیا۔ اور اگر وہ اس اعتقاد سے انکار کرے اور یہ کہے کہ میں دل سے مقربین کو نشان وخوارق نمائی میں خود مختار نہیں سمجھتا، گو میرے کلام سے یہ اعتقاد مفہوم ہوتا ہے، تو یہ انکار تب صحیح ومعتبر ہوسکتا ہے جب کہ وہ اس کلام سے رجوع کا اشتہار دے اور ان خوارق کو اقتداری کہنے اور روح القدس کو ان کا موجب وسبب قرار دینے سے اور اعتقاد تموّج میں مقربین کے کن کو خدا کے کن کی مثل ومانند کہنے سے توبہ کرے، ورنہ اس کے مفہوم کلام سے اس پر یہ الزام شرک قائم ہوگا اور اس کا یہ انکار منافقانہ انکار متصور ہوگا۔

یہ قادیانی کے شرک کا رد وازالہ ہے، اب اس کے ملمع تعظیم کا ازالہ ہوتا ہے۔ جو تعظیم مقربین کی خدا کی توحید کے مزاحم ہو اور ان کو خدا کی صفات مختصہ میں شریک بنادے وہ حقیقۃً تعظیم نہیں، توہین ہے۔ مقربین بارگاہ الٰہی اس تعظیم کو توہین جناب باری سمجھتے ہیں اور اس سے برأت ظاہر کر چکے ہیں دیکھو آیت أأنت قلت للناس اتخذونی وامّی الٰہین (کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو) میں حضرت مسیح کا قول جو قیامت کے دن فرمایا جاوے گا۔ اور اگر یہ تعظیم واقعی تعظیم ہوتی تو پھر ان لوگوں کو جو حضرت مسیح کی تعظیم میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا اور ثالث ثلاثہ کہتے ہیں، شرک کا الزام نہ دیا جاتا اور حضرت مسیح کا وہ قول قرآن میں منقول نہ ہوتا۔

اور جو اس کید میں مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفی طبعی روح القدس (نتیجہ محبت) کے مقربین کے ساتھ رہنے اور حقیقی اور اصلی روح القدس جبریل کا ظلّ بن کر، اس کی جملہ خدمات تبلیغ وحی وغیرہ کو چھین لینے کے ثبوت میں دس دلائل چار آیتوں اور چھ حدیثوں کو (جن

میں ملائکہ ہم نشین، وکراماً کاتبین اور محافظین کا ذکر ہے) پیش کر کے ناواقف مسلمانوں کو یہ جتایا ہے کہ ان آیات و احادیث میں جن ملائکہ کا ذکر ہے وہی محاورہ شرع میں جبریل امین روح القدس کہلاتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنے مخالفین خاکسار (محمد حسین) اور شیخ الکل (سید نذیر حسین) وغیرہ مسلمانوں کو، ان ملائکہ کے وجود سے منکر قرار دے کر ہم سب مسلمانوں پر یہ الزام قائم کیا ہے کہ تم صرف قرین بد (شیطان) کو خدا کے بندوں پر مسلط جانتے ہو، قرین نیک اور کراماً کاتبین و محافظین کو نہیں مانتے۔

اس میں اس نے سراسر دھوکہ بازی، دروغ گوئی اور افترا پردازی سے کام لیا ہے اور بڑے ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔ ہم مسلمانوں کو ان کے عقائد قدیمہ مشہورہ یاد دلا کر یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسا نہیں ہے کہ جو ہر مومن کے ساتھ (چہ جائے مقربین) ہم نشین فرشتہ رہنے اور ہر ایک انسان کے ساتھ کراماً کاتبین (جو انکے اعمال نیک و بد لکھتے ہیں) اور ہر ایک انسان کے ساتھ ملائکہ محافظین رہنے کا قائل نہ ہو۔

قادیانی نے بڑا ظلم کیا کہ مسلمانوں پر ان ملائکہ کے وجود سے منکر ہونے کا افتراء کیا۔ ہاں مسلمانوں کا سلف سے خلف تک یہ اعتقاد نہیں کہ یہی تینوں قسم کے فرشتہ شرع میں جبریل روح القدس کہلاتے ہیں اور یہی فرشتے جبریل امین کے جملہ خدمات (وحی لانا، کافروں پر عذاب نازل کرنا، نبیوں کو لڑائی میں مدد دینا وغیرہ) بجا لاتے ہیں۔ ان کے سوا ایسا کوئی جبریل یا روح القدس نہیں ہے جو انبیاء کے پاس بذات خود آیا ہو۔ اس عقیدہ سے ہر ایک مسلمان کو انکار رہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مسلمانوں کے نزدیک خارج از شمار ہے۔

قادیانی نے بھی اس عقیدہ کفریہ پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں کی اور جو چار آیتیں اور چھ آثار و حدیثیں اس نے نقل کی ہیں ان سے (نہ صراحتاً اور نہ اشارةً) یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جن ملائکہ کا ان آیات واحادیث میں ذکر ہے ان سے جبریل و روح القدس مراد ہے

دوسری آیت میں حافظین سے کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتے) مراد ہونا خود اسی آیت سے ثابت ہے اور یہ الفاظ کراماً کاتبین اس آیت میں صریح موجود ہیں (جن کا قادیانی نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے سرقہ کر لیا ہے) ایسا ہی پہلی اور تیسری آیت میں لفظ حافظ اور حفظہ سے وہی کراماً کاتبین مراد ہیں کیونکہ ایک آیت دوسری کی مفسر ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی عامہ تفاسیر بیضاوی، معالم وغیرہ میں بیان کیا ہے۔

چوتھی آیت میں معقبات سے بعض مفسرین نے ان ہی کراماً کاتبین کو مراد سمجھا ہے، چنانچہ بیضاوی، معالم وغیرہ میں ہے۔ اور بعض نے ان محافظ فرشتوں کو مراد سمجھا ہے جو انسان کو جنوں اور بلاؤں سے بچاتے ہیں، چنانچہ معالم و تفسیر ابن جریر میں مجاہد و عکرمہ و کعب احبار و حضرت عثمان وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہی وہ چھ آثار و احادیث ہیں جن کو قادیانی معرض استدلال میں لایا ہے۔ ان آیات و احادیث و آثار میں کسی حدیث و اثر میں یہ نہیں پایا جاتا کہ شرع کے محاورہ میں بھی فرشتے روح القدس یا جبریل کہلاتے ہیں، بلکہ حضرت عثمانؓ بن عفان کی حدیث جو قادیانی نے تفسیر ابن جریر سے نقل کی ہے، صاف بتا رہی ہے کہ یہ فرشتے اور ہیں، جو عدد میں بیس ہیں۔ کیونکہ جبریل تو ایک شخص ہے نہ بیس اشخاص۔

ایک روشن دلیل ان ملائکہ کے جبریل نہ ہونے پر یہ ہے کہ یہ فرشتے ہر ایک شخص کے ساتھ، مومن ہو خواہ کافر، ہوتے اور رہتے ہیں اور حضرت جبریل تو خاص کر انبیاء اور مقربین ہی کے پاس آئے اور ان ہی کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔ قادیانی اس دلیل کو نہ مانے گا کیونکہ وہ تو جبریل اور روح القدس کو کافروں اور فاسقوں کا بھی (جبکہ وہ بادہ بسر آشنا ببر کا مصداق ہوں) مصاحب اور ہم نشین بتاتا ہے (دیکھو توضیح مرام، ص ۸۵ اور فتوی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۳ ص ۱۱۲)۔ یہ دلیل ہم نے اسکے سامنے پیش نہیں کی بلکہ مسلمانوں کو، جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جبریل رنڈیوں اور شرابیوں کا آشنا اور ساتھی نہیں بلکہ خاص کر انبیاء و مقربین کا ہم نشین ہے اور خدا کی طرف سے ان کی جانب معزز رسول ہو کر آتا رہا ہے، سنائی گئی ہے۔

اس کید کے اخیر میں جو قادیانی نے فخر کیا ہے اس میں حق بجانب قادیانی ہے اور وہ اس پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔ کیونکہ ان کفریات کو آیات قرآنی سے ثابت کرنا اسی کا کام ہے، مسلمانوں سے ایسی جرأت کب ہو سکتی ہے؟ مسلمان تو ظاہر ان آیات قرآن سے اتنا ہی سمجھتے اور ثابت کرتے ہیں کہ انسان کے ضبط اقوال و افعال کیلئے اور بلاؤں سے اس کی حفاظت کیلئے فرشتے مقرر ہیں جو کراماً کاتبین، حفظہ، معقّبات کہلاتے ہیں۔ رہے یہ ناپاک اسرار کہ یہی فرشتے جبریل ہیں، یہی روح القدس ہیں، یہی حاملین وحی متلو اور یہی خدا کے اور اس کے مقرب نبیوں میں سفیر ہیں اور یہی اس منصب و عہدہ کے ساتھ رنڈیوں اور شرابیوں کے بھی آشنا اور ہم مجلس ہیں، بجز قادیانی کسی مسلمان پر کب کھل سکتے ہیں۔

☆ یہ مفتریات متن صفحات مذکورہ کا رد ہے۔ اب اس کے حواشی کی کفریات کا رد ہوتا ہے۔

☆ ازالہ امر اول مندرجہ حاشیہ

اگر فرض محال مان لیا جاوے اور بے دلیل تسلیم کر لیا جائے کہ کواکب کے لئے بھی نفوس ہیں اور پہلی آیت میں جو ہر نفس کیلئے محافظ کا ہونا بیان ہوا ہے وہ ستاروں کو بھی شامل ہے وبناءً علیه ہر ایک ستارہ کیلئے ایک ایک فرشتہ محافظ ہے جیسا کہ ہر ایک انسان کیلئے ہے، تو بھی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں، یا بمنزلہ ارواح، اور خاص کر جبریل امین سورج کی روح ہے یا بمنزلہ روح جیسا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے جس کو وہ رسالہ توضیح المرام کے صفحہ ۳۸ و۴۰ و ۴۸ و ۸۵ وغیرہ میں ظاہر کر چکا ہے۔ اور اس اعتقاد کے سبب علماء پنجاب و ہندوستان نے اسے عقائد فلاسفہ کے معتقد ہونے کا الزام دیا ہے ۔ اسی اعتقاد کا ثبوت اس کے ذمہ اور اس سے مطلوب تھا۔ ستاروں کیلئے ایک ایک فرشتہ محافظ ہونے یا نہ ہونے میں کیا بحث تھی؟ اور اس کا ثبوت کس نے طلب کیا؟

☆ **ازالہ امر دوم وسوم ۔** قرآن نے جبریل کو خاص کر مقربین کا مصاحب اور خدا کی طرف سے خدا کے مقربین کی جانب معزز رسول ٹھہرایا ہے۔ کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جبریل رنڈیوں اور شرابیوں کا بھی آشنا اور دائمی صحبتی ہے۔ لہذا آپ کے یہ دونوں دعوے اہل اسلام کے اعتقاد میں زندقہ اور الحاد ہیں اور جب تک آپ کسی آیت یا حدیث سے ان کا ثبوت پیش نہ کریں ان کا تسلیم کرنا اسلام کے مخالف ہے۔

☆ **ازالہ امر چہارم ۔** قرآن اور حدیث کی صریح نصوص سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس کبھی کبھی آتے ۔ نہ یہ کہ ہر وقت آخر عمر تک وہ آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کا آنا اکثر انسانی اور خاص کر دحیہ کلبی کی صورت میں ہوتا تھا۔ دو دفعہ آپ کا آنا اصلی صورت میں ہوا ہے۔

قرآن میں حضرت جبریل کا یہ قول نقل ہے

وما نتنزّل الا بامر ربّک۔ له ما بین ایدینا وما خلفنا ومابین ذالک۔ وما کان ربّک نسیّاً (مریم ۔ ع ۴) ۔ہم خدا ہی کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ جو

کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور اس کے مابین ہے وہ خدا ہی کے ملک وتصرف میں ہے۔ تیرا رب (اے رسول) بھولنے والا نہیں۔

ایک اور جگہ بیان ہے

ثم دنا فتدلّی۔ فکان قاب قوسین او ادنی۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ ما کذب الفؤاد ما رأی۔ افتمارونہ علی ما یری۔ ولقد رآہ نزلۃً اخری۔ عند سدرۃ المنتہی۔ (نجم۔ع ۱) کہ جبریل آنحضرت ﷺ کے قریب ہوئے، پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ دو کمان کے مقدار فاصلہ رہ گیا۔ پس خدا نے جو اپنے بندہ جبریل کی طرف وحی کی وہی اس نے آنحضرت ﷺ کو پہنچا دی، ایک دفعہ اور بھی آپ نے جبریل کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔

پہلی آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث مروی ہے۔

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال لجبریل ما منعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزّل الّا بامر ربک (آنحضرت ﷺ نے جبریل سے کہا کہ آپ مجھے اس سے زیادہ کیوں نہیں ملتے جو اب ملتے ہیں، جس پر وہ آیت نازل ہوئی)

تفسیر معالم میں ضحاک وغیرہ سے نقل کیا ہے

قال عکرمۃ والضحاک احتبس جبریل عن النبی ﷺ حین سألہ قومہ عن اصحاب الکہف وذی القرنین والروح فقال اخبرکم غداً ولم یقل ان شاء اللہ تعالی حتی شق ذلک علی النبی ﷺ ثم نزل بعد ایام فقال رسول اللہ ﷺ ابطئت حتی ساء ظنی واشتقت الیک فقال لہ جبریل انی کنت اشوق ولا کنی عبد مامور اذا بعثت نزلت واذا حبست احتبست فانزل اللّٰہ وما نتنزّل الا بامر ربک وانزل اللہ والضّحی واللیل اذا سجی ما ودّعک ربک وما قلی (معالم التنزیل۔ ص ۵۵۱)

کہ جب آنحضرت سے لوگوں نے اصحاب کہف، ذی القرنین اور روح کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا میں کل بتاؤں گا اور اس کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ جبریل کئی دن نہ آئے اور یہ امر آنحضرت ﷺ پر بہت ناگوار گذرا۔ پھر وہ جب کئی دن کے بعد آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا،

آپ نے آنے میں توقف کیا، اس سے مجھے برا خیال (ناخوش ہونے اور چھوڑ دینے کا) پیدا ہوا اور میں آپ کی ملاقات کا شائق رہا۔ جبریل نے کہا میں بھی آپ کی ملاقات کا شائق رہا ہوں۔ لیکن میں خدا کے حکم میں ہوں۔ جب بھیجا جاتا ہوں تو آتا ہوں اور جب روکا جاتا ہوں تو رک جاتا ہوں۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ آیت جس میں بیان ہے کہ خدا نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ وہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے۔

دوسری آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول ہے

قالت عائشه ذلک جبریل کان یأتیه فی صورة الرجل و انه اتاه فی هذه المرّة فی صورته التی هی صورته فسدّ الافق۔(بخاری ص ۴۵۹۔ معالم ص ۸۵۵) جبریل آپ ﷺ کے پاس آدمی کی صورت میں آیا کرتے تھے اس دفعہ آپ اصلی صورت میں آئے جس سے انہوں نے تمام افق روک لیا۔ ایسا ہی معالم التنزیل میں ہے۔

حضرت جبریل کے آنے کے واقعات جو احادیث میں وارد ہیں ان کی تفصیل سے بہت تطویل متصور ہے۔ ان کا اجمال بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ آپ جماعت اصحاب نبوی کے سامنے ایک سفید پوش سیاہ بالوں والے اجنبی کی صورت میں آئے اور آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کے مبارک رانوں پر ہاتھ رکھ کر چند مسائل مستفسر ہوئے۔ وہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھا جو تمہیں دین کی تعلیم کے لئے آیا تھا (مشکوۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث اور بخاری۔ص ۱۲)

ایک دفعہ آپ دحیہ کلبی کی صورت میں آئے تو ازواج نبوی ﷺ حضرت ام سلمہؓ نے ان کو دحیہ کلبی سمجھا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا (بخاری۔ص ۵۱۳)

ایک دفعہ قرن الثعالب (ایک مقام) کے پاس آپ ایک بدلی میں نمودار ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ خدا نے آپ کی بات اور منکروں کے جواب کو سنا ہے، اور اس نے ملک الجبال کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ کہیں تو آپ کے مخالفوں کو پہاڑ کے نیچے دبا کر کچل دے۔ (بخاری۔ص ۴۵۸)

جنگ خندق کے بعد آپ ہتھیار پہنے ہوئے آئے اور آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے، ہم نے ابھی نہیں اتارے۔ نکلو بنی قریظہ پر چڑھائی کریں (بخاری۔ص ۵۹۱)

ایک دفعہ بدر کی لڑائی میں آپ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبریل ہے۔

گھوڑی کی چوٹی تھامے ہوئے، ہتھیار پہنے ہوئے۔ (بخاری۔ ص ۵۷۰)

اس قسم کے بے شمار واقعات کتب حدیث میں درج ہیں جن سے جبریل کے کبھی کبھی آنے کی کیفیت بہ تفصیل معلوم ہوتی ہیں وازاں جملہ بعض واقعات کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۹، ۱۰، ۱۲ جلد ۳ و نمبر ا جلد ۴ میں بھی ہو چکی ہے۔

ان تصریحات اور تفصیلات کے مقابلہ میں قادیانی کا عقیدہ کہ جبریل وحی لانے والا آنحضرت ﷺ ہی کی ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ ہے اور اس کے آنے سے مراد اس صفت کی خاص تجلی ہے (جیسے اور قوائے وصفات نفسانی انسانی غضب، رحمت، حرص، شہوت وغیرہ انسان کے اندر ہی ہوتی ہیں مگر وہ بعض اوقات زیادہ جوش کرتی ہیں اور طوفان میں آجاتی ہیں) ان نصوص صریحہ بینہ سے قطعی انکار زندقہ والحاد نہیں تو اور کیا ہے؟ اس الحاد کو تو وہی شخص مانے گا جو مرزا قادیانی کی مانند قرآن وحدیث کو شاعرانہ تخیلات اور خلاف واقعہ استعارات وفرضی حکایات کا مجموعہ کہے۔ قرآن وحدیث کو ماننے والے اور ان میں مندرجہ واقعات کو سچے جاننے والے مسلمانوں سے تو یہ جرأت نہیں ہوسکتی۔

اپنے کفر چہارم کے ثبوت میں جو قادیانی نے عقلی دلائل (ایک آیت اور ایک حدیث) پیش کئے ہیں، ان میں نہ تو صراحتاً یہ بات پائی جاتی نہ اشارۃً کہ جبریل اور دوسرے فرشتے آسمانوں میں رہنے کے مقامات میں جکڑ کر قید کئے ہوئے ہیں، یا وہ سب کے سب ایک ہی حالت و ہیئت نماز سجود یا قیام یا رکوع میں لگائے ہوئے ہیں، نہ اس ہیئت یا حالت سے دوسری حالت و ہیئت کی طرف انتقال کرتے ہیں اور نہ عبادت کے سوا وہ کوئی دوسری خدمت (وحی لانا، مینہ برسانا، نبیوں کی حمایت میں کافروں پر عذاب نازل کرنا وغیرہ وغیرہ) بجا لاتے ہیں۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ اس آیت میں ہے نہ اس حدیث میں۔ بلکہ آیت میں ملائکہ کے درجات عبادت و مقامات قرب و رضا و خوف و رجا، محبت وغیرہ و مراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم کا بیان ہے۔ اور حدیث میں عبادت کے وقت ان کی مختلف ہیأت اور حالات کا (جن میں تبدّل وانتقال ایک جزء لازم ہے جیسا کہ انسانی عبادت میں لازم ہے) بیان ہے اور دوسری آیات و احادیث میں وضاحت کیساتھ ان کا زمین پر آنا اور صراحت کے ساتھ ان کا دوسری خدمات کو بجا لانا صاف وارد ہے، جس سے صاف یقین ہوتا ہے کہ اس آیت اور حدیث میں جبریل یا اور باقی تمام ملائکہ کا کسی خاص مقام میں مقید ہونا اور زمین پر نازل نہ ہونا، یا کسی

ہیئت عبادت میں جکڑے رہنا ہرگز مراد نہیں ۔ یہ مراد صرف قادیانی کا کفر والحاد ہے۔

اب ہم اس آیت وحدیث سے معنے مذکور مراد نہ ہونے پر اقوال علماء اسلام سے شہادت پیش کرتے ہیں۔تفسیر معالم میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے

ای ما لنا ملک الا له مقام معلوم فی السّماوات یعبد الله فیه قال ابن عباس ما فی السماوات موضع شبراً الّا و علیه ملک یصلی او یسبّح ۔

و روینا عن ابی ذر عن النبی ﷺ قال اطت السماء و حق لها ان یط و الذی نفسی بیده ما فیها موضع اربعة اصابع الا و فیه ملک راضع جبهته ساجداً و قال السندی الا له مقام معلوم فی القربة و المشاهدة و قال ابوبکر الوراق الا له مقام معلوم یعبد الله علیه ... و الرجاء ... الرضا ...... الخ۔ معالم

اس قول ملائکہ سے یہ مراد ہے کہ ہم میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں جس کی عبادت کی جگہ آسمانوں پر مقرر نہ ہو۔ابن عباس نے فرمایا ہے آسمانوں میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس میں فرشتے نماز نہ پڑھتے یا تسبیح نہ کہتے ہوں۔آنخضرت ﷺ سے حدیث ہے کہ آسمان چرّ چرّ کرتا ہے (جیسے زین یا پالان شتر سوار کے بیٹھنے سے چرّ چرّ کرتا ہے) اور اس کو لائق بھی ہے۔بخدا آسمان میں چار انگل کی جگہ ایسی نہیں جس میں فرشتہ پیشانی رکھ کر سجدہ نہ کر رہا ہو۔ سدی نے مقام معلوم کے یہ معنے کئے ہیں کہ خدا کے قرب ومشاہدہ کا مقام۔ابوبکر وراق نے کہا ہے کہ عبادت کا مقام خوف ورجاومحبت ورضا وغیرہ مراد ہے۔جو کہا ہے ہم صفیں باندھنے والے ہیں ،قتادہ کہتا ہے یہ بھی ملائکہ کا قول ہے وہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔کلبی نے کہا ہے کہ فرشتے آسمانوں میں عبادت کے وقت ایسی صفیں باندھتے ہیں جیسے انسان زمین پر باندھتے ہیں۔ملائکہ کا یہ کہنا کہ ہم تسبیح کہنے والے ہیں، اس سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور برائی سے خدا کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ان اقوال سے جبریل نے آنخضرت ﷺ کو یہ خبر دی ہے کہ وہ خدا تعالی کی عبادت کرنے والے ہیں اور وہ اس لائق نہیں کہ کوئی ان کی عبادت کرے جیسا کہ کفار ملائکہ پرست خیال کرتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے ۔

لانّه مقام معلوم حكاية اعتراف الملائكة بالعبوديّة الرد على عبدتهم والمعنى .... مقام معلوم فى المعرفة و العبادة و الانتها الى امرالله تعالى فى تدبير العالم ... ثم انهم اعترفوا بالعبودية و تفاوت مرا تبهم فيها لا يتجاوزونها ـ و انا لنحن الصافو ن فى اداء الطاعة .... (بيضاوى ـج ۲)

اس قول میں ملائکہ کے اقرار عبودیت کی حکایت ہے، ان مشرکوں کو رد کرنے کیلئے جو ملائکہ کو پوجتے ہیں۔ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے خدا کی معرفت اور عبادت اور عالم کی تدبیر کے متعلق خدمت بجانے کا ایک مقام ہے۔ پھر ملائکہ نے اقرار کیا کہ وہ خدا کی عبادت کرنیوالے ہیں اس عبادت میں ان کے درجات متفاوت ہیں جن سے آگے نہیں بڑھتے ۔ اور کہا ہم صفیں باندھتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ طاعت ادا کرنے اور خدمات متعلقہ تدبیر عالم بجالانے میں ہم صف بستہ نظر آتے ہیں۔

ایسی ہی تفسیر ابن کثیر فتح البیان وغیرہ میں اس آیت کی تفسیر ہوئی ہے (اور ایسی ہی محمد احسن امروہی نے رسالہ تائید قادیانی کے صفحہ ۵۰ میں مقام معلوم کی تفسیر نقل کی ہے۔ محمد حسین)۔

اور فتح البیان میں اور تفسیر مذکورو قرطبی سے یہ بھی نقل کیا ہے

قال القر طبى قال مقاتل هذه الآ يات الثلا ث نزلت و رسول الله عند سدرة المنتہی فتاخر جبريل فقال النبى ﷺ اهھنا تفارقنى فقال ما استطيع ان اتقدم من مكا نى هذا۔ فا نزل الله حكا ية عن قول الملا ئكة ...(فتح البيا ن) مقاتل کا قول ہے کہ یہ تینوں آیتیں اس وقت نازل ہوئی تھیں جب آنحضرت ﷺ سدرۃ المنتہی کے پاس پہنچے تھے اور جبریل وہاں سے ہٹنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اسی جگہ آپ مجھ سے جدا ہوتے ہیں، انہوں نے جواباً کہا کہ میری طاقت نہیں کہ میں یہاں سے آگے بڑھوں۔ جس پر خدا تعالی نے یہ قول جبریل نازل فرمایا۔

ان اقوال مفسرین اور ان کے متمسک احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ مقام معلوم سے فرشتوں کے مقامات عبادت و درجات قرب و محبت وغیرہ و مراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم مراد ہیں اور ان کے قیام و سجود سے ان کے اوقات عبادت میں ان مختلف ہیئات کی حکایت ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریل وغیرہ ملائکہ آسمان سے زمین پر

آتے اور عبادت وغیرہ بجالاتے ہیں۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک جانب سے دوسری جانب کی طرف نقل وحرکت کرتے ہیں، نہ یہ کہ وہ رہنے کی جگہ قید کئے ہوئے ہیں اور عبادت کی ایک ہیئت میں جکڑے ہوئے ہیں۔

اور فتح البیان کی عبارت میں مقاتل کے قول سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ اگر ان کے مقام سے ظاہری حسی آنے جانے کا مقام مراد لیا جائے تو بھی اس آیت سے یہ مراد نہیں کہ وہ اس مقام سے نیچے نہیں اترتے یا دوسری جگہ نہیں جاتے (جیسا کہ قادیانی نے ملحدانہ معنے کئے ہیں) بلکہ اس صورت میں اس آیت سے یہ مراد ہے کہ وہ اس مقام سے بڑھ نہیں سکتے اور اس سے اوپر نہیں جاسکتے۔ اس قول مقاتل نے قادیانی کے الحاد کی جڑ کاٹ دی ہے فالحمد لله علی ذالک

☆ یہاں تک اس کے نقلی دلائل کا جواب ہے۔ اب اس کی عقلی دلیل کا جواب سنو قادیانی نے جبریل کے ذاتی وحقیقی نزول مراد نہ ہونے پر جو عقلی دلیل پیش کی ہے اس دلیل کے مضمون کا اعادہ حسب عادت تطویل وتکرار اس نے کید نمبر ۱۰ میں بھی کیا ہے اور کید نمبر ۱۲ میں اس پر کچھ بڑھا دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جبریل کا حقیقی وجود تو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے اور اس کے بازو آسمانوں کے کناروں تک پہنچے ہوئے ہیں، پھر وہ مکہ ومدینہ میں آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں کیونکر سما گیا۔

اس دلیل کی تقریر سے قادیانی نے اپنا چھپا نیچری ہونا ظاہر کیا اور اچھی طرح یقین دلا دیا ہے کہ وہ اسلام کی ایسی باتوں کو جن کی کنہ وحقیقت وکیفیت سمجھ میں نہیں آتی (جیسے خدا کی ذات وصفات کا وجود اور ملائکہ کا وجود، آسمانوں کا جسمانی وجود، دوزخ وبہشت کے جسمانی آلام ونعم، شق القمر وغیرہ معجزات، قبر کا عذاب جسمانی حشر وحساب وغیرہ) ہرگز نہیں مانتا۔ اور اس قسم کی باتوں کو ماننے کا اس کا ظاہری اقرار محض منافقانہ ہے جس سے مسلمانوں کو دام میں لانا اس کا مقصود ہے۔ اور اگر ان امور کو وہ درحقیقت مانتا ہے اور معہذا وہ ایسے امور کی کنہ وکیفیت کا جاننا بھی ضروری سمجھتا ہے (چنانچہ اس کی اس دلیل سے مستفاد ومفہوم ہوتا ہے)، تو وہ پہلے امور مذکور کی کنہ وکیفیت بتاوے اور نہیں تو صرف چاند کے پھٹ جانے کی (جس کو وہ سرمہ چشم آریہ میں ثابت کر چکا ہے) کیفیت ظاہر کرے۔ اس کو بھی رہنے دے، وہ جبریل ہی کے وجود اور اس کے آسمان پر ہونے کے اور اس کے سورج (جس کو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۸۵ میں

جبریل کا ہیڈ کوارٹر یا صدر مقام بتا چکا ہے) کے اندر یا اوپر رہنے کی کیفیت بتا دے۔ تب ہم سے اس کے زمین پر آنے کی کیفیت پوچھے۔ اور اگر وہ کچھ نہ بتا سکے تو اس نیچریانہ اور ملحدانہ دلیل اور اس کے مندرجہ سوالات کو واپس لے، اور یہ جان لے کہ وجود جبریل اور ایسے ہی اور امور عالم ملکوت جو ہر ایک کے مشاہدہ میں نہیں آتے، بلکہ ان کو خاص کر انبیاء و اصفیا ہی دیکھتے ہیں، متشابہات سے ہیں۔ ایسا ہی جبریل کا نزول وصعود ہے۔ ایسے امور کی نسبت کیوں اور کیونکر کا سوال مومنوں (یعنی ان کو ماننے والوں) کا کام نہیں، ایسے سوالات وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے وجود سے منکر ہوتے ہیں۔

اس کی تائید میں ہم اس کا سابق کلام سرمہ چشم آریہ پیش کرتے ہیں۔ قادیانی اس کو دیکھ کر تھوڑی دیر کیلئے شرم وانصاف کو پیش نظر رکھ کر کہے کہ اس کلام کی شہادت سے نزول جبریل کی نسبت وہ سوالات مذکورہ کرنے سے ان امور کا قطعی منکر بنتا ہے یا نہیں؟

مرزا قادیانی، سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۲۷ تا ۱۳۰ میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے ہم ان کو وہ اپنی خاص راہیں آپ دکھاویں گے جو مجرد عقل اور قیاس سے سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ اور درحقیقت خدا تعالی نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر منقسم کر دیا ہے۔

۱۔ عالم ظاہر، جو آنکھوں اور کانوں اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلات خارجی کے توسل سے محسوس ہوسکتا ہے۔

۲، عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

۳، عالم باطن در باطن، جو نازک اور لایدرک وفوق الخیالات عالم ہے۔ جو تھوڑے ہیں جو اس سے خبر رکھتے ہیں۔ وہ عالم غیب محض ہے جس تک پہنچنے کیلئے عقلوں کو طاقت نہیں دی گئی، مگر ظن محض۔ اور اس عالم پر کشف اور وحی والہام کے ذریعہ اطلاع ملتی ہے، نہ اور کسی ذریعہ سے۔

عجائبات اس عالم ثالث کے بے انتہا ہیں اور اس کے مقابل پر دوسرے عالم ایسے ہیں جیسے آفتاب کے مقابلہ میں ایک دانہ خشخاش۔ اس بات پر زور لگانا کہ عالم کے اسرار عقلی طاقت سے بالکل منکشف ہو جائیں، یہ ایسا ہے جیسے ایک انسان آنکھوں کو بند

کر کے زور لگائے کہ وہ قابل رؤیت چیزوں کو قوت شامہ سے دیکھ لے۔ بلکہ عجائبات عالم باطن در باطن سے عقل ایسی حیران ہے کہ کچھ دم نہیں مار سکتی کہ یہ کیا بھید ہے۔ روحوں کی پیدائش پر انسان کیوں تعجب کرے۔ اس دنیا میں صاحب کشف پر ایسے ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں کہ ان کی کنہ کو سمجھنے میں عقل بکلی عاجز رہ جاتی ہے۔ بعض اوقات صاحب کشف صدہا کوسوں کے فاصلہ سے باوجود حائل ہونے بے شمار حجابوں کے ایک چیز کو صاف دیکھ لیتا ہے ... اور سب سے زیادہ تعجب کا یہ مقام ہے کہ بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور قوت کی تاثیر سے ایک دوسرے شخص پر، باوجود صدہا کوسوں کے فاصلہ کے، باذنہ تعالیٰ عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کا عنصری جسم اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا۔ اور عقل کی رو سے ایک چیز کا دو جگہ ہونا محال ہے۔ سو وہ محال اس عالم ثالث میں ممکن الوقوع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدہا عجائبات کو عارف بچشم خود دیکھتا ہے اور ان کور باطنوں کے انکار سے تعجب پر تعجب کرتا ہے جو اس عالم ثالث کے عجائبات سے قطعاً منکر ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے اس کلام کو (جو اصول اسلام کے مطابق ہے) دیکھ کر انصاف سے کہے کہ وہ اپنے ان سوالات سے وجود ملائکہ و جبریل اور ان کے حقیقی نزول وصعود سے منکر بنتا ہے یا نہیں؟ نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا جبریل اور اس کا نزول وصعود اور ایسے دیگر امور ملکوت تیسرے عالم باطن در باطن سے نہیں ہیں، بلکہ عالم اول و دوم سے ہیں جو حواس اور عقل میں آسکتے ہیں؟ ایسے ہیں تو وہ انکی کیفیت بیان کرے اور اگر بیان نہ کر سکے تو ان کا تیسرے عالم سے ہونا مان لے اور اس پر اس قسم کے سوالات کرنیوالے کو منکر قرار دے۔

قادیانی یہ بھی خیال کرے کہ خدا تعالیٰ عالم اوّل کے قبض و بسط پر قادر ہے۔ لکڑی لوہے پیتل وغیرہ سبھی اس قسم کی چیزوں کو گرمی وسردی سے بڑھا و گھٹا دیتا ہے۔ اسی اصول پر چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور پھر اس کے ایک ٹکڑے کا مکہ کے پہاڑ کے آگے اور ایک کا پیچھے ہو جانا اہل اسلام میں مانا جاتا ہے (چنانچہ صحیح مسلم کے صفحہ ۳۷۳ میں موجود ہے) باوجود اس کے کہ چاند کا حجم مکہ اور اس کے گرد ونواح سے بڑا ہے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کو اس بات پر کیوں قادر نہیں مانتا کہ وہ تیسرے عالم کی ایک چیز (وجود جبریل) میں یہ قبض و بسط عمل میں لا کر اس کو اس لائق کر دے کہ وہ مکہ کے افق شرقی میں سما سکے۔ دو یا ایک دفعہ اصلی وجود سے

جبریل کا زمین پر آنا تو اس نے بھی مانا ہے (چنانچہ اس کے کید نمبر ۱۲ میں اس کا ذکر آئے گا) (اس احتمال وامکان کا مؤید شیخ الاسلام بلقینی کا وہ قول ہے جو فتح الباری میں شیخ ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ فتح الباری میں پہلے امام الحرمین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تمثل جبریل بصورت انسان کے یہ معنے ہیں کہ خدا جبریل کی اصلی صورت سے اس مقدار کو جو صورت انسان سے زائد ہے، فنا کر دیتا یا ٹلا دیتا تھا۔ پھر ابن عبدالسلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مقدار زائد کو فنا کرتا تھا کیونکہ روح کی علیحدگی سے جسم کا مردہ ہونا عقلاً لازم نہیں ہے۔ دیکھو شہیدوں کی ارواح ان کے جسموں سے جدا ہو کر بہتر جانوروں کے جوف میں جاتی ہیں پھر وہ اجسام مردہ نہیں ہوتے۔ پھر شیخ الاسلام بلقینی سے نقل کیا ہے کہ تمثل ان ہی دو صورتوں میں منحصر نہیں جو امام الحرمین نے بیان کی ہیں، ممکن ہے کہ جبریل اصلی صورت میں آتے ہوں مگر سکڑ کر انسان کی صورت میں ہو جاتے ہوں۔ پھر جب اس صورت کو ترک کرتے ہوں تو اصلی مقدار پر ہو جاتے ہوں۔ اس کی مثال روئی ہے جب وہ دھنی جاتی ہے تو بڑی صورت معلوم ہوتی ہے اور جب اکٹھی کی جاتی ہے تو چھوٹی ہو جاتی ہے۔ پھر شیخ ابن حجر نے اپنا خیال بیان کیا اور کہا حق یہ ہے کہ تمثل کی یہ تفسیر نہیں کہ ان کی ذات انسان ہو جاتی تھی بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کی صورت سے انسان کی صورت کا حصہ نظر آتا، باقی حصہ دیکھنے والے کی نظر سے مخفی رہتا۔ نہ وہ مٹایا جاتا نہ فنا ہوتا۔ و قال شیخنا شیخ الاسلام ما ذکرہ امام الحرمین لا ینحصر الحال فیه بل یجوز ان یکون الآتی ھو جبریل بشکله الاصلی الا انه انقسم فصار علی قدر ھیئة الرجل و اذا ترک ذلک عاد الی ھیئته و مثال ذلک القطن ... یحصل له صورة کبیرة .. لم یتغیر (فتح الباری ج ۱ ص ۱۱) پھر اس امر کا وقوع کئی دفعہ کیوں ناممکن ہے اور جبکہ حضرت جبریل کا بشکل انسان اور خاص کر دحیہ کلبی کی شکل میں مشکل ہو کر آنا ہوتا تھا تو اس صورت میں قادیانی کے اس سوال کی سرے سے گنجائش نہیں۔ اس صورت سے جو اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ، وہ وجود حقیقی نہ تھا ظلی تھا، اس کا جواب کید و کذب نمبر ۱۲ میں ہو گا۔

وحی پہنچانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر جبریل کے چلے جانے پر قادیانی نے جو دلیل اس مقام میں پیش کی ہے وہ عقلی ہے۔ اس کی تائید میں اس نے کید نمبر ۴ بزعم خود نقلی دلائل بھی پیش کئے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۲۴ دافع الوساوس میں کہا ہے:۔

> شیخ عبدالحق مدارج النبوت صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے تمام کلمات و حدیث وحی خفی ہیں اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی، حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبریل قرآن سے مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبریل سے ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کا اجتہاد بھی وحی تھا، پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ آنحضرت

ﷺ کے ہرایک قول وفعل، قلیل وکثیر صغیر وکبیر کو وحی سمجھتے اوراسپر عمل کرتے۔

مرزا قادیانی نے وساوس کے صفحہ ۱۱۱ میں آیت و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوّحی سے بھی اس دلیل نقلی کی تائید میں استدلال کیا ہے۔

☆ اس دلیل کے عقلی حصہ کا رد بضمن ازالہ کید نمبر ے گذر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات بلا واسطہ جبریل مہبط وحی خفی تھی، لہذا جبریل کے چلے جانے کے بعد وہ فیض وحی سے محروم نہ رہتے تھے بلکہ شب وروز خواب وبیداری میں وہ مورد فیض وحی رہتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے کلمات طیبات وافعال کو وحی سمجھا گیا ہے، جبریل کے چلے جانے سے آپ کو وحی الٰہی سے خالی قرار دینا آنحضرت ﷺ کو دشنام دینا ہے جو بجز قادیانی (جو آنحضرت ﷺ کا پنہانی دشمن ہے) دوسرے کا کام نہیں ہے۔

☆ اب اس دلیل کے نقلی حصہ کا ردّ سنو۔

بے شک شیخ عبدالحق نے آنحضرت ﷺ کے جملہ کلمات کو وحی قرار دیا ہے اوراس پر آیت قرآن ان ھو الا وحی یوّحی سے استدلال کیا ہے اوراس اثر حسّان سے کہ آنحضرت ﷺ پر جبریل سنت کی وحی بھی لایا کرتے تھے، تمسّک کیا ہے اور ہمارا بھی اس پر یقین وایمان ہے چنانچہ یہ بات باستدلال آیت مذکور ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ اوراثر حسّان کو ہم اپنے رسالہ نمبر ے جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۰۸ میں اس مدعا کی تائید میں معرض استدلال میں لا چکے ہیں، مگر وحی کو جبریل سے مخصوص کرنا اور یہ کہنا کہ ہرایک سنت کی وحی بھی جبریل ہی کے ذریعہ سے ہوتی تھی ایک ایسا سفید جھوٹ اور ملحدانہ افتراء ہے جس کا اثر ونشان نہ اس آیت میں پایا جاتا ہے نہ حسان کے اثر میں، نہ شیخ عبدالحق کے کلام میں۔ بلکہ آیت مذکوراس قید سے بے قید ہے اورصحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ وحی بلا واسطہ جبریل بھی ہوتی تھی اورشیخ عبدالحق دہلوی نے بھی اس وحی کو مدارج النبوۃ کے اس مقام میں اور دیگر مقامات وتصنیفات میں وسیع کیا ہے۔ قادیانی نے شیخ عبدالحق کی کلام نقل کرنے میں سرقہ کیا ہے اور حسّان کے اثر میں ہرایک سنت کا لفظ وارد نہیں۔ قادیانی نے ہرایک سنت کا لفظ ازخود ملا کر حسّان پراورشیخ عبدالحق پراس نقل میں افتراء کیا ہے۔ اثر حسّان میں صرف اتنا پایا جاتا ہے کہ حضرت جبریل سنت کی وحی بھی لاتے جیسا کہ قرآن کی لاتے تھے اورکئی جگہ آنحضرت ﷺ نے اپنے احکام حدیث کی نسبت فرما دیا ہے کہ یہ حکم مجھے جبریل نے بتایا ہے۔ اس اثر

میں یہ نہیں پایا جاتا کہ جو حکم حدیث ہے وہ جبریل ہی کے ذریعہ سے وحی کیا گیا ہے۔

اب ہم شیخ عبدالحق کا اصل کلام جو آیات، احادیث سے استدلال پر مشتمل ہے نقل کرتے ہیں تا سیاہ روئے شود کہ دروغش باشد

شیخ عبدالحق صاحب جلد دوم مدارج النبوۃ کے صفحہ ۸۲ میں فرماتے ہیں

ومراد بقول وے و ما ینطق عن الھوی ان ھو الّا وحی یّو حی قرآن ست و اگر ہمہ کلام و حدیث آنحضرت ﷺ را مراد دارند کہ وحی خفی ست جز دو سہ موضع کہ آنرا مستثنے دارند کہ قصہ اساری بدر وقصہ ماریہ وعسل و تابیر نخل ازاں جملہ ست و براں تبیہ واقعہ شدہ است نیز درست ست۔ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے گوید نیست نطق او صادر از ہوا نیست نطق اومگر وحی کہ فرستادہ می شود بروے درمواہب لدنیہ می گوید کہ ایں بہتر ست از اعادہ ضمیر بقرآن زیرا کہ نطق بقرآن و سنت ہر دو وحی ست قال اللہ و انزل علیک الکتا ب و الحکمۃ ۔کتاب قرآن و حکمت سنت ۔اوزاعی از حسان بن عطیہ آوردہ کہ گفت نزول میکرد جبریلؑ بر رسول خدا ﷺ برسنت چنانکہ نزول مے کرد بروئے بقرآن کہ تعلیم مے کرد او را ازیں جا معلوم شد کہ نطق مخصوص بقرآن نیست بلکہ اجتہاد آنحضرت را نیز وحی حق گفتہ اند۔

اور نیز جناب شیخ عبدالحق، مدارج النبوت کے صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں

وصل بدانکہ علماء وحی را مراتب عدیدہ ذکر کردہ اول رویاء صالحہ چنانکہ در حدیث عائشہ آمدہ کہ اول ما بدیء بہ رسول اللہ ﷺ الرؤیا الصالحہ و فی روایۃ ایضاً وکان لا یری رؤیا الا جائت مثل فلق الصبح و در کتب واقعہ شدہ کہ آن درشش ماہ بود دور نبوت ایں مدت سخن ست واللہ اعلم ثانی آنچناں بود کہ القاء میکرد جبریل در قلب شریف نبوی ﷺ بے آنکہ بیند او را چنانکہ فرمود کہ روح القدس رمید در دل من کہ ہرگز نمیرد ہیچ نفس تا بجوال وتمام نگیرد رزق خود را واستیفا نکند آنرا الحدیث روایت کردہ است ایں حدیث را حاکم وتصحیح کردہ آنرا ۔ثالث آنکہ تمثل مے کرد جبریل آنحضرت ﷺ را بصورت مردے وخطاب مے کرد او را تا یاد میگرفت بآنچہ مے فرمود ۔واکثر درصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ مے آمد کہ صحابی بود از قبیلہ بنی کلب خوش روی در غایت حسن وجمال ۔گوئند کہ چوں دحیہ

بتجارت مے برآمد زنان محمل نشین نظارہ وے کردند .. و در تحقیق تمثل جبریل بصورت د حیہ کلام است ۔ اہل نظر اشکال مے آرند کہ چوں تمثل مے کرد جبریل در صورت دحیہ روح جبریل کجا مے بود ۔ اگر در جسد شریف مے بود کہ مر از شش صد جناح ست کہ اصل صورت ست پس آنچہ مے آمد نز د آنحضرت ﷺ روح جبریل نبود در جسد او و اگر دریں جسد۔ ۔ بود کہ صورت دحیہ است و از جسد اصلی مفارقت کرد و دریں جسدے مے آید پس ..... و در مواہب لدنیہ از عینی کہ شارح بخاری ست حنفی المذہب گفت دور نیست کہ نباشد انتقال روح موجب موت پس باقی ماند جسد و نقصان نہ پذیرد از مفارقت وے چیزے ۔ و انتقال روح بحد ثانی ہم چو انتقال روح شہداء باشد باجواف طیور و موت اجساد بمفارقت ارواح امرے واجب نیست عقلاً بلکہ بعادتے است کہ جاری گردانید است حق تعالی در بنی آدم و لازم نیست کہ در غیر بنی آدم ہم چنیں باشد ۔ بلکہ در بنی آدم نیز جائز است عقلاً و داخل است و قدرت حق سبحانہ تعالی ایں کلام ظاہری است کہ بعض علماء گفتہ اند ۔ و نز د اہل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیہ آنست کہ علمیہ ،،، ذہن جبریل بسبب قدرت کاملہ و ارادت شاملہ کردار د افاضہ وجود خود براں صورت علمیہ بصفاتے کہ مراد است نمودہ خود را بصورت دحیہ نمود دون صورت علمیہ متلبس باں صفات موجود گردانید و جبریل در مقام خود ثابت و کائن ست بذات و صفات ملکی کہ دارد و دحیہ در جائے خود ست بصورت کہ داشت ۔ ایں صورت متمثل نہ عین جبریل ست زیرا کہ جبریل حقیقی دیگر دارد ۔ نہ صورتے دیگر و نہ غیر اوست زیرا کہ ہماں ذات و صفات جبریل ست کہ باین صورت برآمدہ و متمثل گشت ۔ چنانکہ اہل توحید در ظہور حق سبحانہ و تمثل وے بصورت عالم مے گوئند و بہمین طریق تمثل روحانیات بصورت جسمانیات و تمثل حق بصورت بشر و تمثل بعض کمل اولیاء بصورت متعددہ ۔ فاعلم و گاہے در غیر صورت دحیہ مے آمد چنانکہ در حدیث جبریل در بیان اسلام و ایمان واحسان آمدہ ۔ رابع آنکہ مے آور مثل سلسلۃ الجرس یعنی آواز لہ مفہوم نمی شود از اں کلمات و معانی مر غیر آنحضرت ﷺ را ... و ایں قسم سخت ترین انواع وحی ... خامس آنچناں بود کہ مے دید گاہے فرشتہ بصورت اصلی کہ مرا در اششصد بازو بود و وحی میرسانید آنچہ خدا مے خواست ۔ چنانچہ در سورۃ النجم مذکور است و گفتہ اند کہ ان دو بار بود واللہ اعلم ۔ سادس آنکہ وحی کرد اللہ

تعالی بروے درحالیکہ فوق سماوات بود ووحی کردہ شد بروے صلوات خمس ۔ سابع کلام کردن حضرت رب العزت جل شانہ بے وساطت ملک ۔ چنانکہ تکلم کرد موسیٰ ۔ ثامن کلام کردن حق سبحانہ ... . ظاہر آنست کہ وحی فوق سماوات وازیں قبیل ست وصاحب مواہب گفتہ کہ ایں ... کہ گویدید .آنحضرت ﷺ پروردگار خود درشب معراج وایں مسئلہ اختلافیہ است .

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اس کلام کو دیکھ کر ناظرین منصفین عموماً اور قادیانی کے دام میں دھوکہ میں پھنسنے والے خصوصاً داد انصاف دیں اور کہیں کہ قادیانی وحی کو جبریل امین سے مخصوص کرنے میں اور شیخ عبدالحق اور حسان بن عطیہ سے اس بات کو نقل کرنے میں کہ، ہر ایک سنت کا نزول بھی جبریل ہی سے ہے، الحاد وسفید جھوٹ کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں؟ اور اس جھوٹ سے کس کا منہ کالا ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی نے شیخ کی کلام صفحہ ۴۴ کا ماحصل نقل کرنے میں شیخ پر ایک اور افتراء کیا اور سفید جھوٹ بولا ہے جس کا بیان اس کے کید نمبر ۱۱ کے جواب میں آئے گا۔

اب شیخ عبدالحق صاحب کی تائید میں دیگر محدثین کرام وعلماء عظام کا کلام نقل کرتے ہیں کیونکہ شائد شیخ کا پورا کلام مذکور شائع ہونے پر قادیانی، شیخ صاحب سے بھی منکر ہو جاوے اور اس مضمون میں ان کو متفرد کہے۔

صحیح بخاری کے صفحہ ۲ میں حدیث ہے

ان الحارث بن ہشام سأل رسول الله ﷺ فقال یا رسول الله کیف یأتیک الوحی فقال رسول الله ﷺ احیاناً یاتینی مثل صلصلة الجرس و ہو اشدہ الی ... عنی و قد وعیت عنه ما قال و احیاناً یتمثل لی الملک رجلاً فیکلّمنی

حارث بن ہشام نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے پاس وحی کیونکر آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کبھی تو گھنٹی کی آواز سے۔ یہ وحی مجھ پر بہت سخت گراں ہوتی ہے۔ جب یہ وحی ہو چکتی ہے تو مجھے یاد ہو جاتا ہے جو کہا تھا ،کبھی فرشتہ آدمی بن کر میرے سامنے متشکل ہو جاتا ہے وہ مجھ سے کلام کرتا ہے تو مجھے یاد ہو جاتا ہے۔

فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں ہے

و اورد علی ما اقتضاہ ظاہر الحدیث و ھو ان الوحی فی الحالتین حالاً و اخری اما من صفتہ الوحی کھیئۃ کدوی النحل ۔ و النفث فی الروع ۔ والالہام والرئویا الصالحہ ۔ و التکلیم لیلۃ الاسراء بلا واسطہ ۔ واما من صفتہ حامل الوحی کجیئہ فی صورتہ التی خلق علیہا لہ ستّ مأۃ جناح و رویتہ علی کرسی بین السماء والارض وقد سدّ الافق ۔والجوا ب منع الحصر فی الحالتین للمتقدم ذکرھما وحملھما علی العالب ۔ (فتح الباری ج ۱ ص۱۰)

و اقسام الوحی، الرو ئیا الصا لحہ۔ و نزول اسرافیل اول البعثہ کما فی الطرق الصحاح... واجتہادہ علیہ السلام فانہ صواب قطعاًو مجیء ملک الجبال مبلغا من اللہ ...(قسطلانی مختصراً ۔ ص ۵ ج ۱)

کہ ظاہر حدیث کے مفہوم حصر پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وحی ان دو صورتوں میں منحصر نہیں ۔ اور صورتوں سے بھی ہوتی ہے، کبھی مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز سے، کبھی قلب نبوی میں ایک بات کو پھونک دینے سے، کبھی الہام سے، کبھی سچے خواب سے، کبھی بلا واسطہ غیر خدا تعالی کے خود کلام کرنے سے جیسا کہ معراج میں ہوا وغیرہ ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حصر کا مراد ہونا غیر مسلّم ہے ۔ اس میں صرف غالب صورتوں کا بیان ہوا ہے ایسا ہی قسطلانی نے شرح بخاری میں کہا ہے اور اس میں ان تین اقسام کو بھی بڑھایا ہے

۱، اسرافیل کا نزول جو بعثت سے پہلے ہوا تھا۔۲، آپ کا اجتہاد جو قطعاً درست ہوتا تھا۔۳ ملک الجبال کا یہ پیغام لانا کہ آپ فرمائیں تو میں آپکے منکروں کو پہاڑ کے نیچے کچل دوں ۔

اس وحی والہام کے وسیع ہونے اور جبریل سے مخصوص نہ ہونے پر ایک طرفہ شہادت مرزا قادیانی پر الزام قائم کرنے والی حجت یہ ہے کہ قادیانی نے خود اس وحی کو وسیع کیا ہے اور بلا واسطہ فرشتے، خدا کی طرف سے اپنا صاحب وحی ہونا اور خاص خدا کی کلام کا مخاطب ہونا تجویز کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں فرشتے کے وسیلہ سے وحی والہام کو جداگانہ قسم بنایا ہے ۔ چنانچہ حصہ چہارم براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۱ سے۲۲۲ تک وحی والہام کا ہم معنے ہونا ثابت کر کے صفحہ۲۲۳ میں لکھا ہے

صورت اول الہام ۔ الہام کے منجملہ ان کی صورتوں کی جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی

ہے، یہ ہے کہ جب خدا تعالی امر غیبی کو بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے، تو کبھی نرمی سے کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور وہ اس پر شدت اور عنیف صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں جیسے گڑے یعنی اولے۔

اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۴ میں کہا ہے۔

اس قسم کے الہام بھی یعنی جو سخت وگراں صورت کے الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہیں، بعض اوقات مجھ کو ہوتے رہے ہیں۔ (پھر اس کی ایک مثال یہ کلمہ بیان کیا کہ . بالفعل نہیں۔ . (یعنی ابھی لوگ چندہ سے تیری مدد کی طرف متوجہ نہ ہوں گے .)

دوسرے قسم کے الہام سے یعنی وہ جس میں کچھ ملائمت سے کلمات زبان پر جاری ہوتے ہیں یہ الہام خداوند کرتم نے مجھ کیا (جس میں چندہ آنے کی بشارت تھی)

اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۶ میں لکھا۔

صورت دوم الہام یہ کہ اللہ تعالی بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو ایک دفعہ بے ہوشی اور غنودگی اس پر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ بالکل اپنے تئیں بھول جاتا ہے۔ اس حالت سے وہ باہر آتا ہے تو اپنے اندر ہی کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑے۔ جب وہ گونج فرو ہو جاتی ہے، تو اس کو اپنے اندر ایک کلام موزوں اور لطیف محسوس ہو جاتی ہے۔ اس حالت کو خدا تعالی اپنے بندہ پر وارد کر کے اس کی ہر ایک دعا کا اس کو جواب دیتا ہے۔ اس کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں۔

صورت سوم الہام کی یہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القاء ہوتا ہے ...اور اس میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دل میں پھونک دیا اور انسان متنبہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہ القاء ہے۔ اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بارہا ہوا ہے۔

صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رؤیا صادقہ میں کوئی امر خدا کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔

صورت پنجم الہام کی وہ ہے جس کا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں، بلکہ خارج سے ایک آواز آتی ہے۔ انسان یہ آواز سن کر سمجھ جاتا ہے کہ کسی فرشتے نے آواز دی ہے، مگر صورت دوم کی طرح اس میں مکرر دعاؤں پر آواز کا سنا جانا مشہود نہیں ہوا (یعنی

قادیانی نے نہیں دیکھا) بلکہ ایک ہی دفعہ کوئی فرشتہ ناگہاں آواز کرتا ہے، برخلاف صورت دوم کہ اس میں اکثر کامل دعاؤں پر حضرت احدیت کی طرف سے جواب صادر ہونا مشہود ہوا ہے (یعنی قادیانی نے دیکھا اور سنا ہے) اور خواہ سو مرتبہ دعا اور سوال کرنے کا اتفاق ہو، اس کا جواب سو مرتبہ ہی حضرت فیاض مطلق کی طرف سے صادر ہوسکتا ہے جیسا کہ متواتر تجربہ اس خاکسار کا اس بات پر شاہد ہے.

ان صورتوں میں سے قادیانی نے صرف صورت پنجم کے الہام کو فرشتہ سے مخصوص کیا ہے اور صورت چہارم کو خدا اور فرشتے دونوں میں مشترک ٹھہرایا ہے اور پہلی تینوں صورتوں کے الہام کو خاص خدا کی طرف سے قرار دیا ہے ۔ اور صورت دوم میں تو فرشتہ کو خدا کے مقابلہ میں ذکر کر کے اس کو بے دخل کیا ہے جس سے ہر کس و ناکس کو (بشرطیکہ اس کی آنکھ پر قادیانی کی محبت اور کورانہ تقلید کا پردہ نہ پڑ گیا ہو) یقین ہوسکتا ہے کہ قادیانی نے اپنے وحی الہام کو جبریل یا کسی اور فرشتے کی وساطت سے مقید و مخصوص نہیں کیا ۔ اور اپنے آپ کو وحی والہام میں فرشتے کا محتاج نہیں ٹھہرایا، بلکہ اپنی وحی کو وسیع کیا ہے ۔ جبریل کو ایک طرف رکھ کر خود خدا سے مخاطب ہونے کا دعوی کیا ہے ۔ پھر جو اس نے جناب عالی ختمی مآب آنحضرت ﷺ کے بلا واسطہ جبریل وحی الٰہی سے مشرف نہ ہونے اور فیض وحی سے بکلی محروم رہنے کا دعوی کیا ہے، یہ آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں قادیانی کی اپنی تعظیم و فوقیت اور آنحضرت ﷺ کی بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کون ایسا مسلمان ہے جس کے بدن کے یہ بات سن کر رونگھٹے کھڑے نہ ہوں گے اور اس سے ان مسلمانوں کے ایمان جوش میں نہ آئیں گے؟

وقت تصنیف براہین احمدیہ مجھے قادیانی کے خبث باطن کا علم نہ ہوا تھا (اور کیونکر ہوتا جب تک وہ اپنے منہ سے اس نجاست کو، جو اب نکال رہا ہے، نہ نکالتا) اب وہ بے دھڑک یہ دعوی کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وہ رتبہ و مقام نہیں تھا جو میرا رتبہ و مقام ہے، اور یہ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ تو جب چاہے بلا واسطہ جبریل خدا کے پاس چلا جائے یا اس کو اپنے پاس بلا لے (خطبہ دافع الوساوس میں اس نے خدا کو بلایا ہے) وہ سو بار خدا سے بلا واسطہ کلام کرتا ہے تو خدا اس کو بلا واسطہ جواب دیتا ہے ۔ آنحضرت ﷺ کا یہ رتبہ و حوصلہ نہیں ہے کہ وہ ایک آن بھی بلا واسطہ جبریل، خدا سے ہم کلام ہوں اور کسی ایک بات کا جواب اس سے لے سکیں ۔

اس اعتقاد و خیال سے وہ آنحضرت ﷺ کی معلومات کی نسبت اپنے معلومات کو

بڑھ کر جانتا ہے اور بر ملا کہتا ہے کہ پیش گوئیوں کے اسرار جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ تھے، مجھے معلوم ہیں ۔ (دیکھو صفحہ ۱۰۴ نمبر ۱۲ جلد ۱۴ اشاعۃ السنہ)۔

قادیانی کے اس دعوی فضیلت ذات خود اور توہین حضرت رسالت ﷺ پر اس کو کافر و مرتد کہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے ۔ اور اس کی اس قسم کی باتیں سن کر اور جان کر جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ خود مسلمان نہیں رہتا ۔ آئندہ ہر ایک کو اختیار ہے مسلمان بنا رہے یا قادیانی ہو جائے ۔ مگر فمن شاء فلیؤ من ومن شاء فلیکفر انا اعتد نا للظا لمین نا راً (جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے) کو پیش نظر رکھے ۔

☆ کید ہشتم : بہتان بر شیخ الکل

دافع الوساوس کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک مرزا قادیانی نے خاکسار محمد حسین اور ہمارے شیخ الکل سید نذیر حسین محدث پر یہ افتراء کیا اور بہتان باندھا ہے کہ یہ دونوں اس بات کے قائل نہیں کہ ہر ایک انسان کو دو قرین نیک و بد (فرشتہ اور شیطان) دیئے گئے ہیں بلکہ انکا قول یہ ہے کہ صرف ایک ہی قرین بد (شیطان) دیا گیا ہے جو ہر وقت ایمان کی بیخ کنی کرتا ہے، یہ اعتقاد ان کا کھلے طور پر نہیں بلکہ ان کے اس اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے کہ جبریل اور ملک الموت اور دوسرے فرشتے آسمان سے اصلی وجود کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر آسمان پر چلے جاتے ہیں ۔ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت و ما منّا الا له مقام معلوم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبریل اور ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے، جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اس کے ان کا زمین پر آنا بھی اپنے اصلی وجود کے ساتھ ضروری خیال کرتے ہیں ۔ اس عقیدہ کو یہ بلاء لازم پڑی ہوئی ہے کہ صرف شیطان ہی دائمی مصاحب انسان کا ہے ۔

☆ ازالہ کید

مولانا بٹالوی پوچھتے ہیں کہ کس کافر کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ہر ایک انسان کا ایک ہی قرین بد (شیطان) مصاحب رہتا ہے؟ اور کس کافر نے اس آیت قرآن کا یہ

مطلب سمجھا ہے کہ فرشتے آسمان میں اپنے رہنے کی جگہ جکڑ کر قید کئے ہوئے ہیں جس سے فرشتوں کی انسان سے دائمی مفارقت لازم آتی ہے، جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اس پر ہزار لعنت ، قادیانی اس اعتقاد کو ہماری طرف منسوب کرنے میں سچا ہے تو وہ جھوٹے پر ہزار لعنت کہے۔

مسلمان تو اعتقادات ذیل

کہ خدا کے مخلص بندوں انبیاء و اصفیا پر شیطان کا تسلط رہتا ہے، اور خدا کے فرشتے نبیوں اور نیک بندوں کے پاس نہیں آتے، اور نہیں رہتے،

کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب، جن میں یہ خاکسار اور حضرت شیخ الکل بھی داخل ہیں، یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ملائکہ قرین اور کراماً کاتبین، اور حفظہ تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور عاملان وحی وغیرہ خدمات کے فرشتے اپنی خدمات کے وقت آتے اور پھر چلے جاتے ہیں۔

☆ نمبر نہم: متفرق مغالطے

دافع الوساوس کے صفحہ ۹۷ تا ۱۰۲ متعدد اکاذیب و مغالطات درج کئے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۹۷ میں کہا ہے۔

منجملہ ان آیات کے (یعنی جن سے ثابت ہے کہ روح القدس ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے) ایک یہ آیت ہے یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یجعل لکم نوراً ۔ اور کہا ہے کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے

پھر دافع الوساوس کے صفحہ ۹۸ میں کہا ہے:۔

. ایک دوسرے مقام میں فرمایا انّ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزّل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنو و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۔

پھر صفحہ ۹۹ میں کہا ہے :۔

ایک دوسرے مقام میں فرمایا ہے او من کان میتا فاحییناہ و جعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی النّاس۔ پھر کہا یہاں بھی نور اور حیات سے روح القدس مراد ہے

پھر صفحہ ۱۰۰ میں کہا:۔ اور منجملہ ان آیات کے یہ آیت ہے

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ ۔

پھر صفحہ ۱۰۲ میں کہا ہے:۔ اس آیت کی تائید احادیث میں بہت کچھ ذکر ہے ۔ بخاری میں ایک روایت ہے کہ حسان آنحضرت ﷺ کی حمایت میں مشرکین مکہ کی ہجو کرتا تھا تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا اللّٰھم ایّدہ بروح القدس (اے میرے خدا تو اس کو روح القدس سے مدد دے) اور اس کو فرمایا ھاجھم و جبریل معک (اے حسان تو ان کی ہجو کر جبریل تیرے ساتھ ہے)۔

☆ ازالہ کید

آیات متمسکہ قادیانی سے پہلی آیت تو بایں الفاظ وترتیب محمدی وعربی قرآن میں (جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا) موجود نہیں ۔ ہاں قادیانی قرآن میں (جو برطبق انّا انزلناہ قریباًمّن القادیان قادیانی پر نازل ہوا ہے) ہو تو تعجب نہیں ۔

تیسری آیت میں جو لفظ نور، وارد ہے یہ لفظ اور بہت سی آیات قرآن میں وارد ہے۔ اس لفظ نور کی نسبت قادیانی کا جو یہ دعوی ہے کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے، ایک سفید جھوٹ ہے ۔قرآن میں بہت سے مواضع ایسے ہیں جن میں اس لفظ سے حضرت جبریل یا روح القدس مراد نہیں ہے بلکہ اور معانی مراد ہیں ۔

کئی جگہ خود قرآن مجید کو نور کہا گیا ہے ۔ و انزلنا الیکم نوراًمبیناً (نساء ۔ع ۲۴)
بعض جگہ تورات کو نور کہا گیا ہے قل من انزل الکتا ب الذی جاء بہ موسی نوراً (انعا م۔ ع ۱۱) ۔ بعض جگہ ہدایت اور نور ایمان کو نور کہا گیا ہے اومن کان میتاً فاحییناہ ۔ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس ۔(انعا م۔ ع ۵)
ما کنت تدری ما الکتا ب ولا الایما ن ولکن جعلناہ نورا نّھدی بہ من نشاء (شوری۔ ع ۵) ۔ و جعل القمر فیھنّ نوراً (نوح ۔ع ۱) ۔ و ھو الذی جعل الشّمس ضیاءً و القمر نوراً ۔(یونس۔ ع ۱) ۔ اللہ نور السماوات و الارض ۔

یسعی نورھم بین ایدیھم و بایمانھم ۔ (الحدید ع ۲)۔

ازانجملہ ایک مقام مرزا قادیانی کی متمسکہ آیات سے تیسری آیت میں ہے ۔

بعض جگہ چاند کو نور کہا گیا ہے ۔ ایک جگہ اللہ تعالی نے اپنے آپ کو نور کہا ۔
بعض جگہ قیامت کے دن مومنوں کے آگے اور داہنی طرف کی روشنی کو نور کہا گیا

ہے ۔ وعلی ھذا القیاس۔ بعض معانی اور ہیں ۔ ان مواضع میں لفظ نور سے اور معانی کا مراد ہونا بشہادت نص قرآنی ثابت ہے پھر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ قرآن میں نور سے روح القدس یا جبریل مراد ہے، جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

تیسری آیت کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے

مثل به من هداه و انقذه من الضلال و جعل له نوراً الحجج و الآيات ليتامل بها فی الاشياء . فيميز الحق و الباطل و المحق و المبطل . (بيضاوی ۔ ص ۲۶۸) کہ خدا نے اس آیت میں حیات اور موت اور نور سے اس شخص کو تشبیہہ دی جس کو گمراہی سے چھوڑایا اور اس کو دلائل اور آیات کا نور عطا کیا جس سے وہ حق اور باطل اور حقانی اور بطلانی اشخاص میں تمیز کر سکتا ہے۔

دوسری آیت متمسکہ قادیانی میں جن ملائکہ کا ذکر ہے ان سے جبریل کو مراد سمجھنا قادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے کہ ملائکہ ہم نشین اور حفظہ سے ایک ہی شخص جبریل مراد ہے، جس کا الحاد ہونا پہلے ثابت کیا گیا۔

اہل اسلام کے نزدیک تو ان ملائکہ سے وہی قرین مراد ہیں جو ہر ایک انسان کے ساتھ شیطان کے مقابلہ میں رہتے ہیں اور وہ انسان کے دل میں القاءِ حق کرتے ہیں۔

بیضاوی نے (ص ۲۶۷) اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے

نلهمكم الحق و نحملكم على الخير بدل ما كانت الشياطين تفعل بالكفرة .. کہ وہ فرشتے کہیں گے ہم تم کو الہام حق کرتے رہے اور اس کی رغبت دلاتے رہے جیسے شیاطین کافروں کو برائی کا الہام کرتے رہے۔

ان ملائکہ سے جبریل مراد نہ ہونے پر ایک روشن دلیل ہے کہ اس آیت میں لفظ ملائکہ جمع کے صیغہ سے وارد ہے، جو جماعت اہل ایمان و اہل استقامت کے مقابلہ پر بولا گیا ہے، جس سے واحد کا واحد سے مقابلہ مراد ہے یعنی ایک ایک مومن اہل استقامت کے خطاب میں موت یا قبر سے نکلنے کے وقت ایک ایک فرشتہ وہ بات کرے گا۔

اور اگر اس سے ایک ہی فرشتہ جبریل مراد ہوتا تو وہ لفظ بصیغہ جمع نہ لایا جاتا کیونکہ جبریل ایک شخص ہے، نہ کئی اشخاص۔

چوتھی آیت متمسکہ قادیانی میں جو لفظ روح القدس وارد ہے اس سے خاص کر

حضرت جبریل کا مراد لینا قادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے کہ جبریل ہر ایک مسلمان بلکہ کافر و فاسق کے ساتھ ہر دم رہتا ہے، جس کا الحاد ہونا پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔

قرآن میں لفظ روح ایسے معنی میں بھی بولا گیا ہے جس سے حضرت جبریل مراد ہو ہی نہیں سکتے بلکہ روح کے اور معنی مبدء حیات و قرآن، نور قلب وغیرہ مراد ہیں اور بعض جگہ گو جبریل فرشتے کے معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں مگر وہ معنیٰ متعین نہیں، تا کہ وہ قادیانی کی دعوی عام پر دلیل ہو سکے۔ کئی آیات میں حضرت آدم کی نسبت خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس میں روح پھونک دی یعنی اس کو زندہ کیا۔

و نفخت فیه من روحی ۔ (الحجر۔ ع ۳)

ایسا ہی حضرت عیسی کی نسبت آیا ہے ۔ فنفخنا فیه من روحنا ۔ (انبیاء)

ایک آیت میں ارشاد ہے ینزّل الملائکة با لرّوح من امره علی من یّشاء من عباده ۔ (النحل۔ ع ۱) خدا تعالی فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے

ایک آیت میں ارشاد ہے کہ خدا تعالی روح یعنی وحی کا القاء والہام جس پر اپنے بندوں سے چاہتا ہے، کرتا ہے ۔ یلقی الروح من امره علی من یشاء من عباده (مومن)

ایک آیت میں ہے کہ ایسا ہی ہم نے تیری طرف روح یعنی قرآن کو وحی کیا، تجھے خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ ہم نے اس کو نور بنا دیا۔

و کذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا ۔ ما کنت تدری ماالکتاب و لا الایمان ولکن جعلناه نوراً نّهدی به من نّشاء من عبادنا (شوری۔ ع ۵)

قادیانی کی متمسکہ آیات سے چوتھی آیت کی تفسیر میں بیضاوی (ج۲ص۳۵۶) نے لکھا

روح مّنه ای من عند الله وهو نور القلب او القرآن او النصر علی العدو و قیل الضمیر للایمان فانه سبب الحیاة القلب

اس روح سے مراد وہ روح ہے جو خدا تعالی کی طرف سے ہے۔ یعنی نور قلب یا قرآن یا دشمنوں پر خدا کی مدد۔ اور بعض نے کہا ہے منہ کی ضمیر ایمان کی طرف ہے کیونکہ وہی ایمان، دل کی زندگی کا سبب و موجب ہے۔

آیات منقولہ بالا سے تیسری آیت کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے کہ اس لفظ روح سے وحی یا قرآن مراد ہے کیونکہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں جو جہالت سے مردہ ہیں

۔ الوحی او القرآن فانه یحیی به القلوب المیته بالجھل ۔ (بیضاوی جلد ۱)

چوتھی آیت کی تفسیر میں بیضاوی نے لکھا ہے کہ یہاں روح سے مراد وحی ہے

الروح الوحی ،(بیضاوی۔ج ۲ص ۲۵۴)

پانچویں آیت کی تفسیر میں بیضاوی (ج ۲ص ۲۷۸) نے کہا ہے

روحاً من امرنا یعنی ما اوحی الیه سماہ روحاً لانّ القلوب تحیی به وقیل جبریل والمعنی ارسلنا الیک بالوحی۔ ولاکن جعلناہ ، ای الروح او الکتاب او الایمان نوراً ۔

روح سے مراد وہ قرآن یا کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف وحی کی گئی ہے، اس کا نام روح اس لئے رکھا گیا کہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں ۔بعض لوگوں نے کہا ہے اس مقام میں روح سے مراد جبریل ہے اور اوحینا کے معنی ارسلنا کے ہیں (یعنی ہم نے بھیجا)

یعنی اس صورت میں اوحینا کے لفظی معنے مراد نہ ہوسکیں گے جو الہام اور القاء کے معنے ہیں بلکہ اس سے مجازی معنے بھیجنے کے مراد لینے پڑیں گے ۔اس قول کو لفظ قیل سے بیضاوی نے اسلئے نقل کیا ہے کہ اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس آیت میں اوحینا کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لینے پڑتے ہیں ۔اور اگر اس آیت میں یا کسی اور آیت میں ان معنے جبریل کو بھی صحیح وقوی تسلیم کرلیں تو بھی یہ تسلیم قادیانی کیلئے مفید نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں بھی معنے متعین نہیں رہتے بلکہ یہ معنے اور پہلے معنے وحی اور قرآن کے دونوں صحیح ہوسکتے ہیں ۔اس عدم تعیین کے ساتھ یہ آیت مرزا قادیانی کے اس عام دعوی کی، کہ ہر ایک مسلمان بلکہ فاسق وکافر کے ساتھ جبریل رہتا ہے، مثبت نہیں ہوسکتی کیونکہ اس صورت میں اس آیت سے خاص کر آنحضرت ﷺ کی طرف جبریل کا بھیجا جانا ثابت ہوتا ہے، جس سے انکار ہے تو مرزا قادیانی کو ہے، نہ کسی مسلمان کو۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر ایک طرف خدا جبریل کو بھیجتا ہے ۔

حدیث متمسکہ قادیانی میں بے شک جبریل وروح القدس کا ہجو مشرکین کے وقت حضرت حسّان کے ساتھ رہنا پایا جاتا ہے، مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جبریل ہر وقت اور ہر آن حسّان کے ساتھ رہا کرتے تھے، چہ جائے کہ یہ ثابت ہو کہ وہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ رہتے ہیں جیسا کہ قادیانی کا دعوی ہے ۔مرزا قادیانی اسلامی علوم اور منطق سے بالکل

بے خبر اور جاہل ہے اس کو اتنی خبر نہیں کہ خاص دلیل سے عام دعوی ثابت نہیں ہوسکتا ۔ دعوی تو یہ عام اور وسیع ہے کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ بلکہ کافر کے ساتھ جبریل ہر وقت اور ہر آن رہتا ہے اور دلیل یہ خاص اور محدود کہ ہجو مشرکین کے وقت وہ حسان کے ساتھ تھا، جو اس دعوی عام اور وسیع کی مثبت نہیں ہوسکتی ۔

☆ کید دہم : نزول جبریل

دافع الوساوس کے صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۶ پر متعدد اکاذیب و مغالطات درج ہیں ۔

اول (جو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں ہے) ان مولویوں کا اعتقاد تو یہ تھا کہ جبریل آسمان سے وحی لے کر نبیوں پر نازل ہوتا اور تبلیغ وحی کے بعد بلا توقف چلا جاتا۔ اس اعتقاد کے مخالف حضرت عیسے کی نسبت اب یہ عقیدہ تراشا گیا ہے کہ حضرت کی وحی کیلئے جبریل آسمان پر نہیں جاتا تھا بلکہ وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی ۔ جبریل، حضرت عیسے سے ان کی ۳۳ برس کی عمر تک ایک دم کیلئے بھی جدا نہیں ہوا۔ اس عرصہ تک ان کا آسمانی مکان جو ہزاروں کوس کا ہے، سنسان پڑا رہا۔ آسمان کا منہ جبریل نے تب ہی دیکھا جب عیسے آسمان پر چلے گئے ۔

دوم ۔ یہ کہ بخاری مسلم، ابو داؤد و ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ نزول جبریل کا، وحی کے ساتھ انبیاء پر، آسمان سے ہوتا ہے (یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں) اور اس کی تائید میں ابن جریر نے یہ حدیث لکھی ہے کہ

> خدا تعالی وحی سے تکلم فرماتا ہے تو اس کو سن کر آسمانوں کے فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں ۔ سب سے پہلے جبریل ہوش میں آتے ہیں، ان سے اللہ کلام کرتا ہے تو وہ جہاں حکم ہوتا ہے، پہنچا دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت جبریل آسمان پر ہی ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی آواز کی قوت سے وحی اپنے محل میں پہنچا دیتا ہے ۔ اس سے وہ اعتقاد کہ

حضرت جبریل، حضرت عیسے کے ساتھ اپنے اصلی وجود سے رہتے تھے، جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسے کی وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی،

باطل ہوتا ہے۔

سوم۔ ان مولویوں نے حضرت عیسے کو یہاں تک بڑھایا اور آنحضرت ﷺ کی توہین کی کہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ روح القدس ہمیشہ حضرت مسیح کے ساتھ رہتا اور حضرت عیسے مسّ شیطان سے بری رہے۔ اور یہ دونوں باتیں آنحضرت ﷺ میں پائی نہ جاتیں، نہ روح القدس ہمیشہ ان کے پاس رہتا اور نہ آپ مس شیطان سے بری تھے۔ اور سلف صحابہ کا یہ اعتقاد نہ تھا۔ وہ روح القدس کو آپ سے جدا نہ سمجھتے تھے اور آپ کو مس شیطان سے بری جانتے اور آنحضرت کو و ما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی کا مصداق سمجھتے ۔تب ہی وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث اخذ کرتے اور آپ کو سید المعصومین کہتے تھے۔

☆ ازالہ کید

یہاں جو تین باتیں قادیانی نے کہی ہیں وہ سراپا کذب ومغالطات ہیں۔ پہلی بات میں ایک کذب و مغالطہ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عیسے کے ساتھ جبریل کے رہنے کا عقیدہ اب تراشا گیا ہے، یعنی زمانہ حال کے علماء نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے۔ اس کا رد اور ازالہ یہ ہے کہ وساوس کے صفحہ ۵۷ میں یہ عقیدہ قادیانی نے پرانے مفسرین اہل اسلام سے نقل کر کے اس پر تین دفعہ افسوس ظاہر کیا ہے۔ پھر اب قادیانی کا اس عقیدہ کو زمانہ حال کا تراشا ہوا عقیدہ قرار دینا کذب نہیں تو اور کیا ہے؟

اس میں دوسرا کذب ومغالطہ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ اس عقیدہ سے لازم آتا ہے کہ اس عرصہ مصاحبت مسیح (۳۳ برس) تک جبریل کا آسمانی مکان ویران وسنسان پڑا رہا۔ اور حضرت جبریل آسمان پر نہ جاتے، وحی آسمان سے خود بخود گر پڑتی تھی۔

اس کا رد یہ ہے کہ کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اس عرصہ ۳۳ سال میں جبریل آسمان پر نہیں گئے۔ وہ جبریل وغیرہ ملائکہ کو انسان کی مانند نہیں سمجھتے جس کے ایک جگہ ہونے سے دوسری جگہ نہ ہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ وہ ملائکہ کو اس لائق سمجھتے ہیں کہ وہ آن واحد میں آسمان وزمین دونوں جگہ ہوں۔ اور وحی کا گر پڑنا جو حضرت جبریل کے زمین پر رہنے سے لازم آتا ہے، تو یہ گر پڑنا جبریل کے آسمان میں مقید رہنے (جیسا کہ قادیانی کا اعتقاد ہے) سے بھی لازم آتا ہے۔ اس گر پڑنے سے تو وحی تب ہی بچ سکتی ہے کہ جبریل کا وحی لانے کیلئے آسمان پر جانا اور وحی پہنچانے کیلئے زمین پر آنا دونوں امر واقع ہوں۔ جبریل کے

ایک جگہ مقید رہنے (زمین پر خواہ آسمان پر) تو ضرور وحی کا گر پڑنا اور چوٹ کھانا لازم آئے گا۔

اس گرنے اور چوٹ کھانے کیلئے قادیانی نے جو آئندہ بات میں یہ تجویز نکالی ہے کہ جبریل آسمان پر بیٹھا زور سے چلا کر زمین پر وحی پہنچا دیتا تھا، اس کے مقابل اس کا خصم یہ تجویز نکال سکتا ہے کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنی قوت سمع سے وحی کی آواز سن لیتے تھے۔ یا یہ کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنے کانوں اور سر کو آسمان پر پہنچا دیتے تھے، اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کی آواز میں تو ایسی طاقت ہو کہ وہ آسمان پر بیٹھے زمین پر وحی پہنچا دیتے ہوں اور قوت سمع میں ایسی طاقت نہ ہو کہ وہ زمین پر بیٹھے آسمان کی آواز سن لیں۔

حضرت جبریل کے شاگرد آنحضرت ﷺ کی سمع میں تو ایسی طاقت خارق عادت تھی کہ زمین پر بیٹھے آسمانوں کی آواز سن لیتے، چنانچہ آسمان کی چرچراہٹ کی حدیث (جو پہلے منقول ہوئی) اس پر شاہد ہے۔ پھر ایسی طاقت استاذ میں کیوں نہ ہو۔

یہ قادیانی کی حجت کے مقابلہ میں حجت ہے۔ اور انصاف یہ ہے کہ ملائکہ کا وجود متشابہات سے اور غیر معلوم الکنہ والکیفیۃ ہے تو پھر ان کے افعال و صفات کی کیفیت سے سوال کہ وہ وحی کیوں کر لاتے اور کیوں کر آسمان پر جاتے اور کیونکر انبیاء کے ساتھ رہتے تھے؟ جائز ہی نہیں اور نہ وہ جواب کا مستحق ہے۔

اس کید کی دوسری بات میں ایک کذب و مغالطہ یہ جتانا ہے کہ جو بخاری، مسلم و ابو داؤد، و ابن ماجہ، و ابن جریر کی حدیثوں میں جبریل کا وحی لے کر آسمانوں سے نازل ہونا وارد ہے، اس کو مرزا قادیانی مانتا ہے۔ اور مسلمان جو جبریل کا حضرت عیسے کے ساتھ رہنا مانتے ہیں، اس نزول کو نہیں مانتے ہیں۔

دوسرا کذب و مغالطہ اس کا یہ کہنا ہے کہ اس حدیث کی کیفیت نزول وحی سے مسلمانوں کا وہ اعتقاد کہ جبریل حضرت مسیح کے ساتھ رہتے ہیں باطل ہوتا ہے۔

ان دونوں کذب و مغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ آسمان سے نزول جبریل کے منکر تم ہی ہو (چنانچہ اس انکار کو بریکٹس میں بایں الفاظ ظاہر کر چکے ہو ۔یعنی وہ تجلی جس کی ہم تصریح کر آئے ہیں .) مسلمان تو نزول کو بھی مانتے ہیں اور حضرت عیسے کے ساتھ جبریل کا رہنا بھی مانتے ہیں اور ان دونوں امروں میں کوئی مخالفت نہیں سمجھتے ۔ یہ دونوں امر عام انسانوں کیلئے گو ناممکن ہیں، بلکہ کامل انسانوں کے ممکن الوقوع ہیں چنانچہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۳۰ میں

موجود ہے، تم خود بھی تصریح کر چکے ہو۔ پھر یہ امر حضرت جبریل کے لئے کیوں جائز نہیں؟

اس کید کی تیسری بات میں ایک کذب و مغالطہ وہی افک قدیم ہے جو بار بار اس کے منہ سے نکل چکا ہے کہ یہ لوگ حضرت جبریل کو حضرت عیسے کا دائمی مصاحب بتاتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو اس سے محروم رکھ کر آپ کی بے ادبی کرتے ہیں۔

دوسرا کذب و مغالطہ اس کا یہ تازہ افتراء ہے کہ یہ لوگ حضرت ﷺ کو مس شیطان سے محفوظ و بری نہیں سمجھتے جیسا کہ حضرت عیسے کو سمجھتے ہیں۔ پہلے کذب کا ردّ تو بار ہا ہو چکا ہے (صفحہ ۸۸ وصفحہ ۱۱۱ وغیر جلد ہذا ملاحظہ ہو۔ دوسرے کذب کی تردید درج ذیل ہے۔

☆ مسّ شیطان

کسی مسلمان نے (سلف سے خلف تک) یہ نہیں کہا کہ آنحضرت ﷺ مسّ شیطان سے محفوظ نہ تھے۔ یہ قادیانی کا دروغ بے فروغ ہے اور افتراء بعید از حیا ہے۔ قادیانی اس افتراء میں سچا ہے تو بتاوے کہ کس مسلمان کے منہ سے یہ کلمہ اس نے سنا؟ یا کس کی تالیف میں اس کا مضمون پایا؟ اور اگر قادیانی یہ کہے کہ حدیث بخاری و مسلم میں یہ مضمون وارد ہے

عن ابی ھریرہ ان النبی ﷺ قال ما من مولود الا والشیطان یمسّہ حین یستھل صارخاً من مسّ الشیطا ن ایاہ ، الا مریم و ابنھا ۔ ثم یقول ابوھریرہ اقرئوا ان شئتم انی اعیذھا بک و ذریّتھا من الشیطان الر جیم ۔ (بخاری ص ۶۵۲ مسلم ص ۲۶۵)۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مسّ کرتا ہے جب وہ چلاّ تا ہے بجز مریم اور اسکے بیٹے کے۔ ابو ہریرہ نے کہا، چاہو تو اس کی تصدیق کیلئے والدہ مریم کا یہ قول قرآن میں پڑھو کہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے خدا کی پناہ میں سپرد کرتی ہوں۔

اور مسلمان اس حدیث کو پڑھتے اور صحیح مان رہے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا بھی یہی اعتقاد ہوگا جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قادیانی کے نزدیک اس حدیث سے ظاہری معنی مراد نبوی ہیں تو اس کا یہ اعتراض آنحضرت ﷺ پر ہے جنہوں نے یہ حدیث قادیانی کے خیالی معنے سے بقول قادیانی فرمائی ہے۔ پھر وہ اس اعتراض میں مسلمانوں کو کیوں مخاطب کرتا

ہے اور کیوں صاف یہ نہیں کہتا کہ میں ایسے رسول کو رسول نہیں جانتا جو صرف ابن مریم کو مسّ شیطان سے محفوظ بتاتا ہے اور اپنے تئیں اس سے محفوظ نہیں ٹھہراتا۔

مسلمان تو اس حدیث سے اس کے ظاہری معنی کو مراد نبوی نہیں سمجھتے اور صاف کہہ چکے ہیں کہ آنخضرت بلکہ جملہ انبیاء مسّ شیطان سے محفوظ ہونے میں حضرت مسیح کے ساتھ شریک ہیں۔

عینی شارح بخاری اور نووی شارح مسلم نے قاضی عیاضؒ سے نقل کیا ہے

قال العینی ان القاضی عیاض اشار الی ان جمیع الانبیا یشارکون عیسی فی ذلک۔ قال القرطبی و ھو قول مجاھد قالہ القسطلا نی و فی شرح مسلم للنّووی صفحہ ۳۵۲ ج ۲ مثلہ ۔قال صاحب التفسیر المظھری قد صحّ ان رسول اللہ ﷺ قال لفاطمہ حین زوّجھا اللھم انی اعیذ ھا بک و ذرّ یتھا من الشیطان الرجیم۔ و کذا قال لعلی ودعاالنبی ﷺ اولی بالقبول و علی ھذا حصرعدم المسّ فی مر یم و ابنھا یکو ن حصراً اضافیاً فا لنسبۃ الی الاعم الا غلب و ھکذا نقلہ عنہ فی ھامش البخاری ۔(صفحہ ۲۸۲) ۔

کہ انبیاء اس وصف حفاظت میں حضرت عیسے کے شریک ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری نے کہا ہے کہ آنخضرت ﷺ سے یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا تو یہ دعا کی کہ اے خدا میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں سپرد کرتا ہوں ۔ ایسا ہی حضرت علیؓ کے لئے دعا کی ۔ اور آنخضرت کی دعا زیادہ قبولیت کے لائق ہے۔ بناء علیہ یہ حصر حفاظت جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے اضافی حصر ہے یعنی عام اور اکثر لوگوں کی نسبت ، نہ حقیقی ، جس میں انبیاء اور اصفیا داخل ہوں۔

اس تخصیص کے اضافی اور حفظ کے عام ہونے پر یہ اقوال خداوندی بھی دلیل ہیں

الّا عبادک منھم المخلصین ۔ (ص رکوع ۵) ۔ اور انّ عبادی لیس لک علیھم سلطا ن (الحجر ع ۳) ۔ کہ خدا کے مخلص بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔

اور وہ حدیث بھی جو صحیح بخاری میں بصفحہ ۷۷٦ مروی ہے جس میں بیان ہے

قال النّبی ﷺ لو ان احدھم یقول حین اتی اھلہ بسم اللہ اللھم

جنّبنی الشیطا ن و جنّب الشیطا ن ما رز قتنا ثم قدر بینھما فی ذلک او قضی ولد لم یضرہ شیطا ن ابداً کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان اپنی بیوی سے صحبت کے وقت بسم اللہ کہے اور یہ دعا کرے کہ اے خدا ہم کو اور جو ہم کو اولاد عطا کرے اس کو شیطان سے کنارہ رکھ اور اس وقت بچہ ٹھہر جاوے تو وہ ضرر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

ایک محدث شارح مشکوۃ نے کہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مس شیطان سے محفوظ ہونا خود اس حدیث سے ثابت ہے کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے جو شخص کسی شخص کی نسبت کوئی عیب بیان کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس عیب سے محفوظ سمجھتا ہے۔ جیسے مثلاً کوئی متقی واعظ کہے کہ لوگوں کا کیا حال کہ وہ نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ خود نماز پڑھتا ہے یا، اور، روزہ رکھتا ہے۔

ایسا ہی آنحضرت ﷺ کا عام لوگوں کو بجز مریم اور اس کے بیٹے کے مسّ شیطان سے غیر محفوظ کہنا مشعر ہے کہ آپ خود اس مسّ سے محفوظ ہیں۔ اور خاص کر مریم اور ابن مریم کا اس حکم عام سے استثنا کسی خاص ضرورت کیلئے ان کی فضیلت ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ لہذا اس سے دیگر نبیوں کا مستثنیٰ نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بالجملہ مسلمانوں کا تو اس حدیث اور اس کے معنے کی نسبت یہ خیال و مقال ہے کہ وہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم حفظ کو حضرت مسیح سے خاص نہیں کرتے بلکہ اس میں آنحضرت ﷺ بلکہ جملہ انبیاء بلکہ عام مومنین صلحا کو داخل کرتے ہیں۔ اس توسیع و عدم تخصیص میں وہ حق پر ہیں خواہ قادیانی کے خیال سے غلطی پر ہیں۔ پھر ان مسلمانوں کی نسبت قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو مس شیطان سے محفوظ نہیں سمجھتے، افتراء خالی از حیا نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ خود اس حدیث کے ظاہری معنے صحیح سمجھتا ہے تو پھر اس کا یہ اعتراض در پردہ آنحضرت ﷺ پر اعتراض ہے اور اس ذریعہ سے وہ لوگوں کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی نسبت شبہ ڈالنا اور اپنی نبوت کا اعتقاد جمانا چاہتا ہے۔ خدا اس کو اس خیال میں ناکامیاب اور رسوا کرے۔

تیسری بات کے اخیر میں جو آیت قادیانی نے نقل کی ہے اس سے آنحضرت ﷺ کا بذات خود دخل شیطان سے پاک اور معصوم ہونا اور جبریل کا محتاج نہ ہونا، ثابت ہے

☆ کید یازدہم: عبدالحق محدث پر افتراء

دافع الوساوس کے صفحہ ۱۱۷ سے ۱۲۲ تک مرزا قادیانی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر ایک بہتان باندھ کر ان کو اپنا ہم اعتقاد قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

بالآخر ہم چند اقوال پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالح کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا کہ روح القدس آنحضرت ﷺ پر خاص خاص وقتوں پر نازل ہوتا تھا، اور دوسرے اوقات میں آنحضرت اس سے بالکل محروم ہوتے تھے۔ ازانجملہ وہ قول ہے جو شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوّۃ کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ ملائکہ وحی آنحضرت ﷺ کیلئے دائمی رفیق اور قرین تھے۔ چنانچہ وہ جامع الاصول اور کتاب الوفا سے نقل کرتے ہیں کہ ابتداء نبوت سے تین برس برابر حضرت اسرافیل ملازم صحبت آنحضرت ﷺ رہے اور پھر حضرت جبریل دائمی رفاقت کیلئے آئے۔ اور بعد اس کے صاحب سفر السعادت سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سات سال کے تھے جب حضرت اسرافیل کو اللہ جل شانہ کی طرف سے حکم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ملازم رہیں۔ پس حضرت اسرافیل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت ﷺ کے پاس رہتے تھے اور آنحضرت کی عمر کا گیارہواں سال پورا ہونے تک یہی حال تھا۔ مگر اسرافیل بجز کلمہ دو کلمہ اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت ﷺ کے دل میں نہیں ڈالتا تھا۔ ایسا ہی میکائیل بھی آنحضرت ﷺ کا قرین رہا۔ پھر بعد اس کے حضرت جبریل کو حکم ہوا اور وہ پورے انتیس سال قبل از وحی ہر وقت قرین اور مصاحب آنحضرت ﷺ تھے۔ پھر اس کے بعد وحی نبوت شروع ہوئی۔

اس بیان سے ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ جن بزرگوں نے مثلاً حضرت جبریل کی نسبت لکھا ہے کہ وہ نبوت سے پہلے انتیس سال تک ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت ﷺ کا دائمی رفیق تھا، ان کا ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا کہ جبریل اس وقت آسمان پر بھی چلا جاتا تھا۔ کیونکہ کسی وقت چھوڑ کر چلے جانا، دوام قرب اور معیت غیر منقطع کے منافی ہے (یہ دائمی اور غیر منقطع معیت قادیانی کے اضافہ کئے ہوئے الفاظ ہیں۔ شیخ کی کلام میں یہ الفاظ ہیں، نہ ان کے

معانی۔محمد حسین)۔لیکن جب ان بزرگوں کا دوسرا عقیدہ بھی دیکھا جائے کہ جبریل کا قرار گاہ آسمان ہی ہے اور وہ ہر ایک وحی آسمان سے لاتا ہے، تو ان دونوں عقیدوں کے ملانے سے جو تناقض پیدا ہوتا ہے، اس سے رہائی پانے کیلئے بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں مل سکتی کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جبریل کا آسمان سے اترنا حقیقی طور پر نہیں بلکہ تمثلی تھا۔ اور جب تمثلی طور پر اترنا ہوا، تو اس میں کچھ حرج نہیں کہ جبریل اپنے وجود سے ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر دم اور ہر طرفۃ العین انبیاء کے ساتھ رہے، کیونکہ وہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ تو آسمان پر ہی ہے۔ اور اس مذہب کی تصدیق اور تصویب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت کے صفحہ ۴۵ میں کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ نزول جبریل جو بعض اوقات دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اور انسان کی صورت میں ہوتا تھا، اس میں اہل نظر کو اشکال ہے، اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر درحقیقت جبریلؑ ایک نیا جسم اپنے لئے مشابہ دحیہ کلبی حاصل کر کے اس میں اپنا روح داخل کر دیتے تھے تو پھر وہ اصلی جسم ان کا.....کس حالت میں ہوتا تھا۔ کیا وہ جسم بلا روح پڑا رہتا تھا۔ اور حضرت جبریل فوت ہو کر پھر بطریق تناسخ دوسرے جسم آجاتے تھے (تناسخ کا لفظ شیخ عبدالحق کی کلام میں نہیں ہے۔ اصل عبارت شیخ صاحب ملاحظہ ہو جو منقول ہو چکی۔ اور نہ شیخ عبدالحق یا اور مسلمان جبریل کے ایک جسم سے دوسرے جسم میں انتقال کرنے کو تناسخ سمجھتے ہیں۔ اور نہ یہ وہ تناسخ ہوسکتا ہے جس کے ہنود وغیرہ قائل ہیں۔ یہ لفظ قادیانی نے از خود گھڑ کر شیخ پر افتراء کیا۔ محمد حسین)۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ تمثلی نزول ہے (نہ حقیقی تا حقیقۃً ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے جسم میں داخل ہونا لازم آوے) (یہ خطوط وحدانی والی عبارت یا ان کا مضمون شیخ عبدالحق کا نہیں ہے۔ قادیانی کا مقصود یہ ہے کہ شیخ صاحب کو حقیقی نزول جبریل کا منکر بنا دے جو شیخ پر افتراء ہے، محمد حسین)۔ پھر لکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کے ذہن میں جو دحیہ کلبی کی صورت علمیہ تھی تو حضرت جبریلؑ بوجہ قدرت کاملہ و ارادت شاملہ اپنی کے اس صورت پر اپنے وجود کا افاضہ مع جمیع صفات کاملہ اپنی کے کر کے تمثل کے طور پر اس میں اپنے تئیں ظاہر کر دیتے تھے۔ یعنی دحیہ کلبی کی صورت میں بطور تمثل اپنے تئیں دکھلا دیتے تھے۔ اور اس صورت علمیہ کو اپنی صفات سے متلبس کر کے نبی ﷺ پر ظاہر کر دیتے تھے۔ (یہ نہیں کہ

جبریل اپنے وجود کے ساتھ آسمان سے اترتا تھا) بلکہ جبریلؑ اپنے مقام پر آسمان میں ثابت وقائم رہتا تھا۔ اور یہ جبریل اس حقیقی جبریل کی ایک مثال تھی۔ (یعنی اس کا ایک ظل تھا، اس کا عین نہیں تھا۔ کیونکہ عین جبریل تو وہ ہے جو اپنی صفات خاصہ کے ساتھ آسمان پر موجود۔ اور اس کی حقیقت اور نشان الگ ہے)۔ پھر اس قدر تحریر کے بعد شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ جس طرح جبریل علیہ السلام تمثلی صورت میں (نہ حقیقی صورت میں) نازل ہوتا رہا ہے (یہ الفاظ وفقرات خطوط واحدانی والے قادیانی نے ازخود بنائے اور شیخ عبدالحق صاحب کے ذمہ لگائے ہیں۔ ان کی کلام میں نہ یہ الفاظ موجود ہیں نہ ان کا اصل مضمون۔ ان الفاظ سے بھی اس کا وہی مقصود ہے جو پہلے حاشیے میں بیان کیا گیا ہے۔ محمد حسین) یہی مثال روحانیات کی ہے جو بصورت جسمانیات متمثل ہوتے ہیں۔ اور یہی مثال خدا تعالی کے تمثل کی بھی ہے جو اہل کشف کو صورت بشر پر نظر آتی ہے اور یہی مثال اکمل اولیا کی ہے جو مواضع متفرقہ میں بصورت متعددہ نظر آتے ہیں۔

خدا تعالی شیخ بزرگ عبدالحق محدث کو جزا خیر دیوے کہ انہوں نے بصدق دل قبول کرلیا کہ جبریل بذات خود نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک تمثلی وجود انبیا علیھم السلام کو دکھائی دیتا ہے اور جبریل اپنے مقام آسمان میں ثابت اور برقرار ہوتا ہے۔ یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے، جس پر حال کے کور باطن علماء کفر کا فتوی دے رہے ہیں۔ ..

☆ ازالہ کید

یہاں مرزا قادیانی نے دلیرانہ جھوٹ بولا ہے۔

اول یہ افتراء کیا کہ شیخ عبدالحق اور صاحب جامع الاصول وکتاب الوفا و سفرالسعادت کا یہ اعتقاد تھا کہ جبریل ہر وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، کسی وقت ان سے جدا نہ ہوتے۔

دوم یہ افتراء کہ ان بزرگوں کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ جبریل کا قرارگاہ آسمان ہے۔ وہ اس قرارگاہ سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

سوم یہ افتراء کہ ان دونوں اعتقادوں میں ان بزرگوں کے تناقض وتعارض ہے۔

چہارم یہ افتراء کہ اس تعارض اور تناقض کو رفع کرنا اور ان دونوں اعتقادوں کو

باہم متوافق کرنا، ان بزرگوں کے اعتقادو قرارداد کے مطابق صرف اسی ایک صورت سے ہوسکتا ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک جبریل کا دائمی قیام وقرار تو آسمان پر ہی ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے پاس ان کا آنا اور رہنا صرف مثالی وجود سے تھا۔ اور اس پر شیخ عبدالحق صاحب کا وہ کلام گواہ ہے جس کا ماحصل ہم (قادیانی) نے نقل کیا ہے۔

☆ اول جعل وافتراء کا ردّ و ازالہ یوں ہے کہ ان بزرگوں نے ہرگز نہیں کہا کہ جبریل امین آنحضرت ﷺ کے پاس ہر وقت اور ہر آن رہتے، اور ان سے ایک آن جدا نہ ہوتے تھے۔ شیخ عبدالحق کی اصل عبارت مدارج النبوت (ج ۲ ص ۴۲) یہ ہے:۔

> و در جامع الاصول و کتاب الوفا آوردہ کہ از ابتداء نبوت سہ سال اسرافیل ملازم بود۔ و بعد ازاں جبریل فرود آمد۔ ...حسب سفر السعادت گفتہ کہ از ہفت سالگی باز حضرت اسرافیل تا فرمان در کہ بملازمت وے قیام نماید۔ پس اسرافیل ہمیشہ قرین وے مے بود۔ تا سال یازدیم تمام کرد و ہیچ سخن نمے کرد۔ مگر یک کلمہ دو کلمہ ہم چنیں در میکائیل گفتہ انگاہ جبریل را فران شد تا ملازمت نماید۔ و نہ سال بطریق موافقت و متابعت ملازم وے بود ولیکن بروے ظاہر نمے شد و وحی نمے گذارد و گذاردن وحی کار اوست

اس عبارت میں کہاں ذکر ہے کہ جبریل کی ملازمت دائمی اور غیر منقطع اور ہر وقت تھی۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں مرزا قادیانی کا ان الفاظ کو بڑھانا افتراء نہیں تو اور کیا ہے؟

عبارت آئندہ شیخ عبدالحق میں صاف بیان ہوا ہے کہ حضرت جبریل چوبیس ہزار مرتبہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تھے۔ وہ بیان بھی یہی بتا رہا ہے کہ وہ ہر وقت آپ کے پاس نہ رہتے تھے کیونکہ یہ تعداد تب ہی پوری ہوتی ہے جب کہ آنا جانا دونوں ہوں۔ جو شخص کبھی جدا نہ ہو اس کا چوبیس ہزار مرتبہ آنا کیونکر متصور ہے؟

قادیانی اس کے جواب میں کہے گا کہ یہ تجلّی خاص کی تعداد تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمہارا الحاد ہے، نہ شیخ عبدالحق صاحب کا اعتقاد۔ شیخ عبدالحق تو جبریل کا اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنا مانتے تھے چنانچہ ان کی عبارت سابق اور آئندہ میں یہ تصریح موجود ہے۔ پھر ان کے کلام میں تمہاری ملحدانہ تاویل جس کی بنا جبریل کے اصلی وجود سے نہ

آنے پر ہے، کیونکر چل سکتی ہے۔تم کو اختیار ہے حدیث وقرآن میں جو تحریف وتاویل چاہو کرو مگر شیخ صاحب کی مفسر ومبین کلام میں تو یہ تحریف وتاویل چل نہیں سکتی کیونکہ وہ جبریل کا اصلی وجود سے آنا صاف طور پر بیان کر چکے ہیں۔

☆ دوم جعل وافتراء کا ردوازالہ یوں ہے کہ یہ اعتقاد کسی مسلمان نے کبھی ظاہر نہیں کیا اور کسی اسلامی کتاب (چھوٹی یا بڑی، نئی یا پرانی) میں پایا نہیں جاتا کہ جبریل آسمان میں قید رہتا ہے، بذات خود کبھی زمین پر نہیں آتا (شیخ کے کلام کا وہ مطلب قادیانی نے از خود چند الفاظ ملا کر نکالا ہے۔اصل کلام شیخ کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے) بلکہ عبارت منقولہ بالا شیخ میں صاف تصریح ہے کہ جبریل فرود آمد یعنی جبریل آسمان سے نیچے اترے اور اس سے پہلے بصفحہ ۱۱۵ مدارج النبوت کی اصل عبارت میں یہ تصریح موجود ہے کہ جبریل اپنی اصل صورت سے جس میں چھ سو بازو ہیں، آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور اس کا اتفاق دو دفعہ ہوا ہے۔اور طرفہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اس بات کو تمام مفسرین اور صحابہ سے کید آئندہ نمبر ۱۲ میں نقل کیا ہے۔اور اس سے اس مدعا پر استدلال کیا ہے کہ پھر تم اے مسلمانوں دو دفعہ سے زیادہ جبریل کا اصلی وجود سے آنا کیوں مانتے ہو۔

نیز حضرت شیخ اسی مدارج کے صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں (جس کو قادیانی سرقہ کر گیا ہے)

وبعض علماء گفتہ اند کہ فرود آمد جبریلؑ بر محمد ﷺ بست چہار ہزار بار۔و بر آدمؑ دوازدہ بار ۔و بر ادریسؑ چہار بار و بر نوحؑ پنجاہ بار و بر ابراہیمؑ چہل و دو بار ۔و بر موسیٰؑ چار صد بار و بر عیسےٰؑ دہ بار۔ صلوۃ اللہ و سلامہ علی نبیّنا و علیھم اجمعین۔

ایسا ہی قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں بیان کیا ہے ۔

یہ عبارت شیخ صاف ناطق ہے کہ ان کے نزدیک جبریلؑ آسمان سے اتر کر آنحضرت ﷺ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ آئے ہیں۔ اس بیان واعتقاد شیخ کو قادیانی مانے خواہ نہ مانے، اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ جبریل کو آسمان کے کسی برج میں دائم الحبس نہیں سمجھتے ۔ اور ان کے زمین پر انبیاء کے پاس آنے سے منکر نہیں ہیں اور قادیانی اپنے دوسرے دعوی میں بھی مفتری و کذاب ہے۔


سوم و چہارم جعل و افتراء کا ردّ و ازالہ یوں ہے کہ

جب بیان سابق سے ثابت ہوا کہ شیخ اور دیگر علماء جبریلؑ کو نہ دائمی اور ہر آن کے مصاحب نبوی سمجھتے تھے اور نہ آسمان میں مقید و دائم الحبس خیال کرتے، بلکہ ان کو بذات خود آنے اور جانیوالا اور آسمان و زمین دونوں جگہ پھرنے والہ یقین کرتے تھے، تو اس سے ثابت ہوا کہ قادیانی کا دعوی تعارض و تناقض اعتقادات ان حضرات کی نسبت محض افتراء ہے۔ اور جب ان بزرگوں کے اعتقادات میں تعارض کا دعوی کذب ٹھہرا، تو پھر ان کے خیال کی ردی تطبیق مذکور کا دعوی بھی کذب ہوا۔ تعارض نہیں تو تطبیق کے کیا معنی؟ اور اس کی ضرورت ہی کیا رہی۔

اس صورت تطبیق کی نسبت جو کادیانی نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ حضرت شیخ کو پسند ہے بلکہ انہیں کے کلام سے اس نے نکالی ہے اور شیخ عبدالحق نے بصدق دل قبول کر لیا ہے کہ جبریل بذات خود نازل نہیں ہوتا بلکہ ایک تمثلی وجود انبیاء کو دکھائی دیتا ہے۔ اور جبریل اپنے مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے. یہ ایک اور افتراء ہے جس کو جداگانہ اور عدد میں پانچواں جعل و افتراء کہنا چاہیے۔

ناظرین! حضرت شیخ نے اس کلام میں، جس کا ماحصل قادیانی نے جعل سازی سے نقل کیا ہے، یا کسی اور مقام میں ہرگز نہیں کہا کہ جبریل بذات خود نازل نہیں ہوتا اور وہ مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے۔ اور جو وجود جبریل حضرات انبیاء کو دکھائی دیتا تھا وہ صرف اس کا تمثلی وجود تھا۔ وہ تو اس کلام میں (جس کا ماحصل قادیانی نے جعل سازی کر کے نقل کیا ہے) اور اپنی دوسری عبارت میں جو صفحہ ۱۱۴ وصفحہ ۱۴۱ میں مقول ہوئی ہیں صاف اور تصریح کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس اصلی وجود سے آئے ہیں۔ یہ بات جو قادیانی نے ان سے نقل کی ہے یہ انہوں نے خاص کر اسی حالت وصورت میں فرمائی جب کہ وہ دحیہ کی صورت میں آتے تھے۔ اسی صورت میں آنے پر اہل نظر کا اعتراض و اشکال وارد ہوتا تھا کہ اس صورت میں آپ کا اصلی جسم موجود زندہ ہوتا تھا یا مردہ ہو جاتا تھا اور اسی صورت میں انہوں نے اس اعتراض کا پہلے ایک ظاہری جواب اہل علم سے نقل کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ امر جائز اور قریب الوقوع ہے کہ جبریل امین اصلی جسم سے مفارقت کر کے دوسرے جسم میں جو جسم دحیہ کلبی سے مشابہ اور اس کا مماثل تھا، انتقال کرتے

ہوں۔ ومعہذا ان کا اصلی جسم مردہ نہ ہوتا ہو، جیسے شہیدوں کا جسم ان کے ارواح کے جدا ہونے اور بہتر جانوروں کے جسم میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتا۔

پھر دوسرا جواب اہل تحقیق سے نقل کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دحیہ کی صورت علمی جو کہ جبریل کے ذہن میں تھی اس کو جبریل نے اپنی صفات سے موصوف کر کے متمثل کیا اور اس میں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اس صورت میں جبریل خود اپنی جگہ رہتا ہے اور جو صورت آنحضرت ﷺ کو نظر آتی تھی وہ جبریل کی صورت مثالی بنتی ہے جو نہ تو جبریل کی عین ہے کیونکہ جبریل کی حقیقت و صورت اور ہے، اور نہ اس سے مغائر ہے کیونکہ یہ وہی جبریل کی ذات مع صفات ہے جو اس صورت میں برآمد ہوئی اور متمثل ہوئی ہے۔

ناظرین! شیخ عبدالحق کی (منقولہ بالا) اصل عبارت ملاحظہ کرو اور پھر انصاف سے کہو کہ اس عبارت میں جبریل کا آسمان پر ثابت برقرار ہونا صرف مثالی صورت میں اور دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی حالت میں تجویز کیا گیا ہے اور معہذا اس مثالی صورت کا ذات وصفات جبریل سے علیحدہ اوراس سے غیر نہ ہونا بیان کیا ہے یا ہمیشہ کیلئے جبریل کا آسمان میں ثابت و برقرار رہنا اور اصلی وجود سے زمین پر نہ آنا بیان کیا ہے، اوراس صورت مثالی کا ذات وصفات جبریل سے مغائر ہونا (جس سے اصلی وجود وحقیقی ذات وصفات جبریل کے نزول کی نفی لازم آوے) بیان کیا ہے۔

پھر قادیانی کی اس جرأت وجعل سازی وسرقہ ودھوکہ بازی کو چشم عبرت سے دیکھو کہ اس نے اس عبارت کا مطلب ادا کرنے میں کیسا جعل کیا ہے۔ اس عبارت کا اول و آخر، اور وحی کی سات صورتوں کو جس میں دوسری صورت جبریل کے اصلی وجود سے آنے کی بات تھی، خورد برد کر لیا۔ اور جو بات حضرت شیخ نے اس عبارت میں ایک خاص حالت تمثل جبریل بصورت دحیہ کلبی میں کہی تھی، اس کو عام حالت جبریل قرار دیا۔ اور کئی الفاظ وفقرات ازخود گھڑ کر اس سے حقیقی وذاتی نزول کی نفی نکال کر اس کو شیخ کی طرف منسوب کیا اور ناظرین کو یہ جتایا کہ شیخ صاحب کے نزدیک جبریل ہمیشہ آسمان میں ثابت و برقرار رہتے ہیں اور وہ بذات خود اصلی وجود سے نزول نہیں فرماتے۔

اس جعل سازی اور چوری پر اس کی سینہ زوری کو دیکھو کہ وہ اس کید کے اخیر میں شیخ عبدالحق کو اپنا پورا موافق بتاتا، اور اپنا عقیدہ خبیثہ نقل کر کے شیخ کے ذمہ لگاتا ہے، اور پھر

بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے ، یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے جس پر حال کے کور باطن ، نام کے علماء کفر کا فتوی دے رہے ہیں ، ۔

قادیانیو ! اپنی میدان محشر کی حاضری کو پیش نظر رکھ کر کہو کہ کور باطن کون ہے؟ قادیانی ، جس نے شیخ عبدالحق کی عبارت آگے پیچھے چرا کر ، اوراس میں از خود الفاظ وفقرات ملا کر ، ان کی کلام کو بگاڑ کر ، اس کو اپنے اعتقاد کے موافق کیا ہے؟ یا وہ علماء جن کے فتوی کی مصدق شیخ عبدالحق کی اصل عبارت موجود ہے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ شیخ عبدالحق ، جبریل کے بذات خود اصلی وجود سے نزول کو مانتے ہیں یا قادیانی کی طرح وہ اس نزول سے منکر ہیں؟

میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں میں ادنی فراست اور ایک ذرہ نور قلب یا نور ایمان یا کانشینس ہے تو آپ اسی ایک جعل وافتراء پر قادیانی کے اتباع سے دست بردار ہو جائیں گے اوراس کو واقعی دجال وکذاب خیال کریں گے ۔ میرے اس سوال کے مخاطب خصوصیت کے ساتھ میر ناصر نواب نقشہ نویس دہلوی ، منشی عبدالحق پنشنر اکاؤنٹنٹ لاہوری ، حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر ، مرزا خدا بخش اتالیق محمد علی رئیس مالیر کوٹلہ اور محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ ہیں (جو دھوکہ میں آکر قادیانی کے دام میں مبتلا ہیں) ۔

اگر آپ لوگوں نے یہ ثابت کر دیا کہ شیخ عبدالحق کی کلام مذکور کا مطلب ادا کرنے میں قادیانی نے جعل وافتراء سے کام نہیں لیا اور شیخ کا وہی اعتقاد ہے جو قادیانی کا اعتقاد ہے کہ ، جبریل امین بذات خود زمین پر کبھی نہیں آتے ، تو میں آپ لوگوں کو وعدہ دیتا ہوں میں صرف اسی ایک بات پر آئندہ قادیانی کا تعاقب چھوڑ دونگا ۔ اوراگر آپ لوگوں کو ہماری تحریر اور اپنی فہم وتدبر سے یہ ثابت ہو گیا کہ قادیانی نے اس میں جعل وافتراء سے کام لیا ہے تو پھر آپ لوگ اس کے ساتھ نہ رہیں اور یقین کریں کہ جھوٹ بولنے والہ خدا کا مقرب محدث ومجدد نہیں ہوسکتا اور ایسا شخص اتباع ومحبت کے لائق نہیں ہوتا ۔

☆ کید دوازدہم : جبریل کا حقیقی یا تمثلی نزول

دافع الوساوس کے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۲۶ تک قادیانی نے کہا ہے کہ

تمام مفسرین نے اور نیز صحابہ نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ جبریلؑ اپنے حقیقی وجود

کے ساتھ صرف دومرتبہ آنحضرت کو دکھائی دیئے ہیں۔ اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے اصلی اور حقیقی وجود کے ساتھ آتے تو خود یہ غیر ممکن تھا کیونکہ ان کا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے اور ان کے بازو آسمانوں کے کنارہ تک پہنچے ہوئے ہیں پھر وہ مکہ یا مدینہ میں کیونکر سما سکتے ہیں، اور وہ کیونکر آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں سما گیا۔ اگر کہو اصلی وجود نہ تھا، تو پھر ترک اصل کے بعد تمثل ہوا یا کچھ اور۔ اور اس عقیدہ سے کہ جبریل اصل اور حقیقی وجود سے آتا اور بعد تبلیغ وحی چلا جاتا تھا، لازم آتا ہے کہ انبیاء اکثر اوقات فیض وحی سے محروم اور معطل رہتے تھے جو نہایت بے شرمی کی بات ہے۔ شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے تمام کلمات وحدیث وحی خفی ہیں اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی، حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبریل قرآن سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبریل سے ہے۔ بلکہ آنحضرت کا اجتہاد بھی وحی سے تھا۔ پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہے کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے ہر ایک قول وفعل قلیل وکثیر وکبیر کو وحی سمجھتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ جو شخص احوال صحابہ میں تامل کرے گا وہ اس اعتقاد سے کہ کبھی جبریل آنحضرت کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جاتا تھا، خدا تعالیٰ سے شرم کرے گا اور ڈرے گا کہ ایسا وہم بھی اس کے دل میں گذرے۔

افسوس ہمارے یہ علماء جو محدث بھی کہلاتے ہیں کچھ نہیں ڈرتے اگر ان کے ایسے عقیدہ کو ترک کرنا کفر ہے تو ایسا کفر اگر ملے تو زہے سعادت۔ ہم ان کے ایسے ایمان سے سخت بے زار ہیں ان لوگوں نے ہمارے نبی ﷺ کے مرتبہ کو حضرت عیسے کی نسبت ایسا گھٹایا جس کے تصور سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔

☆ ازالہ کید

اس کید کے اکثر حصہ کا رد و ازالہ تو بضمن رد کید نمبر ۷ و ۱۰ وغیرہ میں ہو چکا ہے اور روز روشن کی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ قادیانی کے اس خبیث اعتقاد سے کہ آنحضرت ﷺ ہر آن اور ہر وقت جبریل کی اتالیقی وحفاظت وحراست کے محتاج تھے اور وہ بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے اور نہ بلا واسطہ جبریل وحی الٰہی سے مشرف ہو سکتے تھے۔ اور وہ

(قادیانی) خود بدولت بلا واسطہ جبریل خدا سے ہم کلام ہوتا ہے اور سو بار جو چاہے خدا سے پوچھ سکتا ہے عیاذاً باللہ من ذالک ۔آنحضرت ﷺ کی اس قدر توہین اور آپ کی اقدس جناب میں اس قدر بے ادبی و دشنام دہی پائی جاتی ہے کہ اس سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے ایمانی خون جوش میں آتے ہیں ۔اور اس باب میں جو اہل اسلام کا اعتقاد ہے اس سے آنحضرت ﷺ کی مسیح پر فضیلت ثابت ہوتی ہے، نہ مسیح کی فوقیت ۔اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ہر ایک قول وفعل تشریعی وحی الٰہی سے سرزد ہوتا تھا، جبریل کے واسطہ سے ہو خواہ بلا واسطہ غیر وحی خفی الٰہی سے ہو۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ کیفیت نزول جبریلؑ کی نسبت قادیانی کا یہ سوال کہ، وہ مکہ و مدینہ میں اور آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں کیونکر سما سکتے تھے؟ نیچریانہ اور ملحدانہ سوال ہے۔ اور امور عالم بالا جو قادیانی کی سابق اصطلاح کے مطابق عالم سوم، باطن در باطن سے ہیں، ایسے سوالات کا محل نہیں ہو سکتے ۔قادیانی ان کو ایسے سوالات کا محل سمجھتا ہے تو ان کے نظائر کی نسبت اس قسم کے سوالات کا جواب دے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے

کہ جبریل امین صرف دو دفعہ اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کو دکھائی دیئے ،باقی دفعات تمثلی وجود سے آتے رہے ہیں

اور اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ

جبریل اکثر دفعہ بذات خود اور اصلی وجود سے نہ آتے تھے، بلکہ ان کی مثال آتی تھی۔

قادیانی کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ اتنا تو اس نے خود مان لیا ہے کہ دو دفعہ جبریل اپنی اصلی شکل اور حقیقی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس زمین پر آئے، کیونکہ یہ امر اس نے تمام مفسرین اور صحابہ سے نقل کیا ہے اور اس کے رد و خلاف میں ایک کلمہ تک وہ زبان قلم پر نہیں لایا۔اور اگر اس کو اس میں کچھ اختلاف ہوتا تو وہ ضرور منہ کھولتا۔

ہر چند بعض مفسرین ومحدثین نے حضرت جبریل کا آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دفعہ زمین میں آنا تجویز کیا ہے دوسری دفعہ معراج کی شب سدرۃ المنتہی کے پاس آسمان میں مگر چونکہ قادیانی آنحضرت ﷺ کے معراج سے اور جسمانی وجود باوجود کے ساتھ آپ کے آسمان پر جانے سے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۵ میں صاف انکار کر چکا ہے، لہذا اس کے

نزدیک جبریل کا آنحضرت ﷺ کے پاس آنا دونوں دفعہ زمین ہی پر مسلّم ہوسکتا ہے ۔خواہ ان دونوں دفعات میں سے ایک دفعہ غار حرا میں وہ آنحضرت ﷺ کے پاس جبریل کا آنا تسلیم کرے اور دوسری دفعہ میدان مکہ کے افق اعلی یا شرقی میں ۔ چنانچہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں بیان ہوا ہے

عن عائشه فی صفة نزول الوحی۔ حتی جاء ه الحق و هو فی غار حراء ۔فجاء ه الملک ۔فقال اقرأ۔قال ما انا بقاری(بخاری)

قا ل و هو یحدث عن فترة الو حی فقال فی حدیثه، فبینا انا امشی اذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاء نی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرهبت منه فرجعت ، فقلت زملونی زملونی ، (بخاری ۔ص ۳)

خواہ ایک دفعہ اسی افق اعلی یا شرقی میں جس کا ذکر حدیث مذکور کے علاوہ قرآن مجید کی ان آیات میں بھی ہے

و هو بالافق الاعلی۔ (النجم ۔ع ۱) ۔ و لقد راه بالافق المبین ۔(تکویر ۔ع ۱)

یا دوسری دفعہ موضع قادیان کے کھیت یا میدان میں جس کو قادیانی مکہ و مدینہ کے برابر مہبط وحی سمجھتا ہے اور اس باب میں وہ ایک آیت قادیانی قرآن میں

انّا انز لناه قریباً من القادیا ن وبالحقّ انزلناه و بالحقّ نزل وکان وعد الله مفعو لاً (ازاله اوهام۔ ص ۷۳ و ۷۷)

اور اس کے شان نزول میں ایک الہام ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۳ وغیرہ میں بیان کر چکا ہے ۔ جو رسالہ اشاعۃ السنہ کے نمبر ۲ جلد ۱۴ صفحہ ۴۶ میں منقول ہے۔

بہر حال اس کی اس تسلیم، حقیقی نزول جبریل سے (دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ کیوں نہ ہو) اس کا مدعا (جبریل کا اصلی وجود سے نازل نہ ہونا) ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اس کا ابطال ہوتا ہے اور اس کے مذہب کے اس اصل اصول کا کہ جبریل سورج کی روح یا بمنزلہ روح ہے لہذا وہ اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ جدا ہو تو سورج کی حالت وجودیہ میں فرق آ جاوے ۔یعنی وہ ٹوٹ پڑے اور نظام شمسی درہم برہم ہو جائے (جس کو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۳۸ و ۶۸ و ۸۵ وغیرہ میں بیان کر چکا ہے اور ہمارے اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۳ میں منقول ہے) بالکل ستیاناس ہوتا ہے ۔ اور

جبریل کے ذاتی وحقیقی نزول پر جس قدر اعتراضات اس نے اس کید نمبر ۷ وکید نمبر ۱۰ میں کیئے ہیں وہ سب کے سب کافور اور ہباءً منثور ہو جاتے ہیں کیونکہ جب بحسب اعتراف قادیانی دو دفعہ یا کم سے کم ایک دفعہ جبریل کا اصلی وجود سے زمین پر آنا، اور اپنے لمبے وجود کے ساتھ صرف ایک چھوٹی سی جگہ (غار حرا میں یا ایک میدان افق شرقی مکہ) میں سما جانا جائز ہو گیا تو اسی طرح چوبیس ہزار بار بھی انکا زمین پر آنا اور آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں سما جانا جائز ہو گا۔

دیکھو کہ جس بات کو قادیانی نے اپنے مذہب باطل کی دلیل سمجھ کر پیش کیا تھا اسی سے اس کے مذہب کا ابطال ہوا اور رجل قضی علی نفسه کا مضمون اس پر صادق آیا۔
اب رہا قادیانی کی اس حجت اور وسوسہ کا رد وجواب کہ تمثلی وجود کے ساتھ جبریل کے نزول سے (جو اکثر اوقات ہوتا تھا) ذاتی اور اصلی وجود سے نزول کی نفی ہوتی ہے۔ سو یہ ہے کہ یہ تب ہو جبکہ مثال اصل سے مغائر ہو اور ایک وجود دوسرے کی نفی کرے، اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔

شیخ عبدالحق کی منقولہ بالا کلام میں (جس سے قادیانی نے تمثلی وجود نکالا ہے) صریح طور پر گذر چکا ہے کہ جبریل کی مثال، جو آنحضرت ﷺ دیکھتے تھے، جبریل کی غیر نہ تھی بلکہ وہ جبریل کی ذات معہ صفات تھی جو اس صورت مثالی میں نظر آتی تھی۔

علاوہ بریں جبریل کے بشکل انسانی متمثل ومتشکل ہونے کی ایک وہی صورت نہیں جو شیخ عبدالحق نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے اور اس سے قادیانی نے اپنی نافہمی سے اصل وجود کے نزول کی نفی نکالی ہے، بلکہ تمثل جبریل کی پانچ صورتیں اور جائز وممکن الوقوع ہیں اور آئمہ علماء اسلام نے وہ صورتیں بیان کی ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ جس صورت میں جبریل متمثل ہوتا تھا وہ عین ذات اور صورت جبریل تھی۔

ازانجملہ ایک صورت وہ ہے جو ان ہی شیخ عبدالحق نے (جس پر قادیانی کا اسباب اعتماد ہے) بعض علماء سے نقل کی ہے کہ جبریل کی روح اپنی اصلی صورت وجسم کو چھوڑ کر اس صورت وجسم میں جو آنحضرت ﷺ کو نظر آتا تھا، منتقل ہوتی تھی۔ ومعہذا جبریل کا اصلی جسم مفارقت روح سے مردہ نہ ہوتا تھا، جیسے شہیدوں کا جسم مفارقت روح سے مردہ نہیں ہوتا۔
اس صورت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آنیوالہ متمثل شخص اور نظر آنے والی صورت بعینہ ذات جبریلؑ بنتی ہے جو دوسرے جسم میں ظاہر ہوتی تھی، نہ کوئی اور چیز۔

اس صورت کے مصدّق ومؤید قرآن وحدیث کے ظاہر الفاظ ہیں جن میں

جبریل کی تمثلی صورت کو جبریل کہا گیا ہے اور اس کے اقوال کو جبریل کی طرف منسوب کیا ہے ۔قرآن میں مریمؑ کے پاس جبریلؑ کے آنے کی نسبت فرمایا ہے

فارسلنا الیھا روحنا فتمثّل لھا بشراً سویاً (مریم۔ع۲)۔ہم نے اس کی طرف اپنی روح یعنی جبریل کو بھیجا وہ جبریل اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں متشکل بن گیا تفسیر کبیر اور بیضاوی میں کہا ہے

اتاھا جبریل متمثلا بصورۃ شاب امرد سوی الخلق تستأ نس بکلامہ (بیضاوی)۔ ولو ظھر لھا فی صورت الملا ئکۃ لنفرت عنہ ، (کبیر۔ج۵ص ۷۷۹) مریم کے پاس جبریل ایک جوان مرد بے ریش کی صورت میں متشکل ہوکر آئے تاکہ وہ ان کے کلام سے مانوس ہوں ، اور وہ فرشتوں کی شکل میں آتے تو وہ ان سے متنفر ہوجاتیں۔

اس آیت کے الفاظ اور اقوال مفسرین کے الفاظ کے ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ جو شخص مریمؑ کے پاس آیا تھا اور ان کو دکھائی دیا تھا وہ جبریلؑ تھا ۔اسی جبریل کو خدا نے بھیجا، وہی جبریل انسانی شکل میں متشکل ہوا ، وہی جبریل حضرت مریم کو نظر آیا۔ اور ان الفاظ کے یہ معنی کہ جس کو خدا تعالی نے بھیجا اور وہ آیا اور مریم کو دکھائی دیا ، وہ صرف جبریل کی خیالی مثال یا عکسی تصویر یا فوٹو تھا، مجازی اور تاویلی معنی ہیں ، جن کی طرف حقیقی معنی کو چھوڑ کر رجوع کرنا الحاد نیچریت و باطنیت ہے۔

حدیث صحیح بخاری منقولہ بالا میں جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں متمثل ہوکر آتا (احیاناً یتمثّل لی الملک رجلاً فیکلّمنی) اس کے بھی ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ آنیوالہ اور انسان کی صورت بن جانے والہ جبریل ہے، کیونکہ یہی اس کے حقیقی اور ظاہری معنی ہیں، نہ اس کا فوٹو یا عکس یا خیالی صورت کیونکہ یہ معنی مجازی تاویلی ہیں۔

علماء متکلمین نے (قسطلانی۔ج۱ص ۵۰۰) فرشتوں کی یہ تعریف کی ہے

الملا ئکۃ اجسام علویّۃ لطیفۃ متشکل فی ای شیء ارادوا

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے علوی لطیف اجسام ہیں کہ وہ جس شکل سے چاہتے ہیں متشکل ہو جاتے ہیں ان میں تبدل وتغیر کی طاقت بھی موجود ہے اور قادیانی کے مرید محمد احسن امروہی نے بایں الفاظ درج کیا ہے

ان الملائکۃ عند اھل الحق اجسام لطیفۃ ولھم قوۃ التشکل و التبدل ۔ (رسالہ تائید کفریات قادیانی از محمد احسن ص ۵۳)۔ یہ تعریف بھی اسی کی مصدق ہے کہ نظر آنے والے درحقیقت فرشتے ہوتے ہیں جو صورت و شکل بدل کر ظاہر ہوتے ہیں

اس تبدل و تغیر اور انتقال روح از جسم بجسم دیگر کو جو مرزا قادیانی نے تناسخ کہا ہے تو یہ اس کا مغالطہ ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ صرف اس قسم کا تبدل و انتقال تناسخ نہیں، اور تناسخ کی جو حقیقت وہ سرمہ چشم آریہ میں بیان کر چکا ہے اس میں یہ تبدل و انتقال داخل نہیں ہوسکتا۔ اب وہ بیان سرمہ چشم آریہ کے برخلاف اس تبدل و انتقال کو تناسخ کہے یا کوئی اور نام رکھے، اہل اسلام تو اس تبدل و انتقال کو کمال قدرت خداوندی کا ایک نمونہ و مثال سمجھتے ہیں اور قرآن و حدیث کو اس پر شاہد ناطق جانتے ہیں۔

قرآن میں خداتعالی اس قسم کے تبدّلات جو انسان میں واقعہ ہوئے ہیں کہ

وہ پہلے مٹی تھا، پھر نطفہ ہوا، پھر چیتھڑا ہوا، پھر مضغہ بنا، پھر ہڈی کی صورت میں آیا، پھر اس پر گوشت پہنایا گیا، پھر بچہ ہو کر نکلا، پھر جوان ہوا، پھر بوڑھا ہوا، پھر خاک میں مل کر خاک ہوگیا، پھر اس خاک سے ویسا ہی انسان ہو کر نکلے گا ،

کو اپنے آیات قدرت سے شمار کیا ہے اور ان سے اپنا خالق ہونا ثابت کیا ہے۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً۔ ثم انشاناہ خلقاً آخر۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔(مومنون۔ع ۱)

ھو الذی خلقلکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخاً ۔(مومن ۔ع ۷)

اور قرآن میں شہیدوں کے مارے جانے کے بعد دوسری زندگی اور دوسرے جسم میں زندہ رہنے کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ کے رکوع ۱۹ میں ہے

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ بل احیاء عند ربھم

حدیث شریف میں اس اشارہ کی یہ تصریح ہوئی ہے کہ شہیدوں کی ارواح سبز جانوروں کی پوٹ میں رہتی ہیں اور بہشت کے پھل کھاتے ہیں

عن ابن مسعود قال انا قد سئلنا عن ذلک رسول اللہ فقال ارواحھم کطیر... فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش ۔ شرح من الجنہ..... الی تلک القنا دیل؟؟ (معالم التنزیل۔ ص ۱۹۶)

ایک حدیث میں جعفر طیارؓ کی نسبت (جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے اوران کے دو بازو کٹ گئے تھے) فرمایا کہ خدا تعالی نے ان بازوؤں کے بدلے ان کو دو پر لگا دیئے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اڑتے ہیں

قال رسول اللہ رأیت جعفراً یطیر فی الجنۃ مع الملائکتہ۔ (ترمذی)

و قال ایضاً حین قطعت یداہ فی غزوۃ موتہ جعل اللہ لہ جنا حین حین یطیر بھما...

اس بیان قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اس قسم کے تبدلات و انتقالات خدا کی قدرت کی آیات ہیں، اللہ اور رسول نے خود ان کو بیان کیا ہے اوران سے توحید کا اثبات ہوتا ہے

☆ اب ہم بتاتے ہیں کہ قادیانی کے نزدیک بھی مطلق تبدل و انتقال کا نام تناسخ نہیں ہے بلکہ خاص اس تبدل انتقال کا نام ہے جس میں یہ تین امور کفریہ پائے جاتے ہیں:۔

اول یہ کہ ارواح قدیم ہیں۔

دوم۔ یہ کہ اجسام (مادہ عالم) قدیم ہیں۔

سوم۔ یہ کہ خدا تعالی نہ ارواح کا خالق ہے نہ اجسام کا، بلکہ وہ صرف ارواح کو اجسام سے جوڑ دیتا ہے اس طور پر کہ جو شخص اچھے عمل کرتا ہے اس کو اچھے اجسام سے جوڑ دیتا ہے۔ مثلاً انسان بنا دیتا ہے یا ستارہ وغیرہ اور جو برے عمل کرتا ہے اس کو برے اجسام، گدھے کتے وغیرہ سے جوڑ دیتا ہے۔

اسی طور پر ہر ایک شخص مختلف جونوں میں جاتا ہے اور اپنے اعمال کا پھل پاتا ہے۔ بناءً علیہ دنیا کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا، نہ فنا اور نہ اس فنا کے بعد کوئی حشر یا نشر یا حساب و کتاب۔ جو ہے اسی دنیا میں ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ مضمون اور حقیقت تناسخ مرزا قادیانی کے سرمہ چشم آریہ میں صفحہ ۹۴ سے ۹۸ تک بیان ہوئی ہے اور اس کی مختلف عبارات سے مفہوم ہوتی ہے۔

اب ناظرین منصفین غور کریں اور داد انصاف دے کر کہیں کہ یہ کفریات ثلاثہ جو اعتقاد تناسخ میں پائے جاتے ہیں اور وہ قادیانی نے خود بیان کئے ہیں، اس تمثل جبریل کی صورت اول میں جو علماء نے بیان کی ہے، کہاں پائے جاتے ہیں؟ نہیں تو پھر قادیانی کا اس تمثل وانتقال کو تناسخ کہنا عمداً دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسری صورت تمثل وہ ہے جو امام الحرمین سے فتح الباری شرح بخاری میں منقول ہے اس کا خلاصہ پہلے گذر چکا ہے یہاں اس کی اصل عبارت معہ ترجمہ وتفسیر جو بلفظ یعنی ہو گی نقل کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں

قال امام الحرمین تمثل جبریل معناه ان الله افنی الزائد من خلقه ... ثم یعیده ... و یزعم ابن عبد السلام بالا زالة ..... و الحق ان تمثل الملک رجلا لیس معناه ان فاته ... رجلاً بل معناه انه ظهر بتلک الصورة ... لمن خاطبه و الظاهر ایضا. ان ولا یغنی بل یخفی علی الرائق فقط (فتح الباری. ج ۱ ص ۱۱)

تمثل جبریل کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالی جبریل کی اصلی خلقت (یعنی صورت) سے قدر زائد کو (یعنی جو نظر آنے والی انسانی صورت سے علاوہ تھا) فنا کر دیتا یا ٹلا دیتا تھا (یعنی اس سے جدا کر دیتا تھا) پھر اس قدر زائد کو لوٹا دیتا تھا (یعنی جب جبریل اپنی اصل صورت میں آنا چاہتا تھا)۔

تیسری صورت تمثل وہ ہے جو امام ابن عبد السلام نے پسند کی ہے۔ اس کا خلاصہ بھی منقول ہو چکا ہے۔ یہاں اصل عبارت کا ترجمہ وتفسیر نقل کی جاتی ہے۔

اس نے وہی بات پسند کی ہے جو امام الحرمین نے کہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ قدر زائد کے فنا ہونے کا قائل نہیں مگر اس کو ٹلا دینے کا قائل ہے۔ اس کی تقریر اس نے یوں کی ہے کہ اس حصہ (جدا کئے گئے) جبریل کی روح کے انتقال سے اس حصہ کا مردہ ہونا لازم نہیں آتا بلکہ جائز ہے کہ وہ مفارقت روح کے بعد زندہ رہے، جیسے شہیدوں کے جسم روح جدا ہونے اور سبز جانوروں کی پوٹ میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتے۔

چوتھی صورت وہ ہے جو حافظ ابن حجر نے بیان کی ہے کہ

فرشتہ کے شکل انسانی سے متشکل ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس کی ذات بدل کر آدمی کی ذات بن جاتی ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جبریل انسانی صورت میں ظاہر ہوتے تھے تا کہ

مخاطب کو ان سے انس ہو (وحشت نہ ہو)۔ اور ظاہر یہ ہے کہ قدر زائد (یعنی نظر آنے والی انسانی صورت سے علاوہ حصہ اس کی صورت و پیدائش کا) آنحضرت ﷺ کی نظر سے مخفی رہتا تھا۔ نہ وہ حصہ فنا ہوتا تھا اور نہ الگ کیا جاتا۔

پانچویں صورت تمثل وہ ہے جو شیخ الاسلام بلقینی استاد ابن حجر سے اصل عبارت کے ساتھ منقول ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے،

حضرت جبریل سکڑ کر انسانی صورت و قامت میں ہو جاتے تھے جیسے دھنی ہوئی روئی اکٹھی کرنے سے چھوٹی سی ہو جاتی ہے۔

اکابر کی بیان کردہ ان چاروں صورتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانی صورت بھی جس میں جبریل آنحضرت ﷺ کو نظر آتے تھے، جبریل کی ایک اصلی صورت ہے اور جو صورت ان کی دو دفعہ آپ ﷺ کو نظر آئی تھی وہ انسانی صورت سے علاوہ اور اس پر زائد تھی۔ اس امر کی مؤید ابن عباس کی وہ حدیث مرفوع ہے (جس کو حاکم نے روایت کیا اور اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو منشی محمد احسن امروہی نے اپنے رسالہ تائید قادیانی کے صفحہ ۵۲ میں نقل کیا ہے)۔

و روی ان لکل ملک منهم وجه رجل و وجه اسد و وجه ثور و وجه نسر۔ اخرجه الحاکم و صححه (تائید قادیانی از احسن امروہی) (اس میں بیان ہوا ہے کہ حاملان عرش کے چار منہ ہیں ایک انسان کا، دوسرا شیر کا، تیسرا بیل کا، چوتھا کرگس کا)

ایسے ہی اگر جبریل کی اصلی صورتوں میں سے ایک صورت انسان بھی ہو، اور ان چاروں صورتوں سے جو ان اکابر نے بیان کیا ہے تشکل و تمثل جبریل کے وقت آپ کی صرف ایک وہی انسانی صورت ظاہر ہوتی ہو اور باقی صورتیں بقول امام الحرمین فنا ہو جاتی ہوں یا بقول امام ابن عبد السلام جدا کی جاتی ہوں، یا بقول حافظ ابن حجر وہ صورتیں آنحضرت ﷺ سے چھپائی جاتی ہوں، تو کوئی تعجب و انکار کا محل نہیں۔ یہ پانچوں صورتیں تمثل کی ایسی ہیں جن سے جبریل کا اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنا ثابت ہوتا ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تمثلی وجود کے ساتھ جبریل کے نزول سے اصلی وجود کے نزول کی نفی لازم نہیں آتی۔ نہ اس صورت تمثلی سے جو شیخ عبد الحق نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے، کیونکہ اس صورت میں جو مثال جبریل آنحضرت ﷺ کو نظر آتی تھی وہ

ذات جبریل سے غیر نہ ہوتی تھی، اور نہ ان پانچوں تمثل سے جو ان عماء نے بیان کی ہیں (اور ازانجملہ ایک صورت خود شیخ نے بھی بعض علماء سے نقل کی ہے) یہ نفی لازم آتی ہے کیونکہ ان تمثل کی ان صورتوں میں متمثل و متشکل ہونے والی انسانی صورت جبریل امین کی اصلی صورت کا ایک جزو حصہ بنتا ہے اور عین ذات جبریل نہ کچھ اور۔

بالجملہ دو دفعہ جبریل امین کی اصلی یعنی پوری صورت وخلقت سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے اور اکثر اوقات تمثلی صورت سے نزول فرمانے سے قادیانی کا یہ عقیدہ کفریہ کہ، جبریل اپنی ذات سے اور اصلی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس نہ آتے تھے، بلکہ آسمان سے کبھی جدا نہیں ہوئے، اور آنحضرت ﷺ کو نظر آنے والی صورت جبریل کی عکسی تصویر اور آنحضرت کی خیالی صورت تھی، باطل ہو جاتا ہے۔

☆ قادیانیوں کو انعامی چیلنج

بیان بالا کے بعد مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ اب ہم اس نمبر اول اعاذہ کو ان ہی دوازدہ گانہ اکاذیب ومغالطات وکفریات قادیانی کے بیان پر ختم کرتے ہیں اور جو صاحب اب بھی مرزا قادیانی کو مسلمان اور سچا سمجھیں اور اس کے ان کفریات واکاذیب کا اسلام و صدق وحق ہونا ثابت کریں، اس پر ہم ان کو حسب تفصیل ذیل انعام دیں گے

مکائد ومغالطات نمبر اول تا چہارم کو اسلام اور حق ثابت کرنے پر فی نمبر ۲۵ روپئہ اور نمبر ۵ سے ۱۲ تک فی نمبر ۵۰ روپئے۔

اور اس بات کے ثبوت پر کہ

شیخ عبدالحق، جبریل کے اصلی و ذاتی وجود سے آنحضرت ﷺ کے پاس آنے کے قائل نہ تھے،

یا اس بات کے ثبوت پر کہ

تمثل وجود کے ساتھ نزول سے حقیقی وجود کے نزول کی نفی لازم آتی ہے،

ایک سو روپئہ انعام۔

دافع الوساوس کا خلاصہ

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب دافع الوساوس ۶۰۴ صفحہ میں ہے۔ ازانجملہ ۲۸۸ صفحہ میں کتاب کا مقدمہ ہے، جس میں مرزا قادیانی نے بزعم خود اسلام کی حقیقت بیان کی ہے۔ اس بیان حقیقت اسلام کے ضمن میں صفحہ ۱۹۹ سے ۲۶۰ تک اس نے اخبار نور افشان کو مخاطب کیا اور اس کے اس دعوی کا جواب دیا ہے کہ مسیح قیامت کی زندگی ہے۔ اور اسی بیان کے ضمن میں بہ ذیل حاشیہ صفحہ ۲۲۶ سے ۲۷۳ تک اس نے سرسید احمد خان کو مخاطب کیا اور ان باتوں کے سبب وہ ان پر معترض ہوا ہے جو خود اس کے مذہب واعتقاد کا جز ہیں (صرف عنوان اور پیرایہ کا فرق ہے)۔ اس سے اس نے اپنے مریدوں کو یہ جتایا ہے کہ وہ سرسید کا شاگرد اور نیچری المذہب نہیں ہے۔

اسی بیان کے ضمن میں صفحہ ۲۶۱ سے ۲۷۱ تک اس نے اہل اسلام کے مقابلہ میں مباہلہ کا اشتہار دیا ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ اس خاکسار (محمد حسین) اور ہمارے شیخ اور شیخ الکل (سید نذیر حسین محدث) کو مخاطب کیا ہے۔ اسی کے ضمن میں صفحہ ۲۷۲ سے ۲۷۸ تک اس نے برہمو آریہ اور پادریوں وغیرہ مخالفین اسلام کو اشتہار دیا ہے جس میں نشان نمائی کا فضول اور جھوٹا دعوی کیا ہے۔ اسی کے ضمن میں صفحہ ۲۷۹ سے ۲۸۸ تک اپنی پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی (احمد بیگ) کا ذکر کیا ہے۔

یہ مضامین مقدمہ متضمن بیان حقیقت اسلام ہیں جن کو ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں تک حقیقت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان مضامین کے اکثر حصہ کا جواب جو اہل اسلام خصوصاً اشاعۃ السنہ کے ذمہ تھا، صفحات بالا میں میں ادا ہوا ہے اور اقل قلیل باقی ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۲۷۹ سے صفحہ ۳۲۶ تک قادیانی نے اس مراسلت کو نقل کیا ہے جو خاکسار اور قادیانی میں بابت ایک منذر الہام وپیش گوئی متعلق موت خسر فرضی قادیانی ہوئی۔ اس کے ضمن میں صفحہ ۲۹۱ سے ۳۱۰ تک قادیانی نے اس عاجز (محمد حسین) کو جی بھر کے گالیاں دی ہیں۔ آنجملہ دس دفعہ لعنت ہے جو جلی قلم سے لکھا گیا۔

اس کے بعد صفحہ ۳۴۶ سے ۳۵۰ تک وہ مراسلت نقل کی ہے جو مرزا قادیانی اور محمد

علی خان رئیس مالیر کوٹلہ میں ہوئی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۳۹۹ سے ۴۹۷ تک ایک تبلیغ کا مضمون ہے جس میں قادیانی نے جملہ علماء ہندوستان و پنجاب و عرب وغیرہ کو مخاطب کیا اور اس میں پرانے دعاوی کفریہ اور ان کے دلائل اور تاویلات وغیرہ کا اعادہ کیا ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۴۹۸ سے ۵۱۶ تک اپنے فضائل وکمالات کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۵۱۷ سے ۵۴۰ تک ملکہ برطانیہ وقیصر ہند کی خوش آمد کی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۵۴۰ سے ۵۸۱ تک پھر اپنے اور اپنے دعووں کے فضائل اور اپنے عقائد کفریہ اور ان کے دلائل بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۵۸۱ سے ۵۹۰ تک اپنے تابعین کے محامد وفضائل بیان کئے ہیں اس کے بعد صفحہ ۵۹۰ سے ۶۰۴ تک ہمارے خط مورخہ ۹ جنوری (۱۸۹۳ء) کا جواب دیا ہے، مگر اصل خط کو نقل نہیں کیا۔ اور اس جواب میں ہمارے ۸۵ سوالات متعلق پیشگوئی متعلقہ موت خسر فرضی کے جواب سے عاجز ہو کر عربی زبان میں تفسیر لکھنے میں خاکسار سے مقابلہ کا دعوی کیا ہے۔

☆ کتاب کے اخیر میں چند مضامین اور ملحق ہیں۔ پہلے ایک فتوی متعلق جواز شرکت میلہ سالانہ قادیانی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ میلہ کی کیفیت بیان کی ہے۔ پھر میر ناصر نواب کی تحریر نقل کی ہے۔ پھر لیکھرام کی نسبت ایک پیش گوئی درج کی ہے۔ پھر شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو ایک دھمکی دی ہے۔

درحقیقت یہ مضامین نئے مضامین نہیں ہیں، بلکہ وہی پرانے کفریات والحادات و تاویلات وتحریفات ہیں جن کو وہ سابقہ رسائل واشتہارات میں سال ہا سال سے ظاہر کر رہا ہے۔ اب صرف ان کا پیرایہ وطرز بیان بدل دیا ہے۔ ہاں اس میں ایک نیا کمال یہ دکھایا ہے کہ ان میں فحش گالیوں کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے۔

اس مضمون تبرا بازی کے سوا اس کے جملہ مضامین کا جواب گذشتہ پرچہ ہائے اشاعۃ السنہ میں ادا ہو چکا ہے اور ان کے نئے پیرایہ اور نئے رنگ کو صفحات بالا میں کھولا گیا ہے۔ اور جو باتیں اس میں اقوام یا اشخاص غیر کے متعلق ہیں ان کا جواب دینا ہمارا فرض ہی نہیں ہے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ ملخصاً)

پیشگوئی متعلقہ آتھم

امرتسر میں ۱۸۹۳ء میں ایک مباحثہ مرزا غلام احمد کا عیسائیوں سے ہوا جس کے اختتام پر انہوں نے پیش گوئی کی کہ ان کا مخالف مناظر ڈپٹی عبداللہ آتھم ۱۵ ماہ کے عرصہ میں مرجائے گا اور یوں میری صداقت کی دلیل بن جائے گا (تاہم پندرہ ماہ گذر جانے پر وہ شخص زندہ پایا گیا تو مرزا صاحب نے عذرات کا پٹارہ کھول لیا تھا)۔ مولانا بٹالوی نے قادیانی پر فتح یابی کے شکرانے والے مقالے میں اس پیشگوئی پر مفصل بحث کی اور بتایا کہ انہوں نے جلد ۱۵ اشاعۃ السنہ میں یہ ثابت و مدلل کر دیا تھا کہ یہ پیشگوئی نہیں، بلکہ محض لاف زنی اور دروغگوئی ہے اور اس پر درج ذیل پانچ دلیلیں (اندرونی شہادتیں) اس کے الفاظ سے اخذ کر کے بیان کیں۔

۱۔ اس کا مضمون اس کا کذب ظاہر کر رہا ہے کیونکہ طالب نشان بوعدہ ایمان کیلئے اس کی موت کو نشان ٹھہرانا (جو اس پیش گوئی کا مضمون ہے) آسمانی نشان نہیں، بلکہ حماقت و سفاہت شیطان ہے۔ وہ مر ہی گیا تو پھر نشان دیکھ کر ایمان کیوں کر لاوے گا؟

۲۔ اس میں ہلاک ہونے والے کی تعیین نہیں کی گئی۔ صرف فریق مخالف کیلئے ہاویہ کی خبر دی گئی ہے جس سے قادیانی کی غرض یہ ہے کہ اگر عبداللہ آتھم مرا، تو اس کو اس کا مصداق ٹھہرایا جاوے گا۔ ورنہ کسی اور کو اس کا مصداق بنالیں گے جو اس کے فریق میں سے مرجائے گا۔

۳۔ کسی کے مرنے کی بھی اس میں صاف تصریح نہیں۔ صرف ھاویہ کی خبر دی گئی ہے۔ پس اگر کوئی نہ مرا، تو قادیانی کہہ دے گا کہ اصل الہام میں ہاویہ کہا گیا تھا، مرنا میری طرف سے بطور تفسیر بیان ہوا تھا۔

۴۔ اس پیش گوئی میں عمداً جھوٹ اختیار کرنے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر کوئی نہ مرا تو پھر کہا جائے گا کہ وہ لوگ عمداً جھوٹ نہیں بولتے۔

۵۔ پندرہ دن مباحثہ کی میعاد کا لحاظ مشعر ہے کہ اگر زیادہ دن مباحثہ میں لگ جاتے تو اتنے دن اور سزائے موت ٹل جاتی اور یہ امر مضمون سزا کے برخلاف ہے۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا دلائل کے علاوہ ہم نے ایک اور دلیل

اس پیش گوئی کے دروغ ہونے پر (بیرونی شہادت) بیان کی، جس کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق، عادات، اعتقادات ایسے خلاف اسلام ہیں کہ ان اعمال وعقائد کے ساتھ وہ ہرگز ملہم اور خدا کا مخاطب نہیں ہوسکتا خواہ ہزار پیشگوئیاں کرے، اور وہ سچی بھی نکلیں۔ایسی پیشگوئیاں پنڈت، جوتشی، نجومی وغیرہ بھی کیا کرتے ہیں۔ پھر اس کی تفصیل میں دہلی کے ایک پنڈت اور دکن کے ایک جوتشی کی چند پیش گوئیاں نقل کیں جو مطابق واقعہ نکلی ہیں۔

اور اس کی اس پیش گوئی کے سرزد ہونے سے پہلے صرف اس کے اس دعوی پر کہ میں عیسائیوں کے مقابلہ میں آسمانی نشان دکھاؤں گا، ہم نے ایک دو ورقہ مضمون بعنوان

عیسائیوں کی باہمی جنگ مقدس پر اسلامی رائے

شائع کیا۔ جو اشاعۃ السنہ کی جلد شانزدہم میں دوبارہ شائع ہوا ہے۔اس میں واضح کیا کہ مرزا قادیانی کا آسمانی نشان دکھانا ایسا ناممکن ہے جیسا سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا نکل جانا عادۃً ناممکن ہے۔لہذا کوئی مسلمان اس امید نشان پر شریک مباحثہ نہ ہو۔

مولانا فرماتے ہیں کہ ہمارے اس بیان با برہان نے قادیانی کے اس حربہ یا آلہ کو پاش پاش کر دیا، جس کسی منصف وصاحب فہم نے اس بیان کو پڑھا، یا سنا، اس کو یقین ہوگیا کہ قادیانی کسی پیشین گوئی میں صادق بھی نکلے تو وہ ملہم اور خدا کا مخاطب نہیں ہوسکتا۔ اور اس کا رتبہ ایک ارڑ پوپو اور اس کے اخوان مذکورین سے بڑھ نہیں سکتا۔

اس بیان سے بہت سے مسلمانوں کو اس کے دام تزویر سے بچ جانا نصیب ہوا۔ لیکن بعض کچے مسلمان، ضعیف الایمان، بے علم وعرفان یا کم علم، اس بات پر اڑے ہوئے تھے کہ اگرچہ آج تک کوئی پیش گوئی قادیانی کی ارڑ پوپوؤں کی بعض پیش گوئیوں کی مانند بھی سچی نہیں نکلی، مگر حال میں جو اس نے مسٹر عبداللہ آتھم کے پندرہ مہینے میں مرجانے کی پیش گوئی کی ہوئی، اور اس کے عدم وقوع پر اپنے لئے سخت سزا مانی ہوئی ہے، اس کا انتظار ضروری ہے۔اس میں وہ جھوٹا نکلا، تب اس کو ضرور دجال وکذاب سمجھا جائے گا۔

ایسے لوگوں کی ہدائت کیلئے اشاعۃ السنہ کے اس بیان کا ان کو یقین دلانے کیلئے خدا تعالی نے اس پیش گوئی میں بھی اس کو جھوٹا کیا۔اس کی میعاد پندرہ ماہ ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو گذر گئی اور آتھم کو زندہ رکھا۔جس سے اشاعۃ السنہ کا صدق کس وناکس پر ظاہر ہوا، اور یہ معلوم ہوگیا کہ قادیانی جھوٹا ہے اور دین اسلام اور جملہ سماوی ادیان کا دشمن اور مخالف ہے۔.اور اس سے

بچنا ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اب گھر گھر قادیانی کے دروغ ظاہر ہونے پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ دور و نزدیک سے مبارک باد کی آوازیں و پیغام آتے ہیں۔ اکثر نامی شہروں کے گلی کوچوں میں اس مضمون کے اشتہار و اخبار شائع ہو رہے ہیں، اور مسلمان خدا تعالی کا شکریہ ادا کر رہے ہیں کہ اس نے اسلام و مسلمانوں پر کمال فضل کیا اور بڑا احسان و انعام فرمایا کہ اس پیش گوئی میں اس کو جھوٹا کیا۔ خدا تعالی یہ احسان مسلمانوں پر نہ کرتا، تو کوئی جاہل اس پیش گوئی کے سچے ہونے سے قادیانی کو خدا کا ولی اور ملہم سمجھ کر اس کے تابع ہو جاتے اور اسلام کے اصول و مسائل قدیمہ سے مستغنی ہو کر اسلام کو خیر باد کہہ دیتے۔ خدا نے بڑا کرم کیا کہ اس فتنہ سے لاکھوں کو بچایا۔ اور طرفہ یہ کہ اہل اسلام کی اس خوشی میں ہندو آریہ سکھ وغیرہ بھی شریک ہیں اور قادیانی کو لعنتیں سناتے ہیں۔ گو ان سب کے خوش ہونے کی وجوہات مختلف ہیں۔

عیسائی اس لئے خوش ہیں کہ اس پیشگوئی میں خاص کر وہی مخاطب تھے۔ ہر چند اس پیشگوئی کے وقوع و صدق کی صورت میں وہ کسی الزام قادیانی کے مورد نہ ہو سکتے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۱۵ میں بصفحہ ۲۳۸ بیان ہو چکا ہے) مگر اس کے جھوٹے نکلنے کی حالت میں وہ قادیانی کو شرمندہ کرنے کے حقدار ہو گئے ہیں۔ اب وہ کہہ رہے ہیں:۔

> آیئے جناب! وعدہ وفائی کیجئے اور ہمیں قدرت و اختیار دیجئے کہ ہم آپ کے چہرہ مبارک کو کالا کریں۔ مگر داڑھی سرخ ہی رہے گی۔ اور گلوئے اقدس میں رسی ڈالیں اور پھر جوتیوں کی مالا سے آراستہ کر کے بٹالہ، لاہور، سیالکوٹ، امرتسر خصوصاً جنڈیالہ و نیز ہندوستان کے دیگر مشہور و معروف شہروں کی سیر کرائیں۔ جب آپ پیدل چلنے سے تھک جاویں گے تو آپ کو اسی گدھے پر جو آپ کی دمشقی مسجد کے زیر سایہ ہر وقت موجود رہتا ہے سوار کرائیں گے۔ نیز آپ کو اجازت دی جاتی ہے کہ آپ اپنے مقرب فرشتوں کو بھی اپنے ہمراہ رکھیں، لیکن ان کو اپنے اصلی رنگ و روپ میں رہنا ہو گا تا کہ آپ کا نور دین بوجہ احسن ظاہر و آشکارا ہو۔ اگر وہ آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کو اختیار ہے کہ ان پر کسی کو پریزیڈنٹ مقرر کر دیں تا کہ انتظام میں فتور نہ پڑے۔

مگر عیسائیوں پر افسوس ہے کہ وہ اس خوشی میں خدا کو بھول گئے اور اس کی ناشکری کے مرتکب ہوئے اور اتجعلون رزقکم انکم تکذبون کے مصداق بن گئے۔ انہوں

نے قادیان پر فتح یابی کو اہل اسلام پر فتح یابی بتایا۔ اور اس (قادیانی) کے جھوٹے ہونے سے مسلمانوں کو جھوٹا کرنا چاہا۔ حالانکہ وہ اشتہار ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک (مطبوعہ اختر پریس امرتسر و ضمیمہ نور افشان ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء) میں قادیانی کو مسلمانوں سے خارج اور ان کے اتفاق سے کافر تسلیم کر چکے ہیں اور اس وجہ سے اس کے ساتھ مباحثہ کرنے سے انکاری ہو چکے ہیں۔ انہوں نے آخر اس سے مباحثہ کیا تو یہ کہہ کر کہ ہم تجھے مسلمان فرض کر کے تجھ سے مباحثہ کرتے ہیں، یعنی واقعہ میں تجھے مسلمان نہیں جانتے۔ چنانچہ ان کے یہ اعتراضات اشاعۃ السنہ کے مضمون . عیسائیوں کی جنگ مقدس پر اسلامی رائے . میں منقول ہیں۔ ان ناشکر عیسائیوں نے اس ناشکری پر یہ زیادتی بھی کی ہے کہ اسلام کے ہادی و رہنما کی عالی جناب میں کسی قدر گستاخی کی ہے۔ مگر ان کو اس کی سزا ہمارے اخوان اہل اسلام ڈاکٹر حکیم مولوی غلام رسول امرتسری، منشی مولوی سعد اللہ سعدی لودیانوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، میاں امام الدین لاہوری وغیرہ نے کافی دیدی ہے۔ لہذا اشاعۃ السنہ کے اجلاس سے اس سزا پر زیادتی کی ضرورت نہیں، ہاں اس قدر زیادتی ضروری ہے جن کی ان اخوان کی تجویزات میں کسر رہ گئی تھی کہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار مطبوعہ نیشنل پریس ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء میں قادیانی کو بے غیرت کہا ہے۔

اس پر تو ہمارا بھی صاد ہے، بیشک مرزا غلام احمد قادیانی کے برابر دنیا بھر میں کوئی بے غیرت و بے حیا نہیں۔ مگر اے پادری حضرات اور اس اشتہار کے محررین و پبلشرز! آپ بھی اس بے غیرتی میں قادیانی کے پیرو ہو چلے ہیں کیوں اس پر عدالت میں استغاثہ دائر نہیں کرتے، اور اس کو جیل خانہ کی سیر نہیں کراتے۔ اگر مسٹر عبد اللہ آتھم اپنی ذاتی تکالیف و نقصان کا عوض و انتقام لینا نہیں چاہتے، اور اس پر صبر کرنے میں اجر کے امیدوار ہیں، تو کیا حضرت مسیحؑ کی توہین سننے پر صبر کرنے میں بھی امید اجر رکھتے ہیں؟ اور اس پر غیرت کرنے کا حکم بھی اپنے مذہب میں نہیں پاتے؟ قادیانی حضرت مسیح کے معجزات کو از قسم شعبدہ بازی اور مسمریزم اور ایک امر بے ہودہ اور قابل نفرت کہہ چکا ہے اور ان کو توحید کی ہدایت میں نکما اور تنویر باطن میں فیل شدہ اور اخلاق میں غیر مہذب اور گالیاں دینے والہ کہہ چکا ہے (اس کا ازلہ اوہام صفحہ ۳۱۱ وغیرہ ملاحظہ ہو)۔ کیا ان باتوں میں سے بھی کسی بات پر غیرت کا آپ کو حکم نہیں ہے؟ اور حمیت مذہبی و غیرت ایمانی آپ کے ہاں کوئی چیز نہیں؟ اور اگر آپ لوگ یہ عذر کریں کہ انجیل ہم کو انتقام سے مانع ہے، تو اس کے جواب میں

اولاً یہ کہا جائے گا کہ کیا یہ حکم پرسنل (ذاتی) امور وتکالیف کی نسبت ہے یا مذہبی اور ایمانی تکالیف بھی اس میں شامل ہیں؟ کیا جو شخص تمہارے معبود کو گالیاں دے، یا انجیل کی صریح بے ادبی کرے، اس کو بھی آپ چھوڑ دیں گے؟

ثانیاً کہا جائے گا کہ اس صورت میں آپ عدالتوں کے ذریعہ سے اپنے مخالفوں کا تدارک کیوں کراتے ہو، اور اس قسم کے مقدمات عدالتوں میں کیوں لے جاتے ہو؟ آپ صاحبان انکار کریں گے تو ہم اپنے ہی ضلع گورداسپور میں چند ایسے کیس بتائیں گے جن میں عیسائیوں نے مخالفین مذہب کو سزائیں دلوائی ہیں۔ ان مقدمات کو دائر کرنے اور قادیانی کو سوکھا چھوڑ دینے سے آپ لوگوں کے حق میں وہی الفاظ کہنے جائز ہوں گے جو نوٹ منقولہ بالا میں قادیانی کے حق میں آپ نے کہے ہیں۔

علاوہ برآں یہ کہنا بھی جائز ہوگا کہ آپ لوگوں کا مشنری بننا صرف معقول تنخواہیں پانے اور اس ذریعہ سے پیٹ بھرنے اور عیش کرنے کیلئے ہے، نہ مذہب کی محبت اور ایمانی غیرت کیلئے۔ اور اس صورت ترک استغاثہ میں یہ کہنا بھی جائز ہو جائے گا کہ قادیانی در پردہ آپ لوگوں کا بھائی عیسائی ہے اور یہ جنگ مقدس یا یوں کہیں کہ مکدّر (جو آپ لوگوں میں اور اس میں ہوئی ہے) محض جنگ زرگری ہے۔ وہ بظاہر مسلمان بن کر تم سے صف آرا ہوا، اور عمداً ایک جھوٹی پیش گوئی کر کے خود بخود جھوٹا اور مغلوب ہو گیا ہے تا کہ ضعیف الایمان اور بے سمجھ مسلمان اس سے مذہب عیسائی کا غالب ہونا ثابت کر کے عیسائی ہو جاویں۔ اور دین اسلام کو چھوڑ دیں۔ شائد یہی وجہ ہے کہ اس کا ایک قریبی رشتہ دار (زوجہ کا بھائی) محمد سعید اور ایک خلیفہ (یوسف خان) عیسائی ہو گئے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ لوگ اس پر استغاثہ دائر نہیں کرتے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ تمہارا کام کر رہا ہے۔

اشتہارات بر انجام آتھم

آتھم کی موت سے متعلق پیشگوئی کی میعاد ختم ہوگئی اور آتھم زندہ رہا تو ملک بھر میں مرزا قادیانی کے خلاف اشتہارات شائع ہوئے۔ مرزا صاحب کہتے تھے کہ مسلمان، آتھم کے مقابلے میں ان کی شکست کا ذکر کر کے دراصل عیسائیوں کی فتح پر خوشی اور عیسائیوں کی

حمایت کا اظہار کر رہے ہیں ۔ اس لئے جناب بٹالویؒ نے اپنے مقالے میں چند اشتہار نقل کئے ہیں جن میں اسلام کی فتح کے ذکر اور عیسائیوں کے اس پروپیگنڈے کا ردّ ہے کہ عیسائیت کی قادیانی پر فتح، اسلام پر فتح ہوئی ہے ۔ مولانا بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان نہیں بلکہ عیسائیوں کا بھائی ہے اس کی پیشگوئی جھوٹی ہونے کے سبب سے پادری صاحبان کا اہل اسلام پر طنز کرنا بالکل غلط ہے اور خود انہیں کی تحریرات اور مسلمات کے برخلاف ۔ اس سلسلے کا پہلا اشتہار اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ کے صفحات ۱۰۔۱۱ پر ہے (جو میرے پاس موجود نہیں ۔ بہاء) ۔ اس سلسلے کا دوسرا اشتہار صفحہ ۱۲ سے شروع ہوتا ہے جس کا عنوان ہے

ضیاء الاسلام
مثیل الدجال اور پولوسی فرقہ کے مباحثہ کا اثر
مثیل الدجال کی روسیاہی

یہ اشتہار مولوی حکیم ڈاکٹر غلام رسول نے شائع کیا ۔ اس کی ابتدائی چار سطروں میں تو مرزا قادیانی کی روسیاہی کا بیان ہے ۔ باقی تمام اشتہار میں عیسائیوں کا رد ہے، یہاں اس کی چند سطریں نقل کی جاتی ہیں ۔ لکھا ہے

> . ہم عیسائیوں کے اشتہار کے بارہ میں نہائت افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے بے وجہ خوشی سے (اپنے) اشتہار کا نام محمدیوں اور عیسائیوں کا جنگ مقدس رکھا، حالانکہ خود اپنے اشتہاروں میں مان چکے ہیں کہ مرزا خارج از دائرہ اسلام ہے، پھر ایسا لکھنے کی وجہ معلوم نہیں ۔ مگر عیسائی صاحبوں کی کسی ضرورت داعیہ نے مجبور کیا ہو گا ۔ چنانچہ پہلی خط فلپیون کے باب نمبر ایک کی آیت ۱۸ یوں ہے ۔
>
> پس کیا ہے، ہر طرح سے مسیح کی خبر دی جاتی ہے، خواہ مکاری سے خواہ سچائی سے ۔ الخ
>
> اور حق بھی یہی ہے کہ یہ لوگ اپنے بزرگ کی کلام کی پیروی ضرور کریں ۔ ورنہ دین داری میں ضرور دھبہ لگے گا ۔ کیا کوئی صاحب پولسی مذہب والوں کو قرنطیون کے پہلے خط کے باب ۹ آئت ۱۸ سے ۲۳ تک عمل کرنے والوں کو الزام دے سکتا ہے ؟ ہر گز، ہر گز نہیں ۔ بلکہ ایسی چال چلنا تو ان پر فرض ہوگا کیونکہ پولوس مقدس تو ہمیشہ اپنی رائے فخر کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں .

مولانا بٹالوی قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ اس عبارت میں اسلام کی حمایت میں عیسائیوں کی خبر لی گئی ہے یا ان کی فتح بمقابلہ اسلام تسلیم کی گئی ہے؟

☆ تیسرا اشتہار اس عنوان کا ہے

اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی
بر غلام احمد قادیانی

جس کو صوفی عبدالحق غزنوی نے شائع کیا۔ اور اس کے شروع میں آیت فبهت الذی کفر (جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ کافر مبہوت ہوگیا) نقل کر کے یہ بیت لکھا ہے

کذبت واللہ فی دعوی نبوتک

تبّت یداک ستصلی فی غد سقرا

یعنی بخدا تو نے (اے قادیانی) دعوی نبوت میں جھوٹ بولا ہے۔ تیرے ہاتھ ٹوٹ پڑیں اور شتاب دوزخ میں داخل ہوگا (یعنی اگر اس دعوی پر مرا)۔

اس کے بعد لکھا ہے

کیوں مرزا جی! (میرے بالمقابل ۱۸۹۳ء میں) مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پڑ گئی یا کچھ کسر ہے؟ منہ اچھا کالا ہوا یا کچھ فرق ہے؟ پھر بھی الہام اور مسیحائی کا لاف گزاف مارو گے یا خاتمہ ہے بے شرمی کا۔ آپ تو مسیح موعود، مجدد وقت، مہدی منتظر تھے، آپ کا دعوی و الہام و پیش گوئیاں ایسی جھوٹی و بہتان و بکواس نکلیں تو تیری امت کا کیا ٹھکانہ ہے؟ آپ کا الہام کیوں فیل ہوگیا؟ آپ جو فرماتے تھے کہ مباہلہ کے بعد جو باطل پر ہوگا وہ ذلیل اور سیاہ ہوگا، وہ سچ نکلا یا جھوٹ؟ آپ نے جو مولوی عبدالجبار (غزنوی) صاحب کی طرف خط بھیجا تھا کہ میں اپنے الہام پر ایسا ایمان رکھتا ہوں جیسے کتاب اللہ پر، اب بھی وہی ایمان ہے یا کچھ فرق آ گیا؟ کیوں مرزا! جی پنڈتوں اور جوتشیوں اور برہمنوں کی بھی تو کبھی پیشین گوئیاں سچی نکلتی ہیں، آپ کے الہامات کیوں سب کے سب جھوٹ اور غلط نکلتے ہیں؟ چنانچہ تمہاری چند پیشین گوئیاں نمبروار ذکر کی جاتی ہیں۔

(اس کے بعد موت عبداللہ آتھم کی قادیانی پیش گوئی، پرچہ جنگ مقدس سے بالفاظ قادیانی نقل کر کے کہا ہے)

اب وہ تاریخ گذری، آتھم آگے سے زیادہ قوی، تندرست، صحیح المزاج ہے، یہ مباہلہ کی تاثیر نہیں تو اور کیا ہے کہ مرزا اپنی زبان سے شیطان، بدکار، لعنتی بن گیا اور اسی زبان سے عیسی مجدد مہدی بنتا ہے۔ اب کس بے شرمی و بے حیائی سے زندگی بسر کرے گا

گر نماندے از وجود تو نشان
نیک بودے زیں حیات چوں سگان
زاغ گر زادے بجائے مادرت
نیک بود از فطرت بد گوہرت

دوسری ڈبل پیش گوئی مرزا قادیانی کی شہادت القرآن مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ ۱۸۹۳ء صفحہ ۸۸ میں یہ لکھی ہے

پھر ماسوائے اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں۔ جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشین گوئی جس کی میعاد ۵ جون سے ۱۵ مہینے تک اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے، جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے، تقریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں، ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔

اب مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی میعاد ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء میں پوری ہو چکی۔ اور وہ راولپنڈی میں اپنے ماموں رسالدار کے پاس نوکر ہے، بالکل صحیح و سالم خوش و خرم ہے۔ یہ مباہلہ کی تاثیر نہیں تو اور کیا ہے۔ و لکن اعمی القلب لیس بمهتد

جب مسیحا دشمن جان ہو تو کیوں کر ہو علاج
کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

پھر قادیانی کی تیسری اور چوتھی پیش گوئی نقل کر کے اس کا کذب ثابت کر کے اخیر میں پادریوں پر لے دے کی اور یہ بات کہی ہے کہ عیسائیوں کے حال پر سخت افسوس ہے کہ وہ انصاف کا خون کرتے ہیں کہ قادیانی کے جھوٹے ہونے سے اہل اسلام پر فخر کر رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء اسلام قادیانی کو اسلام سے خارج کر چکے ہیں۔

مولانا بٹالوی کہتے ہیں کہ ناظرین اس عبارت کو بھی انصاف سے دیکھنا اور ایمان

سے کہنا کہ اس اشتہار میں قادیانی کو کافر ٹھہرا کر اس پر اپنی فتح کا دعویٰ کیا ہے یا عیسائیوں کی فتح کا بمقابلہ اسلام۔

☆ چوتھے اشتہار کا عنوان کا ہے

مسیح کاذب خاکدانی
مرزا غلام احمد قادیانی

اس کو منشی و مولوی محمد سعداللہ صاحب سعدی لودیانوی یادگار سعدی شیرازی اور دیگر مسلمانان لودیانہ نے شائع کیا ہے۔ اس کے شروع میں یہ لکھا گیا ہے

عوام وخواص پر واضح ہے کہ موضع قادیان ضلع گورداسپور میں ایک شخص مسمی بہ مرزا غلام احمد نے کئی سال سے ایسے ایسے دعاوی وعقائد پھیلائے تھے، جن کے سبب سے علمائے اسلام نے از روئے شریعت اس پر کفر کا فتوی دے کر عام مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہ شخص اسلام سے خارج ہے۔ چند لوگ جو بوجوہ اس کے دام تزویر میں آچکے تھے، اسی طرح پھنسے رہے۔ ذی قعد ۱۳۱۲ھ میں بن بلائے پادریوں کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا کہ میں مسلمانوں کی طرف سے تمہارے ساتھ بحث کروں گا۔ اور بعض عقل کے اندھے اس کے ساتھ ہوئے، حالانکہ پادری کلارک صاحب، اس جلسہ مناظرہ کے پریذیڈنٹ، نے قبل از مناظرہ اہل جنڈیالہ بانیان مناظرہ کو لکھا بھی کہ تم ایسے بزرگ کو بحث کیلئے پیش کرتے ہو جس کو ایک محمدی شخص بھی تصور کرنا مشکل ہے۔ علماء اسلام پنجاب و ہندوستان نے اس مرزا قادیانی کو دجال، کذاب، ملعون، ملحد، دائرہ اسلام سے خارج وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔

لیکن یہ بن بلایا مہمان ان احمق مسلمانوں کے سر ہی چڑھ گیا اور جلسہ مباحثہ میں، مان نہ مان میں تیرا مہمان، جا کودا۔ اپنی خود کلامی وخودغرضی جو اس کے خمیر میں ہے، یہاں بھی وہی اس کے مدنظر تھی یعنی کوئی ایسی تدبیر کروں جس سے میری مسیحیت سرسبز ہو۔ اور پیشتر اہل اسلام نے جو مناظرہ اہل کتاب سے کئے ہیں، ان سے میرا مناظرہ عوام کی نظر میں ممتاز ہو جائے۔ عیسائیوں کے عقائد باطلہ مثلاً تین خدا، خدا کا بیٹا،

کفارہ وغیرہ کا ردکون سی عجیب بات تھی، جو اب مرزا نئی کر کے دکھاتا۔ مولوی رحمت اللہ اور پادری فنڈر کے مباحثہ میں (یہ مسئلے) خوب طے ہو چکے ہیں۔نئی بات یہ تھی کہ کسی طرح میری مسیحیت کا سکہ جمے۔ چنانچہ فریق ثانی کا مناظر عبداللہ آتھم جو ایک سن رسیدہ پنشن یاب آدمی تھا، ایام مناظرہ میں اس کو بیمار دیکھ کر کذاب قادیانی نے یہ زٹل ہانک دی کہ پندرہ مہینہ تک یہ شخص مرجائے گا۔اور اسکے بعدکئی کتابوں میں اس کی تشہیرخوب واضح طور پر کردی اور اسکے نہ مرنے کی صورت میں اپنے لئے سخت سزائیں (جومخالف چاہے) منظورکیں۔میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے، میرا منہ کالا کیا جائے، مجھے سولی دیا جائے، پھانسی پر لٹکایا جاوے، تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی قرار دیا جائے، (غرض) میں ہرایک بات کیلئے تیار ہوں۔ایک ضعیف العمر آدمی کوایسی دھمکیاں سخت برا اثر پہنچاتی ہیں۔ ادھر مسلمانوں سے مباہلے کی ٹھہرائی کہ مجھے عیسی ومہدی ونبی ورسول مبشرعیسی کیوں نہیں مانتے۔اہل اسلام میں سے ایک مرد صالح عبدالحق غزنوی مقیم امرتسر وہیں اٹھا اور جناب باری میں قادیانی کے مقابل آکر اس عجز ونیاز سے جھوٹے پرلعنت کہی کہ اہل بصیرت کی نظر میں جھوٹے پراس کا اثر اسی وقت نمایاں تھا، اوراس کی قبولیت کے آثار ایک جہان دیکھ رہا تھا۔قادیانی کو یہ روز بد ایسی سخت ذلت ساتھ لے کر پیش آ گیا جواس نے اپنی لعنت میں جھوٹے کیلئے اپنے منہ سے کہی تھی۔ ۵، جون ۱۸۹۳ء مطابق ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ کو یہ گپ قادیانی نے لگائی تھی جس کی مدت اسلامی تاریخ کے مطابق ۱۸ صفر ۱۳۱۲ھ کو پوری ہو چکی۔ اس وقت مرزا کی طرف سے یہ عذر ہوا کہ گو ہم اسلام کے مدعی ہیں لیکن یہاں ہماری مراد انگریزی مہینے ہیں۔ خیر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو وہ بھی ہو چکی۔آدھی رات گذر کر آج ۶ تاریخ کا دن ہے اور آتھم مذکور چنگا بھلا زندہ موجود ہے۔کوئی شخص بن آئی نہیں مرسکتا، خواہ اپنے ہاتھ سے اپنے مرنے کی کوشش کرے۔ پھر کسی کی تدابیر علمی، عملی، سحر، مسمریزم وعمل الترب وغیرہ سے کیا ہوسکتا ہے۔لودھانہ کے پرانے مسیحی پادریوں نے یہاں کے مرزائیوں (نئے مسیحیوں) کوخوب شرمندہ کیا اوران کی روز مرہ کی لن ترانیوں پر خوب فضیحت کی کہ وہ منہ چھپا کر اپنے اندر جا گھسے۔ یہ توان کوحق تھا جو چاہتے کرتے کیونکہ قادیانی اپنے لئے سب سزائیں منظور کر چکا ہے، اس کے چیلے بھی اس کے مستحق ہیں۔

پرانے مسیحیوں نے کچھ بے جا الفاظ بحق اسلام بھی اس خوشی میں آ کر لکھ مارے جوان کے بے جا تعصب پر دلالت کرتے ہیں۔ اس مباحثہ میں کوئی مسلمان، عیسائیوں کے مقابل نہ تھا۔ تماشائی ہونا اور بات ہے، یوں تو ہندو بھی شریک ہوں گے۔ نہائت افسوس ہے کہ قادیانی کا خالہ زاد سالہ جو تھوڑی مدت سے پرانے مسیحیوں میں ملا ہے ،اس جھگڑے کا نام مسیحیوں اور محمدیوں کا جنگ مقدس رکھے۔ یہ خود نیا مسیحی اور مسلمانوں کا فتوی اپنے نئے مسیح کے حق میں دیکھ چکا تھا۔ اور کچھ نہیں تو پادری کلارک کا اشتہار تو دیکھا ہوگا۔ جو اہل جنڈیالہ کیلئے مشتہر ہو چکا ہے۔

(اور اس اشتہار کے اخیر میں سعدی لودیانوی کی نظمیں اور غزلیں ہیں جن کو اہل اسلام کمال شوق سے پڑھتے ہیں۔ ازاں جملہ چند ابیات یہاں نقل کئے جاتے ہیں)

در جوّ سماء چند بتابد شررے چند   در باغ بماند شجرے بے ثمرے چند

مرزا توئی الحق فرط اعور دجال   گشتند دوان در پس تو کورو کرے چند

تصدیق نصاری و یہود از عجب نیست   دجالی و دجال دہد شان پرے چند

گرفت یکے دریتیم آملے از وے   درسلک غزل سفت جو صائب گہرے چند

بنما بصاحب نظرے گوہر خود را   عیسی نتوان گشت بتصدیق خرے چند

مولانا بٹالوی کہتے ہیں کہ اس اشتہار کی نثر و نظم بلکہ عنوان ہی بتا رہا ہے کہ یہ عیسائیوں کے دعوی فتح بمقابلہ اسلام کا ردّ ہے، نہ کہ اسلام پر ان کے فتح پانے کا اثبات۔

☆   پانچواں اشتہار اس عنوان کا ہے

فتح اسلام بہ شکست قادیانی ناکام

اس کو بھی سعدی لودہانوی و دیگر مسلمانان لودیانہ نے شائع کیا ہے اس کا عنوان صاف بتا رہا ہے کہ اس اشتہار کے مشتہرین نے قادیانی کے جھوٹا ہونے کو اسلام کی فتح قرار دیا ہے، نہ عیسائیوں کی فتح بمقابلہ اسلام۔ اس اشتہار میں قادیانی کے اس عذر مصداق عذر بدتر از گناہ کا جو دو ورقہ اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کے ذریعہ سے اس نے شائع کیا ہے، کمال خوش اسلوبی سے جواب دیا ہے۔ یہاں اس اشتہار سے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔

ارے او بے وفا غدار مرزا ارے پرفتنہ و مکار مرزا
مسیح کاذب و مہدی کذاب سراپا جھوٹ کے انبار مرزا
تیرا چھوٹا سا منہ اتنی بڑی بات نہ ہو کیونکر ذلیل و خوار مرزا
پڑیگی ہر طرف سے تجھ پہ لعنت بس اب ہر وقت رہ طیار مرزا
ذرا خوش ہو کے گھر جا کر دکھانا گلے میں لعنتوں کا ہار مرزا
خفامت ہو کہ عبدالحق سے تو نے طلب کی تھی یہی پھٹکار مرزا
نشانہ کیسا اس تیر دعا کا ہوا تیرے جگر سے پار مرزا
تجھے روتے ہی گذرے پندرہ ماہ ہوئی حالت یہ تیری زار مرزا
ولے پھر بھی نہ مرنے پایا آتھم وہ ہے پہلے سے بھی طیار مرزا
رگ جان کاٹنے آیا تھا تیری ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا
کہاں ہیں سیالکوٹی واحدالعین ترا مداح کج رفتار مرزا
کہاں ہے تیرا نوردین و احسن فصیح درامد طرار مرزا
مصیبت ہر طرف سے تجھ پہ آئی انہیں سے کر تو استغفار مرزا

ولہ ایضاً

غضب تھی تجھ پر ستمگر چھٹی ستمبر کی نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ہے قادیانی جھوٹا مرا نہیں آتھم گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی
تیرے حریف کو فیروز پور سے لائی یہ ریل ہے جو تیرا خر چھٹی ستمبر کی
ذلیل و خوار ندامت چھپا رہے تھے کہ تھا تیرے مریدوں پر محشر چھٹی ستمبر کی
یہ لودیانہ میں مرزائیوں کی حالت تھی کہ جینا ہو گیا دوبھر چھٹی ستمبر کی
سوا برس کے تھے امیدوار سب مایوس مرید اعرج و اعور چھٹی ستمبر کی
مسیح و مہدی کذاب نے منہ کی کھائی یہ کہتے پھرتے تھے گھر گھر چھٹی ستمبر کی
ہے روسیاہ مثل مسیلم و اسود ملاحدہ کا وہ رہبر چھٹی ستمبر کی
یہ قادیانی کی تذلیل کس لئے تھی؟ جو نہ تھا مباہلہ کا اثر چھٹی ستمبر کی

☆ چھٹا اشتہار اس عنوان کا ہے۔

نئے اور پرانے عیسائیوں کی جنگ مکدّر کے نتیجے پر محمدیوں کا ریویو

اس کو میاں امام الدین صاحب ساکن لاہور محلّہ گیلا نیاں نے شائع کیا ہے اور اس میں اول سے آخر تک عیسائیت ہی پر لے دے ہوئی ہے، مرزا قادیانی کی بھی حسب ضرورت خدمت کی گئی ہے۔اس کے ابتدائی فقرات کا خلاصہ یہ ہے

محمد سعید مسیحی صاحب کو واضح ہو کہ تمہارا اشتہار بنام مسیحیوں اور محمدیوں کی جنگ مقدس کا نتیجہ، ہماری نظر سے گذرا۔ جو کچھ تم نے قادیانی صاحب کی نسبت لکھا ہے، اس سے ہم کو کچھ سروکار نہیں، کیونکہ ہم خود اس تمہارے جنگ وجدال سے پہلے ہی قادیانی کو دجال، مردود، کاذب، بے ایمان وغیرہ سمجھتے ہیں۔ اور وہ بالکل محمدی نہیں۔ اور تمہارا کروڑ ہا اہل اسلام (جو اس کو ایسا ہی جانتے اور سمجھتے ہیں) طرف سے (اس قادیانی کو) مناظر قرار دینا سراسر نادانی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ اور اس کی ہار جیت کو کل اہل اسلام کی ہار جیت تصور کرنا، اس سے بڑھ کر حماقت کی نشانی ہے۔

ناظرین بتاؤ (اس اشتہار میں) عیسائیوں کی تائید ہے یا ان کا سراسر رد ہے۔

☆ ساتواں اشتہار اس عنوان کا ہے

مرزائی الہام اور مسیحی تعلیم پر مختصر ریمارک

جس کو غلام احمد صاحب اخگر ساکن کٹڑہ بھنگیاں امرتسر نے شائع کیا ہے۔اس کے نصف حصہ میں قادیانی کے عذر بدتر از گناہ کا، جو دوورقہ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کے ذریعہ سے اس نے شائع کیا ہے، جواب ہے اور نصف حصہ میں پرانے عیسائیوں پر لے دی کی ہے۔

☆ آٹھواں اشتہار اس عنوان کا ہے

غلام قادیانی اور اس کے الہام شیطانی

یہ اشتہار ضمیمہ اخبار درّۃ الاسلام لاہور میں شائع ہوا ہے۔اس میں پہلے مرزا قادیانی کی خبر لی ہے، پھر پرانے عیسائیوں پر لے دے کی ہے۔

مولانا بٹالوی کہتے ہیں کہ اس قسم کے اور بھی اشتہار اہل اسلام کی طرف سے شائع ہوئے۔اور ان میں سے کسی اشتہار میں عیسائیوں کی فتح بمقابلہ اسلام تسلیم نہیں کی اور نہ اس پر کسی مشتہر نے مسرت ظاہر کی۔اس دعویٰ میں قادیانی نے مسلمانوں پر افتراء کیا ہے۔

اخبارات بر انجام آتھم

مولانا بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ ہندوستان کے اکثر اخبارات (اسلامی اور غیر اسلامی) نے آتھم والی پیش گوئی کے دروغ ہونے پر مرزا غلام احمد قادیانی کو دروغگو قرار دیا اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی فتح یابی کا اعتراف اور اس پر مسرت کا اظہار کیا۔کسی نے اس مقابلہ میں عیسائیوں کو مسلمانوں پر فتح یاب نہیں کیا۔اس مقام میں صرف چند اسلامی اخباروں کے مضامین کا خلاصہ نقل کرتے ہیں۔

جریدہ روزگار، مدراس

اس نامور اور مشہور اخبار دکن و مدراس نے پرچہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۴ء اس پیش گوئی کے متعلق لاہور کے ایک اخبار سے جو مضمون نقل کیا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے

مرزا صاحب کی پیش گوئی کے غلط ثابت ہونے پر سنا ہے کہ ان کے معتقدین کو بہت رنج اور پریشانی ہوئی ہے اور وہ بہت شکستہ دل ہو گئے ہیں اور واقعی انہیں ہونا بھی چاہیے کیونکہ ان کے مریدوں میں سے ہر ایک کے دل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ گئی تھی کہ پیش گوئی ضرور صحیح ہوگی اور عبداللہ آتھم مریں گے اور ضرور مریں گے۔زمین و آسمان ٹل جائیں گے اور یہ پیشین گوئی نہ ٹلے گی۔مگر افسوس ہے کہ پیشین گوئی صحیح نہ نکلی اور اس پر مخالفین مرزا صاحب کو بہت کچھ مضحکہ اڑانے کا موقع ملا۔۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس پیشین گوئی کی میعاد پوری ہوئی اور ۶ ستمبر کو صبح ساڑھے سات بجے عبداللہ آتھم صحیح وسلامت فیروز پور سے لاہور پہنچے اور ۸ بجے کی گاڑی میں امرتسر کو روانہ ہو گئے

جہاں عیسائیوں نے بڑا بھاری جلسہ کیا اور حد سے زیادہ خوشی منائی۔

اب عوام کی نظریں اس بات کی طرف لگی ہوئیں تھیں کہ مرزا صاحب اپنی اس صداقت پر کیا ارشاد فرمائیں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لوگوں کے انتظار کو رفع کر دیا ہے اور انہوں نے اس معاملہ پر ایک تقریر شائع کر دی ہے۔ اس کو طول ہونے کے باعث تو ہم بلفظ شائع نہیں کر سکتے مگر خلاصہ اس کا یہ ہے (اس کے بعد قادیانی کے عذر بدتر از گناہ کا خلاصہ، جو مضمون آئندہ میں منقول ہوگا، نقل کر کے کہا ہے) مرزا صاحب اس معاملہ میں خواہ کچھ ہی کہیں اور عیسائی صاحبان اس کا خواہ کچھ ہی جواب دیں، مگر اسلام قدیم کے ماننے والے کبھی اس کو اسلام کے متعلق نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ ان کو مرزا صاحب کی نہ اس پیش گوئی پر اعتقاد تھا اور نہ اس تقریر پر یقین اور اعتقاد ہے۔ اسلئے عیسائیوں کو اس گھمنڈ میں نہ آ جانا چاہیے کہ مرزا صاحب کی پیشین گوئی صحیح نہ نکلنے پر وہ اسلام پر فتح یاب ہو گئے۔ یہ پیشینگوئی کا معاملہ خاص مرزا صاحب کی ذات سے متعلق تھا جن کو مثیل مسیح ہونے کا دعوی تھا اور جس کو تنے چندان کے مریدوں کے راسخ الاعتقاد مسلمانوں نے اس وقت تک ہرگز نہ مانا اور نہ آئندہ مانیں گے۔

سراج الاخبار، جہلم

اس اخبار کے پرچہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۴ء میں مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر اور پھر اس جھوٹا ہونے کے بعد عذر بدتر از گناہ کرنے پر جو مضمون شائع ہوا ہے اس کی عبارت یہ ہے

مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی مسٹر عبد اللہ آتھم کی نسبت جس صراحت و وضاحت سے بالکل خلاف واقع اور سراسر غلط نکلی ہے، اگر مرزا صاحب کو کچھ بھی شرم و حیا ہوتا، تو یقین تھا کہ وہ صاف الفاظ میں اپنی غلطی اور سہو و خطا کا اقرار کر لیتے، اور بے چارے الہام کو بدنام اور مضحکہ طفلان نہ بناتے۔ مگر اب جو انہوں نے اپنی پیشگوئی کے غلط ثابت ہونے پر ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ایک تقریر فتح اسلام کے بارے میں مختصر تقریر کے عنوان سے شائع کی ہے، اور جس کی دو کاپیاں قادیان سے ہمارے پاس بھی پہنچی ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب صرف چالبازی، دھوکہ دہی اور بے جا تاویلیں کرنے میں ہی یگانہ آفاق نہیں ہیں، بلکہ پرلے درجے کے ڈھیٹھ اور بے شرم اور سچ

مچ شرم چہ کنی ست کہ پیش مردان بیاید کے مصداق بھی ہیں۔

(پھر اس عذر بدتر از گناہ کا خلاصہ، جو آئندہ مضمون میں بیان ہوگا، نقل کر کے اس کا دنداں شکن جواب دیا ہے اور اخیر مضمون پر کہا ہے)

. ہماری دانست میں مرزا صاحب کو چاہیے کہ مرزا احمد بیگ صاحب کے داماد کی پیش گوئی کی نسبت ابھی سے کوئی تاویل گھڑ کر شائع کر دیں کیونکہ اس کی میعاد کے ختم ہونے میں بھی صرف چند روز باقی رہتے ہیں۔اور وہ نوجوان اس وقت مزے سے راولپنڈی میں دندنا رہا ہے۔

وفادار ، لاہور

اس اخبار کے پرچہ ۱۵ ستمبر میں بڑا بسیط مضمون ہے جس میں قادیانی اور پرانے عیسائیوں، دونوں کی اچھی خبر لی گئی ہے۔اس کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کی پیشین گوئی
اور مسٹر عبداللہ آتھم کی مذہبی صداقت

سچ کہنے میں بدترین خطرات ، جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بدنما دھبہ۔گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا سامعاملہ۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ، ہاں راستی موجب رضائے خداست۔مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت پہلی پیش گوئی غلط، اغلط، جھوٹ اور سراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام اور بازاری لوگ ناواقفیت سے اسلام پر برسے، نامعقول فقرات اور اعتراض ہوتے ہیں۔اور خاص لوگ، مگر غیر مذہب والے، متانت سے اپنے دلی مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرنے میں اپنا زورِ قلم دکھا رہے ہیں جو بے شک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف ہیں، مگر دوسرے واقف ہو کر اسلام کی تحقیر پر وضعداری سے کمربستہ ہیں۔ہم دونوں خیالات والوں کی علت مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں۔ نہ کچھ اور، جس کی وجہ سے ہم بلا تامل اصول مذہب اور مذہبی اشتغال کی وجہ سے ایسا کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے نبی مخبر صادق پیغمبر ﷺ کے اصول مذہب کو بدنام اور ان کی تحقیر کرنے والا مرزا قادیانی

ہے، نہ کوئی اور۔ جس کے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں کہ او مرزا، او قادیانی! او جھوٹے مسیح! او غلام! احمد کے پاک اور صادق اصول کو اپنی دروغ گوئی سے بدنام کرنے والے! او یا عبدالدرا ہم والدنانیر مرزا! خداوند تجھے تیری بدنیتی اور تیری جھوٹی پیش گوئی کے صلہ میں اور تو خیر مگر کم ازکم تیری جھوٹی پیش گوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جتلا دے کہ تیری ایسی بدنیتی اور شہرت پسندی کے خیال سے ایسی جھوٹی پیش گوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

وزیر ہند، سیالکوٹ

اس اخبار کے پرچہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء میں ایک کھلی چٹھی بنام مرزا قادیانی چھپی ہے، جو بلفظہ درج کی جاتی ہے

مرزا صاحب! اگرچہ آپ پر لعنت کی بوچھاڑ تحریراً وتقریراً ہر لحظہ، بلکہ ہر دم پڑ رہی ہے، اگرچہ علماء آپ کی تکفیر کر چکے، عوام تکذیب اور غیر اقوام تذلیل وتضحیک، اگر اس نازک وقت میں آپ کا کوئی ساتھ نہیں دے سکتا مگر میں از راہ ہمدردی وغمخواری آپ کے دل کو بڑھانے کیلئے آپ کو اس مشہور انگریزی فقرہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں، جس کے الفاظ یہ ہیں ٹرائی ٹرائی ٹرائی اگین Try, try again ، یعنی اگر اس دفعہ کوئی کامیابی نہیں ہوئی، تو نہ سہی، دوسری دفعہ سہی۔ اگر دوسری دفعہ بھی ناکامی رہی، تو چلو بلا سے، تیسری دفعہ ہی سہی۔ آپ نے سنا نہیں کہ گر کر ہی سوار ہوا کرتے ہیں۔ چلو اگر بجائے بیٹا کے، بیٹی ہو پڑی، تو کیا؟ اگر ۲۱، اگست ۱۸۹۴ء کو احمد بیگ کی بیٹی والہ الہام نہیں پورا ہو سکا تو نہ سہی۔ اب اگر آتھم صاحب کی موت کا الہام باطل ہو گیا تو کیا؟ آپ تو ماشاء اللہ مرد ہیں، شرم وحیا کو بالائے باق رکھیں۔ یہ زنانہ وصف آپ جیسے مردوں کے شایان حال ہی نہیں ہے۔ نشنیدہ کہ گفتہ اند

شرم چہ کنی ست کہ پیش مردان بیاید

آپ اپنے الہامات یکے بعد دیگرے ضرور شائع کرتے جاویں اور کسی کی چنین اور چناں کی طرف خیال تک نہ کریں، خواہ وہ سب کے سب اسی طرح یکے بعد

دیگرے جھوٹے نکلتے جاویں ۔غرض آپ ہمت نہ ہاریں اورجھٹ پٹ کوئی اورتازہ الہام شائع کر دیویں ۔ دیکھتے نہیں آپ کیا تھے اور کیا بن گئے؟ یہ سب ہمت اور استقلال کا نتیجہ ہے۔آپ ماشاءاللہ پہلے محض امی تھے۔آپ عالم بنے ۔ پھر درجہ بدرجہ مئولف، مصنف، مجدد، ملہم، حارث، مہدی دوراں، مسیح الزمان، مثیل مسیح، مہدی منتظر، مسیح موعود، احمد، مثیل محمد ۔حتی کہ آئینہ کمالات میں آپ خود خدا بن بیٹھے۔زمین و آسمان و مافیہا کے خالق و مدبر وغیرہ ۔مرزا صاحب بڑے بڑے کام تو آپ نے بھگتا لئے ہیں، اب مسٹر آتھم کے الہام کے جھوٹا نکلنے پر آپ نے ہمت ہاردی تو بس تر کی تمام شد۔

آپ کا پرانا اور سیالکوٹ میں سب سے پہلا یار غم خوار

ابو المسیح احمد انکم ٹیکس کلارک ضلع سیالکوٹ۔

وزیر ہند کے پرچہ یکم اکتوبر ۱۸۹۴ء میں ایک مضمون شائع ہوا جسکا عنوان تھا

مرزائیوں اور عیسائیوں کی لڑائی
فریقین کی گمراہی، اسلام کی سچائی
مرزائیوں کی روسیاہی، بعدش، کمال درجہ کی بے حیائی

اس مضمون میں پرانے عیسائیوں اور قادیانی دونوں کی اچھی طرح خبر لی گئی ہے اور جو بات عنوان میں کہی ہے وہ خوب ثابت کردکھائی ہے۔

نور علی نور، لودھیانہ

اس اخبار کے دو ایڈیٹر ہیں ۔ایک مسلمان سنی (مولوی نور محمد حقانی) دوسرا مرزائی (میاں الہ دین جلد ساز)۔سنی اڈیٹر نے پرچہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں

مرزا کی پیش گوئی غلط ہونے کا باعث

عنوان قائم کرکے پہلے یہ عذر کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم قبل از وقت اپنے اکثر احباب سے مرزا

کی پیش گوئی غلط ہونے کی نسبت رائے قائم کر چکے تھے، مگر بپاس خاطر میاں الہ دین درج اخبار کرنے کو ایک وقت معین پر ملتوی رکھا تھا، جس کو اب بارہ تیرہ روز ہوئے اور اس عرصہ میں مرزا اور اس کے چیلوں سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا (یہ الفاظ سنی ایڈیٹر صاحب کے مشعر ہیں کہ میاں الہ دین مرزائی ہونے کی وجہ سے سنی اڈیٹر کو اس پیش گوئی کے برخلاف رائے ظاہر کرنے سے مانع رہے۔ ورنہ وہ پہلے ہی یہ رائے شائع کر دیتے)۔

اس کے بعد سنی ایڈیٹر نے اس پیش گوئی کا غلط و دروغ ہونا اور قادیانی کا عامل عمل مسمریزم (مگر ناقص و ناتجربہ کار) ہونا ثابت کیا۔ اور اس کے عذر کا (جو اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۳ء میں اس نے شائع کیا ہے) عذر بدتر از گناہ ہونا ثابت کیا ہے۔ عیسائی مرزائی اڈیٹر (میاں الہ دین کو اس پیش گوئی کے برخلاف رائے ظاہر کرنے کے بعد عیسائی مرزائی کہنا شائد اس سوال ناظرین کا محل ہوگا کہ وہ تو قادیانی کے عقائد جدیدہ سے تبری ظاہر کر رہے ہیں۔ پھر ان کو عیسائی مرزائی کیوں کہا گیا؟ اے حضرات ناظرین با تمکین، اس کی دو وجہ ہیں۔ اول ان کا وہی قول ہے جو بیان قادیانی کے جواب میں انہوں نے کہا ہے اور متن میں منقول ہے اور وہ ہم کو ایک معزز اور معتبر سنی مسلمان کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ دوسری وجہ یہ قول خداوندی ہے ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لّم یکن اللہ لیغفر لھم و لا لیھد یھم سبیلاً ۔ نساء ۔ع ۲۰ ، اور الا الذین تابوا و اصلحوا و اعتصموا باللہ و اخلصوا دینھم للّٰہ فا ولئک مع المؤ منین ۔ نساء ۔ ع ۲۱ ، کہ جو لوگ ایمان لائے ، پھر کافر ہوئے ، پھر ایمان لائے ، پھر کافر ہوئے ، پھر اس کفر میں بڑھ گئے، خدا ان کو نہ بخشے گا اور نہ ہدایت کرے گا۔ مگر ان کو جو تائب ہوئے اور انہوں نے اس فساد کی اصلاح کی اور اپنے دین کو خالص کر لیا وہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں۔

اور میاں الہ دین کا یہ حال ہے کہ لودہانہ کے رہنے والوں پر مخفی نہیں ہے کہ وہ پہلے مسلمان تھے، پھر عیسائی مرزائی ہوئے۔ پھر جب سید عباس علی صاحب مرحوم و مغفور، مرزا قادیانی کے پنجہ سے نکل کر تائب ہوئے، تو ان کے ساتھ میاں الہ دین بھی تائب ہوئے اور اسلام میں آ گئے۔ جب وہ امرتسر کے مباحثہ عیسائیوں میں شامل ہوئے تو مرزا قادیانی کے ملحدانہ اصول اور تقاریر سن کر بے علمی و ناواقفی کے سبب ان کی رال ٹپک پڑی اور پھر عیسائی مرزائی ہوئے۔ اور اس میں ایسے بڑھے کہ اخبار بھی قادیانی کے کمالات کا فوٹو بنا دیا جس کے سبب سے مسلمانان قصبہ روپڑ وغیرہ نے خریداری اخبار سے انکار کر دیا۔ اب اس پیش گوئی سے قادیانی کی روسیاہی دیکھ کر اور چاروں طرف کی لعنت ملامت سے .. پھر مسلمان ہونے کا دعوی کر رہے ہیں لہذا بحکم آیہ منقولہ بالا ان کے اس اسلام کا اعتبار نہیں جب تک کہ وہ ایک مدت تک قادیانی کے عقائد وغیرہ کا علانیہ مجلسوں میں اور اخبار میں اسی طور پر رد نہ

کریں جس طور پر اس کے محامد وفضائل بیان کر چکے ہیں اورا لا الذین تا بوا و اصلحوا کا پورا مصداق نہ بن جائیں) نے اس پیش گوئی کے جھوٹ ہونے پر اسکے برخلاف اشتہار دینا چاہا تو لودیانہ کے حواریان قادیانی اس کے گرد ہو گئے اور بولے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم حضرت اقدس (اکذب) کے برخلاف اشتہار دینے والے ہو۔ اس کے جواب میں اڈیٹر صاحب مرزائی نے کہا کہ میرا عقیدہ تو وہی ہے جو آپ کو معلوم ہے، مگر کیا کریں شہر کے لوگ بہت دق (تنگ) کرتے ہیں۔ ان دق کرنے والے مسلمانوں خصوصاً نور علی نور کے خریداروں کے پاس خاطر اور خوف سے اپنے اسی پرچہ ربیع الاول میں یہ مضمون شائع کیا جو بعینہ آپ کے الفاظ سے (مگر بحذف واختصار) نقل کیا جاتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

جنگ مقدس کی پیش گوئی کا خاتمہ

مرزا صاحب نے مباحثہ امرتسر میں مسٹر عبداللہ آتھم کے پندرہ مہینے کے اندر اندر مرنے کی جو پیش گوئی کی تھی اس کے اخیر مرزا صاحب نے خود ہی بطور فیصلہ یہ اقرار کیا ہے۔ (اس کے بعد اڈیٹر مرزائی نے وہ عبارت قادیانی پرچہ جنگ مقدس سے نقل کی ہے جو اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۶ کے صفحہ ۳۵ میں منقول ہے)

(اس کے بعد کہا ہے) . اب چونکہ اس پیش گوئی کی میعاد گذر کر بارہ تیرہ روز ہوئے اور عبداللہ آتھم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل تندرست ہے اور مرزا صاحب نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ پس اب ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ المرء یؤخذ باقرارہ آدمی اپنے اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے۔ اور ہم مرزا صاحب کے عقائد جدیدہ (یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینا) کو نہیں مانتے۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو پیغمبر ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور سلف صالحین فرقہ اہل سنت والجماعت سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں۔ والسلام۔ العبد۔ کمترین الہ دین جلد ساز لودیانوی واڈیٹر نور علی نور

کپورتھلہ اخبار

اس اخبار کے پرچہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۴ء میں بیان کیا ہے کہ

مرزا قادیانی نے عیسی ہونے کا دعوی کیا تو اس پر اعتراض ہوا کہ دجال ابھی نکلا ہی نہیں

عیسی مسیح کیوں نازل ہوا؟ تو اس نے پادریوں کو دجال قرار دیا۔ اور یہ دعوی کیا کہ اسی دجال کے قلع قمع کو خدا نے مجھے نازل کیا ہے تا کہ سحر فرنگ کا موم کا بت آسمانی اعجاز کے پتھر سے توڑ دیا جائے اور چند سادہ لوحوں کو اپنا گرویدہ بنا کر تھوڑے عرصہ میں ایک جمیعت بہم پہنچا کر اپنے قرار دادہ دجال کے مقابلہ کیلئے دمشق (قادیان) سے نکلا اور امرت سر میں اس کے مقابلہ میں صف آراء ہوا۔ آخر پندرہ دن میں یہ فیصلہ ہوا کہ عین غروب آفتاب کے وقت مسیح کے لشکر پر ہزیمت پڑی اور اس کے جان نثار سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے اور بجائے اس بات کے دجال مسیح کے ہاتھ سے باب لدّ پر قتل ہو، مسیح آپ ہی دجال کے ہاتھ سے سخت مجروح ہو کر بھاگ کر دمشق (قادیان) میں جا چھپا۔ اگر چہ مرزا قادیانی ایسے زبردست حریف کا مقابلہ کرنے سے تمغات لعنت کا مستحق تو ہو گیا، لیکن افسوس ہے کہ وہ اس زخم کاری سے جانبر نہ ہو گا۔...

اب اے مقدس حواریین فرمایئے! کیا اسلام صدہا سال سے مسیح کے زیر سایہ اسی فتح و کامیابی کا انتظار کر رہا تھا جو آج کل آپ کے مسیح کو نصیب ہوئی ہے؟ کیا سحر فرنگ کا موم کا بت اسی طرح توڑا جاتا ہے۔ کیا بت پرستی کی بنیادیں یوں ہی اکھاڑی جایا کرتی ہے۔ اتّقو اللہ اتّقو اللہ اتّقو اللہ۔ اور یہ بھی فرمایئے کہ یہ شکست وندامت جو آپ کے مسیح کو دجال کے مقابلے میں حاصل ہوئی ہے، اس کا کسی حدیث میں ذکر ہے کہ مسیح موعود صرف قتل دجال اور ترقی اسلام کے واسطے نازل ہو گا اور دجال کے مقابلہ میں ذلیل ہو گا، اور اس کے متبعین جو مقبولان بارگاہ ایزدی ہوں گے، اسے دمشق میں دشمنوں کے پنجہ میں چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو بھاگ جائیں گے اور اپنے امام کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دیں گے۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ ایسا کسی پیشگوئی میں نہیں بلکہ اس کے خلاف معاونین مسیح کی جان نثاری، اسلام کی شرطیہ فتوحات اور دجال کی شکست وقتل کی بشارتیں جا بجا پائی جاتی ہیں، جو بے شک اپنے وقت پر ظہور میں آئیں گی۔ پس ثابت ہوا کہ نہ تو قادیانی مسیح ہے، نہ ملہم، نہ مجدد۔ بلکہ یہ سارے جھگڑے دنیا طلبی کے واسطے ظہور میں آئے۔ الحمد للہ کہ اس شکست سے اسلام کو کچھ بھی تعلق نہیں، کیونکہ مرزا کو اسلام کی طرف سے وکالت یا نیابت کی کوئی سند نہیں ملی ہوئی تھی جس سے اس کی شکست اسلام سے منسوب ہو سکے، بلکہ اسلام نے تو اس کو پہلے ہی مطرود اور مردود کر دیا

تھا۔اب اگر کوئی متعصب و ناحق شناس، مرزا کی شکست و ذلت کو اسلام سے منسوب کرے تو وہ خود ذلیل در ذلیل سمجھا جائے گا.

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اس قسم کے مضامین دیگر اسلامی اخبارات (پیسہ اخبار ۔ملا دو پیادہ، وغیرہ) میں بھی درج ہیں۔ غیر اسلامی اخبارات کا انتخاب ہمارا مقصود و مطلوب نہ تھا مگر دو باتیں (ایک بے انصاف عیسائیوں کو، دوسرے گورنمنٹ کو) جتانے کی غرض سے ہم دو تین غیر اسلامی اخبارات کا خلاصہ نقل کرتے ہیں۔

ایک بات (جو عیسائیوں کو جتانے کے لائق ہے) یہ ہے کہ غیر اسلامی اخبارات خصوصاً عیسائی اخبار نور افشاں نے مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے جھوٹے ہونے سے اسلام کو جھوٹا نہیں کہا ۔ یہ ان بے انصاف عیسائیوں کو عبرت و ہدایت کا موجب ہوسکتا ہے جو مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کو اسلام کا جھوٹا ہونا کہہ رہے ہیں۔

دوسری بات (جو گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ہے) یہ ہے کہ غیر اسلامی اخبارات نے اس حرکت بے جا قادیانی کو مؤاخذہ عدالت کے لائق قرار دیا ہے۔

☆ لاہور کا پرانا اخبار کوہ نور ۱۱ ستمبر ۱۸۹۴ء کے پرچہ میں اس پیشگوئی کا جھوٹ ہونا ثابت کر کے لکھتا ہے

. ہم یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر عیسائی اس پیش گوئی کو تمام مسلمانوں کی طرف سے خیال کریں تو ان کی سخت غلطی ہوگی کیونکہ مرزا قادیانی اپنے اعمال و افعال کا خود جوابدہ ہے، نہ کہ اسلام ۔معدودے چند آدمیوں کے سوا ہندوستان کے تمام اہل اسلام مرزا قادیانی کو سخت نفرت اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس کی پیش گوئیاں خود مسلمانون کے نزدیک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں

۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کی صبح کو عبداللہ آتھم فیروز پور جاتے ہوئے تھوڑی دیر کیلئے لاہور ریلوے سٹیشن پر ٹھہرے تھے۔ بہت سے لوگ کمال اشتیاق سے ان کو دیکھنے گئے تھے جنہوں نے ان کو صحیح وسلامت دیکھ کر خوشی ظاہر کی ۔فوراً یہ خبر لاہور میں پھیل گئی ۔ عام جوش مسرت اور خوشی کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۶ ستمبر کا دن مسلمانان لاہور کیلئے عید سے کسی طرح کم نہ تھا۔ بالفرض مرزا قادیانی کی پیش گوئی صحیح بھی نکلتی تو پھر بھی ان

کو ایک نجومی یا رمال سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ نجومیوں کی پیش گوئیاں صحیح ثابت ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب نے اعلان دیا تھا کہ اگر یہ پیشینگوئی غلط نکلے تو میرے گلے میں رسہ ڈال کر تشہیر کیا جائے اور پھانسی پر چڑھایا جاوے وغیرہ۔ لیکن مرزا صاحب کو اس بات کا یقین ہے کہ برٹش عہد سلطنت میں کوئی ان کے گلے میں رسہ ڈالنے نہیں آئیگا، پھانسی کا تو کیا ذکر ہے۔ لیکن اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو وہ کم سے کم تخویف مجرمانہ کے ضرور مرتکب ہوئے ہیں اور عبداللہ آتھم، ملک پر احسان کریں گے اگر وہ اس ملہم کاذب کو عدالت کے کٹہرے میں لا کر کھڑا کریں گے واقعی یہ امر نہایت غیر مستحسن ہے کہ ایک شخص کو پوری آزادی دی جاوے کہ وہ خوفناک پیشگوئیوں سے لوگوں کو ڈراتا پھرے۔ یہ برٹش گورنمنٹ کے عہد سلطنت کی برکت ہے کہ مسیح و مہدی تو کیا، اگر کوئی خدائی کا دعوی بھی کرنے لگے، تو کسی کو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ ایران اور روم تو اسلامی سلطنتیں ہیں، روسی عملداری میں بھی ایسے مدعیان خرد کیلئے سائبیریا موجود ہے۔

☆ اس اخبار میں جو اس آزادی کو غیر مستحسن قرار دے کر پھر اس کو برٹش گورنمنٹ کی برکت کہا گیا ہے اس سے صاحب اخبار کو وہ نور کی مراد بے برکتی ہے۔ اور واقع میں بھی کسی کو اس حد تک آزادی دینا جو رعایا اور گورنمنٹ کے جان و مال کو نقصان پہنچاوے، برکت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ ناجائز آزادی ہے جس سے گورنمنٹ کی نیوٹرلٹی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور عام لوگوں کا گورنمنٹ پر یہ گمان ہوتا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کی طرف دار ہے اسلئے وہ اس (مرزا) کو اس آزادی سے نہیں روکتی اور وہ یہ چاہتی ہے کہ ایسے لوگ تفرقہ انداز پیدا ہوں اور لوگوں میں پھوٹ ڈالتے رہیں۔ اور وہ اتفاق جو گورنمنٹ کے خیال میں سلطنت کیلئے مضر ہے، پیدا نہ ہونے دیں۔ یہ خیال صرف عوام کا ہی نہیں بلکہ خاص پرنسپل اشخاص اور لیڈروں کا ہے جس کو وہ بذریعہ اخبارات مدت ہوئی ظاہر کر چکے ہیں۔ اور عوام تو اس سے زیادہ کہتے ہیں جس کا اظہار پبلکلی مناسب نہیں کیونکہ وہ مستان را سرود یاد دہانیدن کا مصداق بنتا ہے۔ ہاں گورنمنٹ پرائیویٹلی دریافت کرے گی تو ہم ظاہر کر دیں گے۔ لہذا گورنمنٹ کا خسروانہ اور منصفانہ فرض ہے کہ اگر عبداللہ آتھم یا کوئی اور صاحب قادیانی کی

اس حرکت بے جا پر چارہ جوئی نہ کریں، تو گورنمنٹ خود مداخلت کرے اور اس کو نقصان و ایذا رسانی اور تخویف مجرمانہ کی سزا دے اور اس سے جو عامہ خلائق میں نقصان پیدا ہونا نہ صرف احتمالی بلکہ یقینی اور واقعی امر ہے، اس کو روک دے۔ جیسے کہ وہ دیگر دھوکہ دینے والوں کو بلا استغاثہ روک دیتی ہے۔ اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز کسی کے پاس فروخت کرے یا جھوٹی دوا دے کر لوگوں کو ضرر پہنچاوے، یا فن طبابت یا جراحی کی آڑ میں کسی کو اس کی موت کی جھوٹی خبر دے کر اس کا مال مارے تو حکومت اس کو مؤاخذہ کرے، اور کوئی جھوٹا الہام بنا کر اس سے لوگوں کو موت سے ڈراوے اور اس ذریعہ سے ان کا مال مارے تو اس کو گورنمنٹ چھوڑ دے اور ایسی آزادی دے رکھے کہ جس کو وہ چاہے اس الہام سے ڈراوے اور دھمکاوے اور اس کا مال خورد برد کرے۔

اور اگر حکومت یہ عذر کرے کہ لوگ اپنے مالوں کے تصرف میں آزاد و خود مختار ہیں اور اپنے اختیار سے (خوشی سے، خواہ ڈر سے) مال دیتے ہیں، تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے تو پھر وہ ان لوگوں کو کیوں روکتی ہے جن کو لوگ اپنی خوشی سے دہوکہ میں آ کر مال دیدیتے ہیں یا انکے ہاتھ سے جانی نقصان پاتے ہیں، اور آخر وہ لوگ دہوکہ باز ثابت ہوتے ہیں۔

اور اگر حکومت یہ عذر کرے کہ الہام کا دعوی کرنا اور اس الہام کے ذریعہ سے اس قسم کی پیشینگوئیاں کرنا ایک مذہبی امر ہے جس میں حکومت مداخلت نہیں کرتی، نیوٹرل رہنا چاہتی ہے، تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ پھر حکومت نے ان لوگوں پر کیوں مؤاخذہ کیا اور کیوں ان کو پھانسی دیا، یا توپ کے آگے اڑایا، یا کالے پانی بھجوایا، جنہوں نے اپنے مذہب کے حکم یا بہانہ سے حکومت کا مقابلہ کرنے والوں کا ساتھ دیا؟

یہ قادیانی بھی اس خیال کا آدمی ہے۔ یہ اپنی کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں صاف کہہ چکا ہے کہ نافرمان انسان کا مال اور جان اس کے ملک سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا جس کو چاہتا ہے ان کے مال و جان کا مالک بنا دیتا ہے اور اس کے ہاتھ سے تلف کراتا ہے۔ اور حکومت کی نسبت اپنے خاص مریدوں کو ہشت سال میعاد کی پیش گوئی سنا چکا ہے، جس کا ہم نے بارہا اس رسالہ میں ذکر کیا ہے۔ اب یہ گورنمنٹ کے مقابلہ کے لئے صرف کافی جمعیت کا منتظر ہے۔ کیا اس وقت بھی حکومت اس مقابلہ کو ایک مذہبی امر سمجھ کر مداخلت سے متوقف رہے گی اور اس مداخلت کو خلاف نیوٹریلٹی

سمجھے گی؟ نہیں ، ہر گز نہیں ۔ اور یہ امر انصاف کے مخالف ہے کہ جب وہ اپنے الہام اور مذہب کی اجازت سے حکومت پر دست دازی کرے تو اس کو روکا جائے اور جب وہ اسی الہام اور مذہب کے بہانہ سے رعایا کے جان و مال پر دست درازی کرے، تو اس کو مذہبی امر سمجھ کر اس میں دست اندازی نہ کی جائے ۔ آئندہ اس امر کو گورنمنٹ خود سوچ لے وہ ہم سے بڑھ کر ایسے امور کو سوچ سکتی ہے۔

☆ نور افشان ۔ لودیانہ

اخبار نور افشان (جو عیسائیوں کا مشہور اخبار ہے) نے اپنے پرچہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء میں کوہ نور کا مضمون مذکور بطور استشہاد نقل کیا ہے تو گویا امر کو مان لیا کہ جو عیسائی اس پیش گوئی کو تمام مسلمانوں کی طرف سے سمجھتے ہیں ، اور قادیانی کے جھوٹا ہونے کو تمام مسلمانوں کا جھوٹا ہونا بنا رہے ہیں، وہ سخت غلطی کرتے ہیں ۔ نیز اسی پرچہ میں اس پر خود یہ ریمارک کہا کہ

> ہم لکھ چکے ہیں (یعنی پرچہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء میں ہے) کہ مرزائی پیشگوئی کا پورا ہو جانا مسیحیت کی بطالت کی دلیل کسی صورت نہیں ہوسکتی تھی ، اور نہ اس کا پورا نہ ہونا محمدیت کے ابطال کیلئے کوئی دلیل ہوسکتی ہے ۔

اور اپنے پرچہ ۵ ۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں اپنے عیسائی نامہ نگار سے نقل کیا ہے

> . مرزا صاحب ہمارے نزدیک آپ کا الہام بہر صورت جھوٹا اور اس کی تاویل باطل ٹھہرتی ہے اور بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ آپ توبہ کریں ۔ آپ شوق سے ایسے اشتہار دیویں اور جھوٹوں جتاویں کہ آپ جھوٹے نہیں ٹھہرے ۔ اور فتح اسلام ، فتح اسلام پکارا کریں، لیکن ان سے نہ تو آپ کی روسیاہی دھوئی جاتی ہے اور نہ فتح اسلام ثابت ہوئی ہے ۔ آپ جیسے اولیاؤں کی باتیں فتح اسلام کی دلیل نہیں ٹھہر سکتیں ۔ آپ اسلام کو بھی خواہ مخواہ بدنام کر رہے ہو، حالانکہ ہم عیسائی نہیں چاہتے کہ آپ کے سبب اسلام کو بدنام کریں ۔

اور اپنے پرچہ ۱۲ ۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں لکھتا ہے

. نامہ نگاروں کی خدمت میں گذارش ہے کہ آئندہ کوئی مضمون مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں بمراد اندراج نور افشان نہ بھیجیں ۔ غیرت مند و باحیا شخص کیلئے جس قدر اب تک لکھا جا چکا ہے، کافی سے زیادہ ہے، مگر غالباً نامبردہ کو ان تحریروں سے کچھ بھی غیرت نہ آئی ہوگی ۔ پس ایسے شخص کی نسبت کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ درحالیکہ اہل اسلام مرزا قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج ، اور مسیحی اس کو ایک کاذب مفتری سمجھتے ہیں، تو اب اس کو اس مہلک طریق میں جو اس نے اپنے لئے اختیار کیا ہے چھوڑ دینا چاہیے اور آئندہ اس کا کچھ ذکر نہ کرنا بہتر ہوگا ۔ ایڈیٹر۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ ان عبارات نور افشاں کو وہ بے انصاف عیسائی جو قادیانی پر فتح یابی کو اسلام پر فتح یابی سمجھ کر اس پر بغلین بجاتے تھے، عبرت و انصاف و حیا کی نگاہوں سے پڑھیں اور اس فتح کے دعویدار اب شرم کریں اور آئندہ اس فتح کو بمقابلہ اہل اسلام فتح نہ کہیں، بلکہ ایک کافر و مرتد خارج از ملت اسلام پر فتح کہیں جیسا کہ ان کے لیڈروں (ایڈیٹر نور افشان اور اس کے عیسائی کارسپانڈنٹوں) نے کہا ہے۔

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اس نقل و تلخیص مضامین اخبارات و اشتہارات سے ہماری دونوں غرضیں ثابت ہوئیں، یعنی ثابت ہوا کہ

۱۔ قادیانی کی شکست و دروغ گوئی ثابت ہونے کی خوشی جمہوری خوشی ہے۔

۲۔ خوشی کرنے والے مسلمانوں نے (بلکہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے بھی) اس شکست کو اسلام کی شکست نہیں قرار دیا اور نہ اس پر اظہار مسرت کیا ہے ۔ قادیانی نے جو مسلمانوں کو اسلام کے مقابلہ میں عیسائیوں کی فتح پر خوشی کرنے کا الزام دیا ہے، اس میں کذب سے کام لیا ہے۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اب ناظرین کو یہ شوق ہوگا کہ دیکھیں قادیانی اس روسیاہی کو کس طرح اٹھاتا ہے اور اپنے جھوٹ کو کیونکر سچ بناتا ہے ۔ اور اس گناہ پر وہ کون سا عذر کرتا ہے جس کو ہم نے کئی جگہ عذر گناہ بدتر از گناہ کہا ہے ۔ سو اس کا بیان ہماری تحریر ذیل میں ہے جو مرزا کے اشتہارات ، یک ہزار، و دو ہزار، و تین ہزار، و چار ہزار، کے جواب میں لکھی گئی ہے (یہ تحریر جو ہم آئندہ صفحات میں درج کر رہے ۱۸۹۴ء ۔ ۱۸۹۵ء میں لکھی گئی تھی جب ڈپٹی عبداللہ آتھم مرزا صاحب کی پیشگوئی کی میعاد ۱۵ ماہ گذر جانے کے بعد زندہ تھا۔ بہاء)

تجزیہ عذرات بابت انجام آتھم

مولانا بٹالویؒ کہتے ہیں کہ مباحثہ امرتسر میں مرزا قادیانی نے مسٹر عبداللہ آتھم کے پندرہ ماہ میں فوت ہو جانے کی پیش گوئی کر کے لکھا ہے:

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی، یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزا موت (ایھا الناظرون ان الفاظ کو نہ بھولنا۔ محمد حسین) ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اوٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے، ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا، آسمان زمین ٹل جائیں، پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں جب کہ اللہ تعالی نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناحق ہنسی کی جگہ نہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔

یہ عبارت والفاظ قادیانی کے صاف پکار رہے ہیں کہ اگر اس کا مخالف عبداللہ آتھم یا فریق مخالف کے تمام ممبر بسزائے موت جہنم میں نہ جائیں، تو اس (قادیانی) پر خدا کی اس قدر لعنت ہے جو تمام دنیا کے کسی شیطان بدکار لعنتی پر نہیں ہوئی۔

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ عبداللہ آتھم یا اس کا تمام فریق مر گیا یا وہ زندہ ہے؟ اور اس کے فریق کے لوگوں سے کوئی ایک شخص بھی زندہ ہے؟

میعاد ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو گذر گئی اور عبداللہ آتھم معہ اکثر ممبران فریق خود زندہ ہے۔

اس امر کا اعتراف قادیانی نے خود اپنے اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور اپنے رسالہ انوار الاسلام میں کیا ہے۔ وہ آتھم کو زندہ بتاتا ہے اور ڈاکٹر کلارک اور پادری عماد الدین وغیرہ کو مخاطب کر کے ان دونوں کی حیات کا اظہار واقرار کر رہا ہے۔ پھر بحسب شہادت عبارت والفاظ منقولہ

بالا اس کی طرف سے اس پر لعنت کی بوچھاڑ ہونے میں کیا کسر ہے؟ ... ہر آن ہر لحظہ اس پر لعنت کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

☆ ایک سوال یہ ہے کہ اگر قادیانی عبارت مذکورہ بالا مشتہر کر چکا ہے تو پھر وہ اپنا منہ کالا کر کے اپنے گلے میں رسہ ڈال کر اور ایک لعنت کا سائن بورڈ زیب گلو فرما کر اپنے آپ کو مسلمانوں یا عیسائیوں کے حوالہ کیوں نہیں کر دیتا، اس میں اسکو کوئی عذر ہے تو وہ کیا ہے؟

وہ ایک عذر نہیں، کئی اعذار دلآزار ہیں مگر سب کے سب بدتر از گناہ کا مصداق۔ وہ عذرات وہی یا اس جنس سے ہیں جن کے قادیانی کی طرف سے پیش ہونے سے پہلے اشاعۃ السنۃ اپنے نمبر ۹ جلد ۱۵ میں پیش گوئی کر چکا ہے۔ وہ یہ ہیں

☆ ۱) وہ کہتا ہے کہ اصل الہام میں ھاویہ کا لفظ تھا اور میں نے اس کی تشریح موت سے اپنی طرف سے کی تھی۔ اس میں، میں نے غلطی کھائی تو یہ کوئی نئی بات نہیں، پہلے ملہم بھی ایسی غلطی کھا گئے تھے جو ایک الہامی وعدہ مجمل کی اپنے خیال سے تفصیل کرتے وہ درست نہ نکلتی تو ان کو خدا تعالی پر عدم ایفائے وعدہ کا گمان ہو جاتا۔ اسکی تصدیق وتائید میں شاہ ولی اللہ کی کتاب فیوض الحرمین کے صفحہ ۴۷ کا حوالہ دیتا ہے۔ اصل عبارت فیوض الحرمین کو قادیانی نے اسلئے نقل نہیں کیا کہ اس کے نقل کرنے سے عام لوگوں پر اس کا معترف غلطی ہونا ظاہر ہوتا تھا اور یہ امر (اعتراف غلطی) اس پر موت سے زیادہ سخت ہے.. مناسب ہے کہ ہم اصل عبارت فیوض الحرمین کو نقل کر دیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس عبارت کے دست آویز تمسک سے قادیانی کا معترف غلطی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

و ثانیهما عن یکشف له امر و یتحول هذا الانکشاف الاجمالی الهاماً مجملاً فیتبادر الیه المعلوم المخزونة فی صدره فتشرحه شرحا من حیث لا یدری... ولا عبرة حینئذ بالشج و الاطمینان لانه فی الحقیقة شج بالامر الاجمالی من حیث. هو محفوظة فی هذا الشرح و ربما تبادر لله هاجس نفس و استعجال طبعته و تسویل شیطان نقصر نظره عن التمییز فبقی الامر عنده غیر مبین ... و بالجملة فمن رأی هذه الصورة المختلطه قال وعد ولم یوجد الموعود و من رأی کل شیء متمیزا من غیره قال الوعد

اجمالی وقد و فی به ولو نشاة دون نشاة و شج دون شج ۔ فالوجہان جمیعاً انما یعتریان المتوسطین و اما اھل اکمال فھم بمنزل من ذلک ۔ (فیوض الحرمین ۔ مختصراً ۔ ص ۷۴)

(ترجمہ۔ وعدہ کے عدم وقوع کا دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ صاحب کشف کو ایک امر مجمل کا انکشاف ہوتا ہے، پھر وہ انکشاف اجمالی الہام بن جاتا ہے۔ اس اجمال کی صاحب کشف کے علوم وخیالات، جواس کے سینے میں ہوتے ہیں، شرح کرتے ہیں، ایسی جگہ سے کہ اس کو خبر نہیں ہوتی۔ اس پر اس کو اطمینان یقین ہو جائے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ یہ یقین کرنا اجمالی امر کا ہے اس حالت وصورت میں کہ وہ اس خیالی شرح میں محفوظ سمجھا گیا ہے۔ پھر بعض اوقات نفس کا خطرہ یا خیال یا طبیعت کا استعجال یا شیطان کا دھوکہ جلدی کرتا ہے تو صاحب کشف اس الہام اجمالی اور اس شرح خیالی میں تمیز نہیں کر سکتا اور اس کے نزدیک اصل الہام اور اس کی شرح میں فرق نہیں رہتا۔ پس جو شخص اس گڈ مڈ صورت کو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ ہوا تھا مگر پایا نہیں گیا ۔ اور جو شخص ان دونوں میں امتیاز کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ اجمالی تھا، سو پورا ہوا خواہ کسی جہان میں ہو اور خواہ کسی صورت (ظاہری یا تاویلی) سے ہو مگر یہ امر متوسط لوگوں کو پیش آتے ہیں، اہل کمال ان دونوں سے برطرف رہتے ہیں)

قادیانی نے اس مضمون کتاب فیوض الحرمین سے تمسک کرنے سے یہ بتایا ہے کہ میں عرفان وکمال میں ناقص ہوں، اس لئے خطرہ نفس اور وسوسہ شیطان نے مجھ پر غلبہ کر کے میری اس تفسیر کو (جو میں نے اپنے خیال سے کی تھی) اور اصل الہام اجمال کو ایک کر دیا۔ اور میں نے غلطی کر کے اصل ہاویہ کو موت قرار دے کر خصم کے سامنے بیان کر دیا تھا کہ اگر مخالف کو موت نہ ہوئی تو میرا منہ سیاہ کر کے مجھے لعنتی بنایا جائے وغیرہ ۔ اس میں، میں نے شیطان سے دھوکہ کھایا ہے اور میں اس کی تفسیر کرنے میں غلطی کا مرتکب ہوا۔ مگر اے حضرات! یہ بات اس کے حوالہ ودست آویز مضمون مذکور کا لازمہ ونتیجہ ہے، منہ سے وہ کبھی اقرار نہ کرے گا کہ میں اس تفسیر میں غلطی کا مرتکب ہوا ہوں ۔ (یہی وجہ ہے کہ اس عذر اول کے مخالف دوسرے عذرات بھی کرتا ہے جن سے اس تفسیر کا صحیح ہونا جتاتا ہے) اور پھر کہتا ہے کہ اصل الہام کے مضمون ہاویہ سے عبداللہ آتھم نہیں بچ سکا۔ وہ سخت بیمار رہا، ڈر کا مارا شہر بشہر پھرتا رہا، گھر کے اندر سے اس کو ڈر لگتا تھا، کتے اور سانپوں کے سامنے آجانے سے بھی ڈر

جاتا تھا، یہ ہاویہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اور کہتا ہے کہ اس معنی ھا و یہ سے اس فریق کا کوئی شخص نہیں بچا۔ ڈاکٹر کلارک کو پادری رائٹ کے بے وقت موت کا ایسا الم پہنچا جو ہاویہ سے کم نہ تھا۔ ایسا ہی پادری ٹامس ہاول بیماری کے ھا ویہ میں رہ کر ایک مدت کے بعد نکلا۔ ایسا ہی پادری عبداللہ سخت بیمار ہونے کے باعث ھاو یہ میں گرا، اور معلوم نہیں کہ مرا یا بچا۔ پادری عماد الدین رسالہ نور الحق کے جواب سے عاجز ہونے اور ایک ہزار لعنت کا (جو اس رسالہ میں اس پر بھیجی گئی تھی) مورد ہونے سے ھا و یہ میں گرا۔

☆ ۲۔ دوسرا عذر، عذر اول کے مخالف و متناقض ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ موت کامل طور کا ہاو یہ ہے اور یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ اس سے گو آتھم بچ گیا ہے مگر اصل الہام میں آتھم کا نام نہیں لیا گیا تھا، بلکہ فریق مخالف کیلئے ہاو یہ میں پڑنے کی خبر دی گئی ہے۔ سو مباحثہ کرنے والے فریق میں سے ایک ممبر پادری رائٹ امرت سر میں مرا، اور یوحنا جنڈیالہ میں، پادری فورمین لاہور میں مرا۔ اس معنی سے بھی اس پیش گوئی کا تحقق ہو گیا، نہ تخلف۔

آفرین اے قادیانی تیری جرئت و حیا پر کہ جس منہ سے تو نے موت کو اصل الہام سے غیر اور اس کی تفسیر قرار دے کر اس کے تحقق کو غیر ضروری ٹھہرایا تھا، اور اس تفسیر کو اصل الہام سے متحد سمجھنے کو وسوسہ شیطان بتایا تھا، اسی منہ سے تو نے پھر اس کو ہاو یہ کا فرد ٹھہرایا اور متحقق بتایا ہے اور اس گروہ کے دو تین اشخاص کی موت سے اس پیشگوئی کو سچا بنایا ہے

☆ ۳۔ عذر اول کے مخالف و متناقض وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے۔ اول یہ کہ فریق مخالف ہاویہ (یعنی موت) میں ڈالا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ حق کی طرف کسی قدر بھی رجوع کرلے گا، یعنی موت سے ڈر جائے گا تو وہ اس ہاویہ موت سے بچا لیا جائے گا۔ عبداللہ آتھم کے حق میں خدا نے پہلے پہلو کی طرف رخ نہ کیا، بلکہ دوسرے پہلو کو اختیار کیا۔ کیونکہ اس نے کسی قدر حق کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ اس عذر و تاویل کو قادیانی نے اپنے ہی تک نہیں رہنے دیا بلکہ اس مضمون کا عربی عبارت میں ایک الہام بھی گھڑ کر خدا تعالی پر اس کا افتراء کیا۔ چنانچہ کہا ہے کہ خدا تعالی نے ایسا کیا اور مجھے فرمایا ہے

اطلع اللہ علی ہمہ و غمہ ۔ و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ۔ و لا ...

ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۔ و بعزّتی و جلالی

انک انت الاعلی ۔ و نمزّق ا لاعداء کل ممزّ ق ۔ و مکر اولئک هو یبور ۔ انا نکشف السرّ عن ساقه ۔ یو مئذ یفر ح المؤ منو ن ثلّة من الاولین و ثلّة من ا لآ خرین ۔ و هذه ... فمن شاء اتخذ الی ر به سبیلاً ۔

اس عبارت کے نوفقرے ہیں ،جن میں اکثر فقرے قرآن مجید سے پورے پورے چرائے گئے ہیں ۔ اورفقرہ اول وسوم و چہارم وپنجم کے بعض الفاظ قر آ ن سے مسروق ہیں ۔ اوران الفاظ وفقرات کی تر تیب صرف ایجاد بندہ (قادیانی) ہے جس سے مطلب ومقصود قادیانی کچھ سمجھ میں نہ آ تا تھا اور وہ مطلب دربطن شاعر کا مصداق تھا۔لہذا اسے اس کی تفسیر بھی الہام سے کرنی پڑ ی ۔

فقرہ اول ۔ اصل تر جمہ لفظی یہ تھا کہ ، خدا نے اس کے غم وہمّ پر اطلاع پا ئی ، جس سے قادیانی کا مطلب ادا نہ ہوتا تھا اسلئے اس نے اس کی الہامی تفسیر کی اور کہا

. اوراس کومہلت دی جب تک کہ وہ بے با کی اور سخت گیری اور تکذ یب کی طرف میل کرے ۔اور خدا کے احسان کو بھلا دے .

فقرہ دوم کا تر جمہ لفظی صرف یہ تھا کہ تو خدا کی عادت میں تبدیلی نہ پائے گا ،جو قادیانی کے مطلب کیلئے کافی نہ تھا ۔اس پراس نے الہامی تفسیر سے یہ اضا فہ کیا

. عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الہی کو مشتعل کریں ۔اوراگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الہی مخفی ہواور کچھ دھڑ کہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا ،۔دوسرے وقت پر پڑ جا تا ہے .

ایسے ہی الہامی تفسیر فقرہ ۳ ، ۴ ، ۵ ، ۶ کی کر کے فقرہ سات (جس کا تر جمہ لفظی یہ ہے ، ہم اس کی پنڈ لی سے بھید کھولیں گے) کی یہ تفسیر کی ہے کہ

ہم اس پنڈ لیوں میں سے ننگا کر کے دکھا ئیں گے ،یعنی حقیقت کھول دیں گے اور فتح کے دلائل ظاہر کریں گے ۔

ایسی ہی اس نے باقی فقرات کی الہامی تفسیر کی ہے ۔اس مرمت وشکست وریخت الہام مذکور پربھی قادیانی کا یہ مطلب لوگوں پرظاہر نہ ہوا تھا کہ یہ غم وفکر کرنا ، رجوع بسوئے حق کیوں کر ہوگیا ،جس کو الہام ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء میں عذاب موت کے ٹل جانے کی شرط قرار دیا

گیا تھا ۔تو اس نے اس الہام اور اس کی تفسیر کو بلکہ تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد اس الہام کی تفسیر در تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ

حق کی طرف رجوع کرنے سے یہی ڈر جانا مراد ہے جو عبداللہ آتھم نے اپنی مضطربانہ حالت سے ظاہر کیا ہے کہ وہ موت سے ڈر کر شہر بشہر پھرا اور گھر کے اندر سے اور کتوں سے اور سانپوں سے ڈرا ، کیونکہ حق کی طرف رجوع کرنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت سے قبول کرنا درحقیقت ایک ہی بات ہے ۔

۲ ۔ اور اس عذر کی تائید میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ کسی قدر ڈر جانا گو نجات اخروی کیلئے کافی نہیں ہے (یعنی ایمان واسلام اس سے ثابت نہیں ہوتا ۔جس سے نجات اخروی متصور ہے) مگر اس قدر ڈر جانے سے دنیوی عذاب الٰہی کا ٹل جانا، لازم وضروری ہے ۔ اور اس پر آیت فمن یّعمل مثقال ذرةٍ خیراً یره دلیل ہے ۔اور یہ بات بھی قرآن اور بائبل سے ثابت ہے کہ خدا کی عادت مستمرہ وسنت قدیمہ ہے کہ جب کوئی شریر قوم جس پر عذاب نازل ہونا مقرر ہو چکا تھا، عذاب سے ڈر گئے تو وہ عذاب اس سے ٹلایا گیا ۔اس کے ثبوت میں اس نے چند ایسی آیات نقل کی ہیں جن میں اس مضمون کا نام ونشان نہیں ۔صرف یہ بیان ہے کہ عذاب اس وقت نازل ہوتا ہے جب کسی قوم سے فسق وظلم واستہزاء وقوع میں آتا ہے

۳ ۔ اور کہتا ہے کہ عبداللہ آتھم کا کسی قدر ڈر جانا اس سے ثابت ہے کہ وہ شہر بشہر پھرا ۔اور اگر عبداللہ اس سے انکاری ہو تو وہ ایک مجلس میں مجھ سے مباہلہ کرے اور کہہ دے کہ وہ ۱۵ مہینہ کے عرصہ میں کبھی ایک لحظہ وہ اس پیش گوئی سے نہیں ڈرا ، اور کبھی اسلام کی سچائی کا خیال اس کے دل میں نہیں گذرا ، اور کبھی ایک ذرہ اسلامی توحید کا خیال اور تثلیث سے انکار اس کے دل میں نہیں آیا ۔اس کے بعد اگر ایک سال تک اس کو موت نہ آئی تو اس کو سچا سمجھا جائے گا اور ایک ہزار روپیہ اس کے حوالہ کیا جائے گا جو بطور امانت و باخذ ضمانت ابھی سے اس کے پاس رکھوایا جائے گا ۔ اور اگر عبداللہ آتھم نے اس فیصلہ کی طرف رجوع نہ کیا تو گویا میری اس بات کو کہ وہ میری پیش گوئی سے کسی قدر ڈر گیا ، تسلیم کر لیا ۔

۴ ۔ اور کہتا ہے کہ اس پیش گوئی میں دوسرے پہلو کو خدا نے اسلئے اختیار کیا اور پہلے پہلو کو ترک کیا کہ پہلا پہلو (یعنی موت عبداللہ بن آتھم) مجروح اور تختۂ مشق اعتراضات ہو گیا تھا ۔کوئی کہتا تھا ، مرنا کیا نئی بات ہے ، ایک ڈاکٹر صاحب پہلے ہی موت کا فتویٰ دے

چکے ہیں کہ چھ ماہ تک فوت ہو جائے گا، کوئی کہتا تھا کہ بڈھا ہے، کوئی کہتا تھا کہ کمزور ہے، موت کیا تعجب ہے، کوئی کہتا تھا کہ جادو سے ماردیں گے، یہ شخص بڑا جادوگر ہے۔ خدا حکیم و علیم نے جب دیکھا کہ معترضوں نے اس پہلو کو بہت کمزور اور مشکوک کر دیا ہے اور خیالات سے اس کا اثر اٹھا دیا ہے تو عبداللہ آتھم کے دل پر عظمت اسلام کا رعب ڈال کر پہلو ثانی سے اس کو حصہ دیدیا اور موت کے پہلو کو ٹال دیا۔

۵۔ اور کہتا ہے کہ ایک فائدہ اس پہلو دوم کے اختیار کرنے میں یہ بھی ہے کہ اگر پہلو اول کو اختیار کیا جاتا اور عبداللہ آتھم مرجاتا، تو ہماری جماعت میں عام لوگ، جن میں رذیل کمینہ سفلہ اور موٹی سمجھ والے لوگ بھی شامل ہیں، داخل ہو جاتے۔ اور ہماری شریف اور پاک جماعت کے ہم پہلو جگہ لے کر اس جماعت کو ناپاک کر دیتے اس فائدہ کی تائید و ثبوت میں وہ کہتا ہے کہ خدا کی عادت قدیمہ اور سنت مستمرہ و معجزہ ونشان نمائی میں یہی چلی آتی ہے کہ وہ ایسے باریک و عالی شان معجزہ ونشان ظاہر کیا کرتا ہے جن کو صرف عالی شان شریف و نجیب و زیرک لوگ و باریک بین سمجھ سکیں، نہ ایسے عام فہم نشان جن کو کمینہ لوگ اور موٹی عقل والے سمجھ سکیں اور وہ ایسے نشان دیکھ کر داخل جماعت ہوں۔ اور وہ شریفوں نجیبوں اور زیرک لوگوں کے ہم پہلو جگہ لے کر ان کے عار وننگ کا موجب ہوں اور اس جماعت کو ناپاک کریں۔ خدا تعالی ان لوگوں کو جماعت شرفاء و عقلاء سے علیحدہ اور خارج کرنے کی غرض سے اپنے نشانوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ خدا قادر تو ہے کہ وہ ایسا نشان دکھاوے جس کو تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت کمینہ بھی سمجھ سکیں اور اس نشان کی طرف جھک جائیں، مگر ایسا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ ایسا نشان دیکھ کر ایمان لانا، ایمان بالغیب نہیں کہلاتا جو نجات کا مدار ہے اور نہ وہ موجب ثواب ہوسکتا ہے، کیونکہ بدیہات کا ماننا موجب ثواب نہیں ہوسکتا۔ لہذا ایسا نشان حامی ایمان نہیں ہوتا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلّی برباد کر دیتا ہے۔

۷۔ ان وجوہات پر ناز اور فخر کر کے قادیانی ان علماء اسلام کو جو اس پیشگوئی میں اس کو جھوٹا قرار دے کر اس کی تکذیب کے اشتہار جاری کر چکے ہیں، نیم عیسائی بنا کر ان پر لے دے کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ان کا مجھے جھوٹا کہنا اسلام پر حملہ کرنا ہے، کیونکہ میں اگرچہ ان کے نزدیک کافر بلکہ اکفر تھا، مگر پھر بھی اسلام کا وکیل تھا، اور اس پیشگوئی سے اسلام کی

سچائی عیسائیوں پر ثابت کرنا چاہتا تھا۔ پس اگر میں اس پیش گوئی میں جھوٹا ہوا تو گویا اسلام جھوٹا ہوا۔ اور اس کی تائید میں ایک فرضی تمثیل پیش کرتا ہے کہ اگر بھنگی یا چمار اسلام کی حمایت میں عیسائیوں کا مقابلہ کرے گا، تو یہ ممکن نہ ہوگا کہ خدا تعالی اس بھنگی کو ذلیل کرے اور عیسائیوں کو اس پر فتح یاب کرے۔ خدا اس کا بھنگی یا چمار ہونا نہیں دیکھے گا بلکہ اپنے دین کی عزت رکھے گا۔ پھر تم مجھے عیسائیوں کے مقابلہ میں کیوں مغلوب اور ذلیل قرار دیتے ہو۔

۸ ۔ اس فخریہ الزام کے ساتھ وہ ان علماء اور ان تمام اشخاص مذہب غیر (عیسائی ہندو آریہ سکھ وغیرہ) کو جو اس پیشگوئی کو دروغگوئی کہنے میں مسلمانوں کے شریک ہیں اور وہ قادیانی کے جھوٹا ہونے پر اظہار مسرت کر چکے ہیں، گالیاں دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اب بھی عبداللہ آتھم سے میرے عذر سوم کی تکذیب بصورت مذکورہ بالا کرانے کے بغیر مجھے جھوٹا کہو گے تو تم شریف زادے اور حلال زادے نہیں ہو، کمینے اور حرام زادے ہو۔

۹ ۔ ان ملمع سازیوں کے ساتھ وہ اپنے مریدوں کو اپنی صداقت اور فتح جتلا کر اپنے دام سے باہر نکلنے پر یہ ڈر سناتا ہے کہ تم مجھ سے الگ ہو گئے تو تمہارا پچھلا حال پہلے حال سے بدتر ہو جائے گا۔

☆ مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس کے عذرات اور ان کے وجوہات ہیں جن کو اس نے ۴ صفحہ اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور اکیس صفحہ رسالہ انوار الاسلام میں مکرر، سہ کرر عبارات میں بیان کیا ہے۔ لیکن اس کے یہ عذرات اور ان کی وجوہات من اوّلھا الی آخرھا اس کی اس روسیاہی کو اٹھا نہیں سکتے اور اس پیشگوئی میں اس کو سچا نہیں کرتے، بلکہ کاذب و کافر اور فریبی بناتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ بے شرمی، بے ایمانی، ہٹ دھرمی میں بات بنانا اور ایک بات کہہ کر اس سے مکر جانا، پھر منکر نہ کہلانے میں دنیا بھر میں اس کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اور اس دعوی کی دلیل دل لگا کر سنو۔

☆ اس کا پہلا عذر اس کی اس روسیاہی کو نہیں مٹاتا، بلکہ اس پر سیاہی کی گھٹا چڑھاتا ہے کہ مسلمانوں نے اس کو یہ نہیں کہا کہ تیرے اصل الہام میں موت کا وعدہ تھا، وہ پورا نہیں ہوا، اس لئے تیرا منہ کالا کرنا چاہیے۔ وہ اس کو ایسا کہتے تو اس کے جواب میں اس کا عذر بجا ہوتا۔ مسلمان تو اس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے اس الہام کی تفسیر میں ہاویہ کو موت قرار دیا تھا اور اس موت کے عدم وقوع پر منہ کالا کرانا قبول کیا تھا۔ اب اس کا وقوع نہیں ہوا تو تیری اس

تفسیر و اقرار کی رو سے (نہ اصل الہام کے حکم سے) ہمارا حق ہو گیا ہے کہ ہم تیرا منہ کالا کریں اور تیرے گلے میں رسہ ڈال کر تجھے شہر بشہر پھراویں۔ اور جب تو تھک جائے تو ایک گدھے پر جس کو ایک بھنگی ساتھ ساتھ لئے پھرے گا، تجھے سوار کرا دیں۔

اس صورت میں اے ناظرین! قادیانی کا یہ عذر کب لائق پذیرائی ہے اور وہ اس سزا کو کیونکر ٹال سکتا ہے؟ اے ناظرین! مسلمان تو اس کو چلاّ چلاّ کر کہہ رہے تھے کہ اس پیشگوئی سے موت قرار دینا اور اس کے عدم وقوع پر ایسی سخت سزا مان لینا، تیری نادانی یا دھوکہ دہی اور بے ایمانی ہے۔ تو جس حالت میں اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۰ میں یہ لکھ چکا ہے کہ انبیاء اپنی پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی کیا کرتے تھے (عیاذاً باللہ) تو پھر تو اپنی پیشگوئی کے معنی سمجھنے میں کیوں کر غلطی سے بری ہو سکتا ہے؟ کیا تیرا الہام انبیاء کے الہام کی نسبت زیادہ یقینی ہے؟ یا تو اپنے الہام کے معنی سمجھنے میں غلطی و خطا سے معصوم ہے؟ اگر تیرا یہ دعوی ہے تو تیرے کافر ہونے میں کیا شک ہے؟ اور اگر تجھے یہ دعوی نہیں تو پھر اپنی پیشگوئی کے ان معنی کا (جو تو نے سمجھے ہیں) تجھے یقین کرنا کیونکر جائز ہے؟ اس صورت میں تیرا اس یقین کو ظاہر کرنا صرف لوگوں کو دھوکہ دینا اور اس غرض سے ہے کہ اس عرصہ میں آتھم بحسب اتفاق و تقاضا سنہ و عمر فوت ہو گیا تو لوگوں کو دام میں لاؤں گا اور اگر وہ فوت نہ ہوا تو یہ کہہ دونگا کہ اصل الہام میں فوت ہونے کا وعدہ نہ تھا، بلکہ صرف ہاویہ کا وعدہ تھا جو ہر ایک کافر کو مرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ اس سے موت مراد ہونا میری طرف سے بطور تفسیر تھا، جو غلط نکلا۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ باتیں مرزا قادیانی کو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۵ میں صاف طور پر کہہ دی تھیں اور کئی مسلمانوں نے زبانی اور اخباروں میں اور قادیانی کے گھر پہنچ کر کہی تھیں۔ مگر قادیانی اور اس کے گمراہ اور اندھے بہرے حواریوں نے کسی کی ایک نہ سنی اور ان سب کے مقابلہ میں دعوی موت عبداللہ آتھم پر ضد قائم رکھی۔

اخبار عام ماہ جولائی ۱۸۹۴ء کے کسی پرچے میں ایک کشمیری حواری قادیانی نے یہ درخواست کی تھی کہ لوگو! اس تکفّر و انکار میں کیوں جلدی کرتے ہو۔ پیش گوئی موت آتھم کا انتظار تو کر لو۔ اس کے جواب میں ایک مسلمان نے کہا کہ اگر عبداللہ آتھم فوت ہوا تو بھی قادیانی کا الہام واجب التسلیم نہ ہو گا کیونکہ نبیوں اور سابق ملہموں کے الہام کا بقول قادیانی ظاہری معنی سے وقوع ضروری نہیں ہے۔ تو قادیانی کا الہام اگر ظاہری معنی سے (جس کا

قادیانی کو دعوی ہے) واقع ہو گیا، کیوں تسلیم کیا جاوے گا ؟ اس کے جواب میں اس کشمیری حواری نے اخبار عام اگست ۱۸۹۴ء کے کسی پرچہ میں یہ مشتہر کیا کہ جو پیشگوئیاں انبیاء و ملہمین سابقین کی اپنے ظاہری معنی سے وقوع میں نہیں آئیں وہ کسی کے مقابلہ میں اور کسی دعوی کی تصدیق کیلئے نہ ہوئی تھیں۔ بخلاف اس پیشگوئی موت عبداللہ آتھم کے کہ یہ بمقابلہ عیسائیوں کے اور ایک دعوی کی تصدیق کیلئے ہوئی ہے۔ لہذا اس پیش گوئی کا اسی معنی ظاہری سے واقع ہونا ضروری ہے جو اس سے یقیناً سمجھے گئے ہیں۔ اسی اگست ۱۸۹۴ء کے اخیر میں دو شخص بظاہر مسلمان در پردہ عیسائی مرزائی اور نیچری (ایک مولوی نور محمد مالک نوری شفا خانہ موکل ضلع لاہور۔ دوسرا منشی فتح دین ملازم سردار محمد عمر رئیس موکل) قادیان پہنچے تو ان میں سے دوسرے صاحب مرزا قادیانی سے مستفسر ہوئے کہ یا حضرت! اگر یہ پیشگوئی اپنے ظاہری معنی سے جو آپ نے بیان کئے ہیں، واقع نہ ہوئی یعنی آتھم فوت نہ ہوا تو پھر کیا ہوگا؟ کیا اس میں کوئی تاویل نہیں؟ اس پر قادیانی صاحب بولے کہ اگر مگر گنجائش نہیں، یہ پیش گوئی اس معنی کو ضرور ہی پوری ہوگی۔ یہ بات سردار محمد عمر مذکور نے (جو ہمارے مخلص دوست ہیں اور وہ ان لوگوں کی نگرانی کیلئے ان کے ساتھ گئے تھے) کہی ہے۔ ایسے ہی اگست کے اخیر دن کی روایت و حکائت ایک سکرٹری انجمن حمایت اسلام کو ایک خاص حواری قادیانی کے ذریعہ سے پہنچی تھی کہ آتھم ضرور فوت ہوگا، اس میں تاویل کوئی نہیں ہے۔ اس حواری کا ایک رشتہ دار اوائل ستمبر میں لاہور سے نئی پوشاک لے کر قادیان پہنچا تھا کہ ۶ ستمبر کو جو موت آتھم پر قادیان میں عید ہو گی، اس میں یہ پوشاک پہنونگا۔ اس وقت قادیانی اور اس کے اتباع کا یقین کے ساتھ یہ دعوی تھا کہ اس پیش گوئی میں کوئی تاویل نہیں ہے۔

کیا اس صورت میں مسلمانوں کا حق نہیں ہے کہ وہ قادیانی کی اس تفسیر پر یقین کرنے کی وجہ سے اور اس یقین پر سزا مذکور کو مان لینے کی نظر سے (نہ اصل الہام کی نظر سے) درخواست کریں کہ جناب! تشریف لائیے، اپنا منہ کالا کرائیے، اپنے گلے میں رسہ اور لعنت کا سائن بورڈ ڈلوا کر شہر بشہر پھر کر لوگوں کو اپنے جمال با کمال کا نظارہ کرائیے۔ کیا اس درخواست کے جواب میں قادیانی یہ عذر کرسکتا ہے کہ اصل الہام میں صرف ہاویہ کا وعدہ تھا، موت کی تجویز تو صرف میری تفسیر تھی جو خطا نکلی۔ کیا یہ عذر باوجود اس تفسیر کے اور اس پر یقین کر کے وعدہ مذکور کر لینے کے اس سزا سے بری کر سکتا ہے؟ نہیں، نہیں۔ ہر گز نہیں

☆ **عذر دوم** ۔ تین وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کی روسیاہی کو نہیں مٹا سکتا بلکہ اس پر اور سیاہی کی گھٹا چڑھاتا ہے۔

وجہ اول یہ کہ وہ عذر اول کے صریح مخالف و متناقض ہے۔ عذر اول میں وہ موت کو ہاویہ سے مغائر اور اپنے خیال کی غلطی کا نتیجہ قرار دے چکا تھا۔ اب وہ اس کو ہاویہ کا فرد کامل ٹھہراتا ہے جو..... کمال اتحاد کا مثبت ہے اور یہ دونوں امر یعنی مغائرت و اتحاد آپس میں متناقض و متعارض ہیں۔ لہذا بحکم اذا تعارضا تساقطا دونوں ساقط الاعتبار ہوئے۔

وجہ دوم۔ یہ کہ ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء (جو موت عبداللہ آتھم کی میعاد کا آخری دن تھا) تک تو قادیانی یا اس کے کسی پیرو نے فریق مخالف سے بجز عبداللہ آتھم اور کسی کو مراد قرار نہ دیا اور ہر ایک کا دعوی آتھم ہی کی موت کا تھا باوجودیکہ صفحہ ۲۳۲۔ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۵ میں (جو جون ۱۸۹۴ء کو شائع ہو چکا تھا) اس لفظ . فریق . کی نسبت یہ ریمارک کیا گیا تھا کہ

. دلیل دوم (منجملہ اندرونی دلائل دروغگوئی ہونے پیشگوئی مذکور کے) اس پیشگوئی میں مخالف حق ہلاک ہونیوالے کی کوئی تعیین و تشخیص نہیں ہوئی، صرف فریق مخالف حق کا ہلاک ہونا بتایا گیا ہے جس سے نہ تو یہ معلوم ہوتا کہ اس سے فریق عیسائی کے تمام ممبر یا حاضرین جلسہ یا متصدیان و معاونین مباحثہ جن میں ڈپٹی آتھم کے علاوہ کئی اور اشخاص (پادری جے ایل ٹھاکر داس، پادری عبداللہ اور پادری ٹامس ہاول اور کلارک وغیرہ بھی داخل تھے) مراد ہیں یا ان میں کوئی شخص۔ اس ابہام و عدم تعیین سے یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اگر بحسب اتفاق و انقضاء مدت عمر آتھم (جن کے پاؤں گور میں لٹک رہے ہیں اور وہ اپنی پیرانہ سالی اور کمال درجہ کی کمزوری کی وجہ سے گویا اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہو رہے ہیں) اس دنیا سے سدھارے تو ان کو اسکا مصداق بنایا جائے گا ورنہ یہ کہہ دیا جائیگا کہ گروہ عیسائی سے اور شخص مراد ہے جس کا تمام عیسائیان پنجاب و ہندوستان سے یا خاص کر عیسائیان جنڈیالہ و امرتسر سے (جو مباحثہ میں شریک تھے) پندرہ ماہ میں فوت ہونا ممکن ہے۔

اس ریمارک کے مشتہر ہونے پر بھی قادیانی اور اس کے کسی پیرو نے اف نہ کیا، اور سانس نہ لیا۔ اور برخلاف شہرہ عام موت آتھم کے یہ نہ کہا کہ ہم نے آتھم کو خاص نہیں کیا اور لفظ فریق عبداللہ آتھم سے مخصوص نہیں ہے۔ پھر جب ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء گذر گئی اور آتھم کو موت نہ آئی تو یہ بات بنائی گئی ہے لہذا اب اسے کون سنتا ہے اور اس سے بجز دھوکہ دہی و

فریب بازی کیا ثابت ہوتا ہے؟ اس سے وہ روسیاہی دور نہیں ہوسکتی بلکہ اور زیادہ ہوتی ہے۔

☆ وجہ سوم۔ قطع نظر ان دونوں وجہوں (اول و دوم) سے یہ بات بن بھی نہیں سکتی ۔ یہ تب بنتی جب کہ فریق مخالف سے ایک کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ تمام ہندوستان پنجاب کے نہ سہی، خاص کر عیسائی گروہ کے وہ لوگ جو مباحثہ میں شامل وشریک تھے، سب کے سب مرجاتے اوران میں سے کوئی نہ بچتا۔ صرف پادری رائیٹ یا یوحنا یا پادری فورمن (جو مباحثہ میں شامل ہی نہ تھا) کے فوت ہو جانے سے فریق مخالف کا فوت ہو جانا صادق نہیں آتا۔ اس پر روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ فریق مخالف مجموعہ اشخاص مخالفین کا نام ہے، نہ کہ ایک یا دو یا تین شخص کا۔ اس امر کو قادیانی نے اپنی حماقت و جہالت سے خود اپنے رسالہ انوار میں اس غرض سے بیان کیا ہے کہ آتھم کی خصوصیت جاتی رہے۔ اوراس کے نہ مرنے سے جو مجھ پر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے وہ موقوف ہو جائے۔ مگر آپ نے یہ نہ سوچا کہ مرے تو صرف دو یا تین اشخاص ہیں اور میں فریق مخالف تمام گروہ کو قرار دے رہا ہوں۔ پھر وہ لفظ دو یا تین شخص کے فوت ہونے سے کیوں کر صادق ہوگا۔

اب رسالہ انوار کے صفحہ ۲ سے اس کی اصل عبارت سنو۔ لکھا ہے

. عرفاً فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام بالمقابل کرنیوالہ ہے یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو۔ اور پیشگوئی کی کسی عبارت میں نہیں لکھا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے۔ ہاں جہاں تک میں نے الہام کے معنی سمجھے وہ یہی تھے کہ جو شخص اس فریق سے بالمقابل باطل کی تائید میں بنفس خود بحث کرنے والہ ہے اس کیلئے ہاویہ سے مراد سزا موت ہے۔

اس تصریح و بیان قادیانی کے ساتھ کہ

عرفاً فریق تمام گروہ کا نام ہے، نہ منجملہ گروہ ایک یا دو یا تین کا،

قادیانی کا دو یا تین شخص کو فریق قرار دینا، اور صرف ان کی موت سے فریق مخالف کی موت کے وقوع کا دعوی کرنا اور اس سے اپنے الہام کو صادق اور واقع قرار دینا، اس روسیاہی کو بڑھاتا نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ **تیسرا عذر** قادیانی کی روسیاہی مزید گہرا کرتا ہے اوراس کو آیت

ظلماتٍ بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها و من لم

يجعل الله له نور فماله من نور (اندھیرے ہیں ایک دوسرے پر چڑھتے ہوئے۔ جب ان میں کوئی ہاتھ نکالتا ہے تو قریب سے کہ اس کو کوئی دیکھ نہ سکے اور جس کو خدا تعالیٰ نور نہ دے اس کوئی کوئی نور نہیں مل سکتا) کا مصداق بنا تا ہے اور اس عذر کی تفصیل وتائید میں جو نو (۹) باتیں اس نے کہی ہیں وہ اس کی بے ایمانی، بے حیائی، دھوکہ بازی، حیلہ سازی کا ایسا کامل ثبوت دیتی ہیں کہ اس میں کسی صاحب فہم وانصاف کو ایک ذرہ اشتباہ باقی نہیں رہتا، بلکہ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ وہ خدا پر افتراء کرنے میں بڑا دلیر، آیات کی تحریف میں بےنظیر، خدا کی صفات علم و قدرت کا منکر، معجزات انبیاء سے انکاری، دھوکہ دینے میں اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں اب ہمارے ہر ایک دعویٰ کا ثبوت سنیں۔

☆ اولاً مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی

،کسی قدر رجوع کی حالت میں موت سے بچالینا، اصل الہام کا ایک پہلو تھا،

محض دروغ بے فروغ ہے۔حصہ دوم مباحثہ امرتسر کا صفحہ ۱۷ دیکھیں کہ اس میں کسی قدر کا لفظ کہاں ہے؟ پس اگر یہ لفظ اس میں نہ پائیں تو بحکم لعنة الله على الكاذبين قادیانی پر ہزار لعنت بھجوائیں اور ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کریں کہ وہ جھوٹ بولنے میں بڑا دلیر ہے

اصل الہام قادیانی کی عبارت یہ ہے، . بشرطیکہ حق کی طرف رجوع کرے .،

جس سے (بحکم قاعدہ المطلق اذا اطلق ارید منه الفرد الکامل یعنی جب کوئی لفظ بے قید بولا جاتا ہے، جیسے پانی کا لفظ، تو اس سے اس کا فرد کامل مراد لیا جاتا ہے۔یعنی وہی پانی معروف جو پینے، دھونے، غسل کرنے کے کام میں آتا ہے، نہ عرق انگور یا شراب یا پیشاب، جو ناقص طور پر اور مجازاً پانی کہلاتے ہیں) اس وقت رجوع با یمان واسلام مراد سمجھا گیا تھا اور قادیانی اور اس کے پیروؤں کے فہم میں بھی یہی آیا تھا کہ اگر آتھم مسلمان ہو گیا تو سزائے موت سے بچ جائیگا ورنہ ضرور مارا جائے گا۔ پھر جب آخری تاریخ وفات آتھم (جو حساب کی رو سے ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی)، گذر گئی اور آتھم کو موت نہ آئی تو قادیانی نے بجائے رجوع بسوئے حق، کسی قدر رجوع کرنے کا ڈھکوسلہ بنا لیا اور اپنے رسالہ انوار کے صفحہ ۱۰ سطر ۱۷ میں یہ لکھ دیا کہ الہامی عبارت میں مدعا یہ تھا کہ حق کی طرف رجوع کسی قدر جھکنے کی حالت میں موت وارد نہیں ہوسکتی۔ اور خدا سے اور دنیا سے ڈر کر یہ نہ سوچا کہ اصل الہام میں کسی قدر رجوع کرنے یا جھکنے کا لفظ تو نہیں بولا گیا بلکہ رجوع بحق کا لفظ بولا گیا ہے جس سے مراد بجز رجوع کامل کے کچھ سمجھ میں نہ آیا تھا اور نہ آ سکتا ہے

پس اگر یہ الہام خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس سے مراد کسی قدر رجوع تھا تو پھر کیا اس وقت خدا تعالیٰ کو یہ لفظ، کسی قدر ، بولنا یاد نہ رہا تھا؟ تعالی اللہ عمّا یقول الظالم المفتری القادیانی علوا کبیرا۔ اور یہ نہ سوچا کہ اگر کسی قدر رجوع بحق ، آتھم کو سزائے موت سے بچانے اور اس عذاب کو ٹلانے کیلئے کافی تھا، تو پھر اس موت و عذاب کا اس کو وعدہ ہی کیوں دیا اور یہ ڈر کیوں سنایا۔ اس کسی قدر رجوع بحق سے تو عبداللہ آتھم اس وعدہ عذاب اور ڈر سنانے کے وقت بھی خالی نہ تھا اور نہ اس سے پہلے کبھی خالی رہا ہے، اور نہ کوئی بشر اس سے خالی ہوسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو ماننا اور اس کو اپنا خالق و مالک و لائق عبادت سمجھنا ، یا مخلوق خدا سے کسی قسم کا نیک سلوک کرنا ، یا اپنے ہم جنس یا اولاد پر رحم کرنا اور ترس کھانا ، ایسے حق کے اقسام و افراد جن سے کسی ملت و مذہب کا کوئی آدمی خالی نہیں ہوتا۔ آخری دو صفات ایسے حق کے افراد ہیں کہ ان سے وہ لوگ بھی خالی نہیں جو دہریہ کہلاتے ہیں۔ تیسری صفت ایسی فرد حق ہے کہ اس سے بہائم اور وحشی جانور بھی خالی نہیں جو اپنی اولاد کو پیار کرتے ہیں۔ کیا آتھم تمام جہان کے اہل مذاہب بلکہ دہریوں بلکہ حیوانوں اور وحشیوں سے بھی گیا گذرا تھا کہ اس کے دل میں اس سزائے موت کا وعدہ دینے اور اس سے ڈرانے کے وقت اس قدر حق بھی نہ تھا کہ وہ خدا کو خالق و مالک جانتا ہو، یا مخلوق خدا سے نیک سلوک کا قائل ہو، یا اپنے ہم جنس و اولاد پر رحم کرتا ہو؟ نہیں نہیں۔ ہر گز نہیں۔ مباحثہ کے وقت وہ خدا کے وجود اور خالقیت کا قائل تھا اور مخلوق خدا سے حسن سلوک اور اپنے ہم جنسوں اور اولاد پر رحم کرتا تھا اور خاص کر اپنے بھائی قادیانی سے اس نے یہ حسن سلوک کیا ہے کہ قادیانی اس کو اثنا مباحثہ میں سخت الفاظ سے یاد کرتا رہا اور وہ اس کے جواب سے اس کو معافی دیتا رہا اور اس کے حق میں بدزبانی سے پیش نہیں آیا۔

مرزا قادیانی خود تو احمق تھا ہی، اس نے اپنے ملہم (جو یقیناً معلم الملکوت ہے) کو بھی احمق بنایا ہے اور یہ جتایا ہے کہ اس کا ملہم کسی قدر رجوع بحق کو مزیل عذاب موعود قرار دیتا ہے اور اتنا نہیں سمجھتا کہ کسی قدر حق سے کوئی بشر بلکہ کوئی حیوان بھی خالی نہیں۔ لہذا اس قدر حق کے موجود ہونے کے ساتھ عذاب سے ڈرانا اور ہلاکت کی خبر سنانا، پھر اسی قدر حق کی نظر سے اس عذاب کو ٹلا دینا، حماقت و سفاہت ہے۔

بالجملہ اصل الہام میں قادیانی کا لفظ رجوع بحق (جس سے مراد کامل رجوع باسلام سمجھا

گیا تھا) کہنا اور جب عبداللہ آتھم کا باوجود مسلمان نہ ہونے کے موت سے بچ جانا، نظر آ گیا تب اس سے مراد و مدعا کسی قدر رجوع (جو بوقت الہام مذکور بھی عبداللہ آتھم میں پایا جاتا تھا) بتانا اس الہام کے سراسر افتراء شیطانی ہونے اور قادیانی کے مفتری ہونے پر ایک قوی دلیل ہے

☆ **دوسری دلیل** اس الہام کے شیطانی ہونے پر یہ ہے کہ قادیانی پنجابی ہے اور اس کی قوم اور اول مخاطب بھی پنجابی ہیں اور یہ الہام عربی میں ہے، حالانکہ خدا کی قدیم سنت ہے کہ اس نے ہر ملہم نبی و مرسل کو (جن میں قادیانی شمولیت کا دعوی کرتا ہے، دیکھو صفحہ اول لوح ازالہ اوہام قادیانی اور اس کا صفحہ ۵۳۲ اور ۶۷۳ اور اس کا رسالہ شہادت القرآن کا صفحہ ۲۴ وغیرہ) اس کی قوم کی زبان میں کلام والہام سے مشرف فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ یونس میں ہے ۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم ۔ (یونس۔ ع ۱) (ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کو بیان کر دے).اور ازانجا کہ بیان وہی مفید و موجب فہمائش و ہدائت ہوتا ہے جس کو مخاطب سن کر اپنے ذاتی اور مادری زبان میں سمجھ لیں ۔ لہذا اس سنت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جو کچھ نبی مرسل کہے اس کو اس کے اول مخاطب اپنی زبان میں سمجھ سکیں ۔ پس اگر یہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا تو سنت قدیمہ الہیہ کے مطابق پنجابی میں یہ ہوتا:۔

او غلام احمد اسان عبداللہ آتھم نوں ایس گلے نئیں ماریا جو ہن سانوں ملوم ہوئی اے کہ او ڈر گیا سی ۔ (یا اس کی مانند اور پنجابی الفاظ میں)۔

اس الہام کا ایسے عربی الفاظ میں ہونا، جن کا مطلب قادیانی خود بھی بلا تفہیم الہی سمجھ نہیں سکا، اور اس الہام کے ساتھ الہامی تفسیر کا جو اصل الفاظ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ، نازل ہونا روشن دلیل ہے کہ یہ الہام رحمانی نہیں بلکہ شیطانی ہے ۔ یہ دلیل ایسی روشن اور وسیع ہے کہ اس سے جملہ الہامات قادیانی جو اکثر عربی میں ہوئے ہیں اور وہ براہین اور اس کی دیگر تصانیف میں درج ہو کر مشتہر ہو چکے ہیں ۔ اور ان میں پنجابی زبان میں، جو قادیانی اور اس کی مخاطب قوم کی مادری زبان ہے، ایک بھی نہیں ۔

ریویو براہین احمدیہ کی تحریر کے وقت ہم کو یہ دلیل نہیں سوجھی ۔ ورنہ اس وقت ان شیطانی الہاموں کا کام تمام کر دیا جاتا ۔ تاہم اب بھی ایک موقع مناسب میں اس دلیل کا خدا کی طرف سے القاء ہوا ہے، اور قادیانی کے جملہ عربی الہامات پر کاری زخم لگا ہے ۔

☆ **تیسری دلیل** اس کے شیطانی الہام ہونے پر یہ ہے کہ اس الہام کی عربی عبارت جس قدر قادیانی کی ایجاد ہے، وہ ایسی مکروہ ہے کہ وہ الہام الٰہی ہرگز نہیں ہوسکتی۔اور مع ہذا وہ مقصود قادیانی کو ادا کرنے سے قاصر ہے۔لہذا کسی مسلمان سے یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ ایسی واہی عبارت کو الہام الٰہی تسلیم کر کے الہام کو بٹہ لگاوے، اور مخالفین اسلام سے (جو تھوڑی بہت عربی جانتے ہیں) الہام کی ہنسی کراوے۔اگر ہم قادیانی کے جملہ ایجادی فقرات اور آیات قرآنی میں اس کے تصرفات کی تفصیل کریں تو اس سے بہت تطویل متصور ہے لہذا بطور تمثیل یہاں صرف ایک فقرہ کی قلعی کھولتے ہیں۔اس کا فقرہ نمبر ۷ یہ ہے

انّا نکشف السرّ عن ساقه ۔جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے، ہم اس کی پنڈلی سے بھید کھولیں گے. اوراس کی تفسیر جو قادیانی نے الہام سے کی ہے، یہ ہے

ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں سے ننگا کر کے دکھاویں گے یعنی حقیقت کھول دیں اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کردیں گے .

جن کو عربیت کا مذاق ہے وہ خود جانتے ہیں اور دوسرے حضرات عربی دانوں سے پوچھ کر یقین کرسکتے ہیں کہ عربی زبان میں اور عربی محاورات میں کسی کو پنڈلیوں سے ننگا کر کے بھید دکھانا کوئی محاورہ نہیں اور نہ اس کے کوئی معنی بنتے ہیں۔بھید کو پنڈلی سے کوئی تعلق نہیں، اس کا تعلق تو دل سے ہے۔لہذا پنڈلی کھول کر بھید دکھانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔پنڈلی یا ران کھولنے سے جو مستور چیز ظاہر ہوتی ہے اس کو تو اس مقام سے کوئی تعلق اور مناسبت نہیں ہے۔ہاں عرب کی زبان اور محاورات میں کشف عن السّاق (پنڈلی کھولنے) کا محاورہ پایا جاتا ہے جس کے ساتھ سرّ یا بھید نہیں ملایا جاتا۔اوراس عربی محاورہ میں پنڈلی کے دو معنے کئے جاتے ہیں، ایک حقیقی دوسرے مجازی مستعار یا کنائی۔

۱۔ساق بمعنی اصل وقوام جو اس کے حقیقی معنی ہیں۔اس معنی کر ساق الشجر درخت کا تنہ اور ساق الانسان آدمی کی پنڈلی کو بولتے ہیں۔اوراس سے حقیقت ان اشیاء کی مراد رکھتے ہیں

۲۔کشف ساق سے شدت کے معنی بطور مجاز مستعار یا کنایہ مراد رکھتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی محنت اور سختی سے کام کرتا ہے تو اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیتا

ہے۔ پھر ایک شدت کی حالت کو اس انسانی حالت سے تشبیہہ دے کر اس کو کشف ساق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بہت سے اشعار عرب میں لڑائی کی طرف کشف ساق (پنڈلی کھولنے) کو منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفاسیر بیضاوی، کشاف، تفسیر کبیر وغیرہ میں وہ اشعار معہ تفصیل ان معانی کے جو ہم نے بیان کی ہے، منقول ہیں۔ ان ہی محاورات کے مطابق قرآن مجید میں یوم یکشف عن ساق ارشاد ہوا ہے جس سے مفسرین سلف وخلف دونوں معنی حقیقی اور مجازی کنائی مراد بیان کرتے ہیں۔ جو لوگ حقیقی معنی ساق کا مراد ہونا بیان کرتے ہیں وہ ساق سے مراد جہنم کی ساق یا عرش کی ساق مراد بیان کرتے ہیں۔ اور اہل ظواہر اللہ جل شانہ کی ساق مراد بتاتے ہیں جس کی وہ کوئی حقیقت وکیفیت بیان نہیں کرتے، اور نہ اس کے کشف کی کوئی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ مجازی تشبیہی کنائی معنی مراد بتاتے ہیں وہ اس سے شدت کے معنی بیان کرتے ہیں۔ یہ اقوال معالم، فتح البیان وکشاف وبیضاوی وتفسیر کبیر وغیرہ تفاسیر میں مرقوم ہیں۔

بالجملہ کشف ساق کا محاورہ کلام عرب اور قرآن میں پایا جاتا ہے مگر جو قادیانی اور اس کے ملہم (معلم الملکوت) نے کشف السرّ عن السّاق کا محاورہ گھڑ لیا ہے، اس کا کہیں عرب کے محاورہ میں اثر ونشان نہیں پایا جاتا اور نہ اس کا کوئی مطلب بنتا ہے۔ اور یہ امر اس بات پر قوی اور روشن دلیل ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا الہام نہیں بلکہ شیطان کا الہام ہے۔

☆ قادیانی اگر عرب کے محاورات سے اپنے خانہ ساز کلام کو ثابت کرے تو ہم سے ایک سو روپیہ انعام لے اور اگر ثابت نہ کر سکے (اور ہرگز نہ کر سکے گا گو مولوی نورالدین بھیروی جمونی، مولوی محمد احسن امروہی، محمد سعید شامی وغیرہ کو ملا کر ان سے مدد لے) تو ندامت کے ساتھ اس امر کو مان لے کہ یہ کلام الہام الٰہی نہیں، بلکہ شیطانی الہام ہے۔

قادیانی کے مرید اور بعض متردد مسلمان جو مرزا کے عربی رسائل کو دیکھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ان رسائل کے مقابلہ میں علماء اسلام کوئی رسالہ عربی کیوں نہیں لکھتے اور اس سے انعام کیوں نہیں لیتے یا اس کو الزام کیوں نہیں دیتے، وہ لوگ اسی ایک مثال کو غور سے دیکھیں۔ اور جو اس سے پہلے ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۵ کے اخیر میں قادیانی کی عربی عبارات کتاب وساوس کی اغلاط کی فہرست شائع کر چکے ہیں، اس کو ملاحظہ کریں تو یقیناً جان لیں گے کہ قادیانی کے رسائل کی عربی، عرب کی عربی نہیں بلکہ وہ محض تک بندی بے سود

مصداق غت ر بود ہے۔ وہ ہندی اور فارسی محاورات کا اپنی خانہ ساز اور ناموزوں عبارات میں ترجمہ کر دیتا ہے جو ہرگز اس لائق نہیں کہ علماء عربی دان اس کی طرف توجہ کریں اور اس کے مقابلہ کا قصد فرماویں۔

علماء تو کجا، وہ طالب علم بھی جنہوں نے سرکاری سکولوں میں مفتاح الادب وغیرہ رسائل پڑھے ہیں، اس کی عربی عبارات کو حقارت اور کراہت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، اور اس پر ایسی با دلیل نکتہ چینی کرتے ہیں جس کا جواب اس سے بن نہیں پڑتا۔ ہمارے ایک عزیز تلمیذ منشی احمد دین (کلرک انکم ٹیکس ضلع سیالکوٹ) نے قادیانی تفسیر کرامات الصادقین کے ابتدائی چند صفحوں پر سرسری نکتہ چینی کر کے اس کے پاس بھجوائی اور اس پر نہایت ملائمت سے داد انصاف چاہی تو قادیانی سے اس کے جواب میں کوئی بات نہ بن سکی۔ آخر اس عزیز نے وہ نکتہ چینی اخبار وزیر ہند، سیالکوٹ (مطبوعہ ۸۔ اگست ۱۸۹۴ء) میں چھپوا دی جسکی بعض علماء کپور تھلہ نے پرچہ وزیر ہند ۲۴۔ اگست ۱۸۹۴ء میں تصویب و تائید کی ہے۔ وہ اخبار آسانی سے مل سکتا ہے.... اس نکتہ چینی کو پڑھ کر ناظرین یقین کریں گے کہ قادیانی کی عربی، عرب کی عربی نہیں، پھر وہ کیونکر مستحق ہے کہ علماء عربی دان اس کی طرف توجہ کریں۔..

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ بیان بالا، اس الہام کی عربیت میں کلام تھا، اب اس کے مفید مطلب و مقصود قادیانی نہ ہونے کا حال سنو۔

یہ عبارت جیسی کیسی ہے، مطلب بتا نہیں سکتی۔ اس عبارت کے لفظی ترجمہ سے تو کچھ بھی مطلب سمجھ میں نہیں آتا، چنانچہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ لہذا قادیانی کو اس عبارت کا مطلب بتانے کیلئے ایک الہامی تفسیر کی ضرورت ہوئی جو اس نے ترجمہ کے ساتھ بیان کی، اور وہ بھی نقل ہو چکی ہے۔ اس تفسیر سے بھی کسی قدر حق کی طرف رجوع کرنے سے مدعا و مراد کہ وہ آتھم کا اس پیش گوئی سے ڈر جانا ہے، ظاہر نہیں ہوتا تھا اس لئے قادیانی کو اس الہام کی شرح و تفسیر کے بعد (بلکہ اس تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد حاشیہ نمبر ا میں بصفحہ ۱۵ سطر ۴ میں) اس کا مطلب بیان کرنا پڑا کہ اس رجوع حق سے ڈر جانا مراد ہے۔ چنانچہ اس نے کہا

. حق کی طرف جھکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتھ قبول کرنا،

درحقیقت ایک ہی بات ہے .

اس مدعا و مراد کا عبارت الہام اور اس کی الہامی تفسیر سے سمجھ میں نہ آنا، اور ایک

مدت کے بعد مانند مشتے بعد از جنگ قادیانی کا اس مدعا کو ظاہر کرنا بھی ایک روشن دلیل ہے کہ وہ عبارت الہامی نہیں، شیطانی ہے۔ خدا تعالی جو سچوں کا ملہم ہے، ایسا قاصر البیان نہیں کہ جو مدعا کسی الہام سے ادا کرنا چاہے اس کو نہ الہام میں ادا کرے نہ اس کی الہامی تفسیر میں کہہ سکے، اور ایک مدت کے بعد اس کو وہ مدعا ظاہر کرنا یاد آوے۔

ثانیاً جو دعوی کی تائید میں قادیانی نے کہا ہے کہ کسی قدر ڈر جانے سے موعود عذاب موت و ہلاکت بشہادت قرآن ٹل جایا کرتا ہے، اس میں اس نے نصوص کی تحریف کی ہے۔ قرآن کی کسی آیت میں یہ بیان صراحتاً یا اشارۃً پایا نہیں جاتا ہے کہ جو قطعی وعدہ عذاب موت و ہلاکت کا کسی کو موقّت بوقت خاص دیا گیا ہے وہ ان کے کسی قدر ڈر جانے سے ٹل گیا ہے۔ قادیانی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک آیت فمن یّعمل مثقال ذرّۃ خیراًیرہ پیش کی ہے۔ سو یہ دنیاوی موعود عذاب موت کے ٹلنے میں نص نہیں ہے بلکہ آخرت میں ذرہ بھر نیکی کا بدلہ پانے میں نص ہے۔ اس کے پہلے قیامت کے احوال واہوال (زمین کا ہلایا جانا اور اس کا اپنے بوجھ نکال دینا اور اپنی پیٹھ پر گذرے واقعات کی خبر دینا) بیان کر کے کہا ہے

یو مئذ یّصدر النّاس اشتا تاً لّیروا اعمالھم فمن یّعمل مثقال ذرّۃٍ خیراً یّرہ ۔ کہ اس دن لوگ متفرق ہو کر حساب کی جگہ سے پھرینگے تا کہ اپنے اعمال کا بدلہ دکھائے جائیں پھر جو ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اس آیت سے قادیانی کا یہ بات نکالنا کہ جو ایک ذرہ خدا سے ڈر گیا اس سے دنیا میں سنگین عذاب موت ٹل گیا، تحریف نہیں تو اور کیا ہے (بعض مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی بھی کئے ہیں کہ کافروں کو دنیا میں نیکی کا بدلہ رزق اور مال ملتا ہے مگر اس کی تفسیر میں کسی نے وہ نہیں کہا جو مرزا قادیانی نے کہا ہے)

دوسری آیت حاشیہ نمبر ۱، انوار میں قادیانی نے وہ پیش کی ہے جس میں بیان ہے

و اذا اردنا ان نھلک القریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحقّ علیھا القول فد مر ناھا تد میراً (جب لوگ فسق کرتے ہیں تو ہلاک کئے جاتے ہیں)۔

و ما کنّا مھلکی القرے الا و اھلھا ظالمو ن (ہم اس وقت بستیوں کو ہلاک کرتے ہیں جب ان کے لوگ ظالم ہو جاتے ہیں)

ولقد استھزیء رسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذ

تم فکیف کان عقا ب (تجھ سے پہلے رسولوں سے ٹھٹھا کیا گیا۔تو ہم نے لوگوں کو پکڑا)۔

و مکروا مکراً و مکر نا مکراً و هم لا یشعرو ن

مگر یہ تمام آیات قادیانی پر حجت ہیں، یعنی اس کو جھوٹا کرتی ہیں، اس کی دستآ ویز نہیں ہوسکتیں کیونکہ ان میں عذاب کا موجب وسبب فسق، ظلم واستہزا، مکر کو بتایا گیا ہے۔سو آتھم سے بمقابلہ اسلام سرزد ہو چکا ہے لہذا وہ عذاب کا مستحق ہو چکا تھا۔قادیانی کا الہام سچا ہوتا تو ان آیات کی شہادت سے اس پر ضرور عذاب آ جاتا۔ان آیات میں یہ نہیں کہا گیا کہ اگر فسق وظلم واستہزاء ومکر کے بدلے عذاب موت کا وعدہ ہو جائے تو پھر وہ کسی قدر ڈر جانے سے ٹل جاتا ہے، لہذا ان آیات سے عذاب ٹل جانے کا ثبوت نکالنا تحریف نصوص ہے۔

☆ چھٹی آیت قادیانی اشتہار عدم وفات شوہر زوجہ فرضی خود میں وہ پیش کی جس میں حضرت یونس کی قوم سے ایمان لانے کی وجہ سے عذاب کا اٹھایا جانا مذکور ہے۔اورمرزا قادیانی نے دعوی کیا ہے کہ

. حضرت یونس کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی . یعنی پھر وہ عذاب اٹھالیا گیا اور وعدہ عذاب پورا نہ ہوا۔

اس آیت میں یہ نص وتصریح نہیں ہے کہ یونسؑ کو خدا تعالی نے اس قوم کو ہلاک کرنے کا قطعی وعدہ دیا تھا، اور نہ اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف دواوین سنت میں دیکھی گئی ہے۔ بلکہ نص قرآن میں (صرف یہ) بیان ہے

فلو لا کانت قریة ا منة فنفعها ایما نها الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنهم العذا ب الخزی فی الحیوة الد نیا و متعنا هم الی حین۔

(یو نس ۔ع ۱۰) کوئی بستی ایسی نہ ہوئی کہ وہ عذاب دیکھ کر ایمان لاتے اور اس سے نفع اٹھاتے، بجز قوم یونس کے کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے دنیا کی رسوائی کے عذاب کو اٹھا دیا اور ان کو ایک وقت تک دنیا سے متمتع کیا۔

جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب قطعی ہلاکت کا نہ تھا (قطعی ہوتا تو وہ ایمان لانے سے نہ ٹلتا اور اس میں تخلّف نہ ہوتا) بلکہ وہ شرطی انذار تھا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب کئے جاؤ گے۔ پھر قوم یونس آثار عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو وہ عذاب (جو بشرط عدم ایمان تھا) وقوع میں نہ آیا۔بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت یونس نے قوم کو چالیس

شب کی میعاد مقرر کر دی تھی مگر انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا، شرطی عدم ایمان کی شرط سے مشروط نہ تھا۔ بلکہ چالیس رات کی میعاد مقرر کرنے اور اس سے پہلے عذاب نہ آنے سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ چالیس شب کی مدت انکے ایمان کے انتظار کیلئے مقرر ہوئی تھی اور اس غرض کے اظہار کیلئے تھی کہ اگر وہ اس عرصہ میں ایمان لے آویں گے تو عذاب نازل نہ ہوگا۔

امام رازی تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں۔

روی ان یونس بعث الی نینوی من ارض الموصل فکذّ بوہ فذھب عنھم مغاضباً فلمّا فقدوہ خافوا نزو ل العذا ب فلبسوا..... اربعین لیلة وکان یونس قال لھم ان اجلکم ار بعون لیلة فقا لوا ان رئینا اسباب الھلا ک آ منا بک۔ فلما مضت خمس و ثلا ثو ن لیلة ظھر فی السماء غیم اسود شدید السواد فظھر منه دخان شدید و ھبط ذا لک الد خان حتی وقع فی المد ینة واسود سطرحھم فخرجوا الی الصحرا وفرقوا بین النساء والصبیا ن وبین الدوا ب و اولا دوھا فحن بعضھا الی بعض فعلت ا لاصوات و کثر التضرعا ت و اظھر ا لا یما ن و التو بة و تضرعوا الی اللہ تعا لی فرحمھم و کشف عنھم

حضرت یونس اہل نینوی کی طرف مبعوث ہوئے۔ انہوں نے جھٹلایا تو وہ ان سے خفا ہو کر نکل گئے۔ پھر جب انہوں نے حضرت یونس کو نہ پایا تو ڈر گئے۔ اور ٹاٹ پہننے لگے اور چلائے۔ حضرت یونس نے ان کو چالیس دن کی میعاد مقرر کر دی تو وہ آپ کے جواب میں بولے کہ ہم اسباب و آثار ہلاکت دیکھیں گے تو ایمان لے آویں گے۔ اور جب تیس راتیں گذر گئیں تو آثار عذاب نمایاں ہوئے اس حال میں سیاہ بادل نمودار ہوا جس سے سخت دھواں ظاہر ہوا جو شہر میں آ پڑا۔ اور اس سے اس کی چھتیں سخت سیاہ ہوگئیں۔ تب وہ لوگ جنگل کو نکل گئے۔ اپنی بیویوں کو بچوں سے جدا کر کے چلانے لگے اور ایمان لے آئے اور تائب ہوئے تو خدا نے ان پر رحم کیا اور عذاب کو ملتوی کیا گیا۔

یہ حضرت یونس کا (بقول مفسرین) چالیس دن کی میعاد مقرر کرنا اور ان کے جواب میں قوم کا یہ کہنا کہ ہم آثار و اسباب دیکھ کر ایمان لے آویں گے، اور اس پر حضرت یونسؑ کا

سکوت فرمانا صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ وعدہ عذاب قطعی نہ تھا بلکہ بشرط عدم ایمان تھا۔تب ہی انہوں نے بصورت آثار دیکھنے کے وعدہ ایمان کیا تھا۔ پھران کو میعاد سے پہلے آثار دکھا کر ایمان عطا ہوا اور عذاب ملتوی کیا گیا۔

نیز تفسیر کبیر کی جلد ۶ کے صفحہ ۱۸۸ میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے

فاوحی الله الیه (ای یونسؑ) قل لهم ان لم تؤمنوا جاءکم العذاب فابلغهم فخرج من عندهم فلمّا فقدوه ندموا علی فعلهم و طفقوا یطلبون فلم یقدر و ثم ذکروا امرهم و امر یونس للعلماء الذین کانوا فی دینهم فقالوا انظروا و اطلبوه فی المدینة فطلبوه فقیل لهم انه خرج العشی فلما ایموا اغلقوا باب مدینتهم فلم یدخلها بقوم ولاغنمهم و هزنوا الوالدة عن ولدها وکذا الصبیان والامهات ثم قاموا ینتظرون الصبح فلما انشق الصبح راو العذاب ینزل من السماء .... کہ خدا تعالی نے حضرت یونس کی طرف جو وحی متضمن خبر عذاب کی تھی خود اس میں یہ شرط لگا دی تھی کہ اگر وہ لوگ ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونس نے ان کو یہ وحی الٰہی پہنچائی تو وہ ایمان لانے سے انکاری ہوئے۔جس پر یونسؑ ان کے بیچ سے نکل گئے تو وہ پچھتائے اور یونس کی تلاش میں لگ گئے۔ یونس کو انہوں نے نہ پایا تو رونے چلانے لگ گئے اور ایسے ڈرے کہ حاملہ عورتوں کے حمل وضع ہو گئے اور انسانوں کے علاوہ گائے بکریوں کی بھی آوازیں نکلیں۔تب عذاب رفع ہوا۔

لیجئے قادیانی صاحب! اس روایت سے کیسی صفائی اور تصریح کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ جو حضرت یونس کو خدا تعالی نے شرطی عذاب کا ڈر سنایا تھا وہ وعدہ قطعی نہ تھا۔ اب اس سے بڑھ کر آپ کیا چاہتے ہیں اور شرطی ہونے عذاب قوم یونس کا اور کیا ثبوت مانگتے ہیں؟

اس روایت کے معنی سمجھنے میں جو قادیانی نے دھوکہ کھایا، یا دیدہ دانستہ دھوکہ دینا چاہا ہے اس کا ازالہ اشتہار چار ہزار کے دلائل کے جواب میں عنقریب کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ اور اگر قادیانی اس ظاہر مفہوم آیت کو نہیں مانتا اور بیان مذکور مفسرین کو بھی (جس سے عذاب کا مشروط بعدم ایمان ہونا ثابت ہے) سچا نہیں جانتا تو وہ کسی آیت قرآن یا حدیث صحیح سے یہ ثابت کر دے کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا اور پھر وہ ٹلا گیا۔اور صرف یہی امر اس کا مدعا ثابت

کرنے کو کافی نہ ہوگا بلکہ اس کو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ قوم یونس ایمان نہ لائی تھی، اور کفر سے تائب نہ ہوئے تھے، صرف اسی قدر ڈر گئے تھے جیسا کہ بقول قادیانی عبداللہ آتھم کسی قدر ڈر گیا تھا اور وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے، نہ لایا تھا۔ کیونکہ اگر یہ امر قادیانی ثابت نہ کرسکا اور قوم یونس کا ایمان لانا اس کے نزدیک بھی ثابت و مسلّم رہا جیسا کہ نص قرآن لما آمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا سے (جو مع ترجمہ منقول ہوئے) ثابت ہے تو پھر بھی یہ آیت قادیانی کی دلیل نہ ہوسکے گی۔ کیونکہ اس کا دعوی یہ ہے کہ کسی قدر ڈر جانے سے اور دل کے کسی گوشہ میں ایک ذرہ دھڑکہ یا خوف پیدا ہو جانے سے عذاب قطعی ٹل جاتا ہے، گو وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے حاصل نہ ہو۔ پس جب تک آیت متعلق قصہ حضرت یونس یا کسی اور آیت سے قادیانی یہ ثابت نہ کرے کہ صرف کسی قدر ڈر جانے سے (باوجود کافر و بے ایمان رہنے کے) عذاب موعود ٹل جاتا ہے اور ٹل گیا ہے، اس آیت سے اس کا تمسک کرنا کمال درجہ کی بے حیائی اور بے ایمانی ہوگی۔

قادیانی کے مرید اس بات کو نہیں سمجھتے کہ عبداللہ آتھم تو بقول قادیانی بھی ایمان نہیں لایا۔ صرف کسی قدر ڈر گیا تھا، بخلاف قوم یونس کہ وہ پورے طور پر اور کمال تضرع سے ایمان لے آئے تھے۔ پھر یہ آیت متعلق قوم یونس (اگر بالفرض اس سے قطعی عذاب کا ٹل جانا ثابت ہو) قادیانی کی دلیل کیونکر ہوسکتی ہے۔

☆ مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار چار ہزار روپیہ کے صفحہ ۱۱ سے ۱۶ تک خاکسار (محمد حسین) کو مخاطب کر کے پہلے عام موعود اور قطعی عذابوں کے توبہ واستغفار سے ٹل جانے کا ثبوت پیش کیا ہے پھر خاص کر حضرت یونسؑ کی قوم کے عذاب کے قطعی ہونے کے ساتھ ٹل جانے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

عام موعود اور قطعی عذابوں کے استغفار وتوبہ سے ٹل جانے کے ثبوت میں اول یہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اس تعلیم سے بھرا پڑا ہے کہ اگر توبہ واستغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹل جاتا ہے۔ اور اس دعوی کے ثبوت میں بائیبل کا ایک قصہ نقل کر دیا ہے جس کا نہ پتہ بتایا نہ حوالہ کتاب دیا۔ اور اس دعوی کے ساتھ (دوسرا) یہ دعوی بھی کر دیا کہ یہ قصہ مفسرین نے لکھا ہے، بلکہ اور حدیثیں اس قسم کی بہت ہیں جن کا لکھنا موجب طول ہے۔ پھر اس کے ساتھ (تیسرا) یہ دعوی بھی کر دیا ہے کہ علاوہ وعید ٹلنے کے (جو کرم مولی میں داخل ہے) اکابر

صوفیہ کا مذہب ہے کہ کبھی وعدہ بھی ٹل جایا کرتا ہے، اوراس پر صوفیوں کی دو کتابوں کا حوالہ دے کر اس دعوی سوم کی دلیل قرآن سے یہ پیش کی ہے کہ موسیٰؑ کو نزول توریت کیلئے تیس رات کا وعدہ دیا گیا تھا اور کوئی شرط ساتھ نہ تھی۔ مگر وعدہ قائم نہ رہا اور اس پر دس دن بڑھائے گئے ،جس سے بنی اسرائیل فتنہ گوسالہ پرستی میں پڑے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب کہ نص قطعی سے ثابت ہے کہ خدا ایسے وعدہ کی تاریخ ٹال دیتا ہے جس کے ساتھ کسی شرط کی تصریح نہیں کی گئی تھی تو وعید کی تاریخ میں عندالرجوع تاخیر ڈالنا خود کرم میں داخل ہے۔

پھر حاشیہ میں بضمن نوٹ اول قادیانی نے اس دلیل پر آپ ہی یہ سوال وارد کر کے کہ اللہ تعالی یہ فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد (یعنی خدا تعالی وعدہ کا خلاف نہیں کرتا)، اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت میں وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو خدا کے ارادہ میں وعدہ کے نام سے موسوم ہو، نہ کہ وہ امر جس کو انسان اپنے خیال کے مطابق قطعی وعدہ سمجھ لے۔ اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالی ایک وعدہ کرے اور اس کے ساتھ کوئی شرط مخفی ہو جس کا اظہار نہ کرے، اور شرط کے عدم ظہور سے اس وعدہ کا ظہور نہ ہو۔ پھر اپنے پہلے دعوی کی نظیر یا دلیل وہ آیت قرآن پیش کی ہے جس میں یہ ذکر ہے

لئن انجیتنا من ھذہ لنکو ننّ من الشاکرین فلما انجاھم اذا ھم یبعثو ن فی الارض بغیر الحق (یونس) کشتی والے طوفان کے وقت کہتے ہیں کہ اے خدا اگر تو ہم کو اس سے نجات دے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے، پھر خدا جب ان کو نجات دیتا ہے تو وہ زمین میں ناحق کے طالب ہوتے ہیں

اور بڑے فخر سے ایسی آیات سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ

خدا تعالی اپنے قہری ارادہ سے دریا میں طوفان پیدا کرتا ہے پھر ان کے تضرع اور رجوع پر ان کو بچالیتا ہے۔ باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ پھر مفسدانہ حرکات کریں گے۔ پھر کہا ہے کہ کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے کہ کشتی والوں کو خفیف چوٹیں لگیں، مگر ہلاک نہ ہوں۔ اے شیخ! ذرا شرم کرنا چاہیے۔ اس قدر عقل کیوں ماری گئی کہ نصوص بدیہہ سے انکار کئے جاتے ہو۔

☆ قادیانی کے اس بیان سے اس کا کوئی دعوی منجملہ دعاوی ثلاثہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس نے جو یہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اسی تعلیم سے بھرا پڑا ہے کہ توبہ واستغفار قبل نزول

عذاب ہو، تو عذاب ٹل جاتا ہے اور اس کے ثبوت میں جو کچھ کہا ہے اس میں اولاً یہ نہ سوچا کہ جو عذاب توبہ واستغفار سے ٹل جاتا ہے وہ عذاب قطعی موعود ہوتا ہے جس کے وقوع کی پیشتر خبر دی جاتی ہے یا غیر موعود؟ اور محل بحث ونزاع کونسا عذاب ہے؟ قطعی موعود یا غیر موعود؟ اور میرا دعوی کس عذاب کے ٹل جانے کا ہے، قطعی موعود کا یا غیر موعود کا۔ پس اگر عذاب قطعی موعود محل بحث ونزاع ہے اور اسی کے ٹل جانے کا مجھے دعوی ہے، تو پھر میرا کشتی والی آیت کو معرض استدلال میں لانا کیا وجہ رکھتا ہے؟ کیا کسی آیت میں یا حدیث میں یہ آیا ہے کہ کشتی والوں پر جو طوفان آیا کرتا تھا اور وہ ان کے استغفار وتضرع سے ٹل جایا کرتا تھا، وہ پیشتر سے موعود ہوتا تھا، اور اسکی نسبت خاص کوئی وعدہ ہلاکت آجاتا تھا۔ ایسا ہے تو میں اس مقام میں اس آیت کو پیش کروں جس میں وعدہ قطعی ہلاکت بہ طوفان ہوا ہو، اور پھر وہ ٹلا ہو۔ اور اگر اس مضمون کی آئت کوئی نہیں تو عقلاء جہان میری اس پیش کردہ آیت کو دیکھ کر کیا کہیں گے؟ اور اس آیت میں یا قرآن کی کسی اور آیت میں اس طوفان کا جو تضرع سے ٹل گیا تھا، وعدہ نہ دیکھیں گے تو مجھے بجز احمق یا دھوکہ باز نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟

اور ثانیاً یہ نہ سوچا کہ دعوی تو میرا یہ تھا کہ رجوع وتضرع سے عذاب موعود ٹل جانے کی آیات سے قرآن بھرا پڑا ہے اور اس کی دلیل وتفصیل میں میرا ایک بے نشان قصہ بائیبل سے نقل کرنا کیا وجہ رکھتا ہے؟ کیا بائیبل قرآن ہے؟

پھر اس دعوی پر ایک دعوی دوم کرنا اور بے پتہ اقوال مفسرین اور احادیث کا حوالہ دینا کیا وجہ رکھتا ہے؟ کیا بے پتہ اقوال مفسرین اور بے نشان احادیث بھی قرآن کہلاتے ہیں؟

پھر اس کوتاہی کے ساتھ (یعنی قرآن کی ایک آیت یا حدیث بھی نقل کئے بغیر) میرا یہ کہنا کہ تفصیل موجب تطویل ہے، کیا معنی رکھتا ہے؟ آیت یا حدیث یا کسی تفسیر کی عبارت تو ایک بھی ہم نے ایسی نہیں لکھی جس میں موعود عذاب کے ٹل جانے کا ذکر ہو، پھر تطویل کہاں سے ہوگئی جس سے تھک کر اور احادیث یا آیات کے ذکر سے قلم کو روکا گیا ہے۔

اور ثالثاً یہ نہ سوچا کہ جو دعوی سوم کی میں نے آیت دلیل بنا کر پیش کی ہے وہ وعدہ خلافی کے جواز پر نص قطعی کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس آیت میں یہ کہاں تصریح ہے کہ تیس رات کے گذرنے پر فوراً توریت ملنے کا خدا نے وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ دس رات بڑھا کر ٹلایا گیا۔

اور رابعاً، قادیانی صاحب نے یہ نہ سوچا کہ جو اقوال صوفیوں کے ہم اس وعدہ

خلافی کی تائید میں پیش کر کے اپنے ساتھ ان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں، کیا وہ اقوال بھی آیات قرآن ہیں؟ اور وہ کس شخص کیلئے حجت دست آویز بنائی گئی ہے۔ اپنے لئے یا اپنے مخاطب کیلئے؟ ہمارا سارے جہان کا اتباع وتوافق کو چھوڑ کر مجتہد و مجدد بن کر قرآن وحدیث سے استدلال کا مدعی بننا، پھر بجائے قرآن حدیث ان اقوال صوفیا کو پیش کرنا، اہل علم و دانش کی نظروں میں کیا وقعت واثر پیدا کرے گا؟ اور ہمارا مخاطب جو دلیل شرعی کا طالب ہے وہ ان اقوال کو ان معنی سے، جو ہم سمجھتے ہیں، کب قبول کرے گا۔

☆ ہمارے ان الزامات وسوالات کے ضمن میں قادیانی کے جملہ دعاوی دلائل کا جواب اجمالی ادا ہوا۔ اب ہم ان دعاوی و دلائل کا جواب تصریح وتفصیل سے دیتے ہیں

☆ مرزا قادیانی کا پہلا دعوی محض کذب ہے۔ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ موعود قطعی عذاب توبہ استغفار سے وقت موعود ٹل جاتا ہے۔ اس دعوی کی دلیل جو بے پتہ قادیانی نے بائیبل سے پیش کی ہے وہ قادیانی اور اس کے عیسائی بھائیوں کیلئے حجت ہوگی، اہل اسلام تو اس کو حجت نہیں سمجھتے اور ان کتابوں کو محرف مانتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ قادیانی بھی براہین احمدیہ میں کہہ چکا ہے کہ یہ کتابیں کایا پلٹ ہوتی رہتی ہیں

(براہین ج ۴ ص ۳۳۰۔ اور اشاعۃ السنہ نمبر ۸ ج ۱۵ ص ۱۹۷)

☆ قادیانی کا دوسرا دعوی بھی محض ڈھکوسلہ ہے۔ اسے چاہیے کہ اس مضمون کا کسی مفسر معتبر کا قول (جو اہل کتاب سے ماخوذ نہ ہو بلکہ حدیث سے ہو) یا کوئی صحیح حدیث نقل کرے۔

☆ قادیانی کے تیسرے دعوی میں دو دعوی ہیں۔

ایک یہ کہ وعید کو ٹلا دینا کرم ہے۔ دوسرا یہ کہ وعدہ الٰہی بھی کبھی ٹل جایا کرتا ہے۔

پہلے دعوی کا رد وابطال یہ ہے کہ اس دعوی کو آپ نے نقلی وشرعی دلیل سے مدلل نہیں کیا۔ اس کی صرف عقلی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ کرم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات آپ نوٹ دوم صفحہ ۱۲ اشتہار چار ہزار میں مان چکے ہیں کہ

تخلّف وعدہ کا ایک نقص ہے جو خدا تعالی پر جائز نہیں۔

اور اس کے نقص ماننے کی وجہ یہی ہے کہ اس سے کذب لازم آتا ہے اور یہی نقص بعینہ تخلّف وعید میں موجود ہے۔ لہٰذا اللہ کا اس سے بھی پاک ہونا بحکم عقل واجب و ضروری ہے۔ جیسا کہ تخلّف وعدہ سے آپ کے نزدیک اس کا پاک ہونا واجب اور ضروری

ہے ۔اور نقل بھی عقل کی مؤید ہے ۔اللہ نے وعید کے باب میں صاف فرما دیا ہے کہ جو میں نے ڈر (عذاب) کی بات کہی ہے، وہ نہ بدلے گی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

ما یبدل القول لدیّ و ما انا بظلام للعبید ۔ (ق)۔ یعنی اگر میں اپنی اس بات (وعید) کو بدلا دوں اور کافروں اور مشرکوں کو بھی مسلمانوں کی طرح بخش دوں تو یہ مسلمانوں اور خدا پرستوں پر میرے قانون جزا وسزا کے مطابق صریح ظلم ہے۔

اور فرمایا انجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون (قلم)

کہ کیا ہم مسلمانوں اور مجرموں کو یکساں کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہوا کیسی باتیں کرتے ہو؟

اور فرمایا کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کا الفجّار (سورہ ص)

کیا ہم نیک عمل مومنوں کو مفسدوں کی مانند یا پرہیز گاروں کو بدکاروں کا سا کر دیں گے؟

☆ آپ کی عقلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ اگر اپنے کرم کی نظر کی سے اللہ تعالی کو ایک نقص اور عیب (کذب) کا ارتکاب جائز ہے ۔تو اس سے لازم آتا ہے کہ شرک وکفر وزنا وغیرہ سبھی گناہ خدا تعالی کے نزدیک جائز ہوں ۔اور بندوں کے نزدیک بھی بتقلید خدا جائز (تعالی اللہ عما یقول الظا لمو ن علواً کبیراً) خدا کے نزدیک اس جواز گناہ کی وجہ یہ ہے کہ کرم خداوندی کی نظر سے خدا کا کذب جائز ہوا، اور اس امر کا گنہ گاروں کو یقین دلایا گیا تو گنہ گار دلیری سے اس کرم کے بھروسہ پر کفر وشرک وزنا کا ارتکاب کریں گے اور یہ کہیں گے کہ خدا تعالی کریم ہے، وہ اپنا کرم چھوڑ کر ہم کو کبھی عذاب نہ کرے گا ۔ اس سے بعثت رسولوں کا عبث ہونا اور احکام حلال وحرام کا بے کار ہونا لازم آیا۔

مرزا قادیانی چونکہ باتفاق جمہور اہل اسلام اس قسم کے عقاید ومقالات کے سبب زندیق ٹھہرا دیا گیا ہے لہذا وہ ایسی باتیں عوام کو سنا کر یہی چاہتا ہے کہ شریعت بے کار ہو اور احکام اسلام درہم برہم ہوں اور سب لوگ میری طرح زندیق بن جائیں ۔اس قسم کی باتیں پہلے زندیقوں نے بھی کہی تھیں مگر بحمد اللہ وہ ناکام رہے۔

لوگوں کے نزدیک اس تجویز سے جواز ہر ایک گناہ کی وجہ یہ ہے کہ کریم سے اگر کوئی کسی امر کی جس کو وہ گناہ جانتا ہو (مثلاً اس کی عورت سے کسی کا زنا کرنا) درخواست کرے تو اسکو اپنے کریم ہونیکے لحاظ سے اس سوال کو رد نہ کرنا اور اپنی عورت کو سائل کے پاس بھیج دینا جائز ہوگا اور قادیانی کی اس دلیل پر عمل کرنا پڑے گا کہ اگر چہ زنا بری صفت ہے (جیسا کہ

کذب) مگر کریم کو بلحاظ کرم، سائل کا دل رکھنے کو اس برائی کا ارتکاب جائز ہے۔

اے نادان قادیانی! خدا تعالی کے حق میں اس کے کرم کی نظر سے تیرا کذب کو تجویز کرنا، اور وعید معین سے اس کا تخلف جائز رکھنا بعینہ ایسا ہی ہے۔ خدا تعالی سے صدور کذب ایسا ہے جیسا کہ انسان سے زنا۔ کچھ تو سوچ، ذرا ہوش کر اور شرم سے کام لے۔ خدا تعالی کی نسبت ایسی بات نہ کہہ جو خدا تعالی نے نہیں فرمائی۔ فلا تضر بوا لله الامثال۔ ان الله یعلم و انتم لا تعلمو ن

دوسرے دعوی (تخلف وعدہ الٰہی کے جواز) پر جو قادیانی نے آیت قرآن و واعدنا موسی ثلثین لیلة سے استدلال کیا ہے اس میں خدا تعالی پر افتراء کیا ہے۔ اس آیت میں تیس رات کے وعدہ کا ذکر وارشاد نہیں کہ ہم نے صرف تیس ہی رات کا موسیٰ سے وعدہ کیا تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے صاف طور یہ ارشاد ہے و اذ واعد نا موسی ثلا ثین لیلة و اتممناها بعشر فتمّ میقات ربه اربعین لیلة (اعراف) کہ ہم نے موسی سے تیس رات کا وعدہ کر کے اس کو دس رات سے پورا کیا۔ سو اس کے رب کا وعدہ چالیس رات سے پورا ہوا یہ آیت قطعی نص ہے کہ پورا وعدہ چالیس ہی رات کا تھا۔ مگر اس آیت میں منجملہ چالیس رات کے تیس کو پہلے ذکر کیا دس کو پیچھے۔ پھر اس تفصیل کے بعد اس کا ٹوٹل کیا۔ اور فرمایا کہ وہ پورا وعدہ چالیس رات کا ھوا جس کو دوسری آیت میں بلا تفصیل چالیس ہی رات کا وعدہ کہا اور صاف فرما دیا

و اذ واعد نا مو سی ار بعین لیلةً ثم اتخذ تم العجل من بعده و انتم ظالمو ن (بقرہ)۔ کہ ہم نے موسی سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ تو تم نے اس کے پیچھے بچھڑے کو معبود بنایا۔

اس تفصیل کی مثال قرآن کی ایک وہ آیت ہے جس میں خدا تعالی نے حج میں تمتع کرنے والے پر (جو قربانی نہ پاوے) دس روزہ فرض کئے۔ مگر پہلے تین حج کے دنوں میں پھر سات اس کے بعد اور آخر فرما دیا کہ یہ دس پورے ہوئے فمن لم یجد فصیام ثلا ثه ایام فی الحج و سبعة اذا ر جعتم تلک عشرة کاملة۔

یہاں اگر یہ سوال ہو کہ اس آیت میں تو دس دن کو تفصیل مذکور سے بیان کرنے میں فائدہ ظاہر ہے کہ تین روزہ اور سات روزہ کا محل جدا جدا بیان ہوا ہے، اس آیت میں

چالیس رات کی تفصیل مذکور سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ فائدہ تفسیر کبیر کی عبارت میں عنقریب بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی۔

اب قادیانی کے تصرف و بے ایمانی کو دیکھو کہ اس نے پوری آیت کا مضمون بیان نہ کیا اور اس وعدہ الٰہی کو پہلے صرف تیس رات کا وعدہ بتایا، پھر دس رات سے اس وعدہ کا بدل جانا اور اپنے وقت موعود سے ٹل جانا تجویز کیا۔ اور اس چوری پر یہ سینہ زوری کہ اس تبدیلی کو وہ نص قطعی کہتا ہے۔ ہم اپنے اس بیان کی تائید کیلئے علماء مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں جو بدست آویز آیات مذکورہ اس وعدہ کو چالیس ہی رات کا وعدہ قرار دیتی ہیں، نہ تیس کا۔

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر جلد اول ص ۵۲۱ میں کہا ہے

و ایضاً فلیس المراد انقضاء ای اربعین کان بل اربعین معین و هو الثلا ثون من ذی القعدة و العشر الاول من ذی الحجة لا نّ موسی کا ن عا لماً با نّ المراد هو هذه الار بعو ن و ایضاً فقوله تعالی و اذ واعد نا موسی ار بعین لیلةً یحتمل ان یکو ن المراد انّه وعد قبل هذه الاربعین ان یجیء الی الجبل هذه الاربعین حتی تنزّل علیه التوراة و یحتمل ان یکو ن المراد انه امر با ن یجیء الی الجبل هذه الار بعین و وعد بان تنز ل علیه بعد ذلک التوراة و هذه الاحتمال الثا نی هو المتا ید با لا خبار (البحث الرا بع) قو له ههنا وا عد نا موسی اربعین لیلة یفید ان المواعدة کا نت من اول الا مر علی الار بعین و قو له فی الاعراف و وا عد نا موسی ثلا ثین لیلة و اتممنا ها بعشر یفید ان المواعدة کا نت فی اول الا مر علی الثلا ثین فکیف التوفیق بینهما اجاب الحسن البصری فقال لیس المراد ان وعده کان ثلاثین لیلة ثم بعد ذا لک وعده بعشر لکنّه وعده ار بعین لیلة جمیعا۔ و هو کقو له ثلا ثه ایا م فی الحج و سبعة اذا ر جعتم تلک عشر کا مله۔

اس قول خداوندی سے کہ ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ کوئی (عام) چالیس راتیں مراد نہیں۔ بلکہ (خاص) تیس راتیں ماہ ذی قعد کی اور دس رات ذی الحج کی۔ کیونکہ

موسیٰ کو اس تعین کا علم تھا اور اس وعدہ کے دینے کے دو احتمال ہیں۔ایک یہ کہ ان چالیس سے پہلے یہ وعدہ دیا گیا ہو کہ موسیٰ ۴۰ رات پہاڑ پر آئیں گے تو توریت ملے گی۔ دوسرا احتمال یہ کہ پہلے ۴۰ رات پہاڑ پر آنے کا حکم ہوا ہو۔اور اس کے بعد یہ وعدہ توریت ملنے کا ہوا۔ اس احتمال دوم کی تائید حدیث سے ہوتی ہے۔اس قول خداوندی سے کہ ہم نے موسیٰ کو ۴۰ رات کا وعدہ دیا، ثابت ہوتا ہے کہ پہلے ہی سے ۴۰ رات کا وعدہ ہوا تھا۔ اور دوسرے قول سے جو سورہ اعراف میں ہے کہ ہم نے موسیٰ کو ۳۰ رات کا وعدہ دیا۔ اور اس کو دس رات سے پورا کیا، مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے ۳۰ کا وعدہ ہوا تھا۔ان دونوں قول میں موافقت کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کا جواب حسن بصریؒ نے یہ دیا ہے کہ اس قول دوم سے یہ مراد نہیں کہ پہلے وعدہ تیس رات کا دیا تھا پھر دس رات کا دوسرا وعدہ ہوا۔ بلکہ وہ وعدہ پہلے ہی سے اکٹھے چالیس رات کا تھا۔اس کو تیس اور دس رات کے وعدہ سے تعبیر کرنا ایسا ہے جیسا خدا تعالیٰ کے اس قول کہ (حج تمتع کرنے والہ) تین روز ایام حج میں روزہ رکھے اور سات دن جب حج کر کے پھرے۔ یہ دس پورے ہوئے۔ پہلے تین کو پھر سات کو بیان کیا گیا ہے۔

پھر امام رازی نے جلد چہارم کے صفحہ ۱۴۷ میں کہا ہے

واعلم انه تعالی قال فی سورة البقرة و اذ واعدنا موسی اربعین لیلة و ذکر تفصیل تلک الاربعین فی هذه الآیة فان قیل و ما الحکمة ههنا فی ذکر الثلا ثین ثم اتمامها بعشر و ایضاً فقوله فتم میقات ربه اربعین لیلة کلام عار عن الفا ئده لا ن کل احد یعلم ان الثلا ثین مع العشر یکو ن ار بعین قلنا اما الجوا ب عن السوال الاول فهو من و جوه (ا لاول) انه تعالی امر موسیٰؑ بصو م ثلا ثین یو ماً وهو شهر ذی القعده فلما اتم الثلاثین انکر خلوف فیه فتسوک فقا لت الملائکة کنا نشم من فیک رائحة المسک فا فسد ته بالسواک فاوحی الله الیه اما علمت ان خلوف فم الصا ئم اطیب عندی من ر یح المسک فا مره الله تعا لی ان یزید علیها عشرة ایام من ذی الحجة لهذا السبب۔

(و الو جه الثانی) فی فا ئدة هذا التفصیل ان الله امر ه ان یصو م

ثلاثین یوماً و ان یفعل فیها ما یقربه الی الله تعالی ثم انزل التوراة فی العشر البواقی و کلمه ایضاًفیه فهذا هو الفائدة فی تفصیل الاربعین الی الثلاثین و الی العشرة

سورة بقرہ میں چالیس رات کا وعدہ بیان ہوا ہے۔اوراس مقام (سورہ اعراف) میں ان چالیس رات کی تیس اور دس تفصیل ہوئی ہے، اس کی حکمت اور فائدہ کیا ہے؟ اس کا جواب کئی وجوہ سے ہے۔ وجہ اول یہ کہ حضرت موسیٰ کو ذی قعد کے تیس روزوں کا حکم ہوا تھا جب انہوں نے تیس روزے پورے کر لئے تو اپنے منہ میں ناگوار بو پا کر مسواک کی۔ اس پر فرشتوں نے کہا کہ ہم کو آپ کے منہ سے خوشبو آتی تھی۔آپ نے مسواک کر کے اس کو کیوں دور کیا۔اس پر خدا نے حکم دیا کہ دس روزہ اور رکھیں۔

وجہ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تیس دن روزہ رکھنے اور ان میں قربت الٰہی کے کام کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان تیس دن کے بعد باقی دس دن میں تورات ملنے کا وعدہ تھا۔اسی فائدہ کے لئے تیس اور دس کی تفصیل ہوئی۔

ان دو وجہ کے بعد امام رازی نے دو وجہ اس تفصیل کی اور بیان کی ہیں اور پھر اس سوال کا جواب دیا ہے کہ اس تفصیل کے بعد چالیس رات کا ذکر پھر کیوں کیا۔ہم نے اس بیان کو خوف تطویل سے چھوڑ دیا ہے۔

ان دو وجہ کا (جو بیان ہوئی ہیں) خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تیس دن کے روزہ کے حکم سے مقصود قربت و عبادت تھا اور دس دن کے روزہ سے مقصود بوئے دہن پیدا کرنا جس کو حضرت موسیٰؑ نے مسواک کر کے کھو دیا تھا۔ اور اگر حضرت موسیٰؑ مسواک نہ کرتے اور اس بوئے دہن کو نہ کھوتے تو صرف تیس ہی روزہ پر، مگر انقضائے مدت وعدہ چالیس روز کے بعد کتاب پاتے اور ہم کلام ہوتے۔اس مقصود کی نظر سے تیس دن کا روزہ اور قسم کا ہوا، دس دن کا اور قسم کا۔اس لئے ان دونوں کو جدا جدا بیان کیا۔ جیسے صیام عشرہ کو اختلاف محل کے سبب جدا جدا بیان کیا گیا ہے۔

اپنی اس دلیل پر جو مرزا قادیانی نے حاشیہ میں بضمن نوٹ اول سوال کر کے اس کا جواب دیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ

وعدہ الٰہی سے تخلف جائز نہیں، وہ امر مراد ہے جو خدا کے ارادہ قدیمہ میں وعدہ کے نام سے

موسوم ہو چکا ہو، نہ وہ جس کو انسان نے وعدہ سمجھ لیا ہو۔ یعنی اس کا خلاف ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اس سے قادیانی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس کے نزدیک خدا تعالیٰ کہتا کچھ ہے، اور ارادہ کچھ اور کرتا ہے۔ لہذا اس کا ظاہری قول اور وعدہ اپنے ظاہری معنی سے لائق وثوق و اعتماد نہیں ہے جب تک کہ اس کے باطنی معنے اور دلی ارادہ پر اطلاع نہ ہو۔ اس بیان و اظہار میں قادیانی نے خدا تعالیٰ کو ان منافق دورخے انسانوں کی مانند قرار دیا ہے جو کہتے تو ہیں کچھ اور دل میں کچھ اور رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے یک رنگ اور ظاہر باطن کے یکساں لوگ ان کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کے دلی ارادہ پر مطلع نہیں ہو سکتے اور یہ نہیں سمجھ سکتے کہ جو بات وہ منہ سے کہتے ہیں وہ ان کے دلی ارادہ کے موافق ہے یا اس سے مخالف۔ اور اس وجہ سے وہ ان کو منافق سمجھتے ہیں اور ان کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے۔ اور جب کہ انسان کا ارادہ دلی دوسرے انسان کو معلوم نہیں ہو سکتا اور اس وجہ سے دلی ارادہ کے برخلاف بات کہنے والوں کی باتوں پر یقین نہیں کیا جاتا۔ اور اس کو اظہار خلاف باطن کے سبب منافق و بے اعتبار سمجھا جاتا ہے تو پھر اگر قادیانی کے نزدیک خدا کی باتیں بھی اسی قسم سے ہیں کہ ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن موافق ارادہ قدیمہ کچھ اور، تو اس سے صاف اور یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کے نزدیک خدا کی کسی بات اور وعدہ پر (جس کے ساتھ اس نے اپنے دلی ارادہ کا اظہار نہیں کیا) وثوق و اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کے ارادہ پر جب تک وہ ظاہر نہ کرے کسی کو اطلاع ممکن نہیں اور اس وجہ سے اس کے ہر ایک وعدہ میں جس کے ساتھ دلی ارادہ کا اظہار نہ ہو، شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے یہ وعدہ ارادہ قدیمہ الٰہیہ کے موافق ہے یا ارادہ الٰہی اس کے مخالف ہے۔ یہ شبہ دین و ایمان و عمل حسنات و ترک سیئات کی بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دینے والا ہے۔ جب انسان کو خدا کے وعدہ پر اعتماد و وثوق نہ ہوگا اور اس وعدہ کے بھروسہ پر خدا سے نیک عمل کی جزاء کی امید اور عمل بد کی سزا کے خوف کا اس کو یقین نہ ہوگا تو وہ خدا پر ایمان کب لائے گا، اور تکلیف اٹھا کر عمل نیک کیوں کرے گا اور دنیاوی و دم نقد لذت و نفع چھوڑ کر عمل بد سے کیوں بچے گا۔

قادیانی صاحب! آپ نے خدا کے وعدہ اور اس کے ایفاء کی ایسی حقیقت بیان کی ہے جس سے دین ایمان کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیا یہی دقائق وحقائق ہیں جن کی نظر سے آپ مجدد کہلاتے ہیں اور دین اسلام کی تجدید و اصلاح کرنے آئے ہیں؟...

اس دلیری پر قادیانی کی اس بہادری کو دیکھو کہ وہ اپنی ان کفریات میں اکابر صوفیوں کو بھی شریک کرتا ہے اور یہ جتاتا ہے کہ جو باتیں میں نے کہی ہیں یہی باتیں بعینھا شیخ عبدالحق دہلوی وشاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ نے کہی ہیں۔

ناظرین! قادیانی اس دعوی میں جھوٹا ہے۔ جو کچھ ان حضرات نے کہا ہے اس کا مطلب اور ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ کی کلام کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی نے ان حضرات کی اصل عبارات کو نقل نہیں کیا۔ وہ اس دعوی میں سچا ہوتا تو بڑے طمطراق سے ان کی عبارات نقل کرتا اور اس سے اپنی تائید نکالتا۔

اخیر میں جو مرزا قادیانی نے اپنے پہلے دعوی کی دلیل کشتی والی آیت کو بتایا ہے اس کا تفصیلی جواب ہمارے پہلے اعتراض وسوال کے ضمن میں ادا ہو چکا ہے۔ لہذا اس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ اس کا اجمال یہ ہے کہ کشتی والوں پر جو طوفان آتا تھا اور وہ تضرع اور توبہ سے ٹالا جاتا تھا، وہ موعود نہ ہوتا تھا۔ کسی آیت میں یہ نہیں آیا کہ اس طوفان سے پہلے اس کا وعدہ آجاتا تھا۔ مرزا قادیانی نے اس آیت کے استعمال میں لوگوں کو دھوکہ دیا ہے اور خدا تعالی پر افتراء کیا ہے۔

یہ عام قطعی موعود عذابوں کے ٹل جانے کا مرزا قادیانی کی طرف سے ثبوت اور اس کا جواب ہے۔ اب خاص حضرت یونسؑ کی قوم سے قطعی موعود عذاب ٹل جانے پر مرزا قادیانی کا ثبوت دیکھو اور اس کا جواب سنو۔

حضرت یونسؑ کی قوم کے عذاب کے قطعی ہونے اور پھر توبہ سے ٹل جانے کے ثبوت میں مرزا قادیانی نے کوئی آیت، کوئی حدیث، کوئی قول صحابی کوئی قول تابعی کوئی عبارت کسی تفسیر کی ایسی پیش نہیں کی جس میں یہ تصریح ہو کہ وہ عذاب خدا کی طرف سے قطعی تھا شرطی نہ تھا۔ اور پھر اس کی دلاوری دیکھو کہ بہت سی تفسیروں کا حوالہ دے دیا۔ اور کئی صحابی وتابعین کا نام لے کر ان کے ذمہ لگا دیا کہ وہ عذاب بلا شرط تھا اور دو عبارتیں تفسیر کبیر نقل کر کے ان کا مطلب بھی یہی بتایا کہ وہ عذاب قطعی تھا۔ اور دو حدیثیں بھی (جو صرف حضرت ابن عباس کے قول ہیں) نقل کر کے اس کا مطلب بھی یہی بتایا کہ وہ عذاب قطعی تھا۔ اخیر میں بائیبل سے یونہ (یعنی یونسؑ) نبی کی کتاب سے کچھ عبارت نقل کی اور اس کا مطلب بھی یہی بتایا کہ عذاب کا وعدہ قطعی تھا۔ اس تمام بیان میں اس نے جھوٹ بولا ہے اور جس قول کا حوالہ دیا، یا

جو عبارت نقل کی اس میں مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ اس کے متمسکات سے ایک عبارت یا ایک قول یا ایک حدیث سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ عذاب قطعی تھا۔

ناظرین! قادیانی ہر متمسک بہ قول و عبارت کو سنیں اور پھر ہمارے جوابات و تشریحات کو دیکھیں۔

اولاً، مرزا قادیانی نے تین تفسیروں فتح البیان، ابن کثیر، معالم کا صرف حوالہ (بلا نقل عبارت) دے کر لکھا ہے کہ ان تفاسیر کو پڑھو۔ پھر کہا اور تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۸ سے (جلد ششم) غور سے پڑھو، تا معلوم ہو کہ ابتلاء کی وجہ کیا تھی۔ یہی تو تھی کہ حضرت یونس قطعی طور پر عذاب کو سمجھے تھے اگر کوئی شرط ہوتی تو یہ ابتلاء کیوں آتا۔ چنانچہ صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے

انهم لما لم يؤ منوا اوعد هم بالعذا ب فلما كشف العذاب عنهم بعد ما توعد هم خرج مغا ضباً۔

پھر اس کا ترجمہ کر کے ثانیاً آپ فرماتے ہیں۔

اور صاحب تفسیر کبیر نے جو پہلا قول نقل کیا ہے اس کے سمجھنے میں نادان (یعنی محمد حسین) نے دھوکہ کھایا اور یہ نہیں سوچا کہ اس کے آگے صفحہ ۱۸۸ میں وہ عبارت لکھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب موت کی پیش گوئی بلا شرط کی تھی۔

پھر ثالثاً فرمایا۔

اور بھی آخری قول مفسرین اور ابن مسعود اور حسن اور شعبی اور سعید بن جبیر اور وہب کا ہے

اس پر بھی آپ کو کھٹکا رہا کہ اس عبارت سے اور ان ناموں سے تو کوئی نہ سمجھے گا کہ وعدہ عذاب قطعی تھا۔ یہی سمجھا جائے گا کہ یہ قطعی ہونا ہم نے یونسؑ کے ابتلاء سے نکالا ہے اور ممکن ہے کہ ابتلاء کی وجہ کوئی ایسی اور پیدا ہو جاتی جس سے وہ عذاب شرطی بھی رہے اور یونسؑ کا ابتلاء بھی صحیح ہو جائے تو پھر آپ نے اس آیت ثلاثين ليلةً سے جا ہاتھ مارا۔ اور رابعاً یہ فرمایا۔

پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس حالت میں وعدہ کی تاریخ ٹل جانا نصوص قرآنیہ قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے جیسا کہ آیت و واعد نا موسى ثلا ثين ليلة اس کی شاہد ناطق ہے تو وعید کی تاریخیں جو نزول عذاب پر دال ہوتی ہیں جس کا ٹلنا اور رد بلا ہونا توبہ و استغفار اور صدقات سے باتفاق جمیع انبیاء ثابت ہے پس ان تاریخوں کا ٹلنا

بوجہ اولی ثابت ہوا۔۔

پھر آپ (قادیانی) کو تفسیر کی ایک عبارت کا خیال آیا تو آپ نے خامساً فرمایا۔

اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۶۴ میں (جلد ہفتم) لکھتے ہیں

ان ذنبه یعنی ذنب یو نس کان لان الله تعالی وعده انزال الاهلاک بقومه له الذین کذ بوه فظن انه نازل لا محالة فلاجل هذا الطن لم یصبر علی دعا ئهم فکان الواجب علیه ان یستمر علی الدعا الجواز ان لا یهلکم با لعذا ب

پھر اس عبارت کا ترجمہ کر کے سادساً فرماتے ہیں۔

اب بولو شیخ جی! کیسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ یونس نبی وعدہ ہلاک کو قطعی سمجھا تھا۔ اور یہی اس کے ابتلا کا موجب ہوا کہ تاریخ ٹل گئی۔ اور اگر اس پر اکتفا نہ ہو تو دیکھو امام سیوطی کی تفسیر درمنثور سورۃ انبیاء

قال اخرج ابی حا تم عن ابن عباس قال لما دعا یو نس علی قو مه او حی الله الیه ان العذا ب یصبحهم .. فلما رائو جا ئوا الی الله و بکی النساء الصبیا ن و الوالدا ن و رغت ا لا بل و فصلا نها و خارت البقرة و عجا جیلها وثغت الغنم وسخا لها فر حمهم الله ۔ و صرف ذا لک العذا ب عنهم و غضب یونس و قا ل کذ بت فهو قو له اذ ذهب مغا ضباً۔

پھر اس حدیث کا ترجمہ کر کے اس مضمون کی ایک اور حدیث اسی کتاب سے اسی صحابی ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں جس میں یہ بیان ہے کہ حضرت یونسؑ کو ان کے ایمان لے آنے اور اس سبب سے عذاب ٹل جانے کی خبر ہوئی تو وہ بولے کہ اب میں جھوٹا کہلا کر ان کی طرف نہ جاؤں گا۔

اس کے بعد قادیانی صاحب سابعاً فرماتے ہیں۔

اب فرمایئے شیخ جی! اچھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے؟ ظاہر ہے کہ اگر وحی قطعی عذاب کی نہ ہوتی اور حضرت یونس کو خدا کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائے گا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ میں ان کی نظر میں

کذاب ٹھہر چکا ہوں ۔ جب کہ وہ سن چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئے ۔ پس اگر یہ شرط بھی ان کی وحی میں داخل ہوتی تو ان کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ پیش گوئی پوری ہوئی ۔ نہ یہ کہ وطن چھوڑ کر ایک بھاری مصیبت میں اپنے تئیں دالتے ۔

پھر اس حدیث کے آخری فقرہ کے حاشیہ میں آپ نے یونہ کی کتاب کی کسی قدر عبارت نقل کی اور ثامناً فرمایا ہے ۔

یونہ کی کتاب میں باب ۳ ۔ آیت ۴ میں لکھا ہے

اور یونہ شہر میں (یعنی نینوی میں) داخل ہونے لگا ۔ اور ایک دن کی راہ جا کے منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہوں گے تب نینوی برباد کیا جاوے گا ۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا ۔ اور خدا نے ان کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنے برے راہ سے باز آئے ۔ تب خدا اس بدی سے کہ اس نے کہی تھی کہ میں ان سے کروں گا، پچھتا کے باز آیا ۔ اور اس نے ان سے وہ بدی نہ کی ۔

باب ۴ ۔ پر یونہ اس سے خوش نہ ہوا اور نپٹ رنجیدہ ہو گیا ۔ اور اس نے خدا کے آگے دعا مانگی کہ اب اے خدا ۔ میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان مجھ سے لے لے ۔ کیونکہ میرا مرنا جینے سے بہتر ہے ۔

اور اس کے بعد مرزا صاحب تاسعاً فرماتے ہیں ۔

اب اے شیخ جی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یونس نبی کی کتاب سے بھی قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس پیش گوئی میں کوئی شرط نہ تھی ۔ اسی لئے تو یونس نے رنجیدہ ہو کر دعا کی کہ اب میرا مرنا بہتر ہے ۔

پھر عاشراً فرمایا ہے :۔

شیخ جی اب تو ہر ایک پہلو سے قابو میں آ گئے ۔ آپ عام جلسہ میں بمقام لاہور عہد کر چکے ہو کہ میں اس بات کی قسم کھاؤں گا کہ موت کا عذاب نہیں ٹلتا، اب قسم کھاویں تا خدا جھوٹے کو واصل جہنم کرے ورنہ یہ سخت بے ایمانی ہو گی کہ قسم کھانے کا وعدہ کر کے پھر توڑ دیا جاوے ۔ اور اگر آپ نے قسم نہ کھائی تو یہی سمجھا جائے گا کہ صرف دوسو روپیہ کے طمع نے آپ میں یہ جوش پیدا کر دیا تھا اور پھر قسم کھانے کی کوئی راہ نہ دیکھی تو

اندر ہی اندر وہ جوش تحلیل پا گیا اور بجائے اس کے اپنی بے وقوفی پر ایک ندامت باقی رہ گئی۔ مگر کیا تعجب ہے کہ پھر بھی قسم کھالو کیونکہ بے ایمان آدمی پاک فرشتوں کی بھی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔ اور دہریہ پن کی رگ سے اپنے انجام کو سوچ نہیں سکتا۔ .

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ یہ اس زمانہ کے مسیح کا رفق اور اخلاق کا بھرا ہوا آخری کلام ہے جو اس خاکسار محمد حسین کے مقابل (انوار اسلام ص ۱۲۰۔۱۲۱ وغیرہ میں) فرمایا گیا ہے ۔اب اس کا جواب سنیں۔

☆ **اجمالی جواب** ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے جملہ متمسکات مذکورہ کا یہ مطلب سمجھا اور جتایا ہے کہ

.حضرت یونس اہل نینوی کی طرف رسول ہو کر گئے ۔ اور اس قوم نے نہ مانا۔ تو خدا نے ان سے قطعی وعدہ عذاب کیا۔ حضرت یونس اس قوم سے نکل گئے اور عذاب کے منتظر رہے۔ پھر جب قوم کے ایمان لانے سے وہ عذاب اٹھایا گیا تو حضرت یونس اللہ پر خفا ہو گئے اور بولے کہ خدا تعالی نے مجھے قطعی عذاب کا وعدہ دے کر ان کے ایمان لانے سے عذاب کو اٹھا لیا۔ اس میں اس نے اپنے وعدہ کا خلاف کیا اور مجھ سے جھوٹ بولا اور مجھے قوم سے شرمندہ کرایا اور جھوٹا کہلایا۔ اب میں کس منہ سے قوم کے پاس جاؤں، اس سے تو میرا مر جانا بہتر ہے۔ اور اسی خیال سے وہ بھاگے ۔ یہاں تک کہ دریا میں کود کر مچھلی کے پیٹ میں گئے پھر وہاں لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کہہ کر اپنے اس قصور کا اقرار کر کے اس سے توبہ کی تو اس سے نجات پائی۔ اور اگر خدا تعالی ان کو پہلے سے خبر دیتا کہ یہ عذاب شرطی ہے۔ قوم ایمان نہ لائے گی تب نازل ہوگا ورنہ اٹھایا جائے گا۔ تو وہ کیوں اس ابتلاء میں پڑتے ۔ کیوں خدا سے خفا ہوتے ؟ کیوں بھاگتے ۔ کیوں مچھلی کے پیٹ میں جاتے ۔ بلکہ وہ قوم کے ایمان لانے اور اس وجہ سے عذاب اٹھائے جانے سے خوش ہوتے ۔ اور کہتے کہ میرا مشن اور سخن پورا ہوا۔ مشن (یعنی جس کام کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا وہ کام) یوں پورا ہوا کہ لوگ ایمان لائے ۔ اور سخن یوں پورا ہوا کہ عذاب جو بشرط عدم ایمان تھا، ایمان لانے سے ہٹایا گیا۔ لوگ بھی بچ گئے ۔ میں بھی اس شرط کے موافق سچا نکلا۔ خدا مجھ سے اور قوم سے راضی ہوا۔ ہم خدا سے راضی ہوئے ۔

اگر قادیانی کے متمسکات جن سے قادیانی نے یہ مطلب نکالا ہے بلا مزاحمت اور بلا معارضہ صحیح اور ثابت ہوں اور ان کا مطلب بھی یہی ہو جو قادیانی نے سمجھا ہے اور واقعی حضرت یونسؑ پر جو ابتلا آیا ہے وہ اسی سبب سے آیا ہے کہ خدا تعالی نے ان سے قطعی وعدہ عذاب کر کے اس کا خلاف کیا تو وہ خدا تعالی سے خفا ہو گئے اور مچھلی کے پیٹ میں گئے تو اس صورت میں بے شک و بلا ریب قادیانی سچا، اور اس کے مخالف جھوٹے۔ اور اگر ہم نے خدا کی توفیق سے اس کے برخلاف

اولاً یہ بات ثابت کردی کہ قادیانی کے متمسکات بلا معارضہ صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کے معارضہ و مقابلہ میں انہی کتابوں میں جن سے قادیانی نے اپنے متمسکات نکال کر پیش کئے ہیں، یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یونس کا غصہ سے نکل جانا، اور مچھلی کے پیٹ میں تضرع و دعا کرنا پہلے واقعہ ہو چکا تھا۔ اور اہل نینوی کی طرف رسول بن کر جانا اور اس قوم کا ایمان لانے کے سبب عذاب سے بچ جانا اس کے بعد ہوا ہے۔ اور

ثانیاً یہ بات ثابت کردی کہ جن روایات سے قادیانی نے تمسک کیا ہے ان روایات سے بھی باوجود ان کے نا قابل اعتبار ہونے کے یہ مطلب ثابت نہیں ہوتا جو قادیانی نے سمجھا ہے۔ بلکہ انہی کتابوں کی دوسری عبارات ونقول کی شہادت سے ان روایات سے بھی اس کے برخلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ حضرت یونس سے خدا تعالی نے وعدہ عذاب قطعی کیا اور نہ حضرت یونس نے اس وعدہ کو قطعی سمجھا اور نہ اس عذاب کے اٹھائے جانے سے ان کو خدا تعالی پر غصہ آیا اور نہ اس غصہ کے سبب سے ان پر عتاب ہوا اور نہ اس جرم کا انہوں نے آیت مذکورہ بالا میں اعتراف کر کے اس سے توبہ کی، بلکہ جو کچھ ہوا وہ اور ہی تھا۔

تو پھر ناظرین داد انصاف دیکر صاف کہیں کہ قادیانی کے برابر دنیا میں کوئی جھوٹا اور دھوکہ دے کر رات کو دن بنانے والا کوئی دوسرا نہیں۔

☆ **پہلی بات کا ثبوت** ۔ قرآن مجید میں اس مضمون کی نص صریح موجود ہے کہ حضرت یونسؑ کا غصہ کر کے نکل جانا اور مچھلی کے پیٹ میں مبتلا ہونا اور پھر مناجات کرنا، پہلے ہوا ہے اور رسول ہو کر جانا اس کے بعد۔ ایسا ہی بائیبل کی کتاب یونہ میں (جس کو قادیانی پاک نوشتہ لکھتا ہے اور اس سے انکار کرنے کو دہریہ پن کی رگ بتاتا ہے) بیان ہوا ہے۔

قرآن کی سورہ انبیاء میں ہے

و ذا النّون اذ ذهب مغاضبا فظنّ ان لن نقدر عليه فنادى فى الظلمات ان لا اله الا انت سبحانک انى كنت من الظالمين ۔ فاستجبنا له و نجيناه من الغم و كذلک ننجى المؤ منين۔ (انبياء۔ع ۶) کہ جب یونس (قوم سے) غصہ ہوکر چلے گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ (اس چلے جانے کے سبب) ہم ان پر تنگی اور خفگی کا حکم نہ کریں گے۔ پھر انہوں نے اندھیروں میں (دریا اور مچھلی کا پیٹ) پکارا کہ اے خداوند تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں (اس بھاگنے اور قوم پر غصہ کرنے کے سبب) ظالم ہوں۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی۔ اور اس غم سے اس کو نجات دی۔ ہم ایسے ہی مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔

اور سورہ صافات میں ہے

و انّ يو نس لمن المرسلين ۔ اذ ابق الى الفلک المشحون۔ فسا هم فكان من المدحضين ۔ فالتقمه الحوت و هو مليم ۔ فلولا انه كان من المسبّحين ۔ للبث فى بطنه الى يوم يبعثو ن ۔ فنبذناه بالعراء و هو سقيم ۔ وانبتنا عليه شجرة من يّقطين ۔ و ارسلناه الى مأة الف او يزيدو ن ۔ فآ منوا فمتّعناهم الى حين ۔ (صافات ۔ع ۵)

اور جب یونس بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے پھر قرعہ ڈالا۔ تو مغلوب ہوئے۔ پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا۔ جب کہ وہ اپنے تئیں ملامت کرنے والے تھے۔ وہ اس میں تسبیح نہ کہتے تو قیامت کے دن تک اس میں رہتے۔ پھر ہم نے ان کو میدان میں ڈالا۔ ایسی حالت میں کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں رہ کر ضعیف (یا بیمار) ہو گئے تھے اور ان پر کدو کا درخت اگایا اور ایک لاکھ بلکہ (دیکھنے والے کی نظر و شمار میں) ایک لاکھ سے بھی زیادہ آدمی کی طرف رسول کر کے بھیجا۔ پس وہ ایمان لائے تو ہم نے ان کو ایک وقت تک دنیا سے نفع پہنچایا۔

یہ آیات نص قطعی ہیں کہ حضرت یونس کا غصہ کرنا اور مچھلی کے پیٹ میں جانا پہلے ہوا اور رسول بن کر قوم کی طرف جانا پیچھے۔

تفسیر کبیر میں (جس سے قادیانی کی پہلی عبارت متمسکہ منقول ہے) کہا ہے۔

اختلفوا فى وقوعه عليه السلام فى بطن السمكة كان قبل

اشتغاله باداء رسالة الله تعالی او بعده (اما القول الاول) فقال ابن عباس کان یونس و قومه یسکنون فلسطین فغزا هم ملک و سبی منهم تسعة اسباطاً و نصفاً و بقی سبطان و نصف فاوحی الله تعالی الی شعیب النبی علیه السلام ان اذهب الی حزقیا الملک و قل له حتی یوجه نبیاً قو یاً امیناً فانی القی فی قلوب اولئک ان یرسلوا معه بنی اسرائیل فقال له الملک فمن تری و کان فی مملکة خمسة من الانبیاء فقا ل یونس بن متی فانه قوی امین فدعا الملک بیونس و امره ان یخرج فقال یونس هل امرک الله باخراجی قال لا قال فهل سمّا نی لک قال لا قال فھھنا انبیاء غیری.... علیه ۔ فخرج مغا ضباً للملک و لقو مه فاتی بحر الروم.. فرکب معهم فلما ... الفینة... و کادوا ان ....فقا ل الملا حو ن ھھنا رجل عاص (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۸۷)

کہ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ حضرت یونس کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کا اہل نینوی کے پاس رسول ہو کر جانے سے پہلے ہوا یا اس کے بعد۔ اس میں پہلا قول یہ ہے جو ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ یونس اور اس کی قوم فلسطین میں رہتے تھے۔ جن پر ایک بادشاہ نے چڑھائی کی تو ان میں سے نو قبیلے سالم اور ایک کے نصف کو قیدی بنا لیا۔ صرف دو قبیلے اور ایک کا نصف باقی رہ گئے۔ تو خدا تعالی نے حضرت شعیب نبی کو حکم دیا کہ تو حزقیا بادشاہ کے پاس جا کر کہہ کہ وہ کسی امانت دار اور قوی نبی کو اس ظالم بادشاہ کے پاس بھیجے اور ان لوگوں کو اس سے چھوڑا لاوے۔ حزقیا نے حضرت شعیب کو کہا کہ آپ کس کو مناسب سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں یونس نبی کو مناسب سمجھتا ہوں۔ اور اس وقت اس سلطنت میں پانچ نبی موجود تھے۔ حزقیا نے حضرت یونس کو بلایا اور حکم دیا کہ وہ اس ظالم کی طرف جائیں۔ حضرت یونس بولے کہ کیا خدا تعالی نے مجھے حکم دیا ہے اور میرا نام لیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر حضرت یونس نے فرمایا کہ کیا یہاں میرے سوا اور کوئی نہیں۔ مگر بادشاہ نے انہی کے جانے پر اصرار کیا۔ تو اس سے حضرت یونس بادشاہ حزقیاہ اور قوم پر خفا ہو کر چلے گئے اور کشتی پر سوا ہوئے اور اس ابتلاء میں پڑے (پھر اس کو بہ تفصیل ذکر کیا جیسا کہ مشہور اور

جملہ تفاسیر میں مذکور ہے۔ اسی واسطے ہم نے اس تفصیل کو چھوڑ دیا) اور پھر جب خدا تعالی نے ان پر کرم کیا اور آپ مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو اس ظالم بادشاہ کی طرف گئے اور اس سے قیدی چھوڑ دینے کے خواستگار ہوئے۔ اس نے نہ مانا تو خدا تعالی نے حضرت یونس کی طرف اس امر کی وحی کی کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تب ان پر عذاب نازل ہوگا۔ پھر اس عذاب کے نزول کی وہ کیفیت جو تفسیر کبیر سے نقل ہو چکی ہے، بیان کر کے کہا ہے کہ بنا بر اس قول ابن عباسؓ کے حضرت یونسؑ کی رسالت مچھلی کے پیٹ سے نکل آنے کے بعد ہوئی اور اس قول ابن عباس کی دلیل وہ قول خداوندی ہے جو سورہ صافات میں فرمایا ہے کہ پھر ہم نے یونس کو (دریا سے) میدان میں ڈالا اور ان پر کدو کا درخت اگا دیا۔ اور ان کو ایک لاکھ بلکہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا۔ اس قول میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت یونس کو نینوی کی طرف جانے کو کہا گیا تھا۔ اس میں ان سے جلدی چاہی گئی تو وہ غصہ ہو کر کشتی کی طرف بھاگے تو ان پر یہ ابتلاء آیا۔

فعلی هذا القول كانت رسالة يونس بعد ما نبذه الحوت و دليل هذا القول قوله تعالى فى سورة الصافات فنبذناه بالعراء و هو سقيم - و انبتنا عليه شجرة من يقطين - و ارسلناه الى مأة الف او يزيدون - وفى هذا القول رواية اخرى و هى ان جبرئيل قال ليونس انطلق الى اهل نينوى و انذرهم ان العذاب قد حضرهم فقال يونس التمس دابة فقال الامر اعجل من ذالک فغضب و انطلق الى السفينة و باقى الحكاية كما مرّت الى ان التقمه الحوت فانطلق الى ان وصل الى نينوى فالقاء هناک ۔(کبیر۔ ج ٦ ص ١٨٨)

دوسرا قول یہ ہے کہ مچھلی کا قصہ حضرت یونس کے اہل نینوی کو دعوت کرنے اور ان کی طرف رسول ہو کر آنے کے بعد ہوا۔ یہ وہ قول ہے جس کو قادیانی نے تفسیر کبیر ص ۱۸۸ سے نقل کیا ہے اور اس سے پہلے قول کو دونوں روایتوں کے ساتھ معالم وغیرہ میں بھی نقل کیا ہے اور اس کو آیت سورہ صافات سے مؤید بتایا ہے۔

اس بیان سے ثابت ہے کہ قرآن کی صریح نصوص سے (جن کے اقوال مفسرین بھی مصدق ومؤید ہیں) صاف ثابت ہے کہ حضرت یونس کا غصہ کرنا اور ابتلاء میں پڑنا پہلے ہوا اور

اہل نینوی سے عذاب ٹل جانا پیچھے ہوا۔

اب بائیبل کی شہادت سنو۔ بائیبل میں یونہ (یعنی یونس) نبی کی کتاب میں صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت یونس پر مچھلی کے پیٹ میں جانے کا ابتلاء پہلے ہوا اور اہل نینوی کی طرف ان کا جانا پیچھے ہوا۔ اس کتاب کے پہلے باب میں کہا ہے

اور خداوند کا کلام یونہ بن متی کو پہنچا اور اس نے کہا کہ اٹھ اس بڑے شہر نینوی کو جا ، اور اس کے برخلاف منادی کر۔ کیونکہ ان کی شرارت میرے سامنے اوپر آئی۔ لیکن یونہ خدا کے حضور سے ترسیس کو بھاگنے کیلئے اٹھا۔ اور وہ یافا میں اتر گیا۔ اور وہاں ایک جہاز کو جو ترسیس کو جانے پر تھا، پایا۔ تب اس کا کرایہ دے کر اس پر چڑھا تاکہ خدا کے حضور سے ترسیس کو ان کے ساتھ جاوے۔ لیکن خدا تعالی نے سمندر پر ایک بڑی آندھی بھیجی۔ اور سمندر کے درمیان طوفان نے شدت کی کہ گمان تھا کہ جہاز تباہ ہو جائے۔

پھر حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں جانے اور آخر توبہ کا حال بیان کر کے باب دوم میں بتایا ہے :۔ اور خداوند نے مچھلی کو کہا اور اس نے یونہ کو خشکی پر اگل دیا۔

پھر باب ۳ میں حضرت یونس کا اہل نینوی کے پاس رسول ہو کر جانا بیان کیا اور کہا ، اور خداوند کا کلام دوسری بار یونہ کو پہنچا۔ اور اس نے کہا کہ اٹھ اس بڑے شہر نینوہ کو جا۔ اور وہاں اس کی منادی کر۔

پھر حضرت یونس کا اہل نینوہ کے پاس جانا اور منادی کرنا اور نینوی کے برباد ہونے کی خبر دینا، اور پھر انکے ایمان لانے سے ان کا بچ جانا بیان کر کے باب ۴ میں بیان کیا ہے

پھر یونہ اس سے نہایت ناخوش ہوا اور نپٹ رنجیدہ ہوا۔ اور اس نے خدا سے دعا مانگی۔ اور کہا کہ اے خداوند میں تجھ سے عرض کرتا ہوں۔ کیا یہ میرا مقولہ نہ تھا۔ جس وقت میں ہنوز اپنے وطن میں تھا اس لئے میں آگے ترسیس کو بھاگا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کریم اور رحیم خدا ہے۔ جو غصہ کرنے میں دھیما ہے اور نہایت مہربان ہے۔ اور پچھتا کے آپ کو بدی سے باز رکھتا ہے۔ اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان مجھ سے لے لے کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے۔ تب خدا نے فرمایا تو شدت سے رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور یونہ شہر سے باہر جا کر شہر کی پورب طرف بیٹھا اور وہاں اپنے لئے ایک چھپر بنایا۔ اور اس کے نیچے

چھاؤں میں بیٹھ رہا کہ دیکھئے اس شہر کا کیا حال ہوتا ہے ۔تب خداوند نے رینڈی کا درخت اگایا اور اسے یونہ کے اوپر اٹھایا تا کہ وہ اس کے سر پر سایہ کرے اور اسے تکلیف سے چھوڑا دے ۔اور یونہ اس رینڈی کے پیڑ سے نہایت خوش ہوا۔ دوسرے دن صبح کے وقت خدا نے ایک کیڑے کو تیار کیا اور اس نے رینڈی کے درخت کو کاٹا ۔ایسا کہ وہ سوکھ گیا ۔اور جب آفتاب چڑھا تب ایسا ہوا کہ خدا نے پورب کی طرف سے لو چلائی ۔ اور آفتاب کی گرمی سے یونہ کے سر میں اثر کیا وہ غش میں آ گیا ۔اور اپنی جان کیلئے موت چاہی اور کہا میرے جینے سے میرا مرنا بہتر ہے ۔ اور خداوند نے یونہ کو کہا کہ تو اس رینڈی کے درخت کے سبب شدت سے رنجیدہ ہے ۔اس نے کہا کہ ہاں میں یہاں تک رنجیدہ ہوں کہ مرنا چاہتا ہوں ۔تب خداوند نے فرمایا کہ تجھے اس رینڈی کے درخت پر رحم آیا جس کے لئے تو نے نہ محنت کی اور نہ تو نے اسے اگایا ۔ جو ایک ہی رات میں اگا اور ایک ہی رات میں سوکھ گیا ۔ اور کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اتنے بڑے شہر نینوہ پر جس میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں سے زیادہ ہیں ۔ جو اپنے دائیں بائیں ہاتھ میں امتیاز نہیں کر سکتے ۔اور مواشی بھی بہت ہیں شفقت نہ کروں ۔ ۔

Now the word of The Lord came unto Jonah the son of Amittai saying,

Arise, go to Nineveh, that great city, and cry against it; for their wickedness is come up before me.

But Jonah rose up to flee unto Tarshish from the presence of the Lord and went down to Joppa, and he found a ship going to Tarshish; so he paid the fare thereof, and went down into it, to go with them unto Tarshish from the presence of the Lord.

But the Lord sent out a great wind into the sea, and there was a mighty tempest in the sea, so that the ship was like to be broken....

Now the Lord had prepared a great fish to swallow up Jonah. And Jonah was in the belly of the fish three days and three nights.

And the Lord spoke unto the fish, and it vomited out Jonah upon the dry land.

And the word of Lord came unto Jonah the second time, saying,

Arise, go unto Nineveh, that great city, and preach unto it the preaching that I bid thee.

So Jonah arose. and went unto Nineveh, according to the word of the Lord. Now Nineveh was an exceedingly great city of three days' journey.

And Jonah began to enter into the city a day's journey, and he cried, and said, Yet forty days, and Nineveh shall be overthrown.

So the people of Nineveh believed God, and proclaimed a fast, and put on sackcloth, from the greatest of them even to the least of them.

And God saw their works, that they turned from their evil way; and God repented of the evil, that he had said that he would do unto them; and he did it not.

But it displeased Jonah exceedingly, and he was very angry.

and he prayed unto the Lord, and said, I pray thee, O Lord, was not this my saying, when I was yet in my country? Therefore I fled before unto Tarshish; for I knew that thou art a gracious God, and merciful, slow to anger, and of great kindness, and repentest thee of the evil.

Therefore now O lord, take, I beseech thee, my life from me; for it is better for me to die than to live.

Then said the Lord, doest thou well to be angry?

So Jonah went out of the city, and sat on the east side of the city, and there made him a booth, and sat under it in the shadow, till he might see what would become of the city.

And the Lord God prepared a gourd, and made it to come up over Jonah, that it might be a shadow over his head, to deliver him from his grief. So Jonah was exceeding glad of the gourd.

But God prepared a worm when the morning rose the next day, and it smote the gourd that it withered.

And it came to pass. When the sun did arise, that God prepared a vehement east wind; and the sun beat upon the head of Jonah, that he fainted, and wished in himself to die,

and said, It is better for me to die than to live.

And God said to Jonah, Doest thou well to be angry for the gourd? And he said, 'I do well to be angry, even unto death.

Then said the Lord, Thou hast had pity on the gourd, for the which thou hast not laboured, neither makest it grow; which came up in a night and perishd in a night.

and should not I spare Nineveh, that great city, wherein are more than sixscore thousand persons that cannot discern between their right hand and their left hand; and also much cattle? (Jonah Chapter 1, 11. 111 and IV)

اس کتاب سے بھی صاف ثابت ہوا کہ ابتلاء حضرت یونس کا پہلے ہوا اور ان کی قوم سے عذاب کا رفع ہونا اس کے بعد ہوا۔ ہاں اس پر حضرت یونس کا رنجیدہ ہونا اس میں بیان ہوا ہے۔مگراس رنجیدگی پر حضرت یونس کا وہ ابتلاء وعتاب جس کا قادیانی کو دعوی ہے، بیان نہیں ہوا۔اوراس رنجیدگی سے جوقادیانی نے وعدہ عذاب کاقطعی ہونا نکالا ہے۔اس کا ابطال دوسری بات کے ثبوت میں عنقریب آئے گا۔ یہ مقام اس کامحل نہیں۔

بالجملہ آیات قرآن اوراس کےموافق اقوال مفسرین اور بائیبل سے یہ امر صاف ثابت ہے کہ واقعہ ابتلاء یونس پہلے ہوا اور حضرت یونس کا اہل نینوی کی طرف رسول ہوکر جانا اوران کوعذاب کی خبر دینا اور پھراس عذاب کا رفع ہو جانا، بعد میں ہوا۔

اس بیان سے ہماری پہلی بات ثابت ہوئی۔اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ وہ روایات جن سے قادیانی نے تمسک کیا ہے بلا معارضہ صحیح نہیں۔ بلکہ ان کے مقابلہ ومعارضہ میں آیات قرآن و بائیبل واقوال مفسرین ایسے موجود ہیں جن سے وہ روایات غلط اور نا قابل اعتبارثابت ہوتی ہیں۔اورکم سے کم یہ کہ وہ مشکوک ومرجوح ہیں اوران کے مخالف روایات راجح ۔قادیانی نے ان معارضات کی نقل و بیان کوترک کر کے تفسیر کبیر سے صرف اپنے مطلب کی ایک روایت نقل کر کے اور باقی کتابوں کا حوالہ دے کرمسلمانوں کو یہ جتایا ہے کہ ان کتابوں میں بلا اختلاف یہی بیان ہوا ہے کہ حضرت یونس کوخدا کی طرف سے ہلاکت اہل نینوی کاقطعی وعدہ ملنے اور پھراس وعدہ کےٹل جانے کے بعد، اوراسی سبب سے حضرت یونس کے خدا پرخفا ہو جانے پرحضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں مبتلا کئے گئے اوران کتابوں میں اس

کا خلاف مذکور نہیں ہوا۔ اور کتاب یونہ کے پہلے اور دوسرے باب کا بیان (جس سے حضرت یونس کا وعدہ عذاب سے پہلے مبتلاء ہونا ثابت ہوتا ہے) ترک کر کے صرف تیسرے اور چوتھے باب کی چند آیات کو (جن میں حضرت یونس کا رنجیدہ ہونا بیان ہوا ہے) نقل کر کے یہ جتایا ہے کہ یہ رنجیدگی ہوئی تو حضرت یونس پر وہ بلاء آئی۔ اور ان دونوں قسم کی کتابوں (تفاسیر اور بائیبل) کی نقل وحوالہ میں جھوٹ سے کام لیا اور لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔

☆ دوسری بات کا ثبوت

روایات متمسکہ قادیانی (جیسی کیسی ہیں ان) کا وہ مطلب نہیں جو اس نے سمجھا ہے، بلکہ ان کا مطلب بشہادت دوسری عبارات وروایات انہی کتابوں کے (جن سے وہ روایات قادیانی نے نقل کی ہیں) یہ ہے کہ حضرت یونس نے اہل نینوی یا قوم اس ظالم بادشاہ کو دعوت ایمان کی تو انہوں نے نہ مانا۔ پس حضرت یونسؑ نے ان کو ایمان نہ لانے پر عذاب نازل ہونے کی خبر دی۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم عذاب کے آثار واسباب دیکھیں گے، تب ایمان لائیں گے، ابھی سے ایمان نہیں لاتے۔ حضرت یونس نے (اللہ تعالی کی اس سنت قدیمہ کی نظر سے کہ عذاب آجانے کے بعد کسی قوم کا ایمان قبول نہیں ہوا۔ اور وہ عذاب اٹھایا نہیں گیا) ان کے اس عذر وجواب کو قبول و پسند نہ کیا۔ اور ان کے عذر وقول سے اور خدا تعالی کی سنت قدیمہ کے حکم سے (نہ خدا تعالی کے خاص اس قوم کی نسبت قطعی عذاب کی خبر دینے سے) یہ گمان کیا اور سمجھ لیا کہ ان پر عذاب ضرور نازل ہوگا اور اسی خیال وگمان سے وہ اس قوم پر ان کے اس عذر وجواب سے خفا ہوکر اور ان کی دعوت چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر جب انہوں نے دیکھ لیا کہ عذاب آیا، اور پھر وہ ان کی توبہ واستغفار وایمان لانے کے سبب اٹھایا گیا، اور خدا تعالی نے اپنی اس سنت قدیمہ میں استثنا کو ملحق فرمایا ہے، اور قوم یونس کو اور قوموں میں مستثنی کر کے ان کا ایمان بعد معائنہ عذاب قبول کر لیا ہے، تو اس سے ان کو قوم پر (نہ کہ خدا تعالی پر) ملال پیدا ہوا کہ کیوں پہلے سے وہ ایمان نہ لائے۔ اور میرے خیال ومقال کے غلط ہونے کے موجب ہوئے۔ اور یہ خیال کیا کہ جو بات میں ان کو کہہ چکا تھا کہ آثار عذاب دیکھنے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوتا، لہذا ان پر ضرور عذاب آئے گا اس کا (نہ خدا تعالی کے وعدہ کا) خلاف ظہور میں آگیا ہے، اب میں اس قوم کی نظر میں جھوٹا قرار پا گیا ہوں۔ وہ مجھے کہیں گے کہ تم

تو کہتے تھے کہ مشاہدہ عذاب کے بعد ایمان قبول نہیں ہوا کرتا اور تم پر عذاب ضرور آئے گا۔ لو اب اس کا خلاف ہوا، اور ہمارا ایمان بعد مشاہدہ عذاب قبول کیا گیا۔ تمہارا کہنا جھوٹ نکلا لہذا اب میں اس قوم کی طرف جھوٹا کہلا کر نہ جاؤں گا۔

مرزا قادیانی نے جو ان روایات سے اس مطلب کے (جو ہم نے بیان کیا ہے) برخلاف بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی ان روایات اور بائیبل کے پانچ الفاظ یا فقرات کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ یا صحیح سمجھ کر دیدہ دانستہ اس سے اغماض کیا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے غلط مطلب بتایا ہے۔ وہ پانچ الفاظ وفقرات یہ ہیں۔

اول لفظ مغاضب یا غضب (جو تفسیر کبیر اور تفسیر منثور کی پہلی دو روایتوں میں ہیں) جن کے پہلے کشف یا صرف العذاب کے فقرات ہیں۔ اور ان کے معنے مرزا قادیانی یہ سمجھا ہے کہ عذاب کھلا یا پھیرا گیا ہو، تو اس امر کو دیکھ کر یونس، خدا پر خفا ہو کر نکل گئے۔

دوسرا لفظ لا محالہ جو فقرہ فظنّ انه نازل لا محالہ میں تفسیر کبیر کی دوسری عبارت میں ہے اور اس کے معنی قادیانی یہ سمجھا ہے کہ خدا کے قطعی وعدہ سے اور اس کی کلام سے یونسؑ نے یہ سمجھ لیا اور ظن کیا تھا کہ عذاب ضرور واقعہ ہوگا۔

تیسرا اور چوتھا لفظ کذبت و کذابا جو در منثور کی دونوں عبارتوں کے ان فقرات میں صرف ذالک العذاب و غضب یونس و قال کذبت فھو قولہ اذ ذھب مغاضباً و قال یونس عند ذالک لا ارجع الیھم کذابا۔ جن کے معنی قادیانی یہ سمجھا ہے کہ عذاب پھیرا گیا تو یونسؑ نے خدا پر غصہ ہو کر کہا کہ خدا نے قطعی وعدہ دے کر اپنے اس وعدہ کا خلاف کیا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے خود جھوٹ بولا اور مجھے قوم سے جھوٹا اور شرمندہ کرایا۔ لہذا اب میں اس قوم میں نہ جاؤں گا۔

پانچواں لفظ رنجیدہ ہونے یا پچھتانے کا جو بائیبل کے اس فقرہ میں ہے کہ خدا اس بدی سے کہ اس نے کہی تھی کہ میں کروں گا پچھتا کے باز آیا۔ پھر یونہ اس سے ناخوش ہوا اور نپٹ رنجیدہ ہوا۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ ہمارے اجمالی جواب کی تقریر سے واضح ہو چکا ہے کہ ان پانچوں الفاظ وفقرات کے معنی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن سے نہ تو خدا کی طرف سے قطعی وعدہ عذاب کرنا ثابت ومعلوم ہو، اور نہ خدا کی طرف سے اور اس کے قول کے حوالہ

سے حضرت یونس کا قوم کو قطعی وعدہ عذاب دینا مفہوم ہو، اور نہ حضرت یونس کا خدا تعالی پر غصہ کر کے بھاگنا موہوم ہو۔ رہی تشریح وتفصیل ان کلمات وفقرات کی سو عنقریب تفصیلی جواب میں ہوگی جس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ ان الفاظ وفقرات کے جو معنی قادیانی سمجھا ہے وہ غلط ہیں اور ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ ہمارے اس جواب اجمالی سے آپ کو یہ تو معلوم ہوگیا کہ روایات متمسکہ بہاء قادیانی کے ایسے معنی بھی ہو سکتے ہیں جو اس کے مطلب کے برخلاف ہوں اور یہ ہماری دوسری بات کا کافی ثبوت ہے۔

☆ **تفصیلی جواب:** مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ قادیانی کے متمسکات سے پہلی عبارت تفسیر کبیر اور پہلی عبارت تفسیر درمنثور کا جواب اور لفظ مغاضب اور غضب کی تشریح یہ ہے کہ لفظ مغاضب حضرت یونس کے حق میں قرآن میں وارد ہے اور اسی کی تفسیر میں درمنثور کی پہلی عبارت میں غضب کا لفظ بیان کیا گیا ہے۔ پس جو معنی اس لفظ کے قرآن کی آیت میں تفسیر کبیر وغیرہ تفاسیر میں بیان کئے گئے ہیں وہی معنے تفسیر کبیر کے اس عبارت میں مراد ہونے چاہییں اور وہی معنی لفظ غضب کے درمنثور کی عبارت میں صاحب درمنثور نے اس کو تفسیر آیت بتا کر قرار دیئے ہیں۔

تفسیر کبیر (جلد ۶ ص ۱۸۹) میں (بجواب اعتراض ان لوگوں کے جو اس لفظ مغاضب سے پیغمبروں کا گناہ گار ہونا نکالتے ہیں) کہا گیا ہے

و الجواب ۔ عن الاول انه لیس فی الآیه من غاضبه لکنا نقطع علی انه لا یجوز لنبی الله ان یغاضب ربه لانّ ذالک صفة من یجهل کون الله لا یکون مومناً فضلاً عن ان یکون نبیاً ۔ و اذا ثبت انه لا یجوز صرف هذه المغاضبة الی الله تعالی و جب ان یکون المراد انه خرج مغاضباً لغیرالله و الغالب انه انما یغاضب من یعصیه فما یامره به فیحتمل قومه او الملک اوهما جمیعاً و معنی مغاضبة القوم انه اغضبهم بمفارقة لخوفهم حلول العذاب علیهم عندها و قرء ابو شرف مغضباً۔ اما قوله (ای المعترض) مغاضبة القوم ایضاً کانت محظورة لقوله تعالی ولاتکن کصاحب

الحو ت قلنا لا نسلم انها کا نت محظورة فا ن الله تعا لی امره به تبلیغ تلک الرسالة الیهم وما امره بان یبقی معهم ابداً فظاهرالامر لا یقتضی التکرار فلم یکن خروجه من بینهم معصیة و اما الغضب فلا نسلم انه معصیة و ذلک لا نه لما لم یکن منهیا عنه قیل ذلک فظن ان ذا لک جا ئز من حدیث انه لم یفعله ا لا غضبا لله تعالی و انفة لد ینه و بغضاء للکفر و اهله بل کان ا لاولی له ان یصابر و ینتظر ا لا ذن من الله تعا لی فی المهاجرة عنهم و لهذا قال تعا لی و لا تکن کصا حب الحو ت کا ن الله تعالی اراد لمحمد ﷺ افضل المنا زل و اعلا ها ۔

کہ آیت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت یونس کس پر خفا ہوئے، لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ نبی کا خدا تعالی پر خفا ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ جاہلوں کا کام ہے اور ایسا جاہل مومن نہیں ہوتا، چہ جائے کہ نبی ہو سکے۔ اور جب غضب خدا کے حق میں جائز نہ ہوا تو واجب ہوا کہ اس سے بجز خدا تعالی کے کسی اور پر حضرت یونس کا غصہ کرنا مراد ہو۔ تو احتمال ہے کہ وہ شخص آپ کی قوم ہو یا بادشاہ (حزقیا) ہو یا دونوں فریق۔ اور قوم سے مغاضب ہونیکے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے قوم کو غصہ میں ڈالا۔ یعنی ان سے جدا ہوکر ان کو ناراض کر دیا۔ اور جو معترض نے کہا ہے کہ قوم سے ناراض ہوکر چلے جانا یا ان کو ناراض کرنا بھی گناہ تھا، یونسؑ نے اس کا ارتکاب کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر کا گناہ ہونا مسلّم نہیں۔ خدا نے ان کو تبلیغ رسالت کا حکم دیا تھا۔ نہ یہ کہ وہ ان میں بیٹھے رہیں۔ اور غصہ کرنا اسلئے گناہ نہیں تھا کہ اس سے ان کو ممانعت نہ ہوئی تھی۔ اس لئے یونسؑ نے اس کو جائز خیال کیا۔ کیونکہ وہ غصہ خدا ہی کیلئے تھا اور اس کے دین کی بڑائی کیلئے اور کفر اور کافروں سے بغض سے۔ ہاں بہتر یہی تھا کہ وہ ان لوگوں میں ٹھیرے رہتے اور صبر کرتے اور قوم سے جدا ہونے کیلئے خدا کے حکم کے منتظر رہتے۔ اس ترک اولی کی نظر سے خدا تعالی نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ تو یونس کی مانند نہ ہو جائیو۔ جس سے خدا تعالی کی گویا یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کا رتبہ حضرت یونس سے اعلی ہے۔

تفسیر فتح البیان اور معالم وغیرہ (جن کا حوالہ قادیانی نے دیا ہے) میں لکھا ہے

ذهب مغاضباً ای مراغما لقومه لا لربه و قال الحسن و

الشعبی و سعید بن جبیر مغاضباً لربه و اختاره ابن جریر و القتیبی و حکی عن ابن مسعود قال النحا س ربما انکر ھذا من لا یعرف ا للغة و ھو قول صحیح و المعنی مغاضباً لاجل ر به کما تقول غضبت لک ای من اجلک و قا ل الضحا ک مغا ضباً لقو مه و حکی عن ابن عباس و قالت فرقة منھم الاخفش انما خرج مغاضباً لملک الذی کا ن فی وقته اسمه حزقیا و قیل لم یغا ضب رسولا لقو مه و لا الملک و لکنه... من غضب اذا انف۔

(فتح البیان۔ ص ۱۳۳ ج ۳ و المعا لم)

ذھب مغا ضباً سے یہ مراد ہے کہ وہ قوم سے خفا ہو کر چلے گئے ، نہ اپنے رب سے ۔ حسن ، شعبی ، سعید بن جبیر نے لکھا ہے کہ خدا کیلئے خفا ہوئے ۔ اسی کو ابن جریر اور قتیبی نے پسند کیا ہے اور یہی ابن مسعود سے مروی ہے ۔ نحاس نے کہا ہے جو شخص لغت ومحاورہ عرب سے جاہل ہے وہ اس لفظ یا تفسیر کو پسند نہیں کرتا حالانکہ یہ کہنا صحیح ہے ۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کیلئے قوم سے خفا ہوئے ۔ جیسے بولتے ہیں میں تمہارے لئے فلاں شخص سے خفا ہوا ۔ ضحاک نے کہا ہے اور یہی ابن عباس سے منقول ہے کہ قوم پر خفا ہوئے ۔ ایک جماعت نے جن میں اخفش (نحوی) ہے، کہا ہے کہ وہ اس بادشاہ سے خفا ہوئے تھے جو اس وقت تھا جس کا نام حزقیا تھا ۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ کسی سے بھی خفا نہیں ہوئے ۔ نہ خدا سے نہ قوم سے نہ بادشاہ سے ۔ اور لفظ مغاضبا کے معنی غصہ کرنے کے نہیں بلکہ نفرت و بیزاری کے ہیں ۔ یعنی وہ قوم سے متنفرو مستنکف ہو کر نکل گئے ۔

ان عبارات خصوصاً تفسیر کبیر کی عبارت پڑھ کر ناظرین کو یقین ہوگا کہ خدا تعالی پر غصہ کرنا کفر ہے اور اس سے انبیاء کی شان پاک اور ارفع ہے ۔ لہذا امام رازی کی اس پہلی عبارت میں اور ایسا ہی درمنثور کی پہلی عبارت میں حضرت یونس کا خدا تعالی پر غصہ کرنا مراد نہیں ، بلکہ قوم پر غصہ مراد ہے ۔

شائد یہاں سوال ہو کہ اس عبارت تفسیر کبیر میں اور ایسا ہی عبارت اول تفسیر در منثور میں یہ بیان ہے کہ عذاب واقع ہو جانے کے بعد ان کو غضب ہوا ، جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ غصہ عذاب اٹھ جانے پر تھا جو خدا کی طرف سے تھا نہ قوم پر کیونکہ عذاب اٹھا دینا

ان کا کام نہ تھا،

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غصہ بھی قوم پر ہے، نہ خدا تعالی پر۔ کیونکہ اس عذاب کے اٹھ جانے کا موجب قوم ہی کا فعل (بے موقع و بعد از وقت تضرع و استغفار ہے) حضرت یونس کو ان کے اس فعل پر (باوجودیکہ فی نفسہ فعل نیک تھا) اسلیئے غصہ آیا کہ وہ فعل بعد از وقت ہوا۔ انہوں نے غالباً یہ خیال کیا کہ میرے کہنے پر تو وہ قوم توبہ استغفار کی طرف متوجہ نہ ہوئی اور جب میں نے بدست آویز قدیم اور عام سنت اللہ (نہ بحکم جدید و خاص اعلام الٰہی) کے ان کے عذاب کو قطعی کہہ دیا اور پھر میں مایوس و غصہ ہوکر ان کے بیچ میں سے نکل گیا، تب انہوں نے ایمان و توبہ و استغفار کی طرف رجوع کیا۔ جس سے میرا وہ خیال و مقال غلط نکلا اور میں ان کی نظروں میں جھوٹا بنا۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ غصہ قوم پر تھا، نہ خدا تعالی پر، اور ہمارے اس جواب کی مزید توضیح قادیانی کی پانچویں بات کے جواب میں ہوگی

☆ قادیانی کی **دوسری بات** کا جواب۔ اور اس میں جو پہلے قول کو ذکر کر کے اس میں اس عاجز محمد حسین کے دھوکہ کھانے کا دعوی کیا گیا ہے اس معمہ کی شرح یہ ہے کہ ابتلاء حضرت یونس کی نسبت علماء کے دو قول ہیں جو پہلے منقول ہو چکے۔ از انجملہ پہلا قول یہ ہے کہ حضرت یونس کا ابتلاء پہلے ہوا ہے اور وعدہ عذاب اس کے بعد۔ حضرت یونسؑ نے جب ابتلاء سے نجات پائی تو وہ اس ظالم بادشاہ کے پاس گئے۔ پھر جب اس نے انکار کیا تو خدا نے یونسؑ کی طرف وحی کی کہ ان لوگوں پر بشرط ایمان نہ لانے کے عذاب نازل ہوگا۔ اس قول کی دست آویز سے خاکسار (محمد حسین) نے اپنی مجالس وعظ میں بیان کیا تھا کہ یونسؑ نے جس عذاب کی خبر دی تھی وہ شرطی تھا، قطعی نہ تھا۔ میرے اس قول کے جواب میں قادیانی نے فرمایا ہے، نادان شیخ نے اس قول کے کہنے میں دھوکہ کھایا ہے، مگر اس کلمہ کا مطلب مصداق مطلب در بطن شاعر ہے۔ شائد اس سے قادیانی کی مراد یہ ہو کہ یہ شرطی وعدہ عذاب اور موقع پر ہے۔ یعنی ظالم بادشاہ کو ڈرانے کے وقت ہوا تھا۔ اور ہم (یعنی قادیانی) جس عذاب کو قطعی کہتے ہیں اس کا اور موقع ہے یعنی وہ اہل نینوی کا عذاب تھا۔ پس اگر اس کلمہ سے قادیانی کا یہی مطلب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں تو آپ کو نادان نہیں کہتا اور نہ یہ کہتا

ہوں کہ اس قول اول کا مطلب سمجھنے میں آپ نے دھوکہ کھایا، بلکہ یہ کہتا ہوں کہ آپ بڑے ہوشیار و چالاک ہیں۔ آپ نے بھی اس کا مطلب تو وہی سمجھا ہے جو اس خاکسار نے سمجھا ہے مگر دیدہ دانستہ آپ اس مطلب سے انکار کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو عملاً دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ نزول عذاب کی نسبت خدا کا وعدہ یا قول ایک ہی تھا اور وہ ایک ہی دفعہ فرمایا گیا تھا (گو اس کا مورد نزول و محل و موقع مختلف ہو) یعنی اس عذاب کا ڈر اہل نینوی کو سنایا گیا ہو یا اس ظالم بادشاہ کو، وہ وعدہ یا قول ایک ہی تھا۔ اور ایک ہی اس کا مورد تھا یہ نہیں ہوا کہ وہ عذاب دو دفعہ آیا ہے، اہل نینوی کو جدا اور اس بادشاہ کی قوم پر جداگانہ اور دو ہی دفعہ وہ وعدہ ہوا۔ اور جب کہ وہ وعدہ یا قول ایک ہی دفعہ فرمایا گیا تھا اور اس کا مضمون قول اول مذکور میں شرطی بیان ہوا ہے کہ . اگر وہ ایمان نہ لائیں تب عذاب نازل ہوگا . تو پھر اس حکم و قول کو جس موقعہ پر کوئی تسلیم کرے گا اس کو اس کا شرطی ہونا ماننا پڑے گا۔ خواہ کوئی اس کو اہل نینوی کے حق میں تسلیم کرے (جیسا کہ آپ مانتے ہیں) یا اس ظالم بادشاہ اور اس کی قوم کے حق میں جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، خصوصاً اس حالت میں کہ اس کو اہل نینوی کے حق میں تسلیم کرنے کی حالت میں اہل نینوی کا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ہم آثار عذاب دیکھیں گے تو ایمان لے آویں گے۔ اسی تفسیر کبیر کے اسی صفحہ ۱۸۸ میں منقول ہے اور اس کے جواب میں حضرت یونس سے یہ کہنا کہیں ثابت و منقول نہیں کہ،

اے نادانوں یہ عذاب تو قطعی ہے، خدا تعالی نے اس کے قطعی وقوع کی خبر دی ہے۔ تم یہ بات کیوں کہتے ہو کہ ہم آثار دیکھ کر ایمان لے آویں گے ، ۔

حضرت یونسؑ کے یہ بات نہ کہنے اور اس معاملہ میں خدا کی طرف سے قطعیت عذاب کی خبر نہ دینے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ عذاب اہل نینوی کو سنایا گیا تھا تو بھی انہی الفاظ سے تھا جو اس قول اول میں بیان کئے گئے ہیں۔ نہ اور الفاظ جن میں خدا کی طرف سے قطعیت عذاب کی خبر ہو۔ قادیانی نے یہ نہ سوچا کہ اس عبارت سے پہلے اسی صفحہ ۱۸۸ میں وعدہ عذاب کی وہ عبارت لکھی ہے جس میں شرط صریح موجود ہے۔ اس شرط کے ہوتے میرے دھوکے میں کون مسلمان آئے گا۔ اور کب کوئی مسلمان یقین کرے گا کہ جو وعدہ عذاب خدا کی طرف سے دیا گیا تھا وہ قطعی تھا۔

☆ **قادیانی کی تیسری بات** کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو یہ جتایا ہے کہ مفسرین نے بلا اختلاف اسی دوسرے قول کو پسند و اختیار کیا ہے جس کو آپ نے اختیار کیا ہے۔ اور یہی قول اجلہ صحابہ و تابعین سے مروی ہے حالانکہ یہ بات محض جھوٹ اور خلاف واقع ہے۔ ناظرین کو ہمارے بیان سے بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اسی پہلے قول پر ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اس قول کو سبھی اہل تفاسیر نے ذکر کیا ہے۔ کیا آپ کے نزدیک حضرت ابن عباس معتبر مفسر نہیں، یا وہ قول تفسیر معالم و تفسیر کبیر وغیرہ میں بیان کر کے اس کو آیت قرآن سے مدلل نہیں کیا؟

☆ **قادیانی کی چوتھی بات** کا جواب یہ ہے کہ آپ کا اس آیت وعدہ تیس رات کی طرف رجوع کرنا عین اس بات کا اقبال کرنا ہے کہ حضرت یونس کی خبر عذاب کے قطعی ہونے پر آپ کے پاس کوئی طمانیت بخش دلیل نہیں۔ اس لئے آپ نے اس کی تائید اس آیت وعدہ تیس رات سے نکالنی چاہی۔ مگر ہم نے پہلے ہی یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس آیت میں صرف تیس رات کا وعدہ ہونا پھر اس کا خلاف ہونا ثابت نہیں ہوتا، لہذا یہ وار بھی آپ کا خالی گیا۔

☆ **قادیانی کی پانچویں بات** کا جواب اور لفظ لا محالہ اور تفسیر کی دوسری عبارت کی تشریح یہ ہے کہ یہ لفظ و عبارت ہمارے اس دعوی پر دلیل ہے کہ وعدہ عذاب خدا کی طرف سے قطعی نہ ہوا تھا، نہ آپ کے اس دعوی کی کہ وہ وعدہ قطعی تھا، کیونکہ اگر خدا کی طرف سے وعدہ عذاب قطعی الفاظ کے ساتھ ہوتا تو اس سے حضرت یونس کو یقین کامل پیدا ہوتا، نہ صرف ظن جس کو اس عبارت میں فظن انه لا محالة نازل سے بیان یا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ حضرت یونس نے ظن اور گمان کیا کہ وہ عذاب ضرور نازل ہونے والہ ہے ۔اس لفظ ظن سے صاف اور یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ وعدہ عذاب جو خدا کی طرف سے ہوا تھا وہ قطعی الفاظ سے نہ تھا۔ حضرت یونس نے اپنے ظن سے اس کو قطعی سمجھ لیا تھا۔ اور اس ظن کی وجہ وہی معلوم ہوتی ہے جو ہم نے پہلے اجمالی جواب میں پھر تفصیلی جواب میں پہلی عبارت تفسیر کبیر کی تشریح میں کہی ہے کہ جب حضرت یونس کو قوم نے یہ جواب دیا کہ ہم عذاب کے آثار

دیکھ کر ایمان لے آئیں گے تو انہوں نے اس قدیم سنت اللہ کے دست آویز سے کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں کیا جاتا، یہ سمجھ لیا اور گمان کیا کہ یہ عذاب قطعی ہے اور ٹلنے والا نہیں ہے۔ اور اس خیال و گمان کی وجہ سے وہ اس قوم پر خفا ہو کر ان میں سے نکل گئے۔ اس قدیم سنت اللہ کا ثبوت قرآن کی اس آیت میں ہے

افلم یسیروا فی ا لارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلھم ۔ کانوا اکثر منھم و اشد قوة و آ ثاراً فی الارض فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبو ن ۔ فلما جا ء تھم رسلھم با لبینا ت فر حوا بما عندھم من العلم و حاق بھم ما کانوا به یستھزئو ن ۔ فلما رئوا بأسنا قا لوا آ منا با للہ و حدہ و کفر نا بما کنا به مشر کین ۔ فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رائوا بأ سنا۔ سنّت اللہ التی قد خلت فی عبادہ ۔ و خسر ھنا لک الکا فرو ن ۔ (سورہ مو من۔ ع ۹) کیا یہ لوگ زمین میں پھر کر پہلے لوگوں کا حال (ان کے کھنڈروں سے) نہیں دیکھتے۔ جو ان سے (شمار میں) زیادہ تر اور قوت میں سخت تر اور زمین میں نشان (تصرفات عمارات وغیرہ) میں بڑھ کر تھے، پھر ان کا کمایا ان کے کام نہ آیا۔ جب رسول ان کے پاس نشان لے کر آئے تو وہ اپنے معلومات پر خوش ہوئے۔ اور ان کو عذاب نے گھیر لیا جس سے وہ ٹھٹھہ کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو بولے ہم اکیلے اللہ پر ایمان لائے اور جن کو اللہ کا شریک بتاتے تھے ان سے منکر ہوئے۔ پر وہ ایمان ان کے کام نہ آیا۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ اللہ کی یہی سنت ہے جو (تمام گذشتہ) بندوں میں گذر چکی ہے۔ تب منکر نقصان میں پڑ گئے۔

اپنی اسی سنت کے موافق خدا تعالی نے فرعون سے معاملہ کیا۔ جب وہ عذاب دیکھ کر ایمان لایا جس کا اس آیت میں ذکر ہے جس میں یہ بیان ہے کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا میں ایمان لایا کہ بجز اس معبود کے جس کو بنی اسرائیل مانتے ہیں کوئی دوسرا معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اللہ نے فرمایا کیا اب ایمان لاتا ہے۔ اور اس سے پہلے تو مفسدوں سے رہا۔ پس آج ہم تیری لاش کو زمین پر ڈالیں گے تاکہ تو پچھلے لوگوں کے لئے ایک نشان (عبرت) ہو۔

حتی اذا ادرکه الغر ق قال آ منت انه لا الہ الا اللہ الذی آمنت

به بنو اسرائیل و انا من المسلمین ۔ آلآ ن و قد عصیت قبل و کنت من المفسدین ۔ فا لیوم ننجّیک ببد نک لتکو ن لمن خلفک آ یۃ و ان کثیراً من النّاس عن آ یا تنا لغا فلو ن (یو نس۔ ع ۹)

اور چونکہ حضرت یونس اللہ تعالی کے نبی تھے لہذا وہ اس سنت اللہ سے بے خبر نہ تھے اور وہ اللہ تعالی کے سنن واحکام کی تبلیغ واطلاع کرنے پر مامور تھے ۔ لہذا ان کی نسبت یہی اعتقاد کرنا واجبات سے ہے کہ انہوں نے اسی سنت اللہ کی نظر سے اور قوم کے سردست و دم نقد ایمان لانے سے انکار اور عذاب دیکھ کر ایمان لانے کے اقرار سے وہ گمان کیا ، اور سمجھ لیا کہ عذاب دیکھنے کے بعد اس قوم کا ایمان قبول نہ ہوگا اور وہ عذاب ضرور نازل ہوگا ۔ اور اسی خیال سے غصہ کھا کر قوم کو چھوڑ دیا اور چلے گئے ۔ اور پھر عذاب رفع ہو جانے سے ان کو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ میں اس قوم میں جھوٹا سمجھا جاؤں گا ۔ میرا قول تو ان کے سامنے یہ تھا کہ وہ عذاب بحکم قدیم سنت اللہ ایمان لانے سے نہ ٹلے گا اور واقع میں ٹل گیا ۔ اور خدا کی اس سنت قدیم میں ایک مستثنی پیدا اور لاحق ہو گیا ۔ لہذا ان کو اس قوم پر دوبارہ رنج ہوا اور غصہ آیا کہ کیوں انہوں نے مجھے جھوٹا کرایا اور خود مجھے جھوٹا کہنا چاہا تھا ۔ اسی خیال اور رنج سے انہوں نے اس قوم کی طرف آنے سے انکار کیا ۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ یونسؑ کو خدا کی طرف سے قطعی وعدہ عذاب قوم نہ دیا گیا تھا بلکہ انہوں نے قوم کے انکار اور خدا کی قدیم سنت سے قطعیت عذاب کا ظن کیا تھا اور اگر حضرت یونس کو خدا کی طرف سے عذاب کا قطعی وعدہ دیا جاتا تو پھر ان کو اس عذاب کا صرف ظن نہ ہوتا بلکہ یقین ہوتا ۔ اور نہ وہ عذاب ایمان لانے سے ٹلتا ۔ بلکہ اس قوم کو ویسا ہی ہلاک کیا جاتا جیسا کہ اگلی قومیں باوجود ایمان لانے کے ہلاک کی گئیں ۔ اور جیسا کہ فرعون لا الہ الا اللہ کہتا ہلاک کیا گیا تھا ۔ اور نہ اس قدیم سنت اللہ سے اس قوم کو مستثنی کیا جاتا ۔ اور یہ امر نصوص قرآنیہ سے ثابت ومعلوم اور اکثر کے نزدیک مسلم ہے کہ یونس کی قوم پر عذاب شروع ہو گیا تھا ، اور پھر وہ ایمان لانے سے اٹھایا گیا ۔ اور اس امر میں یونس کی قوم تمام امتوں کے حکم سے مخصوص ومستثنی ہے ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اصل عذاب نہ آیا تھا صرف اس کی علامات ونشان آئے تھے ۔ مگر اس کو ظاہر قول خداوندی (کہ قوم یونس کی ایمان لائی تو ہم نے عذاب کو کھول دیا یعنی اٹھا دیا) رد کرتا ہے اور صاف بتاتا ہے کہ عذاب آ چکا تھا ، پھر

اٹھالیا اور کھولا گیا۔ عذاب نہ آیا تھا تو کھولا کس کو؟

تفسیر معالم التنزیل میں کہا ہے

اختلفوا فی انهم هل رئوا العذا ب عياناً ام لا ۔ فقال بعضهم رئوا دليل العذا ب و الاكثرو ن على انهم رئوا العذا ب عيا ناً بدليل قوله كشفنا عنهم عذا ب الخز ى فى الحيوة الد نيا و الكشف يكون بعد الوقوع او اذا قر ب (معا لم التنز يل ۔ ص ۴۴۰)

کہ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ قوم نے اصل عذاب کو دیکھا تھا یانہیں؟ بعض کا قول ہے کہ صرف عذاب کی علامت دیکھی تھی ۔مگر اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ بعینہ عذاب دیکھا تھا۔ اس کی دلیل یہ قول خداوندی ہے کہ ہم نے ان سے عذاب کھول دیا۔ اور کھولنا یا اٹھانا تب متصور ہے جب کہ عذاب واقع ہو چکے یا قریب الوقوع ہو۔

اور تفسیر فتح البیان میں کہا ہے

قال ابن جرير خصّ قوم يونس من بين الامم بان يتب عليهم من بعد معا ينة العذا ب و حكى ذا لك عن جماعة من المفسّرين و قال الزجاج انه لم يقع العذا ب انما رئوا علامة العذا ب ... عن ابن عباس ان العذاب كان هبط على قوم يونس لم يكن بينهم و بينه ا لا ثلثى ميل فلما دعوا كشف الله عنهم ۔ و قال قتاده قدر ميل وقال غا مت السماء فيما اسود ۔ هائلا يدخن دخانا شديداً فهبط حتى غشى مدينتهم و اسودت اسطحتهم فتا بوا و اخلصوا نيتهم فر حمهم الله و كشف ما نز ل بهم من العذا ب بعد ما اظلهم ۔ (فتح البيا ن)

کہ ابن جریر نے کہا ہے حضرت یونس کی قوم دیگر امتوں سے اس امر میں مخصوص ہوئی ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد ان کا عذاب اٹھایا گیا۔ یہ قول جماعت مفسرین کا ہے۔ زجاج کہتا ہے کہ عذاب نہیں دیکھا تھا۔ صرف اس کی علامت دیکھی تھی ۔ اس قول کو صاحب فتح البیان نے پسند کیا ہے مگر یہ اس بیان کے بر خلاف ہے جو اس کے بعد ابن عباسؓ وغیرہ سے اس نے نقل کیا ہے کہ عذاب میل یا دو ثلث میل کے قریب آ گیا تھا۔ اور آسمان سے سخت سیاہ ہولناک دھواں اتر پڑا جس سے اس کی چھتیں کالی ہوگئیں پھر انہوں نے توبہ کی اور نیک نیت کی تو اللہ

نے ان پر رحم کیا اور اس عذاب کو کھول دیا، بعد اس کے کہ وہ ان کے سر آ چکا تھا۔

اخرج احمد فی الزھد عن ابن عباس ان العذاب ھبط علی قوم یونس حتی لم تکن بینھم و بینہ الا قدر ثلثی میل فلما دعوا کشف اللہ عنھم و اخرج احمد و فلان و فلان عن سعید بن جبیر قال غشی قوم یونس العذاب کما غشی القبر فی الثوب اذا دخل فیہ صاحبہ و مطرت السماء دماً و اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن قتادہ فلولا کانت قریۃ آمنت یقول لم یکن ھذا فی الامم قبل قوم یونس لم ینفع قریۃ کفرت ثم آمنت حین عاینت العذاب الا قوم یونس فاستثنی قوم یونس کشف عنھم العذاب بعد ما تدلی علیھم لم یکن بینھم و بینہ الا میل۔ (در منثور)

ابن عباس کی روایت مذکور تفسیر در منثور میں منقول ہے اور تفسیر در منثور میں مجاہد سے منقول ہے کہ قوم یونس کو عذاب نے ڈہانک لیا جیسا کہ قبر کو کپڑے سے ڈھانک لیا جاتا ہے۔ جب اس میں مردہ داخل کیا جاتا ہے۔ اور آسمان نے خون برسایا اور تفسیر در منثور میں قتادہ سے منقول ہے کہ جو معاملہ حضرت یونس کی قوم سے ہوا یہ پہلے کسی امت سے نہیں ہوا۔ کسی بستی کو عذاب دیکھ لینے کے بعد ایمان نے نفع نہیں دیا۔ حضرت یونس کی قوم تمام قوموں سے اس امر میں مستثنٰی ہوئی ہے۔ ان کا عذاب قریب آجانے کے بعد اٹھایا گیا۔

اس بیان سے ثابت ہے کہ حضرت یونس کی قوم پر جو رحم ہوا اس میں قدیم سنت الٰہی میں ایک استثنا و تخصیص واقع ہوئی جس کا حضرت یونس کو پہلے علم نہ دیا گیا تھا۔ اور اسی واسطے انہوں نے باوجودیکہ ان کو شرطی طور پر عذاب آنے کی خبر دی گئی تھی، قوم کا یہ جواب سن کر کہ ہم عذاب کو دیکھ کر ایمان لائیں گے، یہ خیال اور ظن کر لیا تھا کہ بس اب عذاب ضرور نازل ہوگا کیونکہ عذاب دیکھنے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوا۔ خدا نے ان کو ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ عذاب قطعی ہے۔ اگر خدا ایسا فرماتا تو حضرت یونسؑ کو اس کا یقین ہو جاتا صرف ظن نہ ہوتا۔ جیسا کہ اس عبارت متمسکہ قادیانی میں کہا گیا ہے۔ لہذا یہ عبارت ہمارے خیال کی مؤید اور ہماری دلیل ہوئی، نہ قادیانی کے خیال کی مؤید اور اس کی دلیل۔

☆ قادیانی کی چھٹی بات اور فخریہ الزام کا جواب اور تفسیر درمنثور کی پہلی عبارت متمسکہ قادیانی کے لفظ کذبت اور اس کے متعلق فقرہ کی تشریح۔

اس فخریہ الزام کا جواب تو قادیانی ہی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے

بولو قادیانی جی! اب کیسی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ یونسؑ نے وعدہ ہلاکت کو خدا کے فرمان سے قطعی نہ سمجھا تھا، بلکہ قوم کے سردست ایمان لانے سے انکار اور اس شرطی ایمان کے اقرار سے کہ ہم عذاب دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے، اور خدا کی سنت قدیمہ کی دست آویز سے کہ بعد معائنہ عذاب، ایمان قبول نہیں کیا جاتا، اسکا ظن کیا تھا۔

لفظ کذبت اور اس کے متعلق فقرہ کی تشریح آپ کی پہلی اور پانچویں بات کے جواب میں ہوچکی ہے اور یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ حضرت یونس نے اپنے اسی قول سے جو قوم کے انکار سے اور خدا کی سنت قدیمہ کی دست آویز سے سمجھ کر انہوں نے فرمایا، اپنے آپ کو قوم کی نظروں میں جھوٹا قرار دیا تھا۔ نہ یہ کہ خدا کی طرف سے وعدہ خلافی ہونے کے سبب خدا تعالی کو جھوٹا کہا ہو۔ یہاں صرف یہ تشریح ضروری ہے کہ جو قادیانی لفظ کذبت کو بصیغہ مجہول لکھا ہے اور اس کا ترجمہ بھی ایسا ہی کیا ہے جس سے خدا کی طرف کذب اور وعدہ خلافی کی نسبت ہو۔ چنانچہ قادیانی نے کہا ہے کہ . قطعی وعدہ کیوں خلاف واقع نکلا۔ مجھ پر کیوں ایسی وحی نازل ہوئی جس کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی، ۔ یہ قادیانی کا حضرت یونسؑ اور خدا تعالی پر افتراء ہے۔ اس کتاب میں اس لفظ کو بصیغہ مجہول ضبط نہیں کیا گیا تاکہ اس کے معنے یہ ہوں کہ مجھ سے اس وحی و پیش گوئی میں جھوٹ بولا گیا۔ اور واقع میں بھی یہ لفظ بصیغہ مجہول معلوم نہیں ہوتا، بلکہ یہ لفظ بصیغہ معروف کذبت معلوم ہوتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنے خیال اور ظن سے (جس کی تشریح اوپر گذر چکی ہے) ان لوگوں کو جھوٹ کہا تھا کہ تمہارا ایمان قبول نہ ہوگا۔ اور یہ عذاب نہ ٹلے گا۔

ہمارے اس دعوی پر کہ یہ لفظ بصیغہ معروف معلوم ہوتا ہے نہ بصیغہ مجہول، دو دلیلیں اسی کتاب میں موجود ہیں۔ ایک تو وہی۔ دوسری روایت وعبارت جس کو قادیانی نے درمنثور سے نقل کیا ہے۔ اس میں لفظ لا ارجع الیھم کذابا جو فاعل کا صیغہ ہے اور وہ لفظ حضرت یونسؑ نے اپنے حق میں بولا ہے لہذا وہ لفظ صاف بتاتا ہے کہ کذب کا فاعل انہوں نے اپنے

آپ کو قرار دیا ہے (اور یہ لفظ معروف ہے) نہ خدا تعالی کو جو کہ بصورت مجہول ہونے اس لفظ کا فاعل لم یسمّ بنتا ہے۔

دوسری دلیل اس کتاب کی ایک اور روایت ہے جس کو اس میں بروایت ابن مردویہ، ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے اور اس کے اخیر میں حضرت یونسؑ سے یہ قول نقل کیا گیا ہے فقال لا ارجع الی قوم قد کذ بتھم و انطلق مغاضباً یعنی مراغماً۔ یعنی یونسؑ نے فرمایا اب میں ایسی قوم کی طرف پھر کر نہ جاؤں گا جس کو میں اپنے خیال وظن سے (جس کی تشریح ہو چکی ہے) جھوٹ کہہ چکا ہوں کہ عذاب ضرور آئے گا۔ یہ کہہ کر وہ غصہ ہو کر یعنی بے زار ہو کر چلے گئے۔

اب قادیانی کو چاہیے کہ شرم اور حیا اختیار کر کے اس لفظ کذ بت (بصیغہ مجہول) کو اور اس عبارت کو اپنے مدعا کے بر خلاف سمجھ کر واپس لے یا کچھ کھا کر مر جائے۔

☆ قادیانی کی ساتویں بات اور فخریہ الزام کا جواب بھی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے کہ اب فرمایئے قادیانی جی! ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے۔ ہم نے صاف طور پر ثابت کر دیا ہے کہ تو نے (باوجودیکہ ان کو بشرط ایمان نہ لانے کے عذاب کا ڈر سنایا گیا تھا اور انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہہ بھی دیا تھا کہ ہم عذاب دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے) اس لئے اضطراب کیا اور ایسی دردناک صورت بنائی کہ حضرت یونس نے اپنے ظن سے (جس کی تشریح ہو چکی) نہ وحی الٰہی سے ان کو ڈرا دیا تھا۔ کہ عذاب آ جانے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا۔ اور حضرت یونس بھی (باوجودیکہ ان کو وحی الٰہی نے یہ خبر دی تھی کہ عذاب شرطی ہے اور بحالت عدم ایمان قوم ہے قطعی اور بہرحال) اس لئے قوم کی تکذیب سے ڈر کر ان کی طرف جانے سے انکاری ہوئے کہ وہ اپنے کسی ظن (جس کی تشریح ہو چکی ہے) نہ وحی الٰہی سے اس عذاب کو قطعی ٹھہرا چکے تھے اور قوم کو کہہ چکے تھے کہ تمہارے ایمان لانے یہ عذاب نہ ٹلے گا۔

☆ قادیانی کی آٹھویں بات کا جواب اور عبارت کتاب یونہ کی تشریح۔

اس کتاب کے کسی فقرہ اور کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو وعدہ حضرت یونس کو عذاب قوم کا دیا گیا تھا، وہ قطعی تھا، بلکہ اس کے باب ۳ کی دوسری آیت میں حضرت

یونسؑ کا یہ کہنا کہ

.کیا یہ میرا مقولہ نہ تھا جس وقت میں ہنوز وطن میں تھا اس لئے میں آگے سے ترسیس کو بھاگا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کریم اور رحیم خدا ہے جو غصہ کرنے میں دھیما اور نہایت مہربان ہے.

صاف بتا رہا ہے کہ حضرت یونس کو پہلے ہی سے اس امر کا علم تھا کہ خدا رحیم و کریم ہے وہ اس قوم کو عذاب نہ کرے گا اور جو وعدہ عذاب وہ دے گا وہ قطعی وعدہ نہ ہوگا۔ اور اسی خیال سے اور اسی خوف سے وہ رسالت کے بوجھ سے بھاگ گئے اور اس کی وجہ سے وہ مچھلی کے پیٹ میں قید و مبتلا ہوئے۔ اگر وہ خدا کے وعدہ کو قطعی سمجھتے تو وہ پہلے سے یہ اندیشہ اس کے عدم وقوع کا کر کے ترسیس کو نہ بھاگتے۔ اس خیال عدم وقوع عذاب موعود سے ان کا بھاگنا صاف بتاتا ہے کہ وہ اس وعدہ عذاب کو قطعی اور اس کے وقوع کو یقینی نہ سمجھتے تھے.

آپ کے ان الفاظ سے یہ بات سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے قادیانی نے باب ۴ کی آیات کا انتخاب کیا تو آیت ۲ کا یہ فقرہ نقل نہ کیا۔ اور اس نقل میں سرقہ کا ارتکاب کیا اور ناظرین کو دھوکہ دیا۔

اس آیت کے اخیر میں جو حضرت یونسؑ سے یہ فقرہ منقول ہے کہ

خدا پچھتا کے اپنے کو بدی سے باز رکھتا ہے۔

ایسا ہی باب ۳ کی آیات نمبر ۱۰ میں جس کو قادیانی نے نقل کیا ہے، خدا کے پچھتانے کا لفظ ہے۔ شاید قادیانی نے اس سے اس وعدہ کا قطعی ہونا نکالا ہے مگر اس کی یہ دھوکہ دہی ہے۔

اول تو بائیبل کے اس قسم کے مضمون یا الفاظ ان عیسائیوں کیلئے حجت وسند ہو سکتے ہیں جو بائیبل کو جمیع الفاظ و مطالب سے الہامی مانتے ہیں، یا قادیانی کیلئے حجت ہوں گے جو عیسائیوں کا چھوٹا بھائی بنا ہوا ہے۔ مسلمان تو (بحکم منطوق واجب الوثوق آنحضرت کے کہ لا تصدقوا اھل الکتاب و لا تکذبوا ھم ، نہ تو اہل کتاب کی ہر ایک بات میں تصدیق کرو نہ تکذیب) ان کتابوں کی ایسی باتوں پر جن کی تصدیق قرآن و حدیث میں نہیں ہے، یقین نہیں کرتے۔ اور اگر بطور فرض محال اس لفظ کو صحیح اور تحریف سے محفوظ مان لیا جاوے تو پھر اس لفظ پچھتانے کے وہ معنی مراد نہ سمجھے جاویں گے جو انسانوں میں پائے جاتے ہیں کہ پہلے ایک بات کہیں، پھر اس میں غلطی دیکھ کر اس پر نادم ہو کر برخلاف اس کے کہیں۔ ان معنی کو خدا کو پچھتانے والہ

سمجھنا، اسے غلط فہم اور خطا کار انسان کی مانند جاننا ہے، جس سے سے اسکی شان پاک اور ارفع ہے۔ بلکہ اس کے معنی صرف بنظر لوازم نہ بحسب حقیقت (جس کا علم بجز خدا کسی کو نہیں) یہ سمجھنے چاہئیں کہ پہلے ایک حالت (مثلاً بدی) کی نظر سے ایک حکم دینا، پھر دوسری حالت (نیکی) کی نظر سے دوسرا حکم دینا جو صورت و پیرایہ میں اسی انسانی پچھتانے کی ہم شکل ہے اور حقیقت اور معنے میں اس سے جداگانہ۔ ایسا ہی خدا تعالی کا غصہ ہونا، رحم کرنا وغیرہ صفات میں (جو لوازم و آثار ہیں) انسانی صفات کے مشابہ ہیں اور درحقیقت وہ انسانی صفات کی مانند اور مثل نہیں ہیں۔ قادیانی نے اگر پچھتانے کے وہی انسانی پچھتاوہ کے معنی سمجھ کر اس سے نکالا کہ پہلے خدا نے قوم کے مابعد ایمان لانے سے بے خبر ہونے کی وجہ سے وعدہ قطعی عذاب کا کیا، پھر جب وہ لوگ ایمان لے آئے تو خدا تعالی کو اس کا پتہ لگا اور علم ہوا تو اس کو پہلے وعدہ پر افسوس ہوا، اور اس کو نادم ہو کر اپنے وعدہ کو بدلنا پڑا تو اس (قادیانی) کے برابر دنیا میں کوئی احمق اور خدا کا منکر نہیں۔ کیا وہ خدا کے غضب کے بھی یہ معنے سمجھتا ہے جو انسانوں میں پیدا ہوتا ہے کہ خون میں جوش آجاتا ہے اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور حواس میں تغیر ہو جاتا ہے؟ اور خدا کے رحم کے بھی یہی معنی سمجھتا ہے کہ اس کے دل میں گدگدی پیدا ہو جاتی ہے اور اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے؟ ایسا ہی اس کا اعتقاد ہے تو پہلے وہ خدا اور اس کی صفات پر ایمان صحیح کرے، پھر بائیبل کی اس آیت پر ہاتھ مارے۔ اور اگر قادیانی اس کتاب کے ان الفاظ سے کہ

> یونہ اس سے ناخوش اور نپٹ رنجیدہ ہوا۔ اور خدا سے دعا مانگی کہ میری جان مجھ سے لے لے کیونکہ میرے جینے سے مرنا بہتر ہے۔

قطعیت وعدہ عذاب نکالتا ہے تو یہ بھی اس کی حماقت یا دھوکہ دہی ہے۔ کیا وہ اس کلام کے یہ معنی سمجھتا ہے کہ حضرت یونس عذاب ٹل جانے سے خدا پر غصہ اور رنجیدہ ہو گئے؟ اور اسی معنے کے ساتھ وہ اس کلام کو پاک نوشتہ کہتا ہے اور پھر مسلمان ہونے کا دعوی کرتا ہے؟

ہم بحوالہ تفسیر کبیر وغیرہ ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالی پر غصہ کرنا کافروں کا کام ہے، نہ مسلمانوں کا۔ چہ جائے کہ انبیاء کا ہو جو خلقت کو ہدایت کرنے اور کفر سے بچانے کیلئے آئے ہیں۔ لہذا اس کلام کے معنی (اگر اس کو الہامی اور تحریف سے محفوظ تسلیم کر لیا جائے) وہی ہیں جو قرآن کے لفظ مغاضب اور دونوں پہلی روایات (تفسیر کبیر و درمنثور) کی شرح میں بیان

ہو چکے ہیں کہ آپ قوم سے رنجیدہ ہوئے ہیں کہ وہ کیوں بچ گئے جو میرا کہنا نہیں مانتے تھے۔ اوراسی رنج میں وہ کلمہ بے ساختہ ان کے منہ سے نکل گیا۔اس رنجیدہ ہونے اوراس پر وہ کلمہ کہنے کی نظیر حضرت یونس کا درخت رینڈی کے خشک ہوجانے پر رنجیدہ ہونا اور بعینہا وہی کلمہ کہنا جو اس کتاب کے باب۴ آیت ۸ و ۹ میں موجود ہے اور وہ صفحہ۸۱ رسالہ میں منقول ہے جس سے کوئی احمق سے احمق بھی نہیں نکالتا کہ رنجیدہ ہونا خدا پر تھا اوراس پر موت کی آرزو کرنا خدا کی وعدہ خلافی کے سبب تھا۔ بلکہ یہ رنجیدگی ایسی ہے جیسے ہرایک بشر کو نعمت کے فوت ہونے یا کسی مصیبت کے پیش آنے سے ہوتی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں غم وافسوس وملال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ایسے کلمات کے سبب نیک لوگوں پر یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ خدا پر خفا ہوگئے ہیں۔ ان پر ایسا گمان انہی لوگوں کا کام ہے جن کا خود خدا اوراس کے رسولوں پر ایمان واعتقاد نہیں ہوتا۔

☆ قادیانی کی نویں (نہم) بات اورالزام کا جواب اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔

اب اے قادیانی جی ! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یونس نبی کی کتاب کے الفاظ و فقرات کی تشریح سے کیسا ثابت ہوگیا کہ حضرت یونسؑ نے اس وعدہ اور خبر عذاب کو جو خدا کی طرف سے ان کو ملی تھی، قطعی نہ سمجھا تھا۔ بلکہ شرطی اور ایمان سے ٹل جانے والی سمجھا تھا۔اور ان کا خدا کی نسبت پچھتانے کا لفظ استعمال کرنا (اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے) ان معنی سے نہیں ہوا جن سے اس وعدہ کا قطعی ہونا ثابت ہو، اور آپ کا رنجیدہ ہونا خدا پر نہ تھا۔اور نہ موت کی آرزو کرنا خدا کی وعدہ خلافی کے گمان سے تھا۔مگر آپ میں کچھ شرم ہو تو آپ اب بھی مان جائیں کہ ہم نے کتاب یونہ کا حوالہ غلطی سے دیا ہے اوراس سے ہمارا مطلب ثابت نہیں ہوتا

☆ قادیانی کی دسویں **بات** کا جواب بھی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔

قادیانی جی ! اب تو ہر ایک پہلو سے آپ قابو میں آ گئے۔آپ کی ہر ایک بات کے متعدد جوابات دندان شکن دیئے گئے جن میں آپ کو چون چرا کرنے گنجائش نہیں۔اور اگر آپ گنجائش سمجھتے ہیں تو جواب دیں اور دو ہزار روپیہ انعام لیں جس کا وعدہ ہم جداگانہ اشتہار میں دینے کو تیار ہیں۔

اس دسویں بات کے اخیر میں آپ نے خاکسار سے قسم کھانے کی درخواست کی ہے۔(مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ) اس کی اجابت وقبولیت تفصیل کے ساتھ اس مضمون میں ہو گی جو اشتہار متضمن عذر عدم وفات شوہر ثانی زوجہ فرضی قادیانی کے جواب میں شائع کیا جائے گا۔ اس مقام میں اس درخواست کی ایک بات نوٹس لینے اور ناظرین کو توجہ دلانے کے قابل ہے کہ اس درخواست میں پہلے آپ نے ہمارے قسم کھانے پر مستعدی ظاہر کرنے کو طمع مال اور لالچ کی وجہ سے قرار دیا اور اخیر میں اس کو بے ایمانی ٹھہرایا ہے جس سے آپ نے یقین دلایا ہے کہ جو شخص آپ کے مقابلہ میں قسم کھانے کو مستعد ہو گا اس کو آپ پہلے قسم کھانے سے لالچی بنا کر اس قسم سے ہٹا دیں گے اور جب وہ اپنی صداقت پر جرأت کر کے قسم کھالے گا تب آپ اس کو بے ایمان کہہ کر یہ طعن کریں گے کہ بے ایمان جھوٹی قسم کھا گیا ہے۔اس سے اہل انصاف یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آپ کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص (کسی قسم کی دین یا دنیا میں عزت وحیثیت رکھنے والا) قسم کھانے سے انکار کرے تو حق بجانب اسکے ہے اور مسٹر عبداللہ آتھم جو آپ کے چار ہزار روپئہ دینے پر بھی قسم نہیں کھاتا تو اس کی ایک وجہ (علاوہ ممانعت مذہبی کے جس کا وہ مدعی ہے) یہ بھی ہے کہ وہ دنیا میں آپ سے زیادہ عزت وحیثیت رکھتا ہے۔آپ کا گذارہ تو اسی گدائی اور کہانت کی کمائی پر ہے جو آپ جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی بن کر کما رہے ہیں اور وہ اس وقت پنشن یاب ہونے کی حالت میں بھی ایک ہزار روپئہ ماہوار کے قریب آمدنی رکھتا ہے۔لہذا وہ اس دنیاوی عزت کے لحاظ سے بھی قسم کھانا قبول نہیں کرتا اور آپ سے لالچی و بے ایمان کہلانا نہیں چاہتا۔ وہ قسم کھانے کو مستعد ہو گا تو آپ اس کو ضرور لالچی کہیں گے اور جب وہ قسم کھا جائے گا تب آپ اس کو بے ایمان بتائیں گے۔اور ایسے لوگ مالدار اور ذی عزت دنیا میں بہت ملیں گے جو ہزاروں کا نقصان قبول کرتے ہیں مگر سچے ہو کر بھی قسم نہیں کھاتے اور بے ایمان معترضین کی اس تہمت سے ڈرتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹی قسم کھا گیا۔

عبداللہ آتھم کے قسم کھانے کی یہی وجہ ہم نے اپنی کسی مجلس وعظ میں بیان کی تھی جس کو آپ نے اپنے اشتہار چار ہزار میں نقل کر کے اس کا جواب دیا ہے کہ ایسا روپئہ جو بغیر میل نفس کے ہو، لالچ نہیں۔مگر آپ کی اس بدنامی اور اتہام لالچ و بے ایمانی سے جو (خاکسار محمد حسین کے ارادہ قسم کھانے پر آپ سے ظاہر ہوئی ہے) وہ جواب رد ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ گو واقعہ

میں سچی قسم کھانا اور اس ذریعہ سے مال حاصل کرنا لالچ نہیں مگر آپ اس کو ضرور لالچ بنادیں گے۔ مگر آپ کو یہ معلوم ہو کہ خاکسار آپ کی دھمکی اور تہمت لالچ و بے ایمانی سے نہ ڈرے گا اور آپ کے مقابلہ میں ضرور قسم کھائے گا اور اس تہمت سے آپ کی زبان بندی یوں کرے گا کہ اس قسم کے عوض میں آپ سے مال دنیا کا طالب نہ ہوگا بلکہ اس چیز کا طالب ہوگا جس کو کوئی بے ایمان بھی طمع دنیاوی نہ کہہ سکے گا۔...

تفہیم حق پر تبصرہ

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ بیان بالا سے مرزا غلام احمد قادیانی کے اشتہار چار ہزار کے ان دلائل کا جو وعید (وعدہ عذاب) کے ٹل جانے پر اس نے پیش کئے ہیں، جواب ہو گیا۔ ذیل میں اس کے ایک حواری کے رسالہ کے اس قسم کے دلایل کا جواب دیا جاتا ہے تا کہ ان کے جملہ دلائل کا جواب یک جا ادا ہو اور طالب تحقیق کو پراگندگی نہ ہو۔

قادیانی کے ایک سیالکوٹی مرید نے ایک رسالہ تفہیم حق میں گیارہ آیتیں پیش کی ہیں جن سے بزعم خود قادیانی کا دعوی ثابت کرنا چاہا ہے۔

ازانجملہ چھ آیات تو وہی یا ان کے مضمون کی آیات ہیں جن کو قادیانی نے پیش کیا اور ہم نے اس کا جواب دیدیا۔ پانچ اور ہیں جن کا جواب اس مقام میں مناسب ہے۔

اول۔ جو اس رسالہ میں بھی نمبر اول ہے، وہ آیت ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کے لوگوں کو فقیری اور بیماری میں پکڑا تا کہ وہ لوگ عاجزی کریں و ما ارسلنا فی قریة من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء و الضراء لعلھم یضرعون۔

دوسری وہ آیت جو اس رسالہ میں نمبر ۸ ہے اور اس میں بیان ہے کہ مکہ والوں نے کہا اے رب ہمارا عذاب (قحط) اٹھادے، ہم ایمان لائیں گے تو خدا نے فرمایا کہ ہم یہ عذاب اٹھادیں گے مگر تم کفر میں عود کرو گے ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون۔ .... قلیلاً انکم عائدون۔

تیسری وہ آیت جو اس رسالہ میں نمبر ۱۰ ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ بنی

اسرائیل نے موسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا مانگ وہ ہمارا عذاب اٹھاوے تو ہم ایمان لاویں گے اور جب عذاب اٹھایا گیا تو پھر انہوں نے وہی کفر کیا۔ قالوا یا موسی ادع لنا ربک بما عھد عندک لئن کشفت عنّا الرجز لنؤمننّ

مگر اس سیالکوٹی مرید نے اتنا نہ سوچا کہ قادیانی کا دعوی تو موعود عذاب کے ٹل جانے کا ہے اور ان آیات میں جن عذابوں کے تضرع اور دعا و ایمان سے ٹل جانے کا ذکر ہے وہ عذاب نہ تو موت و ہلاکت کے عذاب ہیں اور نہ موعود و موقت الزمان۔ پھر ان آیات سے اس کا استدلال کرنا اپنی حماقت کا اظہار نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسے عذاب ما دون الھلاک قطعی موعود و موقت الزمان نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ توبہ و استغفار سے (اگرچہ عارضی و جھوٹی ہو) ٹل جاتے ہیں بلکہ تمہاری پہلی متمسک بہا آیت میں صاف بیان ہے کہ یہ عذاب اسی واسطے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ ان عذابوں سے ڈر کر عاجزی کریں اور وہ عذاب ٹلیں۔ لفظ لعلھم یضرعون کو پڑھو اور اس کے معنی کسی اہل علم سے پوچھ لو۔

چوتھی آیت و ما کان اللہ معذبھم و ھم یستغفرون۔ یہ اس کے رسالہ میں نمبر ۷ پر ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ خدا اس حالت میں عذاب نہیں بھیجتا جب کہ لوگ خدا سے بخشش مانگتے ہوں۔ اس آیت کے تمسک سے بھی اس سیالکوٹی مرید نے اپنا جہل ظاہر کیا ہے اور اتنا نہ سوچا کہ جس خیالی و فرضی استغفار نے آتھم کی موت کو ٹلا دیا وہ اس پیش گوئی کے وقت اور اس سے پہلے بھی آتھم میں موجود تھا، پھر اس استغفار کے ساتھ عذاب موت کا ڈر کیوں سنایا گیا۔ قادیانی کے احمق ملہم (معلم الملکوت) کو اتنی خبر نہیں کہ ایسا استغفار تو تمام پادری اور خاص کر عبداللہ آتھم اکثر اوقات اور خاص کر نمازوں میں کرتے رہے ہیں۔ یہ تو نہیں ہوا کہ جب پیش گوئی کا وقت ٹلنے لگا تھا اسی وقت وہ استغفار اس سے وقوع میں آیا۔

پانچویں آیت وہ ہے جو اس رسالہ تفہیم الحق میں نمبر ۹ ہے اذ جاؤکم من فوقکم و من اسفل منکم۔ اس میں یہ بیان ہے کہ جنگ احزاب میں دشمن تلے اوپر سے آپڑے تو تم لوگ اللہ تعالی پر برے گمان کرنے لگ گئے۔ اور منافق بول اٹھے کہ خدا اور رسول نے ہم سے دھوکہ کا وعدہ کیا تھا۔

اس سے اس حواری قادیانی نے یہ بات نکالی ہے کہ خدا تعالی اپنے قطعی وعدوں کو ان کے وقت سے ٹلا کر دوسرے وقت پر ظاہر کیا کرتا ہے جس سے لوگوں میں برے گمان پیدا

ہوتے ہیں۔اس استدلال میں بھی اس نے اپنا جہل ظاہر کیا اور اتنا نہیں سمجھا کہ جس نصرت اور وعدہ کے ظہور میں توقف ہوا، اور اس سے کچھ لوگوں کو برا گمان پیدا ہوا، اس کا وقت ظہور خدا نے مقرر و موقت نہ کیا تھا۔جن لوگوں کو برا گمان ہوا انہوں نے اس کی مدت قریب سمجھنے میں دھوکہ کھایا، خدا نے ان کو دھوکہ نہیں دیا اور نہ خود جھوٹ بولا ہے۔اس آیت اور اس کے نظائر متی نصر اللہ۔ و ظنّوا انھم قد کذبوا کی تفسیر دواوین سنت میں نکلوا کر کسی عالم حدیث سے سن لو اور اپنے ایسے اعتقاد سے کہ خدا اپنے موقت وعدوں کو دوسرے وقت پر ٹلا دیا کرتا ہے، اور کسی قدر جھوٹ بھی بول لیا کرتا ہے، توبہ کرو۔

اس تفصیل سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جن آیات سے قادیانی اور اس کے گمراہ مرید موقت و موعود عذاب موت کے ٹل جانے پر استدلال کرتے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں جس سے ان کا دعوی اور باطل اعتقاد ثابت ہو۔ان آیات کی تفسیر میں قادیانی اور اس کے مریدوں نے دجالیت سے کام لیا ہے اور آیات قرآن میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔

قطعی موعود عذاب

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ بیان بالا قادیانی کے دعوی،
کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹل جایا کرتا ہے،

اور اس کے دلائل کا رد و ابطال ہے۔اب ہم اس کا معارضہ کرکے اس کے مقابلہ میں یہ ثابت کرتے ہیں کہ عذاب موعود قطعی جس میں موت و ہلاکت کی وعید ہو، نہ کسی قدر ڈر جانے سے ٹلتا ہے، نہ پورے ایمان لانے سے۔اور خدا تعالی اپنے وعید (عذاب کی خبر) میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔قادیانی اور اس کے اتباع مفتری وملعون ہیں جو خدا تعالی کا اپنے وعید میں جھوٹا ہونا تجویز کرتے ہیں۔

کسی قدر ڈر جانے سے عذاب موعود کے نہ ٹلنے پر یہ دلیل ہے کہ خوفناک خبر سنا کر کسی قدر ڈر جانا ایک طبعی اور فطرتی اور قدرتی امر ہے۔گو مخبر کے صدق کا سننے والے کو یقین نہ ہو۔یہ خوف صرف احتمال صدق سے پیدا ہو جاتا ہے گو آخر کو قائم نہ رہے۔مثلاً

۱۔ کوئی طبیب کسی کو کہہ دے کہ تو فلاں مرض کے سبب اتنے دنوں کے بعد مر جائے گا تو سننے والہ گو کیسا ہی صاحب حوصلہ ہو، اور اس طبیب کا پورا معتقد بھی نہ ہو، تب بھی ایسی بات سن کر اول وہ ضرور ڈر جائے گا کہ شائد بحکم

گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

اس کی تشخیص درست ہو۔ گو وہ آخر سنبھل جائے اور اس طبیب کا کاذب یا غیر ماہر ہونا ثابت ہونے پر اس خوف کو دور کرے۔

۲۔ کوئی رمال یا جوتشی یا نجومی کسی کو اگر یہ کہہ دے کہ اتنے دنوں میں تیری جان یا مال کو کوئی نقصان پہنچے گا تو سننے والہ گو مطلق علم نجوم یا رمل یا جوتش کا منکر ہو یا خاص کر اس شخص کے نجومی جوتشی ہونے کا انکاری ہو، ایک دفعہ تو ضرور خائف ومتردد ہو جائے گا اور یہ کہے گا کہ شائد علم نجوم و جوتش و رمل واقعی علوم ہوں ۔ یا اس شخص میں ان علوم کا حصہ ہو۔ گو آخر وہ ان علوم کی نفی یا اس شخص میں ان علوم کے پائے نہ جانے پر دلائل قائم کر کے سنبھل جائے اور بے فکر ہو جائے۔

۳۔ جس شخص کو کوئی جھوٹا جانتا ہو، وہ اگر اس کو یکا یک خبر دے کہ فلاں شخص تیرے مار ڈالنے کی فکر میں ہے۔ اس کی یہ خبر سن کر سننے والے کو ضرور خوف پیدا ہوگا۔ اور وہ یہ کہے گا کہ شائد یہ شخص بحکم ان الکذوب قد یصدق اس خبر میں سچا ہو، گو آخر بعد تحقیقات اس کے جھوٹ کا یقین کر کے بے فکر ہو جائے۔

۴۔ جو لوگ نئی روش نئے علوم کے دلدادہ ہو کر جنوں اور شیاطین سے منکر ہیں ان میں سے اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ فلاں مکان میں جن رہتا ہے اور اس کے ایسے ایسے افعال و حرکات مشاہدہ میں آچکے ہیں تو وہ تنہا خصوصاً رات کے وقت اس مکان میں جائے گا تو اس کے دل میں کسی قدر خوف و دھڑکہ ضرور پیدا ہوگا، گو آخر کو وہ سنبھل جائے۔

۵۔ مسلمان ہندوؤں کو اور ہندو مسلمانوں کو گمراہ جانتے ہیں، مگر بعض لوگ ایک فریق کے دوسرے فریق کے فقیروں اور عاملوں سے ضرور ڈرتے ہیں۔ اور ان کی بددعا سے بچتے ہیں۔ اور ان کی دعا اور جھاڑ پھونک کے طالب ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بالیقین حق و نجات پر نہیں سمجھتے۔

۶۔ قوم فرعون، حضرت موسی کو نبی برحق نہ جانتے بلکہ جادوگر کہتے تھے، مگر ساتھ

ہی اس وہ ان عذابوں کو جو ان پر وارد ہوتے، موسیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ سمجھ کر ڈرتے بھی تھے اور کہتے تھے ایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک....اوساحرتو خدا سے دعا مانگ کہ وہ عذاب اٹھاوے۔ تب ہم ایمان لے آویں گے۔

۷۔ مکہ کے کافر آنحضرت ﷺ کو نبی برحق نہ مانتے مگران پر قحط آیا تو وہ اس سے ڈرکرآنحضرت ﷺ سے دعا کے ملتجی ہوئے (ان دونوں مثالوں کو قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے اور ان سے غلط نتیجہ نکالا ہے)

ان تمثیلات سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ ایک خوفناک خبر سنکر کسی قدر ڈر جانا ایک طبعی اور فطرتی امر ہے جس سے کوئی صاحب فطرت سلیمہ انکار نہیں کرسکتا۔ اس قاعدہ سے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ اقوام عاد اور ثمود پر خدا کا عذاب آیا، وہ اس عذاب کی خبر سن کر ضرور کسی قدر ڈر گئے ہوں گے۔ مع ہذا وہ عذاب ان سے نہیں ٹلا اور وہ لوگ ہلاک کئے گئے۔ اس تجویز کی مؤید قرآن کی وہ آیت ہے جس میں عام اقوام کا حال بیان ہوا ہے

حتی اذا اخذ نا متر فیھم بالعذا ب اذا ھم یجئرو ن ۔ لا تجئروا الیوم انکم منا لا تنصرو ن ۔ (مو منو ن۔ ع ۴) کہ ان پر خدا کا عذاب آیا تو وہ ڈر گئے اور چلّا اٹھے۔ اس سے وہ عذاب نہ ٹلا۔

اور خاص کر وہ حالات شاہد ومؤید ہیں جو مفسرین نے قصہ عاد وثمود میں بیان کئے ہیں۔ قوم عاد کے حالات میں مفسرین نے لکھا ہے کہ جب اس قوم نے حضرت ہود نبی کو نہ مانا تو ان پر خدا تعالیٰ نے تین برس قحط کو مسلط کر دیا۔ پس ان کے وکیل قیل بن عنز وغیرہ دعا بارش کیلئے مکہ شریف پہنچے۔ جب خاص حرم میں دعا کرنے لگے تو قیل بولا کہ اے ہمارے خدا ہود سچا ہے تو ہمارے لئے بارش نازل فرما۔ اس وقت تین بدلیاں نمودار ہوئیں۔ سفید سرخ اور سیاہ۔ اور آسمان سے آواز آئی کہ اے قیل جس بدلی کو تو پسند کرتا ہے، پسند کرلے۔ اس نے سیاہ بدلی کو پسند کیا تو خدا نے اسی بدلی کو قوم عاد کی بستیوں کی طرف متوجہ کیا۔ ان لوگوں نے اس بدلی کو دیکھا تو خوش ہوئے اور بولے یہ مینہ آیا۔ مگر درحقیقت وہ آندھی تھی جو آٹھ دن ان پر مسلط رہی اور اس نے اس قوم کے گھروں کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ سب سے پہلے اس آندھی کو ایک عورت نے دیکھا تو وہ دیکھ کر چلا اٹھی اور بے ہوش ہوگئی۔ جب وہ ہوش میں آئی تو لوگوں نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اس آندھی میں آگ دیکھی

ہے جس کو کئی آدمی کھینچے ہوئے ہیں۔ سو دیکھو قیل کی دعا میں نہ کسی قدر، بلکہ اس سے بڑھ کر خوف وانابت موجود تھی۔ ایسا ہی اس عورت میں پرلے درجے کا خوف پیدا ہوگیا تھا مگر چونکہ عذاب کا وعدہ ہو چکا تھا لہذا وہ اس خوف وانابت سے نہ ٹلا۔

و قال قیل بن عنز حین دعا یا اظنا ان کان ھود صادقاً فاسقنا قد ھلکنا فانشاء اللہ سحا ئب ثلا ثا بیضاء و حمراء و سو داء ثم ناداہ مناد من السحاب یا قیل اختر لنفسک وقومک من ھذہ السحائب ما شئت فقال اخترت السحابۃ السوداء فانھا اکثر السحا ب ما ءً و ساق اللہ السحا بۃ السوداء التی اختارھا قیل بما فیھا من النقمۃ الی عاد حتی خرجت علیھم من ولد لھم یقال لہ المغیہ فلما رأ وھا استبشروا قالوا ھذا عارض ممطرنا یقول اللہ تعالی بل ھو ما استعجلتم بریح فیھا عذاب الیم فد مّر کل شیء بامر ربھا ای ھلک کل شیء بہ و کان اول من ابصروا فیھا و عرف انھا ریح یھلکہ امر ئۃ من عاد یقال لھا مھدد فلما اتبینت ما فیھا صا حت ثم صعقت فلما افاضت قا لوا لھا ما ذا رأت قالت ر أیت ریحاً فیھا کشھب النار امامھا رجال یقودونھا فسخر ھا اللہ علیھم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فلم تدع من عاد احداً ا لا ھلک (معالم۔ص ۳۴۴)

اور قوم ثمود کے حالات میں مفسرین نے کہا ہے کہ جب انہوں نے اونٹنی کو کاٹ دیا تو حضرت صالح نے ان کو کہہ دیا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہوگا اور اس کی علامت یہ فرمائی کہ جمعرات کے دن تمہارے منہ زرد ہو جائیں، جمعہ کو سرخ، ہفتہ کے دن سیاہ۔ پھر عذاب نازل ہوگا۔ جب جمعرات کا دن آیا تو ان کے منہ زرد ہو گئے اور ان کو عذاب کا یقین ہوگیا اور انہوں نے جان لیا کہ صالح نے سچ کہا تھا۔ دوسرے دن ان کے منہ سرخ ہو گئے پھر وہ چلائے اور رونے لگے اور پہچان گئے کہ عذاب آئے گا اور سب کے سب بول اٹھے کہ دو دن گذر گئے اب عذاب آئے گا۔ تیسرا دن ہوا تو ان کے منہ کالے ہو گئے اور سب کے سب چلا اٹھے کہ بس اب عذاب آگیا اور ہفتہ کے دن سب نے کفن پہن لئے اور زمین پر گر گئے اور ہلاک ہو گئے۔

و قال لهم صالح انتهكتم حرمة الله فابشروا بعذاب الله و نقمته قالوا و هم يهزئون به و متى ذالک يا صالح و ما آية ذالک فقال لهم صالح حين قالوا ذالک تصبحون غداة يوم مونس و وجوهكم مصفرة ثم تصبحون يوم العروبة و وجوهكم محمرة ثم تصبحون يوم شياء و وجوهكم مسودة ثم يصبحكم العذاب فاصبحوا يوم الخميس ووجوههم مصفرة كانما طلبت ... صغيرهم كبيرهم و انثاهم فايقنوا بالعذاب وعرفوا ان صالحاً صدقهم فلما ايسوا صاحوا باجمعهم الا و قد مضى يوم من الاجل فلما اصبحوا اليوم الثانی اذا وجوههم محمرة كانما خضبت بالدماء فصاحوا و ... و بكوا وعرفوا انه العذاب فلما ايسوا صاحوا باجمعهم الا و قد مضى يومان من الاجل و يحضركم العذاب فلما اصبحوا اليوم الثالث اذا وجوههم مسودة كانما طليت بالقار فصاحوا جميعاً الا قد حضركم العذاب فلما كان ليلة الاحد خرج صالح من بين اظهرهم و من اسلم معه الى الشام فنزل رملة فلسطين فلما اصبح القوم تكفنوا و تحنطوا و القوا انفسهم بالارض ۔ (معالم ۔ ص ۳۴۶)

دیکھو اس قوم نے بھی عذاب کے آنے سے پیشتر پہلے اور دوسرے اور تیسرے دن اس کی علامات دیکھ کر کیسا خوف کیا تھا مگر چونکہ وعدہ عذاب ہو چکا تھا لہذا یہ خوف ان کے کام نہ آیا اور وہ عذاب نہ ٹلا۔

ایمان لانے سے قطعی موعود عذاب کے نہ ٹلنے پر دلیل وہ نص قرآن ہے جس میں بیان ہے کہ فرعون ڈوبنے لگا تو بولا میں اس خدا پر ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں سے ہوں (مگر خدا نے اس منظور نہ کیا) فلما ادركه الغرق قال آمنت انه لا اله الا الذی آمنت به بنو اسرائيل و انا من المسلمين ۔ آلآن و قد عصيت قبل وكنت من المفسدين ۔ فاليوم ننجيک ببدنک لتكون لمن خلفک آية (یونس ۔ ع ۹)

اور دوسری جگہ فرمایا کہ فرعون اوراس کے پیرو صبح وشام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن کہا جائے گا آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو،

النّار یعرضون علیہا غدوّا وّ عشیاً۔ و یوم تقوم السّاعۃ۔ ادخلوا آل فرعون اشدّ العذاب۔ (مومن۔ ع ۵)

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ قطعی موعود عذاب پورا ایمان لانے سے بھی نہیں ٹلتا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ قوم یونس کا عذاب جو ایمان لانے سے ٹل گیا وہ قطعی موعود نہ تھا بلکہ شرطی مشروط بہ عدم ایمان تھا۔ اس واسطے وہ ایمان لانے سے ٹل گیا۔

بعض علماء نے یہ فارق بیان کیا ہے کہ فرعون کا ایمان عذاب آنے کے بعد تھا اس لئے نہیں ٹلا، اور قوم یونس کا ایمان عذاب آنے سے پہلے تھا، اس لئے ٹل گیا۔ مگر یہ فارق لائق لحاظ نہیں ہے۔ اولاً نص قرآن کشفنا عنھم عذاب الخزی کہہ رہی ہے کہ قوم یونس پر بھی عذاب آگیا تھا اور آثار ظاہر ہوگئے۔ تب ہی خدا تعالیٰ نے کشفنا (یعنی عذاب کو ہم نے کھول دیا) فرمایا۔ ثانیاً قطعی موعود کے نہ ٹلنے کی وجہ وعدہ الٰہی میں لزوم کذب ہے۔ سو جیسا عذاب آنے کے بعد ہے ایسا ہی آ جانے سے پیشتر ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ عذاب آنے سے پیشتر ایمان ہو، تو خدا کے وعدہ میں لزوم کذب جائز ہو۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ قادیانی کا یہ دعویٰ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹل جاتا ہے، دروغ بے فروغ ہے اور اس دروغ پر یہ دروغ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود کا ٹل جانا قرآن سے ثابت ہے، قادیانی کی بے ایمانی اور بے حیائی ہے۔ پھر اس بے حیائی کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ عبداللہ آتھم کسی قدر ڈر گیا تھا اس لئے اس کی موت کا موعود عذاب ٹلایا گیا، روز روشن کو رات بتانا اور اپنے معتقدوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر رات ہونے کا اعتراف کرانا ہے۔

اس کے دلیرانہ دعویٰ کے جواب میں مسلمان اہل بصیرت یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کسی قدر ڈر جانا تو درکنار رہا، اگر عبداللہ آتھم صاف لفظوں میں کلمہ شہادت پڑھتا اور اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ کہہ دیتا (جس پر وہ اب قائم نہیں رہا اور صاف کہہ رہا ہے کہ میں اسلام کو سچا نہیں جانتا، نہ اس وقت پیش گوئی میں کبھی اس کو سچا جانا ہے) تو بھی اس کا وہ عذاب ہرگز نہ ٹلایا جاتا، اگر وہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا۔ وہ قادیانی کا اپنا

یا اس کے ملہم شیطان کا ڈھکوسلہ تھا اس واسطے با وجود عدم تحقق رجوع بحق، یعنی ایمان کامل، وہ عذاب ٹل گیا اور اس پیش گوئی کا کذب ظاہر ہوا۔

اس مقام تک قادیانی کی دوسری بات کا جواب ہے جو عذر سوم کی تائید میں اس نے کہی تھی اور اس کے ضمن میں حضرت یونس کی قوم سے عذاب ٹل جانے پر بحث ہوئی۔ اب عذر سوم کے بقیہ مؤیدات کا (جو اس سے منقول ہیں) جواب دیا جاتا ہے۔

آتھم سے قسم کا قادیانی مطالبہ

☆ مولانا بٹالوی کہتے ہیں کہ عذر سوم کی تائید میں ثالثاً قادیانی نے کہا ہے کہ عبداللہ آتھم کا میری پیش گوئی سے کسی قدر ڈر جانا اس کے شہر بشہر بھاگے پھر نے سے ثابت ہے، وہ اگر نہیں ڈرا تو اب قسم کھائے اور ہزار روپیہ انعام لے اگر ایک سال کے عرصہ میں نہ مر جائے۔

قادیانی کی اس بات سے عبداللہ آتھم کا واقعی ڈر جانا اور اس ڈر کی وجہ سے موت سے بچ جانا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اس سے قادیانی کا دجال اور، دھوکہ باز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کلام سے اس کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مزید ایک سال اس کا دام تزویر بچھا رہے۔

قادیانی نے یہ محض حیلہ بنایا ہے اور در حقیقت نہ عبداللہ آتھم کی نقل مکانی سے اس کا ڈر جانا ثابت ہوتا ہے اور نہ صرف ڈر جانے سے پیش گوئی کا سچا ہونا۔ ممکن ہے کہ آتھم کا شہر بشہر پھرنا اس کی پیشگوئی کے قدرتی اور غیر اختیاری اثر سے ڈر کر نہ ہو، بلکہ وہ قادیانی کی اختیاری تدابیر و اسباب ہلاکت کے خوف سے ہو۔ کیونکہ آتھم امرتسر میں پنشن پانے کے بعد عوام الناس کے طور پر قیام پذیر تھا، وہاں اس کا حاکمانہ رعب نہ تھا۔ لودہانہ میں وہ اس لئے پناہ گزین ہوا کہ وہاں اس کا ایک داماد مسٹر لوئیس ڈسٹرکٹ ججی کی حکومت اور رعب داب رکھتا تھا۔ وہاں جب قادیانی کے مخفی اسباب و تدابیر ہلاکت کا اس نے مشاہدہ کیا تو وہاں سے فیروز پور میں اپنے دوسرے داماد مسٹر میا داس، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے یہاں وہ پناہ گزین ہوا یہاں تک کہ میعاد پیشگوئی ختم ہوگئی۔ چنانچہ اس امر کا آتھم اور اس کے عیسائی بھائیوں نے خود اظہار کیا ہے اور مشتہر کر دیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے نہیں ڈرا، اور نہ

اس نے اسلامی عظمت کو اپنے دل میں دخل دیا ہے بلکہ وہ قادیانی کی اختیاری تدابیر و اسباب ہلاکت سے ڈر کر بھاگتا پھرا۔

☆ اخبار وفادار لاہور ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء میں آتھم کا ایک خط کا بالفاظ ذیل منقول ہے

میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ صفحہ ۸۱، ۸۲ مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشینگوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آج تک جو کچھ گذرا ہے آپ کو معلوم ہے۔ اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے اسلئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں، جب انہوں نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا، اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں، کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہرا پہلے بھی عیسائی تھا اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا تھا کہ آتھم مر گیا ہے، نہیں آوے گا اور جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ کا آدمی بنا ہوا ہے، انگریز بڑے حکمت والے ہیں، ربڑ کے آدمی میں کل لگا دی ہے۔ ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے۔ میں راضی وخوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے، زندگی موت رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔ اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو باشندے اس دنیا کے ہیں، سب مر جائیں گے۔

☆ اخبار نور افشاں لودہانہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء میں درج ہے

اس مقام پر اس بات کا ذکر کرنا خالی از لطف نہ ہوگا کہ امرتسر میں ڈپٹی (آتھم) صاحب کے ہلاک کرنے کیلئے تین دفعہ حملے کئے گئے چونکہ ان کا امرت سر میں رہنا باعث اندیشہ تھا اسلئے ڈپٹی صاحب ۳۰۔ اپریل کو امرتسر سے جنڈیالہ تشریف لے گئے اور وہاں سے لودہانہ کو چلے گئے۔ جہاں ایک شخص برچھی سے ڈپٹی صاحب کا کام تمام کرنا چاہتا تھا۔ لودہانہ میں کچھ دن رہ کر ڈپٹی صاحب فیروز پور میں رونق افروز ہوئے۔ اس جگہ ان پر چار حملے ہوئے۔ بندوق سے دو دفعہ گولی چلی۔ ایک دفعہ ایک

شخص گنڈا سا لئے ہوئے نظر آیا۔ دو دفعہ تین تین آدمی رات کے وقت قریب کے کھیتوں میں چھپے ہوئے معلوم ہوئے جو پولیس کے تعاقب کرنے پر مفرور ہو گئے۔ اور انہیں میں سے ایک دفعہ رات کے وقت ۳ آدمی کوٹھی کا دروازہ توڑ رہے تھے چونکہ ایسے وقت میں زیادہ حفاظت کی ضرورت تھی (جو پیشگوئی کا آخری روز تھا) اسلئے ڈاکٹر کلارک صاحب ۵ ستمبر ۱۸۹۴ کو امرتسر سے فیروز پور تشریف لے گئے۔ رات کے وقت حسب معمول پولیس کا پہرہ رہا۔

☆ اس کے بعد اسی پرچہ نور افشاں میں آتھم کے امرتسر پہنچنے کا حال یوں بیان ہوا

بعد ازاں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے محفل میں کھڑے ہو کر اپنا حال سنایا۔ کہ میرے لئے البتہ یہ امتحان آیا تھا اور میرا خیال تھا کہ شائد میں مارا ہی جاؤں گا، لیکن تس پر بھی کلیسا خداوند کی کلام کو یاد رکھے جو موسیٰ کی معرفت ہوا کہ اگر کوئی تمہارے درمیان جھوٹا نبی آوے، اور نشان مقرر کرے اور اس کے کہنے کے بموجب ہو تو خبردار تم اس کے پیچھے نہ جانا، کیونکہ خداوند تمہارا خدا تم کو آزماتا ہے۔ اور یہ جو مہینے گذرے ہیں انکی بابت انہوں نے فرمایا کہ میں نے فقط دو باتیں دیکھیں جن سے میری تسلی رہی یعنی خداوند روح القدس کا سہارا اور خداوند یسوع مسیح کا خون۔ یہ کہہ کر بے اختیار ان کے آنسو نکل پڑے۔ نیز جماعت کے بھی آنسو بہے۔

قادیانی چونکہ ایسا دلیر ہے کہ عقل اور حیا دونوں سے اکیلا مقابلہ کر رہا ہے لہذا اس نے عبداللہ آتھم کے اس بات کہنے کو کہ میں مارا جاتا اور اس پر رو دینے کو اپنے دعویٰ کی دلیل بنا لیا اور یہ مشتہر کر دیا کہ عبداللہ آتھم میری پیش گوئی سے ڈر کر یہ کلمہ بولا اور اس پر رو پڑا۔ اس کے رد و جواب میں اور نیز قادیانی کی درخواست وطمع دہی انعام کے جواب میں آتھم کو یہ مشتہر کرنا پڑا کہ میں تیری پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا، بلکہ تیرے ناجائز وسائل وتدابیر سے ڈرتا پھرا اور قسم کھانا اور مال کا لالچ کرنا میرے مذہب میں منع ہے۔ چنانچہ نور افشان ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء میں عبداللہ آتھم کا یہ خط مشتہر ہوا ہے

☆ بخدمت مکرم اڈیٹر صاحب نور افشاں۔ بعد نیاز تصدیعہ یہ ہے کہ فتح اسلام اور مختصر تقریر مرزا صاحب قادیانی کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ میں کچھ بھی عظمت اسلام سے جناب کی نبوت اولین میں نجات کیلئے مدد نہیں لی۔ ہاں البتہ میں جناب کے خونی

فرشتوں سے ڈر کر چھپتا رہا ہوں ۔خصوصاً چار مہینے آخری آپ کے ۱۵ ماہ کی نبوت میں نہ اسلام کی عظمت الہامی سے اور نہ اسلامی توحید کی تعظیم سے اور تثلیث میں کچھ تزلزل ہو کر (ابنیت والوہیت میرے نزدیک وہی صحیح ہے جو بوقت مباحثہ میں نے شرح کی تھی) باقی رہی یہ بات کہ میں پہلے جناب کے ساتھ کوئی شرط یا قسم باندھی نہیں اور نہ آئندہ باندھونگا اور نہ آپ کے روپیوں کا مجھے کچھ لالچ ہے اور جنہوں نے آپ کے ساتھ کچھ بے ہودگی کی ہے اور جو آپ کے ساتھ کرتے ہیں اس کے شامل میں نہیں۔

یہ بھی جناب مرزا صاحب کو معلوم ہو کہ قریب ستر برس کی تو عمر میری ہے ۔ پھر آئندہ سال بڑھانا جناب کے کیا معنی رکھتا ہے ۔کیا جناب کے خونی فرشتوں کو پہلے موقع میرے مارنے کا نہیں ملا جو ایک سال کی مہلت اور طلب ہوتی ہے ۔مرزا صاحب سچے خدا سے ڈرو، میں تو موت کیلئے تیار ہی بیٹھا ہوں مگر آپ کو بھی مرنا ہے ۔ میں آپ سے بدلہ کچھ نہیں چاہتا۔مگر خدا سے آپ کی خیر و عافیت کی دعا مانگتا ہوں ۔

عبداللہ آتھم فیروز پور ۔محررہ ۱۷ستمبر ۱۸۹۴ء

☆ اس مضمون کا ایک خط عبداللہ آتھم کا بنام ملا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور میں چھپ کر مشتہر ہوا ہے اور اصل خط دستخطی خاص مسٹر آتھم کا ہم نے بمقام لاہور دیکھا ہے ۔اس کی نقل بھی اس مقام میں مناسب ہے ۔

ڈپٹی عبداللہ صاحب کا خط ۔آمدہ مورخہ ۲۷ستمبر ۱۸۹۴ء

جناب محسن بندہ جناب مولانا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور ۔تسلیم آپ کے خط کے جواب میں قلمی ہے کہ میں اپنے ایمان مسیحی کی بابت مفصل اخبار نور افشان وغیرہ میں اشتہار دے چکا ہوں کہ میں سچے دل سے عیسائی، جس طرح تھا اب تک اپنے ایمان پر قائم ہوں ۔اور ہرگز اسلام کی طرف ذرا بھی مائل نہیں ہوا ، نہ ظاہرا، نہ باطن میں ۔تو اب فرمائیے کہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں ۔ جو آدمی کچھ بھی عقل رکھتا ہے اس سے صاف جان سکتا ہے ۔ باقی رہا مرزا صاحب کا شرط لگانا کہ آتھم قسم کھا کر یہ بات کہہ دے ۔سو صاحب من! میرے مذہب میں تو قسم کھانا منع ہے ۔متی کی انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تم ہرگز قسم مت کھاؤ ۔ ہاں کی ہاں ۔اور نہ کی نہ ہونی چاہیے اور ہزار دو ہزار کی شرط لگانا تو ایک طرح کی جوا بازی ہے ۔ میرے خیال اور میرے

مذہب میں اس طرح کا لالچ بھی منع ہے ۔ مرزا صاحب کی مرضی جو چاہیں سو کہتے جائیں ۔ میں تو پہلے بھی یہ دعا مانگتا تھا اور اب بھی دعا مانگتا ہوں کہ یا خدا تعالی ،تو مرزا صاحب قادیانی پر رحم کر۔ اور اس کو ہدایت کر کہ راہ راست پر آوے ۔ اور اس کو صحت اور تندرستی جسمی اور دماغی بخش ۔ آمین ۔ اس سے زیادہ سب کچھ فضول ہے اور میں ایک ضعیف العمر آدمی ہوں قریب ستر سال کی عمر کا ہوں ۔ آخر کہاں تک جئوں گا کون جانتا ہے کہ کب خدا تعالی بلالے ۔ زیادہ نیاز۔

آپ کا مشکور بندہ عبداللہ آتھم پنشنر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر از مقام فیروز پور

مسٹر آتھم کے اس بیان پر کہ وہ اس پیش گوئی کی قدرتی تاثیر سے نہیں بلکہ قادیانی کے اختیاری اسباب و تدابیر ہلاکت سے ڈر کر نقل مکانی کرتے رہے، ہم ایک ایسی دلیل پیش کرتے ہیں جس سے کسی شخص کو (اگر وہ ادنی فہم وانصاف بھی رکھتا ہوگا) شک نہ ہوگا ۔ اور وہ دلیل یہ ہے کہ عبداللہ آتھم ایک مذہبی آدمی ہے اور وہ اپنے مذہب کی کتابوں کی رو سے خدا کی سلطنت اور قدرت ہر جگہ مساوی سمجھتا ہے۔ پس اگر اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجھتا اور خدا کے مواخذہ سے ڈرتا تو وہ اس خوف سے نقل مکانی ہرگز نہ کرتا کیونکہ وہ خوب یقین رکھتا تھا کہ خدا کی پکڑ ہر جگہ مساوی ہے ۔ اس کو نہ مسٹر لوئیس ڈسٹرکٹ جج لودہانہ کا رعب روک سکتا ہے نہ مسٹر میاداس اکسٹرا اسسٹنٹ فیروز پور کا رعب ۔ لہذا اس کی اس نقل مکانی سے صاف ثابت ہے کہ وہ اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے نہ سمجھا تھا ۔ اور اس کے قدرتی اثر اور خدا کے مواخذہ سے ہرگز نہ ڈرا تھا۔ بلکہ وہ قادیانی کے اختیاری وسائل ومخفی تدابیر سے ڈر کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا رہا۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں، لیجئے جناب قادیانی صاحب ! یہ نقل مکانی عبداللہ آتھم کی قدرتی مواخذہ سے نہ ڈرنے پر دلیل ہوئی اور آپ کی دلیل الٹی آپ پر پڑی ۔

اختیاری وسائل و تدابیر ہلاکت سے خوف کے جواب میں قادیانی نے رسالہ انوار کے صفحہ ۱۰ میں ایک نوٹ کے ضمن میں لکھا ہے کہ میں کسی جگہ کا بادشاہ نہ تھا، چال چلن کے رو سے خونریز اور ڈاکو نہ تھا، پھر اس قدر دہشت کہاں سے پڑ گئی، اگر یہ حق کا خوف نہ تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اعتقاداً وعلماً تمہارے ڈاکو و خونریز ہونے میں کیا شک ہے ۔

جب تم اپنی کتاب وساوس کے صفحہ۱۰۶ میں صاف لکھ چکے ہو کہ کافر کا مال اور جان اس کی ملک نہیں رہتی، خدا جس کے ہاتھ سے چاہے تلف کر دے۔ اب اگر عملاً ڈاکو ہونے میں یعنی اس مسئلہ کو عمل میں لانے اور لوٹ مار شروع کرنے میں کسر ہے، تو جمیعت کی کسر ہے۔ اور یہ بات مسلّم کل ہے کہ عمل اور چال چلن ہمیشہ اعتقاد کے تابع ہوتا ہے۔ آپ کا اعتقاد ثابت و معلوم ہو گیا تو اب عمل میں بجز جمیعت کیا کسر رہی؟

ہم تھوڑی دیر کیلئے بطور فرض محال یہ فرض کر لیتے ہیں کہ مسٹر آتھم آپ کی پیشگوئی کی قدرتی تاثیر سے ڈر کر شہر بشہر بھاگتا پھرا اور اس پیشگوئی میں وہ آپ کو نجومی یا جفری یا جوتشی یا مسمریزسٹ سمجھ کر یا (اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہوں) آپ کو ملہم مان کر اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے ڈر گیا اور اس ڈر سے شہر بشہر پھرا، بلکہ کسی وقت منہ سے اظہار ایمان بھی اس نے کر دیا۔ پھر اس فرض پر یہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی اس پیشگوئی کا (اگر وہ خدا کی طرف سے تھی) پورا ہونا اور اس کا مر جانا ضروری تھا۔ اولاً اسلئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ موت کا عذاب موعود ڈرنے سے نہیں ٹلا کرتا (جیسا کہ قوم عاد وثمود اور ہر قوم سے جس پر عذاب آیا اور وہ چلانے سے نہیں ٹلا) نہ وہ ایمان لانے سے ٹلتا ہے (جیسا کہ فرعون سے جو ایمان لایا تھا وہ عذاب نہیں ٹلا)۔ ثانیاً اسلئے کہ اگر اس عذاب کی شرط عدم رجوع بحق کی نظر سے اس کو شرطی تسلیم کیا جائے تو بھی اس کا وقوع ضروری تھا کیونکہ اس شرط کا تحقق ہو گیا اور عبداللہ آتھم نے رجوع بحق نہیں کیا، یعنی وہ پورا اور سچا مسلمان نہیں ہوا صرف پیشگوئی سے ڈر کر ظاہری اسلام لایا جو شرعاً صحیح نہ تھا۔ بلکہ وہ اسلام عارضی، جھوٹا تھا جس کا عارضی اور جھوٹا ہونا اس کی تحریرات مابعد سے (جو منقول ہوئیں) ثابت ہو گیا ہے۔ اگر وہ الہام اور وعدہ عذاب موت خدا کی طرف سے ہوتا، جو عالم الغیب تھا اور آتھم کی حالت بعد سے واقف تھا، تو ایسے عارضی اور جھوٹے ایمان کو قبول نہ کرتا، اور اس کو موت کے عذاب سے نہ بچاتا اور ضرور مار ڈالتا۔

از آنجا کہ آتھم باوجود تحقق شرط عذاب زندہ رہا، لہذا باوجود تسلیم وفرض اس امر کے کہ وہ اس پیشگوئی سے ڈر گیا، یا وہ کسی وقت ایمان لایا تھا، عذاب موت کا واقع نہ ہونا اور اس کا مارا نہ جانا، اس امر پر کامل دلیل ہے کہ وہ الہام خدا کی طرف سے نہ تھا بلکہ قادیانی کا من گھڑت ڈھکوسلہ یا اسکے ملہم (معلم الملکوت) کا وسوسہ تھا جو جھوٹا نکلا اور اس نے قادیانی کو جھوٹا کیا اور تمام جہان کی لعنتوں کا مورد بنایا۔ لہذا اب اس جھوٹ کو سچ بنانے کیلئے

قادیانی کا ان باتوں کو زبان پر لانا، اور آتھم کا ڈر جانا یا خفیہ ایمان لانا تجویز کرنا اور در صورت انکار آتھم، اس کو قسم دینا اور اس پر وعدہ انعام کرنا، حیلہ سازی کی باتیں ہیں۔

مزید اس قادیانی نے اس قسم پر پہلے ایک ہزار روپئہ انعام تجویز کیا جس سے آتھم نے انکار کیا تو پھر دو ہزار کا اشتہار دیا۔ اس سے بھی اس نے انکار کیا تو تین ہزار کا اشتہار دیا۔ اب چار ہزار کا اشتہار چھپوا دیا ہے۔ اور آئندہ دس ہزار تک اشتہار دینے کا بھی اس کا ارادہ سنا جاتا ہے۔ عقل مند بخوبی جانتے ہیں کہ جس شخص نے ایک ہزار روپئہ لے کر قسم کھانے سے بدست آویز ایک حکم مذہب کے انکار کیا ہے، وہ دو ہزار یا تین ہزار یا دس ہزار روپئہ لے کر بھی قسم نہ کھائے گا۔ اور اس امر کا قادیانی کو یہ یقین ہو گیا ہے تب ہی وہ تعداد بڑھاتا چلا جاتا ہے اور اس سے احمقوں کو فریب میں لاتا ہے۔

مزید یہ کہ قادیانی نے اس دھوکہ پر پردہ ڈالنے کیلئے اپنے مریدوں کو اشتہار تین ہزار کے صفحہ ٦ میں یہ کہا ہے کہ کیا میں پاگل ہو گیا ہوں، دیوانہ ہوں، کہ اگر قطعی طور پر یہ مجھے علم نہیں دیا گیا تو یوں ہی تین ہزار برباد کرنے کو تیار ہو گیا ہوں؟

اس دھوکے کا ازالہ یہ ہے کہ قادیانی صاحب آپ کو پاگل یا دیوانہ کون کہتا ہے؟ آپ بڑے ہوشیار، عیار ہیں اور اس انعام میں بڑھتے جانا آپ کی اس ہوشیاری پر مبنی ہے۔ آپ کو قطعی طور پر علم و یقین ہے کہ آتھم اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے ہرگز قسم نہ کھائے گا اور وہ دن کبھی نہ آئے گا جس میں آپ کا ایک پیسہ ہاتھ سے نکلے۔ پھر آپ بلا خوف کیوں تعداد میں بڑھتے نہ جاویں اور کیوں احمقوں کو دام میں نہ لاویں؟

مزید براں قادیانی نے اس دھوکہ پر ایک پیش گوئی کا ڈھکوسلہ بنا لیا، جس سے اپنے مریدوں کے پاؤں میں ایک اور رسّہ یا آہنی کڑا ڈالنا چاہا ہے۔ اس نے آتھم کے قسم سے انکار کرنے پر اشتہار دو ہزار و چار ہزار میں یہ الہامی پیش گوئی کی ہے کہ وہ قسم نہ کھائے گا اور قادیانی کے مقابلہ میں کبھی نہ آئے گا۔ بنا بریں اس کے مرید اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ پیشگوئی الہامی نہیں اور آتھم کے قسم نہ کھانے کی خدا نے قادیانی کو خبر نہیں دی، تو وہ قسم کھا کر اس پیشگوئی میں قادیانی کو کیوں جھوٹا نہیں کرتا؟

اس ڈھکوسلہ کا جواب ترکی بترکی عیسائیوں نے ایسا دیدیا ہے جس نے اس پیشگوئی کے الہام کی قلعی کھول دی ہے۔ اس مقام میں اسی جواب کا نقل کر دینا کافی و وافی

ہے۔ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک نے نیشنل پریس امرتسر میں اشتہار چھپوا کر شائع کیا ہے۔

اشتہار

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی ہے کہ میں محمدی ہوں اور علمائے اسلام کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی نہیں، کفر کا فتوی لگا کر اسلام سے خارج کرتے ہیں۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب مجمع عام میں ایک لقمہ خنزیر کے گوشت کا سبھوں کے سامنے کھا کر کہیں کہ میں مسلمان ہوں تو ہم یقین کریں گے کہ علمائے اسلام کا فتوی غلط اور یہ درحقیقت مسلمان ہیں اور اگر مرزا صاحب یہ نہیں کر سکتے تو وہ مسٹر آتھم صاحب کو بھی قسم کھانے سے معذور سمجھیں کیونکہ جیسے قرآن کے حکم سے وہ سور نہیں کھا سکتے، اسی طرح آتھم صاحب انجیل کے حکم سے قسم نہیں کھا سکتے۔ جب تک کہ کسی حاکم سے قسم پر مجبور نہ کرائے جائیں، عیسائی کو قسم کھانا جائز نہیں۔

اگر آتھم صاحب قسم کھاتے تو ثابت کر دیتے کہ میرا عمل انجیل پر نہیں ہے، پس مرزا صاحب کو لازم ہے کہ ہماری اس دعوت کو قبول کر کے اس شرط کے بموجب اپنے تئیں محمدی ثابت کریں ورنہ بار بار قسم کے اشتہار آتھم صاحب کے نام دینے بند کریں۔

اور مرزا صاحب گویا الہام سے یہ بھی کہتے ہیں کہ آتھم صاحب ہرگز قسم نہ کھائیں گے۔سو معلوم ہو کہ اگر چہ ہمیں الہام نہیں ہوتا اور جبریل ہمارے پاس نہیں آتا، تو بھی ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہرگز خنزیر کا گوشت کھا کر اپنے تئیں مسلمان ثابت نہ کر سکیں گے۔

الراقم۔ڈاکٹر ایچ ایم کلارک۔ایم ڈی میڈیکل مشنری امرتسر۔

عیسائیوں کے قسم سے انکار و عذر کے جواب میں قادیانی نے اشتہار چار ہزار میں طولانی بحث کی ہے اور اس میں کہا ہے کہ عہد عتیق میں قسم کھانے کا حکم ہے اور اس پر کتاب یرمیاہ اور زبور کا حوالہ دیا ہے اور کہا ہے کہ عہد جدید میں بھی قسم کھانا ثابت ہے۔ اور اس پر پولس اور پطرس کا قسم کھانا انجیل متی و اعمال سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ پادری لوگ عدالتوں میں بلائے جاتے ہیں، تو قسمیں کھاتے ہیں، اور انگریزی سلطنت کے کل معتمد عہدہ دار اور

پارلیمنٹ کے ممبر یہاں تک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹھانے کے بعد اپنے عہدوں پر مامور کئے جاتے ہیں۔ پھر کہا،

کیا یہ سب کے سب انجیل پر ایمان رکھنے سے بے نصیب تھے اور صرف ایک عبداللہ آتھم ہی سچے عیسائی ہیں جو قسم کھانے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

اس کا جواب معلوم نہیں عیسائیوں نے کیا دیا ہے (یا آئندہ دیں گے) مگر ہم اسلامی طرز و اصول پر اس کا جواب دیتے ہیں اور مسلمانوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ جو ثبوت جواز قسم کا قادیانی نے پیش کیا ہے وہ اسلامی اصول پر کافی ثبوت نہیں ہے۔

عہد عتیق میں جو قسم کھانے کا حکم ہے اس کو تو بحسب اعتقاد مسیحیوں کے حضرت مسیح نے اپنے اس قول سے منسوخ کر دیا ہے جو انجیل متی کے باب ۵ میں ہے کہ

(۳۳)۔ پھر سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ تو جھوٹی قسم نہ کھا، بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کرو۔ (۳۴)۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں ہرگز قسم نہ کھانا۔ نہ تو آسمان کی، کیونکہ وہ خدا کا تخت کا۔ (۳۵)۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے اور نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے (۳۶)۔ اور نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تو ایک بال کو سفید یا کالا نہیں کر سکتا۔ (۳۷)۔ پر تماری گفتگو میں ہاں کی ہاں اور نہیں کی نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے، سو برائی سے ہوتا ہے۔

Again, ye have heard that it hath been said by them of old time, "Thou shalt not forswear thyself, but shalt perform unto the lord thine oaths;

But I say unto you, "Swear not at all; neither by heaven; for it is God's throne;

Nor by the Earth; for it is his foot-stool; neither by Jerusalem; for it is the city of the great king.

Neither shalt thou swear by thy head, because thou canst make one hair white or black.

But let your communication be, Yea, yea; Nay, nay; for whatsoever is more than those cometh of evil. (Matthew 5: 33-37)

رہا عہد جدید میں پولوس یا پطرس کا قسم کھانا، سو اسلامی اصول کی رو سے اس حکم مسیح کو نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ غیر نبی کا قول یا فعل، نبی کے حکم کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت

مسیح کا فعل قسم ثابت ہو تو وہ بھی ان کے قول کا ناسخ نہیں ہوسکتا۔

اب رہا انگریزی عدالتوں اور پارلیمنٹ میں قسم کا مروج ہونا اور ان میں پادریوں اور عہدہ داروں کا قسم کھانا، سو عیسائی مذہب کا حکم نہیں بن سکتا۔ اور ان کا فعل و عمل عیسائی مذہب کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ انگریزی سلطنت و عدالت اور دیگر عیسائی قوموں کی سلطنت کے آئین وقانون میں اور کون سا امر ہے جو احکام توریت یا انجیل کے مطابق ہے، اور اس کو کوئی محمدی یا اور منصف، عیسائی مذہب کہہ سکتا ہے؟ جملہ عیسائی سلطنتوں اور تمام عیسائیوں اور پادریوں نے احکام توریت وانجیل کو بالائے طاق رکھ دیا ہوا ہے۔ اور ان کے نزدیک عیسائی ہونے کے لئے مسیح کے خون و کفارہ پر ایمان رکھنا کافی ووافی ہے۔ یہ بات ان کے ہادی پولوس نے تعلیم کی ہے اور احکام شریعت سے آزادی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ عبرانیوں کے خط باب ۷ میں پولوس مقدس Saint Paul فرماتے ہیں

(۱۸)۔ پس اگر قانون اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا، اٹھ گیا۔ (۱۹) کیونکہ شریعت نے کچھ کار نہ کیا مگر ایک بہتر امید درمیان میں داخل ہوئی جس کے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں۔.

For there is verily a disannulling of the commandment going before for the weakness and unprofitableness thereof.

For the law made nothing perfect, but the bringing in of a better hope did; by the which we draw nigh unto God. (Hebrews 7: 18-19)

بناء علیہ عیسائی سلطنتوں کے قانون وآئین اور عیسائیوں کے افعال واعمال جو توریت انجیل کے مخالف ہیں، عیسائی مذہب قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ جو شخص اس قانون وعمل کو عیسائی مذہب قرار دے اور اس سے قسم یا اور کسی حکم کا مذہب عیسائی ہونا ثابت کرے، وہ احمق ہے یا دھوکہ باز۔

مزید یہ کہ عبداللہ آتھم کے ڈر جانے اور ایمان لانے اور اس پر قسم کھانے سے انکار کرنے پر قادیانی نے ایک اور مکر کیا اور اپنے مریدوں کو دھوکہ دیا اور کہا کہ یہ باتیں آتھم کے منہ سے بطور مدعا علیہ ہونے کے نکل رہی ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بطور گواہ یہ باتیں کہیں اور اس پر قسم کھائیں اور خدا کے عذاب موت کے مستحق ہوں، کیونکہ مدعا علیہ خواہ کتنا

جھوٹ بولے اس پر عدالت میں مواخذہ نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی گواہ بن کر جھوٹ بولے تو وہ حلف دروغی میں پکڑا جاتا ہے۔ اس کا جواب آتھم اور اس کے عیسائی بھائیوں نے تو یہ دیا کہ

آپ حاکم مجاز ہیں تو مجھے عدالت میں طلب کریں اور مجھ سے جبراً قسم لیں۔ ہم تو آپ کو حاکم مجاز نہیں سمجھتے۔ اور اپنے مذہب کی رو سے قسم کھانا جائز نہیں سمجھتے.

اسلامی اصول پر اس کا جواب یہ ہے :۔

اس قول میں قادیانی نے خدا تعالی کو عیسائی بنایا ہے اور عیسائی حکومت کے قانون کا پابند ٹھہرایا ہے، اور یہ جتایا ہے کہ خدا بہ پابندی مذہب عیسائی مدعا علیہ کو جھوٹ کی سزا نہیں دے سکتا اس لئے اس کو گواہ بنا کر قسم دلوا کر حلف دروغی کی سزا میں معذب بعذاب موت کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ سراسر اس کا دھوکہ ہے۔ خدا تعالی کے حکم و شریعت میں (جو اسلام میں مقرر ہیں) جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے میں گواہ اور مدعا علیہ بلکہ مدعی سب برابر ہیں بناء علیہ آتھم اگر مدعا علیہ ہونے کی حیثیت سے جھوٹ بولے یا اس پر قسم کھائے تو ویسا ہی لائق سزا ہوگا جیسا کہ ایک گواہ کی حیثیت سے جھوٹ بولے یا اس پر قسم کھالے۔ قسم تو وہ گواہ کی حیثیت سے بھی نہیں کھائے گا جیسا کہ مدعا علیہ بن کر نہیں کھاتا۔ پس اگر وہ واقع میں جھوٹا ہے اور خدا تعالی بقول قادیانی اس کو سزا موت دینا چاہتا ہے تو پھر اس میں کیوں توقف کر رہا ہے اور کیوں اس امر کا منتظر ہے کہ وہ بطور گواہ جھوٹ بولے اور جھوٹی قسم کھائے اور اس پر حلف دروغی کی دفعہ قائم ہووے، تب اس کو سزا موت دے۔ کیا وہ اپنے اس حکم و شریعت کو جو اسلام میں مقرر کر چکا ہے منسوخ کرنا چاہتا ہے اور اب وہ آئین قانون حکومت انگریزی کا تابع ہو گیا ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

قادیانی اس امر کو تسلیم کرلے تو اس کو مناسب ہے کہ عبداللہ آتھم کے مدعا علیہ ہو کر جھوٹ بولنے پر ہی اس کو جھوٹ کی سزا موت دلوا دے۔ مگر اس کی سزا کی میعاد ایک سال مقرر نہ کراوے بلکہ گھنٹوں یا دنوں یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کے ہفتوں کی میعاد مقرر کرا دے۔ قادیانی نے ایسا نہ کیا اور ہمارے اس جواب کو سن کر بھی قانون انگریزی کی دفعہ قائم ہونے کا منتظر رہا تو اسکے مریدوں کو (اگر وہ کچھ عقل رکھتے ہیں) یہ سمجھنا چاہیے کہ قادیانی اس بات بتانے میں کہ خدا اس پر عذاب بھیجنے میں قانون انگریزی کی دفعہ قائم ہونے کے انتظار میں ہے، خدا تعالی پر افتراء کرتا ہے۔

اور اگر قادیانی نے میعاد سزا ایک مہینے کے ہفتوں سے زیادہ مقرر کی تو پھر وہ انہی اعتراضات کا تختہ مشق ہو گی جو پہلی مدت موت آتھم پر کئے گئے تھے اور جن کی نظر سے قادیانی کے ملہم (معلم الملکوت) کو وہ موت منسوخ کرنی پڑی تھی۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اس بیان با برہان سے ناظرین کو بخوبی روشن و ثابت ہو گا کہ قادیانی نے جو قول سوم میں کہا ہے اس سے اولاً یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ آتھم اس کی پیشگوئی سے ڈر گیا۔ اور اگر ڈر جانا تسلیم بھی کیا جائے تو اس سے عذاب موعود موت کا ٹل جانا جائز نہیں ہوسکتا۔ اور ڈر جانے سے انکار پر آتھم کا قسم کھانا کوئی وجہ اور ضرورت نہیں رکھتا اس بیان میں آتھم کو جھوٹا فرض کرنے اور اس کے خوف بلکہ عارضی ایمان کو مان لینے پر بھی قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس صورت کذب آتھم میں اس پیشگوئی کا پورا ہونا اور اس کا مارا جانا ضروری تھا۔ اور اگر اس میں قادیانی کے فرضی ملہم یا جعلی خدا (عبداللہ آتھم کی حالت مابعد سے ناواقف و بے علم) سے غلطی ہوئی ہے تو وہ اب آتھم کو گھنٹوں یا دنوں یا چند ہفتوں میں مار دے اور اس کی قسم کا منتظر نہ ہو۔ ورنہ اس کے علم، قدرت کو بٹہ لگے گا اور اس پر پیروی عیسائی حکومت کا الزام عائد ہوگا (جس سے خداوند عالم قادر و عالم الغیب پاک و منزہ ہے)

☆ عذر سوم کی تائید میں جو رابعاً قادیانی نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب دیکھا کہ موت کا پہلو مجروح و تختہ مشق اعتراضات ہو گیا ہے، تب اس نے اس کو بدل دیا ہے۔ اس سے ثابت و متیقن ہوتا ہے کہ قادیانی دہریہ ہے۔ وہ اس خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا جس کو اسلام اور جملہ مذاہب سماوی نے عالم الغیب و قادر مطلق تسلیم کیا ہوا ہے، بلکہ کسی ایسی ذات بے برکات، عجز مآب کو خدا جانتا ہے جو نہ علم رکھتا ہے، نہ قدرت نہ عقل نہ فہم جس سے وہ نفع و نقصان کا موازنہ کر سکے جو حقیقی خدا کو نہ ماننے اور دہریہ ہو جانے کے مساوی ہے۔ پس اگر واقعی قادیانی کا اعتقاد یہی ہے جو اس کے اس قول سے مفہوم ہوتا ہے تو پھر اس سے کسی مسئلہ شرعی میں مسلمانوں کو بحث کرنا مناسب نہیں۔ وہ سب مسائل کو چھوڑ کر پہلے اس مسئلہ میں بحث کرے کہ خدا تعالیٰ کو کن صفات سے ماننا چاہیے۔ اور اگر اس کا دلی اعتقاد یہ نہیں جو اس قول سے مفہوم ہوتا ہے اور وہ خدا کو قادر و عالم الغیب مانتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس قول کو واپس لے اور یہ خیال کرے کہ خدا کی شان اس بے ضبطی و بے عقلی سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ ایک واقعہ (موت آتھم) کی نسبت اپنے حظیرۃ القدس اور دفتر قضا و قدر میں ایک تجویز مقرر کر کے

ایک وقت اور تاریخ معین پر اس کے وقوع کی خبر دیدے، پھر جب اس واقعہ کے وقوع کی نسبت لوگوں کے اعتراضات سنے اور اس واقعہ کے وقوع کو تختہ مشق اعتراضات ہونا دیکھ لے ، تب اس واقعہ کے وقوع کی خبر کو منسوخ کر دے، مگر اس نسخ کو اپنے حظیرۃ الغیب میں چھپائے رکھے، یا قادیانی کے دل و دماغ میں اس کو چھپا رکھے۔ اور اس واقعہ کی مدت وقوع تک اس کو اور کوئی بشر نہ سنے۔ اور جب وہ واقعہ وقوع میں نہ آوے اور اس کی تاریخ وقوع گذر جائے، تب اس نسخ کا اظہار کرے یا اظہار کا حکم دے۔ پھر جب اس نسخ پر اعتراض کا اندیشہ پیدا ہو کہ یہ محض حیلہ بنایا گیا ہے تو اس کے جواب میں اپنی تصدیق کیلئے پھر اسی واقعہ کے وقوع کی خبر کو دلیل ٹھہرا کر پیش کرے اور یہ کہے کہ اگر تم نہیں مانتے اور ہمارے اس نسخ پر اعتراض کرتے ہو، تو پھر ہم وہ واقعہ وقوع میں لائیں گے اور اس شخص (آتھم) کو اتنی ہی مدت (ایک سال) میں مار دیں گے، اور یہ نہ سوچے کہ اس خبر کے وقوع پر وہی اعتراضات ہوں گے جن سے بھاگ کر ہم نے اس خبر کو منسوخ کیا تھا۔ اور ہم اس مثل کے مصداق بن جائیں گے فرّ من المطر و قام تحت المیزاب (مینہ سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے جا کھڑا ہوا)...

ان باتوں کو سوچ کر قادیانی اس قول اور الہام کے دعوی کو واپس نہ لے تو یقین ہو گا کہ وہ دہریہ ہے، خدا کو صفات کمال سے نہیں مانتا اور خدا کو بے ضبطی، بے عقلی، کم فہمی و غلطی کے نقائص سے پاک نہیں سمجھتا۔ قادیانی خود تو علوم اسلامی سے جاہل ہی ہے وہ خدا کو بھی اس مسئلہ سے ناواقف سمجھتا ہے جو اسلام میں مقرر ہے کہ نسخ صرف احکام میں ہوتا ہے، اخبار میں اس کا وقوع ہرگز نہیں ہوتا کیونکہ اس سے مخبر صادق کا کذب لازم آتا ہے۔ لہذا مخبر صادق اپنی کسی خبر کے وقوع کو کبھی نہیں بدلتا اور جس امر کے وقوع کی وہ خبر دے چکا ہو اس کو اعتراضات کے خوف سے (خواہ کس قدر ہوں) ملتوی نہیں کرتا۔

قادیانی اگر اپنے فرضی خدا کو ایسا ہی سمجھتا ہے اور ان نقائص سے اس کو پاک نہیں سمجھتا تو کم سے کم اس کو لوگوں کے عام خیال کا پاس و لحاظ ضروری تھا۔ اگر یہ ڈھکوسلہ بنا کر اس کو خدا کے ذمہ لگانا ہی تھا تو وہ بپاس و لحاظ اس عام خیال کے اتنا تو ضرور کرتا کہ اس کو ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء (جو آخری تاریخ میعاد وفات عبداللہ آتھم تھی، نہ کہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء جس کو قادیانی نے اپنی حماقت سے آخری تاریخ بنایا ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس تاریخ سے کوئی مہینہ شمار کیا جاتا ہے اس تاریخ سے ایک دن پہلے اس مہینے کا اختتام ہوتا ہے اور جس مہینے سے کوئی سال شروع ہوتا ہے، اس مہینے سے ایک مہینہ

پہلے اس سال کا اختتام ہوتا ہے۔ بناء علیہ آتھم کی میعاد وفات پندرہ ماہ کی ۵ جون ۱۸۹۳ء سے، جو پہلا دن الہام قادیانی کا تھا، شروع ہوئی تھی۔ تو چاہیے کہ اس سال کا اختتام ۴ جون ۱۸۹۴ء کو ہو اور ۱۵ ماہ کا اختتام ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ہو) سے پیشتر مشتہر کر دیتا۔

اس صورت میں بھی گو ہمارے اعتراضات مذکورہ (۱۔ خدا تعالی اپنے وعدہ کو منسوخ نہیں کرتے ۔۲۔ اور نسخ اخبار میں جاری نہیں ہوتا ۔۳۔ اور پہلے ایسا وعدہ ہی کیوں کیا تھا جو مورد اعتراض ہونا تھا۔ کیا اس کو ان اعتراضات کا علم پہلے سے نہ ہوا تھا۔۴۔ پھر دوبارہ اسی امر محل اعتراضات وفات آتھم کو کیوں اس نے پیش کیا) تو واقع ہوتے، مگر لوگ یہ اعتراض تو نہ کرتے جو اب کر رہے ہیں کہ میعاد پیشگوئی گذر گئی اور آتھم کو موت نہ آئی، تب یہ بات بنائی گئی ہے۔ یہ بات اگر خدا کی طرف سے تھی تو انقضاء میعاد سے پہلے کیوں مشتہر نہ کی گئی؟

یہ اعتراض ایک طرف سے نہیں بلکہ جمہور خلائق کی طرف سے (جس میں مسلمان ہندو عیسائی سب داخل ہیں) ہو رہا ہے، اور یہ امر قادیانی کو معلوم ہے، چنانچہ اس نے اشتہار تین ہزار کے صفحہ ۱۸ کے فٹ نوٹ میں اس کو نقل کیا اور کہا ہے

. بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام پندرہ مہینے کے اندر کیوں شائع نہ کیا۔

مگر قادیانی نے اس کا کوئی جواب نہیں، صرف اس قدر کہہ دیا ہے

سو واضح ہو کہ پندرہ مہینے کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تھا۔ پھر جب کہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دیدیا تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے .

اور کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں اس سوال کا جواب کوئی نہیں دیا۔ اور عدم اشاعت الہام قبل از انقضاء مدت کی کوئی وجہ بیان نہیں کی ۔صرف اس کے ثبوت کا دعوی بلا دلیل کر دیا اور نہ ماننے والوں کو بے ایمان کہہ دیا ہے۔

ہم اس مقام میں اس اعتراض کو چند اشخاص مختلف مذاہب سے نقل کر کے بتاتے ہیں کہ یہ اعتراض بعض کی طرف سے نہیں (جیسا کہ قادیانی نے کہا) بلکہ جمہور کی جانب سے ہے۔ اور قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اس کا کیا جواب دیا اور کہاں دیا؟ اور کس تاریخ آپ کو یہ الہام ہوا تھا اور کس شخص کو آپ نے سنایا تھا؟

☆ اخبار نور علی نور کے پرچہ ۱۶ ربیع الاول میں اس کا سنی مسلمان اڈیٹر لکھتا ہے (جس کو مرزا قادیانی کے چھپے حواری دوسرے اڈیٹر نے اپنے سکوت کے ساتھ تسلیم کیا ہے):۔

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک تو یہ دعوی کہ جب تک عبداللہ آتھم نہ مرے، سورج غروب نہ ہوگا۔ جب عبداللہ آتھم ۵ ستمبر تک نہ مرا اور سارے جہان نے تمہیں لعنت اور ملامت کی تو یہ الہام ہوا کہ عبداللہ آتھم نے اپنے دل میں کسی قدر حق کی طرف رجوع کیا۔ اگر ۵ ستمبر سے پہلے مشتہر کر دیتے کہ وہ دل میں مسلمان ہو گیا، اب نہ مرے گا تو ایک بات بھی تھی

آخر میں سوال و جواب کے طور پر موت کے پہلو بدلنے کا عذر ایسا ہے کہ بس آپ کے خدا کی خدائی ظاہر ہو گئی۔ جب آپ کے خدا نے دیکھا کہ موت کا پہلو تختہ مشق اعتراضات ہو گیا۔ تو ناچار دوسرا پہلو اختیار کیا۔ مگر تمہارے خدا کو اتنی عقل بھی نہ تھی کہ موت پہلو میں تو صرف بعض مخالفوں کے اعتراض ہوتے اور ہزار ہا انسان مخالف آپ کے مطیع اور تابعدار ہو جاتے اور مرید علم الیقین سے عین الیقین کے درجہ کو پہنچتے۔ برخلاف دوسرے پہلو کے جو تمہارے خدا نے اختیار کیا، تم کو سارا جہان موافق و مخالف سب لعنت اور ملامت کرتا ہے۔ مینہ سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے پناہ لینا تمہارے فرضی خدا کا کام ہے نہ علام الغیب کا۔

☆ ایک اور اسلامی اخبار (پیسہ اخبار) لکھتا ہے:۔

پچھلے ہفتہ میں مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی کے غلط نکلنے کی خبر چھاپ چکے ہیں۔ اگر اتفاقاً مرزا صاحب کی پیش گوئی صحیح بھی ہو جاتی تو بہت سے خوش اعتقادوں اور عام لوگوں کے بہکنے کا اندیشہ تھا۔ مرزا صاحب بجائے اس کے کہ پیشین گوئی کے غلط نکلنے پر اقرار ندامت کرتے کہ یہ کام خدا ہی کے سپرد رہے۔ انہوں نے ایک اشتہار چھاپ کر دعوی کیا ہے کہ حقیقت میں انہیں ہی فتح ہوئی ہے۔ وہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ عبداللہ آتھم صاحب نے کسی وقت دل میں اسلام کی صداقت تسلیم کی ہوگی اس لئے ان کے الہام کی شرط کے مطابق خدا نے انہیں نہیں مارا۔ کیا مرزا صاحب کا خدا اتنا بھی عالم الغیب نہیں تھا کہ وہ انہیں پہلے ہی نتیجہ سے مطلع کر دیتا؟ اس کے علاوہ دوسرا الہام مرزا صاحب کو ایسے آخری وقت میں ہوا جب کہ ساری دنیا پر ان کی قلعی کھل گئی۔ اگر وہ ۵ ستمبر سے دس روز پہلے بھی وہ ایسا مشتہر کر دیتے تو ایک بات تھی۔ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مثال مرزا صاحب کے آخری اشتہار سے بہتر کہیں نہیں ملی۔ اور ہمیں سخت افسوس ہے کہ ایسے لائق آدمی ایسی بے ہودہ دلیلوں کی آڑ میں پناہ لیں۔

☆ عیسائیوں کے اخبار نور افشاں نے پرچہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۴ء میں پادری جی ایل ٹھاکر داس سے نقل کیا ہے:۔

کم ترین نے نور افشان مطبوعہ ۱۷۔ اگست میں مضمون الہام الٰہی اور الہام اور وحی کے آخر میں اپنی دوراندیشی سے یہ لکھا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو جو آپ کی پیش گوئی کی تاریخ بڑھ جائے اور اگر ایسا ہوا کرے تو مسٹر آتھم کیا، جس کو چاہیں تاریخوں ہی سے مار سکتے ہیں۔ اب مرزا قادیانی نے اپنے اس اشتہار کی رو سے جس کی کیفیت سنا رہا ہوں کمترین کی دوراندیشی کی تکمیل کر دی اور ایک سال کی زیادہ تاریخ بڑھانے کے لئے مسٹر آتھم صاحب سے درخواست کی ہے۔ اگر مرزا صاحب کو سچ مچ الہام ہوا تھا تو اس الہام کی خدا کو زیادہ فکر ہونی چاہیے تھی اور لازم تھا کہ جب ہم نے اندیشہ ازیاد تاریخ کا ظاہر کیا تھا تو مرزا صاحب بھی ترمیم الہام ۵ ستمبر (۱۸۹۴ء) سے پہلے مشتہر کر دیتے لیکن اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ بہتر ہے کہ مرزا صاحب اب الہام کی عادت چھوڑ دیں اور سچے دل سے توبہ کریں۔ خداوند ایسوں کو قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے اور ان کے مریدوں کو چاہیے کہ مرزا صاحب کی اس نئی ترمیم الہام کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ اور اب مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑیں۔ جو کچھ ہو چکا سو کافی ہے۔

☆ ہندوؤں کا اخبار کوہ نور لکھتا ہے:۔

. جیسا کہ ہم گذشتہ ہفتہ کے اخبار میں لکھ چکے ہیں

ہمیں پوری امید تھی کہ مرزا صاحب اس پیش گوئی کے غلط ثابت ہونے پر ضرور کوئی نہ کوئی تاویل فرمائیں گے۔

ہمارا یہ خیال صحیح نکلا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے فتح اسلام کے نام سے ایک اشتہار مشتہر کیا ہے۔ جس میں وہ ایک تازہ الہام کے بموجب یوں تاویل فرماتے ہیں۔

اب ہمیں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے جتلایا کہ آتھم صاحب نے عظمت اسلام کا خوف اور ہم وغم اپنے دل میں ڈال کر کسی قدر حق کی طرف رجوع کیا۔ جس سے وعدہ موت میں تاخیر ہوئی۔ یہ ایک نہایت بے ہودہ اور لچر تاویل ہے۔ اگر مرزا صاحب ملہم صادق ہوتے تو ان کو میعاد مذکور کے اندر ہی یعنی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء سے پہلے

ظاہر کر دینا چاہیے تھا کہ عبد اللہ آتھم نہیں مرے گا ۔ اب کہ پیش گوئی غلط ثابت ہو چکی اور چاروں طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ ہوئی تو پھر ان کو یہ الہام ہوا جو مشتے بعد از جنگ کے مصداق ہے۔ اس کسی قدر کے لفظ نے اور بھی جان ڈال دی ہے۔

☆ ایسا ہی بہت سے اخبارات میں شائع ہوا ہے، انہی معترضین کے سلسلہ میں لدھیانہ کے مسلمانوں نے مرزا قادیانی پر اشتہار ۱۶ ستمبر میں یہ اعتراض کیا ہے کہ

نئے مسیحیو! جائے غور ہے ۔ خدا نے تو تمہارے مسیح کو آتھم کے رجوع بحق کی اطلاع دیدی اور وہ علانیہ اپنے اقرار کفر اور تثلیث پر اپنے حال وقال اور چال سے قادیانی کی تکذیب کر رہا اور قادیانی کہتا ہے کہ نہیں یہ دل میں راجع بحق ہے ۔

عیسائی، قادیانی کو اسی بات پر مفتری کہہ رہے ہیں اور آتھم اس کی تائید کرتا ہے بلکہ اسی بنا پر اسلام کو عیب لگا رہے ہیں ۔ یقین جانو کہ یہ اطلاع خدا نے ہرگز نہیں دی۔ قادیانی کے مرشد ابلیس علیہ اللعنۃ نے سبق پڑھایا ہے کہ چل بچہ اب یہ پہلو پلٹ جا، جہان میں احمق بہت ہیں، پھر بھی تیرا جال خالی نہ رہے گا۔

(اور پھر قادیانی کے اس قول کو کہ اگر آتھم مر جاتا تو لوگ کہتے مرزا جادو کرنا بھی جانتا ہے، اس لئے خدا تعالی نے آتھم کا دل حق کی طرف پھیر کو موت سے بچا لیا ، نقل کر کے اس کے جواب میں کہا ہے)

. چور کی داڑھی میں تنکا معلوم ہوتا ہے کہ ان پندرہ مہینوں میں ایسی ہی کاروائیاں کی ہیں، جب کوئی عمل نہ چلا تو رجوع بحق بطور خفیہ کا ڈھکوسلہ بنا لیا۔

اس جواب کو دیکھ کر قادیانی نے اشتہار تین ہزار میں تہذیب و شرافت کے جامہ سے باہر ہو کر منشی سعد اللہ لدھیانوی کو ان الفاظ سے خطاب کیا .

. ہاں اے ہندو زادہ اب ثابت ہو گیا کہ ضرور تو حلال زادہ ہے ۔ ہماری اس شرط پر (کہ) کوئی آتھم کو قسم دینے سے پہلے تکذیب نہ کرے، خوب ہی تو نے عمل کیا۔ آفریں آفرین! سچ کہہ یہ ڈھکوسلہ اب بنا لیا یا الہام میں پہلے ہی سے شرط تھی ۔

اس کے جواب میں قادیانی کو اگر منشی سعد اللہ یوں کہیں:۔

تیرے اس جواب سے معلوم ہو گیا کہ تو بے شک حلال زادہ ہے اور دھوکہ دینا اور روز روشن میں اپنے اتباع کی آنکھوں میں خاک ڈال کر دن کو رات بتانا تجھ پر ہی ختم ہے

بے شک یہ شرط تو، تو نے پہلے ہی الہام میں رکھ لی تھی تا کہ عبداللہ آتھم کے فوت نہ ہونے پر تو خواہ مخواہ اس شرط کو متحقق بنا کر اپنی دروغ گوئی کو سچا کر لے۔ مگر اگر تو حلال زادہ ہے تو یہ بتا اور سچ کہہ کہ اس شرط کا تحقق میعاد گذر جانے سے پہلے ہوا تھا یا پیچھے؟ اگر پہلے ہوا تھا تو، تو نے اس کا اظہار پہلے کیوں نہ کیا تھا اور ۵ تاریخ ستمبر سے پہلے کسی ایک آدمی کو کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ شرط عدم وفات وقوع میں آگئی ہے۔ اس لئے اب موت عبداللہ آتھم بھی وقوع میں نہ آئے گی۔ بلکہ برخلاف اس کے پانچ تاریخ ستمبر کی شام تک تو موت کا منتظر رہا۔ اور تو اور تمام تیرے پیرو حاضرین قادیان اس امر کے منتظر رہے کہ اب موت کی تار خبر آتی ہے اور آج آفتاب غروب نہ ہوگا جب تک آتھم مر نہ جائے گا۔ مگر شام کے قریب اس مضمون کا تار پہنچ گیا کہ آتھم زندہ ہے۔ تب تو نے یہ ڈھکوسلہ لوگوں کو سنایا۔ اب اگر تو حلال زادہ ہے تو کچھ شرم کر کے کہہ کہ ڈھکوسلہ اب بنایا گیا ہے یا پہلے سے الہام میں درج تھا۔ ارے احمق! الہام میں صرف شرط درج تھی، نہ اس کا وقوع۔ اور یہ ڈھکوسلہ عدم وقوع شرط موت انقضائے مدت موت کے بعد بنایا گیا تھا، نہ قبل ازاں۔

تو معلوم نہیں قادیانی صاحب اس کا کیا جواب دیں گے۔ اس جواب کے طالب ومنتظر سعدی لودہانوی ہی نہیں ہیں بلکہ سب لوگ مسلمان، ہندو، عیسائی وغیرہ ہیں جو قادیانی کے اس عذر کو بعد از وقت سمجھتے ہیں اور اس کو ڈھکوسلہ قرار دے چکے ہیں۔ امید ہے آپ ان سب کے جواب میں یہی کہیں گے کہ تم سب حرام زادے ہو۔ چنانچہ آپ اپنے متعدد اشتہارات میں کہہ چکے ہیں۔ مگر از روئے انصاف یہ اس سوال کا جواب نہیں ہے۔ گالیاں آپ ایک نہیں ہزار دے لیں، مگر اس کے ساتھ اس سوال کا جواب ضرور دیں۔ بلکہ اگر آپ کو یہ الہام میعاد گذر جانے سے پہلے ہو چکا تھا کہ آتھم دل سے مسلمان ہو گیا تھا اس لئے نہیں مرے گا، تو آپ نے اس کو میعاد گذرنے سے پہلے کیوں شائع نہ کیا؟ اس کا شیوع نہ ہو سکا تھا، نہ سہی، اپنے خاص لوگوں کو (جو تاریخ اخیر کے قریب آپ سے ملے اور قادیان میں حاضر تھے اور وہ آپ سے مستفسر ہوئے تھے کہ آتھم کی موت ہوگی یا اس میں کوئی تاویل ہوگی) کہا ہوتا کہ وہ دل سے مسلمان ہو گیا ہے لہذا اب اس کی موت کا وقوع نہ ہوگا۔

قادیانی کے اپنے جملہ مخالفین عیسائیوں، ہندوؤں، مسلمانوں وازانجملہ شیخ

سعداللہ لودہانوی کو حلال زادہ کہنے پر ہم قادیانی کو کوئی الزام نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بدزبانی ودشنام دہی اس کی طینت کا ایک جزء ہے۔ براہین احمدیہ میں اس نے اس طینت کا اظہار کیا تو ہم نے ریویو براہین احمدیہ میں اس کو اس بدگوئی سے روکا۔ مگر چونکہ اپنی طینت کوئی شخص نہیں بدل سکتا، لہذا اس روکنے کا اثر برعکس یہ نکلا کہ رسالہ شحنہ حق کے صفحہ ۱۹ میں اس نے اپنے مخالفین کو ایسی گالیاں دیں جیسے بازاری لوگ آپس میں دیا کرتے ہیں۔ اور جب سے آپ مسیح موعود بنے ہیں تب سے حرامی، حرام زادہ، بے ایمان تو آپ کا تکیہ کلام ہو گیا ہے۔

ہم نے ایک خاص دخل یاب بارگاہ قادیانی سے سنا ہے کہ وہ اپنے اتباع کو ان گالیوں کا یہ فائدہ سناتا رہتا ہے کہ یہ داروئے تلخ یا ایک مسہل کا نسخہ ہے جس سے ان لوگوں کے دل کے بخار نکل آتے ہیں، جن کو یہ گالیاں دی جاتی ہیں۔ اگر مرزائی اکابرین کو بھی مرزا قادیانی نے یہ فائدہ سنا کر ان گالیوں کے سننے پر خوش اور اپنا تابع یا حامی کر رکھا ہے تو وہ اپنے خداداد فہم اور ایمان سے کام لے کر یہ خیال فرماویں کہ اس نسخہ کو قادیانی نے رجسٹری تو نہیں کرایا ہوا کہ اور کوئی اس کو استعمال میں نہ لا سکے، بلکہ یہ تو ایسا عام نسخہ ہے کہ ہر کوئی اس کو استعمال میں لا سکتا ہے۔ دور نہ جایئے اپنے مخاطب خاص شیخ سعد اللہ ہی کو دیکھ لیجئے۔ مرزا قادیانی نے ان کے حق میں یہ نسخہ استعمال کیا اور ان کو ان الفاظ سے یاد کیا تو انہوں نے اپنی نظم ملحقہ مضمون حملہ آسمانی در بارہ شکست قادیانی میں (جو مالیر کوٹلہ کے مسلمانوں کی طرف سے شائع ہوا ہے) اس کو بھی حلال زادہ بنایا ہے اور ایک تاریخی ثبوت اس امر کا دے دیا ہے۔ اب فرمایئے کہ اس نسخہ کا فائدہ قادیانی تک کہاں محدود و مخصوص رہا۔ اب لوگ یہ بات مرزا قادیانی کو کہیں اور اگر آپ لوگوں کی اس نصیحت پر بھی وہ گالی گلوچ سے باز نہ آوے تو آپ لوگ اس سے اپنا تعلق قطع کریں۔

شیخ سعد اللہ کو جوان مردی کے ساتھ مشرف باسلام ہونے اور اپنے ہندو راجپوت ماں باپ زوجہ وغیرہ اقرباء کو چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونے پر قادیانی کا اس کو ہندو زادہ کہنا بھی ان اصحاب اور دیگر اہل انصاف کے نوٹس لینے کے لائق ہے۔

☆ تائید عذر سوم میں جو خامساً قادیانی نے کہا ہے کہ اگر آتھم مر جاتا تو اس نشان کو دیکھ کر ہمارے پاک اور شریفوں کی جماعت میں ناپاک اور کمینہ لوگ داخل ہو جاتے۔ یہ عجیب مکر ہے جس سے اس کے دجال ہونے کا پورا ثبوت ملتا ہے جس پر دو روشن دلیلیں ہیں

اول ۔ یہ کہ جو مذہب خدا کی طرف سے ہو وہ دریا کے مثل ہونا چاہیے کہ اس میں ناپاک داخل ہو کر پاک ہو جائیں اور جو مذہب ناپاک کے چھونے سے ناپاک ہو جائے وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا۔ قادیانی کا مذہب اور جماعت اگر ایسی ہے کہ ناپاکوں کے ملنے سے ناپاک ہو جاتی ہے، تو وہ قادیانی کے اپنے اقبال سے خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ پھر قادیانی کا ایسے مذہب کو خدا کی طرف سے ٹھہرانا اور لوگوں کو اس کی طرف بلانا دجالیت نہیں تو پھر دجالیت کس کا نام ہے؟

دوسری دلیل یہ کہ اگر شرافت اور کمینگی سے آپکی مراد دنیاوی اصطلاح کی شرافت و کمینگی ہے جس میں بعض قوموں اور بعض پیشوں کی نظر سے لوگوں کو شریف یا کمینہ سمجھا جاتا ہے، تو مرزا قادیانی کا اپنی جماعت کو شریف کہنا ایک دھوکہ ہے۔ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اور شرم وحیا سے کام لے کر فرماویں کہ کیا ان کی جماعت میں ایسی اقوام اور پیشوں کے لوگ داخل نہیں؟ آپ اس سے انکار کریں گے تو ہم بشرط اجازت و درخواست آپ کے ان لوگوں کی فہرست شائع کریں گے جو ان اقوام اور پیشوں کے لوگ آپ کی جماعت کے رکن رکین اور آپ کے دستور یسار و یمین ہیں۔

اگر شرافت سے خدا و رسول و دین و اسلام کی اصطلاح میں شرافت و کمینگی مراد ہے (انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم) جس کی رو سے شریف وہ ہے جو متقی و پرہیز گار ہے اور کمینہ وہ جو بدکار ہے، تو بھی قادیانی کا اپنی جماعت کو شریف کہنا صریح جھوٹ ہے۔ وہ اپنے گھر کی خبر لے کر اور اپنی جماعت کے حالات ٹٹول کر یہ بتا دیں کہ کیا ان کی جماعت کے اکثر لوگ (قطع نظر ان عقائد باطلہ کفریہ کے جو آپ نے ان کو سکھائے ہیں) عام اصول اخلاق کی نظر سے بدمعاش و بدکردار نہیں ہیں؟ کیا ان کے بعض خواص جھوٹ نہیں بولتے؟ زنا، شراب و مال مردم خوری، دغا بازی سے متہم نہیں ہیں؟ اس سے انکار کریں گے تو ہم بشرط درخواست و اجازت ایسے لوگوں کی فہرست شائع کریں گے جن کے جھوٹ بولنے پر تحریری شہادتیں موجود ہیں۔ اور تو بر کنار رہے خود بدولت پریسیڈنٹ جماعت جھوٹ بولنے میں ایسے یکتا ہیں کہ دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ وعلی ہذا القیاس ان کے خلیفہ اول (بھیروی)، دوم (امروہی)، سوم و چہارم و پنجم (سیالکوٹی) اس جھوٹ بولنے میں ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ بعض لوگ بیگانی عورتوں کے اغوا کے جرم میں متہم ہو کر عدالت میں جا چکے ہیں۔ بعض لوگ اسلامی

انجمنوں کے وکیل بن کر وصولی چندہ کے لئے باہر جاتے ہیں تو اس مال کو زنا میں خرچ کرتے ہیں اور اس سے شرابیں پیتے ہیں۔ایک بڑے خلیفہ قادیانی ان کی تصانیف ہر وقت بغل میں رکھتے ہیں، جوان عورتوں کو پڑھاتے پڑھاتے ان سے مبتلاء و متہم ہو گئے۔ان کی بھاوجہ نے دیکھ کر ان کو منع کیا تو اس کو ایسا ضرب شدید سے مارا کہ وہ قریب بہلاکت پہنچ گئی۔ جب اس کے شوہر سے خوف نالش ہوا تو اسے پیسے دے کر راضی کیا۔ وہ بے چارہ اپنی غریبی کے سبب اس سے راضی ہو گیا۔ اس قسم کی کاروائیاں اس جماعت میں اور بہت ہیں، جن کی تفصیل آپ کی درخواست پر ہو گی۔ اس بیان سے ہمارا مقصود کسی پر ذاتی حملہ نہیں ہے، اور نہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے کسی کا نام نہیں لیا، بلکہ اس سے مقصود عام لوگوں کی اصلاح ہے اور اس امر کا اظہار ہے اور ہو گا کہ یہ جماعت بلحاظ اخلاق اکثر ممبران وارکان ایسی ناپاک جماعت ہے کہ اس سے ہر ایک مسلمان کو بچنا اور اس سے الگ رہنا ضروریات ایمان واسلام سے ہے۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ ان دلائل سے ثابت ہے کہ مرزا کا دعوی،

> عبداللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ اس کو دیکھ کر عام لوگ آپ کی شریف جماعت میں داخل نہ ہوں،

ایک مکر ہے اور وہ کسی معنے صحیح نہیں ہوسکتا۔ دنیاوی شرافت کا ادعا ہے تو وہ اکثر حصہ جماعت سے مفقود ہے اور اگر اخلاقی شرافت کا دعوی ہے تو بھی اکثر سے مفقود ہے۔

☆ عذر سوم کی تائید میں جو ساد ساً آپ نے کہا ہے کہ

> معجزات انبیاء بھی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عام فہم نہ ہوں، اور ان کو دیکھ کر عام لوگ جن میں رضیع وکمینہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں، داخل اتباع نہ ہوں۔

اس میں آپ نے اپنے مخفی کفر کا اظہار کیا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ آپ کسی عام فہم معجزہ (آنحضرت ﷺ کے شق القمر، حضرت موسی کے من وسلوی، فلق حجر، ید بیضاء، عصا کے سانپ ہونے اور حضرت صالح کی ناقہ اور حضرت ابراہیم پر آگ سرد ہو جانے و امثال ذالک) کے دل سے قائل نہیں، کیونکہ یہ معجزات ایسے عام فہم ہیں کہ ان کو عوام سمجھ سکتے ہیں اور سمجھ گئے، اور صدہا عوام ان معجزات انبیاء کو دیکھ کر تابع انبیاء ہو گئے جن کو آپ جیسے متکبرین کمینہ سمجھتے رہے اور ان کی

نظر سے انبیاء کو کہتے رہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تیرے پیرو وہی لوگ ہیں جو ہمارے بادی الرائے میں کمینہ ہیں و ما نراک اتبعک الا الذین هم ارا ذلنا بادی الرا ئے۔ اور انبیاء جواب میں یہ کہتے رہے کہ ہم ان لوگوں کے حق میں جن کو تم حقیر جانتے ہو نہیں کہتے کہ خدا ان کو نیکی وایمان وثواب نہ دے گا و لا اقول للذین تزدری اعینکم .... یؤ تیهم الله خیراً ۔ صحیح بخاری میں ان کی نسبت ابن عباسؓ کی تقریر سے ثابت ہے کہ انبیاء کے پیرو (ابتداء میں) وہی لوگ ہوتے ہیں جن کو لوگ کمینہ سمجھتے ہیں اشراف الناس اتبعوه ام ضعفاء هم فذکر ت ان ضعفاء هم اتبعوه و کذا لک اتباع الرسل ۔ بخاری ۔
مگر آپ (قادیانی) کے اس قول سے صاف ثابت ہے کہ آپ کے نزدیک یہ معجزات عام فہم اپنے ظاہری معنی سے وقوع میں نہیں آئے ۔ ان کے بھی آپ کے نزدیک کوئی تاویلی وتحریفی معنی ہیں جیسا کہ معجزات مسیح احیا موتی و خلق طیور ابراء ابرص واکمہ کے تحریفی معنے آپ نے بیان کئے ہیں ۔ اور اس قول سے آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ شق القمر کے ثبوت میں جو آپ نے سرمہ چشم آریہ میں دلائل لکھے ہیں، ان پر آپ کا دلی یقین وایمان نہیں ہے ۔ وہ تقریریں و دلیلیں آپ نے منافقانہ طور پر اپنے دلی اعتقاد کے برخلاف صرف میدان مناظرہ جیتنے کو بیان کئے ہیں ۔ دل سے آپ معجزہ شق القمر کو (جس کو عام لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہیں) نہیں مانتے اور جو عام لوگ ایسے ظاہر معجزات کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے ان کو آپ مسلمانوں میں داخل ہونے کے لائق نہیں سمجھتے ۔ آپ کے نزدیک پیغمبر خدا ﷺ نے غلطی کی (معاذ اللہ ۔ نقل کفر کفر نباشد) کہ ایسے عام لوگوں (بلال، صہیب عمار وغیرہ) کو مسلمانوں میں شمار کرلیا ۔ بلکہ آپ کے نزدیک خود خدا تعالی نے غلطی کی (تعا لی الله عما یقول الظالمو ن) عام فہم معجزات انبیاء کے ہاتھ پر ظاہر کئے جن کو دیکھ کر عام لوگ داخل اسلام ہو گئے ۔

قادیانی نے معجزہ کے عام فہم نہ ہونے کی ضرورت پر ایک دلیل قائم کی ہے جس میں نادان مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے ۔ ہم اس دلیل کا جواب دے کر اس دھوکہ کو اٹھانا اور ان مسلمانوں کو اس کے دام سے نکالنا چاہتے ہیں ۔ و با لله التو فیق

اس کی دلیل یہ ہے کہ معجزہ ایسا عام فہم ہو تو پھر ایمان بالغیب نہیں رہتا ۔ ایسا بدیہی امر مشاہدہ میں آ گیا تو ایمان بالغیب کہاں رہا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک معجزہ کے سمجھ میں آ جانے اور بدیہی ہونے سے اور

اس کا مشاہدہ ہو جانے سے وہ تمام امور غیبیہ جن پر ایمان بالغیب مطلوب ہوتا ہے(جیسے خدا کی ذات وصفات دوزخ وبہشت اور ان کے احوال واہوال اور حساب وکتاب) سب کے سب ظاہرعیاں نہیں ہو جاتے اور مشاہدہ میں نہیں آ جاتے ۔ایمان کو جو بالغیب کہا گیا ہے تو انہی امور کی نسبت کہا گیا ہے جو معجزہ دیکھنے کے بعد بھی غیب ہی رہتے ہیں ۔معجزہ میں جو امر مشاہدہ کرایا جاتا ہے وہ ایک ایسا امر ہے جو ان امور غیبیہ سے جداگانہ ہوتا ہے اور اس کو انہی امور غیبیہ پر ایمان لانے اور یقین دلانے کیلئے مشاہدہ کرایا جاتا ہے ۔اس کا مشاہدہ ہونے سے وہ سب امور غیبیہ مشاہدہ میں نہیں آ جاتے ۔

☆ تائید عذر سوم میں سابعاً قادیانی نے ان مسلمانوں کو جو اس کو شکست یافتہ کہہ چکے ہیں ، نیم عیسائی کہہ کران پر لے دے کی ہے ۔اس کا جواب تو اس کے قول ہشتم کے جواب کے ضمن میں ایک مستقل مضمون ، حرامزادہ ، میں دیا جائے گا۔اس مقام میں اس کی دلیل کا مغالطہ ظاہر کیا جاتا ہے جو اس قول ہفتم میں اس نے بیان کی ہے ۔وہ دلیل یہ ہے کہ اگرچہ میں تمہارے نزدیک کافرو مرتد تھا مگر عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کا مدعی بنا تھا۔اور اسی اسلام کی تصدیق وتائید میں وہ پیشگوئی کی تھی ، اس میں مجھے تم نے جھوٹا کہا تو گویا اسلام کو جھوٹا کہا ۔ پھر اس کی تمثیل میں یہ مثال بیان کی کہ اگر چوہڑا یا چمار اسلام کی حمایت میں عیسائیوں کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے تو خدا اس کے چوہڑے ہونے کو نہ دیکھے گا بلکہ اس کی جانب اسلامی کا لحاظ کر کے عیسائیوں کے مقابلہ میں اس کو فتح دے گا، اسکے چوہڑے ہونے کے لحاظ سے عیسائیوں کو فتح نہ دے گا۔

اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ بے شک تیرا دعوی اظہار حمایت اسلام کا تھا اور یہ پیشگوئی بھی بظاہر اسلام کی تائید کیلئے تو نے پیش کی ہے مگر درحقیقت نہ تیرا دعوی حمایت اسلام سچا اور مطابق واقع تھا اور نہ اس پیش گوئی سے اس اسلام کی تائید تجھے مدنظر تھی جو محمد رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اور مسلمان اس کو اسلام سمجھتے ہیں ، بلکہ جس اسلام کا تو مدعی ہے وہ اسلام کفر کے برابر ہے، جس میں خدا کی صفات سے انکار، رسول پر نزول ملائکہ وحی سے انکار، معجزات انبیاء سے انکار، اعتقادات اسلامی سے انکار ہے ۔اسی خانہ ساز اسلام کی تائید اور تصدیق کیلئے تو نے پیشگوئی کی تھی ۔لہذا اس میں تجھے جھوٹا کہنا اسلام کو جھوٹا کہنا نہ ہوا۔ بلکہ اس کفر کو جھوٹا کہنا ہوا جس کو تو اسلام کے نام سے دنیا میں پھیلانا اور ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا

چاہتا ہے۔اس سے تیری تمثیل کا جواب ادا ہوا۔

اب مزید تشریح کیلئے اس کا جواب ترکی بترکی دیا جاتا ہے کہ اگر چوہڑا یا چمار بظاہر اسلام کا نام لے کر عیسائیوں کا یا اور کسی کا مقابلہ کرے اور درحقیقت وہ اس ذریعہ سے اپنے دین لال بیگی کو مدد پہنچانا چاہتا ہو اور اس کا مقصود یہ ہو کہ اسلام کا نام سن کر لوگ میرے دام میں آ جائیں گے، تو میں ان کو لال بیگی بناؤں گا۔تو خدا تعالی جو دل کے بھید جانتا ہے اور الفاظ اور ظاہری بیان پر کسی کا دھوکہ نہیں کھاتا، اس کو اس مقابلہ میں (گو عیسائیوں یا اور مخالفین اسلام سے ہو) ذلیل کرے گا، ہرگز ہرگز فتح یاب نہ کرے گا اور ساتھ ہی اس کے اسکے مقابلہ میں مخالفین اسلام کو بھی ذلیل کریگا، جیسا کہ قادیانی کے مباحثہ میں ہوا۔قادیانی کو بھی خدا نے ذلیل کیا اور عیسائیوں کو بھی، جن سے اس مباحثہ میں کچھ بن نہ پڑا (ہمارا ریویو مباحثہ دیکھو اور فریقین کی ذلت کا معائنہ ومشاہدہ کرو۔محمد حسین)

☆ تائید عذر سوم میں جو تاسعاً اس نے اپنے دام سے نکلنے والوں کو دھمکی دی ہے وہ فضول یا تحصیل حاصل ہے جو لوگ اس کے دام میں ایسے پھنس چکے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی دن کو رات کہے تو وہ لوگ ستارے دکھانے کو تیار ہو جاتے ہیں وہ تو اس کے دام سے نکلنے کے نہیں جب تک کہ اس کی پوری کساد بازاری نہیں ہوتی ۔اور جو لوگ دھوکہ میں آ کر اس کے دام میں پھنس گئے تھے، ان میں سے بہت سے نکل گئے اور اب اس کو جھوٹا اور بے حیا کہتے ہیں ۔اور رہے سہے آئندہ وقتاً فوقتاً نکلتے جاویں گے۔ جوں جوں اس کی دھوکہ بازیاں حیلہ سازیاں دیکھیں گے۔لہذا اس کی یہ دھمکی اس فریق کے حق میں فضول اور لاحاصل ہے اور پہلے فریق کے حق میں تحصیل حاصل۔

☆ اشتہار ایک ہزار مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور رسالہ انوار ۲۱ صفحی کے بعد قادیانی نے تین مزید اشتہار (ایک دو ہزار کا، ایک تین ہزار کا، ایک چار ہزار کا) شائع کئے ہیں ۔اور رسالہ انوار ۲۱ صفحہ کو بڑھا کر ۵۲ صفحہ میں دوبارہ شائع کیا۔ان سب اشتہارات ورسالہ مکررہ میں جو نئی باتیں اصل مقاصد اشتہار ایک ہزار ورسالہ اول کے متعلق قادیانی نے کہی ہیں، ان کے جوابات ہم ادا کر چکے ہیں ۔ یہاں بعض زائد باتوں کا جواب دیا جاتا ہے اور بعض باتوں کو صرف ناظرین کی توجہ وانصاف کیلئے ذکر کیا جاتا ہے ۔وہ باتیں محتاج و متقاضی جواب نہیں صرف ناظرین کی توجہ چاہتی ہیں۔

☆ ازانجملہ یہ کہ اس اشتہار کے صفحہ ۴ میں آپ نے مسٹر آتھم کے اس خط اور عہد (جو قادیانی کے رسالہ حجۃ اردو سے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ میں بصفحہ ۲۴۴ منقول ہے، کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اگر قادیانی کوئی نشان دکھائے گا تو میں جہاں تک ہو سکے گا اپنی غلطی کی اصلاح کرونگا اور مسلمان ہو جاؤں گا) کو ذکر کر کے اس سے ایک عمدہ نتیجہ نکالا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس خط سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ (عبداللہ آتھم) ہرگز تثلیث اور مسیح کے خون اور کفارہ پر مطمئن نہیں کیونکہ ایسا شخص جو اپنے مسیحی عقائد پر دل سے مطمئن ہو وہ ہرگز یہ بات زبان پر نہیں لاسکتا کہ بعض نشانوں کے دیکھنے سے ان عقائد کو ترک کر دے گا۔

قادیانی کے اس نتیجہ سے دو نتیجے بطور خاص نکلتے ہیں۔

☆ اول یہ کہ قادیانی کو عقائد اسلامی پر اطمینان نہیں ولہذا وہ درحقیقت مسلمان نہیں کیونکہ یہی بات جس سے قادیانی نے آتھم کا عقائد مذہب عیسائی پر بے اطمینان ہونا نکالا ہے قادیانی خود اپنے منہ سے کہہ چکا ہے کہ

. اگر عیسائی اس کو بالمقابلہ نشان آسمانی دکھائیں گے تو وہ مذہب اسلام ترک کر کے عیسائی ہو جائے گا۔

اس کا یہ اقرار اسی رسالہ حجۃ سے اسی نمبر ۹ جلد ۱۵۔ اشاعۃ السنہ کے صفحہ ۲۴۳ میں منقول ہے۔ لہذا از روئے انصاف قادیانی کے اس اقرار سے بھی وہی نتیجہ نکالنا لازم ہے، جو اس نے آتھم کے عہد و اقرار سے نکالا ہے، کہ قادیانی اسلامی عقائد پر مطمئن نہیں ہے کیونکہ (بقول قادیانی) جو شخص اپنے سچے عقائد پر دل سے مطمئن ہوتا ہے وہ ہرگز یہ بات زبان پر نہیں لاسکتا کہ میں بعض نشانوں کے دیکھنے سے اپنے ان عقائد کو ترک کر دوں گا۔

اگر یہ نتیجہ لازمی ہے تو اس سے وہ ہمارا دعوی کہ

قادیانی زندیق، دہریہ ہے اور وہ درحقیقت اسلام بلکہ کسی اور مذہب آسمانی کا قائل و پابند و مصدق نہیں ہے۔ اور وہ اسلام کے دعوی اور اس کی زبانی تائید سے صرف مسلمانوں کو دام میں لانا اور ان کا مال لوٹ کر کھانا چاہتا ہے،

ثابت و مدلل و مبرہن ہوا۔

☆ دوسرا نتیجہ اس کے نتیجہ سے یہ نکلتا ہے کہ قادیانی کی پیش گوئی موت آتھم نے آتھم پر کوئی اثر نہیں کیا اور وہ عقائد مذہب عیسائی میں اس کی پیشگوئی سے ڈر کر مذبذب یا متزلزل

نہیں ہوا ۔ بلکہ وہ پہلے ہی سے ان عقائد میں متزلزل تھا ۔ چنانچہ قادیانی نے اس نتیجہ و بیان میں تسلیم کیا ہے اور اس کے سیالکوٹی مریدوں نے بھی اس اشتہار مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ میں جو نورافشان ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء کے مندرجہ نوٹس عیسائیوں کے جواب میں انہوں نے شائع کیا ہے، اس کو تسلیم کیا ہے ۔

☆ تیسرا نتیجہ اس نتیجہ سے یہ نکلتا ہے کہ اب جو قادیانی اشتہارات میں یہ کہہ رہا ہے کہ

آتھم میری پیش گوئی سے ڈر کر عیسائی عقائد میں متزلزل ہو گیا ہے ۔ اور اگر وہ نہیں ڈرا تو قسم کھا کر کہہ دے کہ میں درحقیقت مسیح کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ پر یقین کامل کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہوں اور اس میں کبھی ایک ذرہ متزلزل نہیں ہوا ۔ اور اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو مجھے ذلت کے ساتھ ایک سال کے اندر موت آوے ،

یہ محض قادیانی کی دھوکہ دہی ہے ۔ ورنہ اسے بشہادت اس نتیجہ کے جو اس نے آتھم کے خط اور عہد سے نکالا ہے، خوب یقین ہے کہ آتھم پہلے ہی سے ان عقائد میں متزلزل ہے اور اس پر میری پیشگوئی کا کوئی اثر نہیں پڑا ۔ اور آتھم کا قسم کھانے پر مستعد نہ ہونا بھی اسی وجہ سے ہے کہ پہلے ہی سے متزلزل ہے اور اس تزلزل کی وجہ سے وہ کبھی قسم نہ کھائے گا ۔ خواہ کتنے ہزار کا اشتہار دیا جاوے ۔ مگر میرے احمق مرید اس بات کو نہیں سمجھتے اور نہ سمجھیں گے ۔ چلو ان کو اسی دام میں لاؤ کہ وہ پیشگوئی کے اثر سے اپنے عقائد میں متزلزل ہو گیا ہے ، اسی وجہ سے قسم نہیں کھاتا ۔ اور اس پر ہزاروں کے اشتہار جاری کرتے جاؤ ۔ دینی تو کوڑی بھی نہیں پڑے گی ۔

قادیانی کے دام افتادہ واقعی ایسی عقل کے آدمی ہیں کہ وہ قادیانی کے اس فریب کو نہیں سمجھتے ۔ باوجودیکہ اس کی تحریرات و اشتہارات میں اس کا اعتراف پڑھ چکے ہیں کہ وہ پہلے ہی سے عقائد عیسائی میں متزلزل تھا ۔ پھر اتنا نہیں سوچتے کہ پھر اس پیش گوئی کا اس پر اس کا اثر کیا ہوا ۔ نہیں ہوا تو پھر کیوں ہزاروں کے اشتہار دے کر اس پر زور دیا جاتا ہے کہ تم قسم کھاؤ کہ میں کبھی تثلیث الوہیت و ابنیت کے اعتقاد میں ایک ذرہ متزلزل نہیں ہوا ۔

☆ وازانجملہ یہ ہے کہ جو اس اشتہار تین ہزار کے صفحہ ۱۰ میں بجواب اعتراض

اگر پادری رائٹ کے مرجانے سے ڈاکٹر کلارک ہاویہ میں پڑ گیا ہے تو پھر کیا آپ کے کئی مریدوں کے عیسائی ہو جانے سے آپ ہاویہ میں نہ پڑے ۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے کہ

وہ لوگ منافقانہ طور پر سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے تھے ان لوگوں کا بدچلن ہونا معلوم کر کے میں نے انکو اپنے مکان سے نکال دیا اور بیعت کے سلسلہ سے خارج کر دیا تھا پھر کہا کہ قادیان میں آؤ اور اس کا ثبوت لو۔..

اور کیسا آسان طریق ثبوت کا بتایا ہے کہ معترض دہلی میں رہتا ہو تو ثبوت لینے قادیان میں آوے۔ پھر آپ اس کے سامنے اپنے مریدوں اور خادموں سے کہلوا دیں گے کہ ہاں واقعی اس کو مکان سے نکالا گیا تھا۔

اے صاحب! اپنے اس ثبوت کی جگہ بذریعہ اشتہار (جو آپ کا رات دن کا شعار اور ہروقت کا ہتھیار ہے) کیوں شائع نہ کر دیا کہ فلاں فلاں بدچلن ہیں، منافقانہ طور پر بیعت میں داخل ہو گئے تھے۔ اب ہم نے ان کا بدچلن ہونا معلوم کر کے سلسلہ بیعت سے خارج کر دیا ہے جیسا کہ آپ نے اپنے لائق بیٹے کو عاق کرنا، اور عاجزہ اور عمر رسیدہ بیوی کو طلاق دینا صرف اس قدر گناہ کے بدلے کہ وہ آپ کی خیالی زوجہ دختر احمد بیگ کا دوسرے سے نکاح ہو جانے پر راضی و مساعی تھے، بذریعہ اشتہار مشتہر کر دیا تھا۔ اور کئی بار اپنی زوجہ کا حاملہ ہونا مشتہر کر دیا جو عام رسم شرافت کے خلاف ہے۔

☆ وازانجملہ یہ ہے کہ قادیانی نے اسی اشتہار کے صفحہ ۶ میں کسی کا اعتراض،

آئندہ قسم کھا جانے پر آتھم کی موت کیلئے ایک سال کی میعاد کیا ضرورت تھی؟

نقل کر کے اس کے جواب میں ایک بات یہ کہی ہے کہ یہ میعاد الہام سے مقرر ہو چکی ہے، اس میں چون و چرا کرنا نہائت بے جا اور گستاخی ہے۔ پھر صفحہ ۷ میں دوسری بات یہ کہی ہے کہ اگر آتھم یہ اقرار کر لیں کہ مسیح ابن اللہ انہیں ایک سال تک نہیں بچا سکتا ہے تو ہم اس اقرار کے بعد تین ہی دن منظور کر لیں گے۔ یہ دوسری بات مرزا قادیانی نے اشتہار دو ہزار میں بھی بصفحہ ۸ لکھی ہے۔

ناظرین! یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی مکذب ہیں۔ پہلی بات میں صاف تصریح ہے کہ یہ تحدید و تعیین الہامی ہے، اس میں تبدیلی ممکن نہیں بلکہ تبدیلی کی درخواست کرنا گستاخی ہے، لہذا وہ دوسری بات کی مکذب ہے۔ اور صاف بتاتی ہے کہ ایک سال کی جگہ تین دن مقرر کرنا ممکن نہیں ہے۔ اور دوسری بات میں مرزا قادیانی نے جو اس تبدیلی کا وعدہ

کیا ہے تو اس میں جھوٹ بولا اور دھوکہ دیا ہے۔ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ آتھم کے اقرار مذکور پر اس میعاد یک سال کا تین دن سے بدل جانا ممکن ہے اور اس تبدیلی کیلئے مرزا قادیانی کو اختیار حاصل ہے۔ لہذا وہ پہلی بات کی مکذب ہے اور صاف بتاتی ہے کہ وہ تحدید وتعیین الہامی نہیں ہے۔ الہامی ہوتی تو اس میں تبدیلی ممکن نہ ہوتی۔ اور یہ تعارض وتخالف دونوں باتوں کا اس بات پر دلیل ہے کہ ان میں الہام کا دخل نہیں ہے۔

پہلی بات کے جواب میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بات آپ کی وہ شخص مان لے گا جو آپ کو ملہم اور آپ کی اس تحدید میعاد کو الہامی مان چکا ہو۔ ایسا شخص آپ پر اعتراض ہی کیوں کرے گا؟ اور جو معترض ہو وہ تو آپ کو ملہم اور آپ کی کلام کو الہام نہیں مانتا، بلکہ آپ کو دجال کذاب اور آپ کے الہام کو شیطانی جان کر یہ اعتراض کرتا ہے۔ پھر کیا اس کے جواب میں آپ کا اس بات کو پیش کرنا صحیح ہے؟ ہرگز نہیں، آپ میں کچھ بھی شرم ہوتی تو اس کے جواب میں آپ کی طرف سے یہ بات پیش نہ کی جاتی۔

دوسری بات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ قسم کھانے والے کی تحدید میعاد ایک سال کی حتمی نہیں ہے، اس کا بدل دینا آپ کے اختیار میں ہے۔ اس سے ہم کو حق پیدا ہو گیا ہے کہ جو قسم ہم آپ کی درخواست پر کھانا چاہتے ہیں اس کی میعاد سزا بصورت ناراستی تین دن ہی مقرر کرا دیں۔

☆ وازانجملہ یہ ہے کہ اسی اشتہار تین ہزار کے صفحہ ۲۱ میں قادیانی نے دعوی،

خوف اور ایمان لانے کے وقت کافروں سے دنیوی عذاب ٹل جایا کرتا ہے،

پیش کر کے اس کی تمثیل وتائید میں قریب الغرق کشتیوں کے دعا وعاجزی سے بچ جانے اور مکہ کے کافروں سے عذاب جھوٹے وعدہ ایمان پر ٹل جانے کو ذکر کر کے اس پر ہم سے حلفی شہادت کی درخواست کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ قریب الغرق کشتی والے کافروں سے غرق ہونے کا عذاب اور مکہ والے کافروں سے قحط کا عذاب بے شک تضرع و وعدہ ایمان سے ٹلایا گیا، مگر یہ عذاب قطعی موعود نہ تھا۔ لہذا ایسے نظائر کو قادیانی کا پیش کرنا مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اور جو عذاب خدا کی طرف سے قطعی موعود ہوا ہے اور اس میں ہلاکت کا وعدہ دیا گیا ہے وہ کبھی نہیں ٹلا۔ اس پر ہم قسم کھانے کو حاضر ومستعد ہیں۔ مگر پہلے قادیانی وعدہ کرے کہ درصورت ہماری قسم کے ناراست ہونے کے، جو اثر اس کا ہم پر

پڑے گا وہ تین ہی دن میں ظاہر ہوگا جیسا کہ قادیانی نے آتھم سے بھی وہ وعدہ کیا ہے۔ اور قادیانی یہ بھی بتادے کہ دعا کا اثر کیا ہوگا، اور وعدہ کرے کہ درصورت ظاہر نہ ہونے اس اثر کے وہ ہماری تجویز کردہ سزا کو منظور کرے گا۔ اس منظوری کے بعد ہم اس کیلئے سزا مناسب تجویز کریں گے۔

☆ وازانجملہ یہ ہے کہ اسی اشتہار تین ہزار کے صفحہ ۱۴۔ ۱۵ میں اور نیز اشتہار چار ہزار کے صفحہ ۱۔ ۲ میں قادیانی نے اپنے مخلص مریدوں کی رائے،

. ازروئے انصاف قسم کھانا عبداللہ آتھم پر واجب نہیں .

کے جواب میں کہا ہے کہ ایام پیشگوئی میں ڈر جانے کا آتھم نے اقرار کیا ہے۔ اس میں اس کو عذر ہے تو صرف یہ ہے کہ وہ ڈر جانا پیشگوئی کے اثر سے نہ تھا، بلکہ تمہارے فرستادہ قاتلوں سے تھا جنہوں نے کئی دفعہ مجھ پر حملہ کیا۔ لہذا اس کا بار ثبوت آتھم پر ہے کہ وہ پیشگوئی سے نہیں ڈرا، بلکہ قاتلوں سے ڈرا ہے۔ جیسے اگر کوئی کسی کے گھر میں مداخلت بے جا کرتا ہوا پکڑا جائے اور وہ اس امر کا اقراری ہو جاوے کہ میں اس گھر میں بلا اجازت داخل ہوا، مگر اس کے ساتھ یہ عذر کرے کہ میں صرف حقہ پینے کیلئے آگ لینے گیا تھا تو وہ صرف اتنی بات کہہ دینے سے جرم مداخلت سے بری نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس پر اس بات کا بار ثبوت ہے کہ وہ چور نہیں، بدچلن نہیں صرف آگ لینے گیا تھا، نہ کسی اور بدنیت سے۔ اس بات کو کسی جج یا بیرسٹر سے پوچھو گے تو یہی قانونی جواب پاؤ گے۔

ناظرین! یہاں قادیانی نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ مسلمان، پھر مہدی موعود، مسیح مسعود، مجدد، محدث وغیرہ کہلا کر اپنے دعوی کے ثبوت کیلئے صرف قانونی شہادت کو پیش کیا اور جج و بیرسٹر کا حوالہ دیا، کسی آیت قرآن یا حدیث یا قول مذہب کو پیش نہ کیا جس سے اس کا دعوی ثابت ہوتا کہ آتھم اس کی پیشگوئی سے ڈر گیا تھا۔ اسلام میں تو بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے، نہ مدعا علیہ پر۔ جو لوگ اس کو مسلمان اور مسیح مہدی سمجھتے ہیں ان پر افسوس ہے کہ وہ اس کی ایسی باتوں پر بھی اس کو شرمندہ نہیں کرتے اور اس کو فریبی جان کر اس سے دست بردار نہیں ہوتے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ مہدی مسیح ہو کر آیت وحدیث کی بجائے انگریزی قانون پیش کرتا ہے۔ پھر یہ کیوں کر مہدی و مسیح ہوسکتا ہے۔

دوسرا یہ دھوکہ ہے کہ یہ نظیر بھی اس کے دعوی کے مطابق نہیں ہے کیونکہ آتھم کا یہ

اقرار واظہار کہ میں قادیانی کے قاتلوں سے ڈر گیا تھا، اس شخص کے اقرار کی مانند نہیں جس نے کسی کے گھر میں بلا اجازت گھس جانے کا اقرار اور پھر عذر کیا ہو کہ میں تو حقّہ کیلئے آگ لینے گیا تھا۔ یہ شخص اس جرم استغاثہ یعنی بلا اجازت دوسرے گھر میں گھس جانے کا اقراری ہو کر اس جرم کو ایک فعل جائز بناتا ہے اور نیت جائز سے اسکو جرم کی حد سے خارج کرتا ہے۔ اسلئے اس پر اس فعل کے جائز اور نیک نیت ہونے کا ثبوت دینا قانوناً ضروری ہے۔ بخلاف آتھم کہ وہ اپنے فعل (ڈرنے کے اقرار) میں قادیانی کے دعوی خوف کا معترف نہیں ہوا، یعنی ویسے ڈرنے کا اقراری نہیں ہوا جس کو الہام یا پیشگوئی سے تعلق ہو، بلکہ وہ اس سے مغائر بلکہ تبائن خوف یعنی قادیانی کے فرستادہ قاتلوں سے ڈرنے کا اقراری ہوا ہے۔ لہذا اس خوف کے اقرار میں قادیانی کے دعوی خوف کا اقرار پایا نہیں جاتا۔ اور نہ اس دعوی کے خلاف کا بار ثبوت قانوناً آتھم پر ہے۔ ہاں اگر قادیانی، آتھم پر زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند استغاثہ دائر کرے اور یہ کہے کہ اس نے مجھے ناحق قاتل اور خونی بنایا ہے تو اس وقت بار ثبوت اس امر کا (کہ جو لوگ آتھم کو مارنے کیلئے کئی دفعہ حملہ آور ہوئے تھے، وہ قادیانی کے فرستادہ تھے) آتھم پر ہو گا۔ قادیانی کے دعوی (کہ آتھم میری پیشگوئی کے غیبی اثر سے ڈرا) کا ثبوت تو قادیانی پر ہے، نہ عبداللہ آتھم پر جس نے قادیانی کے دعوی کے برخلاف اور قسم کے ڈرنے کا اعتراف کیا ہے (نہ عین اس خوف کا جس کا قادیانی کو دعوی ہے یا اس کی جزء یا اس کے ماتحت شاخ کا)۔

ناظرین! آپ جس جج یا بیرسٹر سے پوچھیں گے یہی قانونی جواب پائیں گے اور اس بات پر ایمان لائیں گے کہ اس نظیر کو پیش کرنے میں قادیانی نے دھوکہ دیا ہے اور یہ شخص بڑا ہی دھوکہ باز ہے۔

اس دھوکے کے بعد اشتہار چار ہزار میں قادیانی نے قسم کے متعلق عیسائیوں سے مذہبی بحث کی ہے اس کے متعلق جو مناسب تھا، ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں۔

☆ وازانجملہ یہ کہ اشتہار چار ہزار کے صفحہ ۲ کے حاشیہ دوم کے اخیر سطر میں لکھا ہے کہ ان (آتھم) کے حق میں موت کی پیشگوئی ان کی درخواست پر کی تھی نہ خود بخود، کیونکہ انہوں نے الہامی نشان مانگا تھا۔

اس قول سے قادیانی نے ہمارے اس بیان کی تصدیق کی جو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۶ میں ہو چکی ہے کہ یہ پیشگوئی جو قادیانی نے ایک طالب نشان (آتھم) کو نشان دکھانے

کیلئے کی ہے، درحقیقت اس کیلئے نشان نہیں ہوسکتی۔ بے شک آتھم نے قادیانی سے آسمانی نشان اور معجزہ طلب کیا تھا اور اس کے دیکھنے کے بعد ایمان لانے اور مسلمان ہونے کا وعدہ بھی اس نے کیا تھا، مگر یہ سوال نہ کیا تھا کہ بتاؤ میری موت کب ہوگی۔ بلکہ اس کے برخلاف ایسے نشان کا سوال کیا تھا جس کو وہ زندہ رہ کر دیکھ سکے، اور اس کو دیکھ کر ایمان لاوے۔ ایسے شخص کو یہ کہنا کہ تو ایمان لے آ، ورنہ تو مارا جائے گا، تخویف مجرمانہ ہے۔ طالب نشان کیلئے اسی کی موت نشان ہو تو وہ اس کو کیونکر دیکھ سکتا ہے اور اس کیلئے وہ نشان کیونکر ہوسکتا ہے؟ کیا مرنے کے بعد وہ اس کو دیکھ سکتا ہے اور اس پر ایمان لاسکتا ہے؟

☆ رسالہ انوار ۵۲ کے صفحہ میں تو مرزا قادیانی نے بہت عجیب گل کھلائے ہیں مگر یہاں ان کی صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

☆ ازانجملہ ایک یہ ہے جو اس کے صفحہ ۲۶ کے حاشیہ میں بجواب سوال منشی سعداللہ

(اگر پادری رائٹ کی موت کے سبب ڈاکٹر کلارک ہاویہ میں پڑے تو حکیم نورالدین کے ایک ہی لڑکے کے فوت ہوجانے کے سبب تم اور تمہارے حواری نورالدین ہاویہ میں نہ پڑے؟)

کہا ہے کہ مولوی نورالدین کا بچہ نادان شیرخوار تھا، وہ فریق کے لفظ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد حاشیہ در حاشیہ میں کہا ہے کہ اس تحریر کے بعد مجھ (قادیانی) پر نیند نے غلبہ کیا اور میں سوگیا تو خواب میں دیکھا کہ مولوی نورالدین کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے، جو انہیں کا ہے۔ میں نے حکیم صاحب کو کہا کہ خدا نے بعوض (متوفی) محمد احمد آپ کو یہ لڑکا دیا ہے۔ پھر میرے دل میں یہ آیت گذری ما ننسخ من آیۃٍ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے اس کا (سعدی کا) جواب ہے۔

منشی سعداللہ سعدی صاحب کے سوال کے جواب میں جو کچھ قادیانی نے کہا ہے وہ محض مغالطہ ہے۔ سعدی نے یہ نہ کہا تھا کہ بچہ بھی فریق میں داخل ہے اور اس کا مرجانا اس کیلئے ہاویہ ہوا ہے۔ انہوں نے تو یہ اعتراض کیا تھا کہ جیسے رائٹ کا مرجانا ڈاکٹر کلارک کیلئے غم والم کے سبب ہاویہ بنایا گیا ہے، ویسا ہی اس بچہ شیرخوار کا مرجانا حکیم نورالدین کے غم والم کا باعث ہوا، اور ان کے ذریعہ سے آپ کے غم والم کا باعث ہوا۔ اور اس سبب سے آپ دونوں کو ہاویہ نصیب ہوا۔ اب بتاؤ اس اعتراض کے جواب میں قادیانی کا یہ کہنا کہ بچہ داخل

فریق نہ تھا، دھوکہ اور مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ ازانجملہ یہ ہے جو اس رسالہ کے صفحہ ۲۷ کے حاشیہ میں سعداللہ کے اعتراض (اگر مباحثہ کے بعد دو چار پادری بیمار ہو گئے ہیں تو تم بھی تو اکثر بیمار رہتے ہو) کے جواب میں کہا ہے کہ اگر اس عرصہ میں، میں بیمار رہا تو تمام عربی کتابیں کس نے لکھی ہیں ؟

ناظرین! کیا یہ امر ممکن بلکہ واقع نہیں ہوا کہ کتاب کوئی لکھے اور نام کسی اور کا ہو؟ قادیانی صاحب کی عربی نویسی تب لائق تسلیم ہے جب وہ کسی مجلس میں مخالفین کے سامنے بیٹھ کر عربی لکھیں ۔ اس بات کی طرف انہیں بلایا گیا، تب بھی انہوں نے حوصلہ نہ پایا، جس سے عام یقین ہو گیا ہے کہ وہ عربی ان کی نہیں، پرائی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے رعنا لاہوری اخبار درۃ الاسلام کے نمبر۲ جلد اول میں یوں رقم طراز ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے الہام شیطانی

پہلے ہم مرزا صاحب کی پیش گوئی (اس رسالہ کے صفحہ میں متعلق بہ عبداللہ آتھم پر کچھ لکھ چکے جس میں وہ کذاب ثابت ہو چکا ہے۔ چونکہ ہم جھوٹے کو قبر تک پہنچانا چاہتے ہیں اس واسطے ہم اس کے رسالہ عربی کے متعلق بھی کچھ لکھتے ہیں۔ تاکہ خود مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کا جو دعوی ہے کہ یہ کتاب ایک معجزہ اور الہامی ہے، اس سے باز آئیں۔ اس پر بھی مرزا صاحب اور ان کے پیرو اگر ایسی خرافات سے باز نہ آئیں اور انہیں ادعاء لایعنی پر قائم رہنا چاہیں تو پھر مرد میدان بن کر آئیں اور ہمارے حکم کی تعمیل کر کے ہماری اس تحریر کو غلط ثابت کر دکھائیں ۔نہیں تو ہم کیا، کل دنیا یہ سمجھے گی کہ مرزا صاحب نے ہمارے راست ہونے پر مہر کر دی۔ اور ہماری کل تحریر کو مان لیا اور اپنے عجز و کم علمی کے مقرّ ہوئے ۔ یہ کہنا بھی شائد کارآمد ہوگا کہ اگر مرزا صاحب ہماری تحریر کے موافق لاہور آئے تو اسکے کل اخراجات سفر معہ اس کے دو چار حواریوں کے خرچ کے ہم کفیل ہوں گے اور مکان وغیرہ کی اور ہر ایک طرح کی مرزا صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو آسائش دیں گے۔

اب ہم رسالہ عربی کے متعلق کچھ لکھتے ہیں۔ جو رسائل عربی کہ مرزا صاحب کے نام

سے منسوب کیئے جاتے ہیں وہ دراصل مرزا صاحب کے لکھے ہوئے نہیں بلکہ مولوی محمد سعید صاحب طرابلسی کے ہیں (حکیم نورالدین صاحب بھیروی پر بھی اکثروں کا خیال ہے کہ یہ رسالہ ان کی جودت طبع کا نمونہ ہے مگر ہم بوثوق کہتے ہیں کہ حکیم صاحب کا لکھا ہوانہیں، بلکہ محمد سعید طرابلسی کا لکھا ہوا ہے) اور جس پر مرزا صاحب بڑے غرور سے اترا رہے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ ابلہ گفت واحمق باور کرد ، اس کے حواری اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ مرزا کی تحریر ہے۔ اس غیر کی تحریر پر یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی کسے باشد اسی طرز کی عربی عبارت میں کسی مضمون پر کوئی رسالہ لکھے تو اس کو اس قدر انعام دیا جائے گا۔ .....ہمیں اس امر سے کوئی بحث نہیں کہ یہ رسالہ محمد سعید صاحب طرابلسی کا یا مولوی حکیم نورالدین صاحب کا لکھا ہوا ہے، یا مرزا صاحب کا۔ چونکہ ہمیں عرصہ سے مرزا صاحب کا مبلغ علم عربی (شائد اب علم لدنی انہیں حاصل ہوا ہو تو وہ علیحدہ بات ہے۔ اگر فی الواقعہ مرزا صاحب کو علم لدنی حاصل ہو گیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ بہت جلد اس بدظنی کو جو عام لوگوں کو مرزا صاحب پر ہے، دور کریں۔ اور ہماری خواہش کے مطابق کاربند ہوں اور لاہور آکر مجمع عام میں ایک دو ورق عربی عبارت کا لکھ دیں) معلوم ہے۔ اس واسطے ہم بڑے دعوے سے یہ رائے پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب عام مجمع میں جس کا انتظام (مرزا صاحب اور ان کے ہمراہیان کے اخراجات وآسائش وحفظ ادب وغیرہ) بخوبی کیا جائے گا۔ صرف دو ورقہ معمولی تقطیع ۲۰ - ۲۶ کی بعبارت عربی (جس کا اردو مضمون اسی وقت مرزا صاحب کے سامنے پیش کیا جائے گا) اپنی خاص دستخطی تحریر فرما دیں۔ پھر اس دو ورقہ کو علمائے ذیل کی خدمت میں پیش کر کے رائے طلب کی جاوے گی کہ آیا مرزا صاحب نے یہ عبارت درست تحریر فرمائی ہے یا غلط (اس کے بعد رعنا صاحب نے علماء کے نام درج اخبار کیئے ہیں۔ اس کے بعد کہا ہے) ہمیں امید قوی ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کو بھی ایسے فضلاء کے منصف مقرر کرنے میں انکار نہ ہوگا۔ ہمارے خیال مرزا صاحب پر فرض ہے کہ وہ اس بات کو فی الفور منظور کر کے مجمع عام میں صرف دو ورقہ عربی عبارت کا تحریر فرمادیں اور کل پبلک کی بدظنی سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے علم کا جھنڈا لہرا کر دکھلا دیں کہ فی الواقع یہ رسالہ تیرا ہی لکھا ہوا ہے نہ کسی اور کا۔ ہم بڑے دعوی سے یہ تحریر کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کبھی بھی مجمع عام

میں تشریف نہیں لائیں گے اور نہ انہیں اس قدر علم عربی میں ملکہ ہی حاصل ہے کہ بلا جھجک مجمع عام میں آسکیں ۔ اوران خیالات عامہ کا دفعیہ کرسکیں (بلکہ فارسی زبان میں بھی چنداں لیاقت نہیں رکھتے ۔ البتہ اردو تحریر کے منشی ہیں نہ کہ عربی فارسی کے عالم)۔ مرزا صاحب کا اگر مجمع عام میں تشریف لاکر عام کی بدظنی سے اپنے آپ کو بچانے کا ارادہ کریں (گواس بات کی ہمیں کبھی بھی امید نہیں ہوسکتی کہ مرزا صاحب مجمع عام میں تشریف لانے کا وعدہ فرمائیں یا تشریف لائیں کیونکہ ہمیں پہلے کئی دفعہ اس بات کا تجربہ دہلی، لودہانہ، لاہور، سیالکوٹ وغیرہ کے مباحثہ میں ہو چکا ہے جہاں مرزا صاحب بمقابلہ مولانا مخدومنا مولوی ابوسعید محمد حسین محدث بٹالوی کے مجمع عام میں تشریف لانے میں لیت ولعل کرتے رہے اور کبھی بھی مقابلہ میں نہ آئے) تو بایں پتہ (ایم۔ای۔آر۔ رعنا معرفت منشی فخرالدین پریس لاہور) اطلاع دیں ۔تاکہ تاریخ ومقام مجمع بتراضی طرفین مقرر کر کے اعلان عام جاری کیا جائے ۔اور جس پر مرزا صاحب کواعتماد ہواس کے پاس مرزا صاحب کے اخراجات سفر کی رقم جمع کرادی جائے تاکہ مرزا صاحب کواس بات سے اطمینان رہے کہ دین کے ضائع ہونے کے ساتھ (جوکہ پہلے ہی ضائع ہو چکا ہوا ہے) دنیاوی نقصان بھی ان کو نہ ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدی ۔ ایم ۔ای ۔آر ۔رعنا ۔لاہور

اس تحریر کا قادیانی نے (جہاں تک ہم کومعلوم ہے) اب تک کوئی جواب نہیں دیا ۔اور اس چیلنج (طلب مقابلہ) پر مقابلہ کرنا نہیں چاہا ۔جس سے گویا تسلیم کرلیا کہ واقعی وہ تحریرات عربیہ غیر کی ہیں ، یا بمدد غیر لکھی گئی ہیں ۔

☆ وازانجملہ یہ ہے جواس رسالہ کے صفحہ ۲۹ ۔۳۰ ۔۳۷ میں خاندان صوفیہ وسادات سے مولوی عبدالجبار غزنوی اورصوفی عبدالحق غزنوی کومخاطب کر کے قادیانی نے کہا ہے کہ

اگروہ آتھم کوقسم دینے کے بغیر قادیانی کوشکست یافتہ کہیں تو وہ حلال زادہ ونیک ذات نہیں ۔ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس راہ کواختیار نہ کرے ۔اگروہ ولدالحرام نہیں ہیں اورحلال زادہ ہیں تو اس مضمون کو پڑھتے ہی اس فیصلہ کیلئے کھڑے ہوں ۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ کون اس فیصلہ کے لئے بلاتوقف سعی کرتا ہے ۔اورکون ولدالحرام بننے پرراضی ہے ۔ ۔

ناظرین! ان الفاظ کی نسبت جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں وہ ہم مضمون حرام زادہ میں کہیں گے، اس مقام میں ہم آپ کو صرف اس سوال کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کے نزدیک ان الفاظ کے ساتھ قادیانی ایک ادنی درجہ کا مہذب انسان یا مسلمان یا انسان کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اور کبھی کسی شریف مہذب یا مسلمان یا انسان نے اپنی تجویز یا فیصلہ کی نسبت یہ دعوی کیا ہے کہ جو شخص اس کو نہ مانے وہ ولد الحرام یا حرامزادہ ہے۔ اس سوال کا جواب اگر آپ بشق اثبات دیں تو ہم کو کم سے کم ایک شخص کی نشان دہی کریں۔ اور اگر جواب بشق نفی دیں تو پھر بتادیں کہ ان الفاظ کے ساتھ قادیانی کو ملہم، ولی، و مسیح، مہدی مان لینا کب زیبا ہے؟ ہمارے اس سوال کے مخاطب خصوصیت کے ساتھ وہ اصحاب اربعہ ہیں جن کے نام پہلے ذکر ہوچکے ہیں (یعنی حافظ یوسف وغیرہ)۔

☆ ازانجملہ یہ ہے جو صفحہ ۳۸، ۳۹ رسالہ مذکور میں صوفی عبدالحق غزنوی کو مخاطب کر کے قادیانی نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نکاح کو انعام الہی کیوں سمجھتے ہو؟ تمہارا بھائی فوت ہوگیا اور اس کی فرسودہ رانڈ تمہارے نکاح میں آئی۔ تمام عمر باکرہ نصیب نہ ہوئی، یہ کیا نعمت ہوئی۔ (جس میں یہ تعریض و اشارہ بھی ہے کہ ہمارے پاس نوجوان باکرہ ہے) اور فرمایا ہے کہ اولاد کیلئے دن رات ہمت کرتے رہو، کوئی مردہ لڑکی بھی پیدا ہوئی تو کہنا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو یہ بشارت ملی ہے انا نبشّرک بغلام (یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں)۔ جس سے آپ نے جتایا ہے کہ ہماری دن رات کی محنت بارآور ہوگی۔

ناظرین! یہ الفاظ بھی آپ لوگوں کی توجہ کے لائق ہیں۔ کیا ولایت و الہام کی علامت یہی ہے کہ باکرہ عورتوں پر فخر کریں؟ ولایت و الہام کی علامت یہی ہے تو فحش گو اوباش کیوں بدنام ہیں۔ وہ تو پھر اول درجہ کے ولی و ملہم مانے جانے چاہییں۔

یہ امر بھی توجہ کے لائق ہے کہ اس قول میں جو کچھ قادیانی نے کہا ہے اس میں کذب سے بھی کام لیا ہے۔ صوفی عبدالحق کا بھائی عبدالصمد مرحوم، مباہلہ قادیانی (۲۷ مئی ۱۸۹۳ء) سے پہلے فوت ہوچکا تھا۔ اس کا فوت ہونا قادیانی کے مباہلہ کا اثر نہیں ہے۔ اور صوفی عبدالحق کے نکاح میں صرف یہی رانڈ عورت نہیں آئی، وہ اس رانڈ سے پہلے دو باکرہ عورتیں نکاح میں لاچکے ہیں۔ قادیانی کو اس خصوصیت پر فخر تھا تو وہ جاتی رہی۔

☆ ازانجملہ یہ ہے جو اس رسالہ (انوار الاسلام) کے ص ۱۳، ۳۲، ۳۳ میں آپ نے صوفی عبدالحق غزنوی کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ تم سے جو ہم نے مباہلہ کیا، تو اس کے بعد چار باتیں ہمارے حق میں ایسی ظاہر ہوئی ہیں جن سے ہماری عزت ثابت ہوتی ہے۔ اور تمہاری ذلت۔ (وہ باتیں یہ ہیں)

۱۔ ہمارے لئے رمضان کے مہینے میں کسوف وخسوف جمع ہوئے۔

۲۔ ہمارا لڑکا بیمار تھا وہ اچھا ہوا۔

۳۔ عبداللہ آتھم کے متعلق ہماری پیش گوئی سچی نکلی۔

۴۔ ہماری عربی کتابوں کا جواب کسی نے نہ لکھا۔ (مولانا بٹالوی کہتے ہیں کہ اس چوتھی بات پر وہ عیسائیوں کے مقابلہ میں بھی فخر کر چکا ہے اور اس جواب نہ لکھنے کو وہ ان کیلئے ہاویہ قرار دے چکا ہے)

پھر (قادیانی نے) کہا کہ اگر ان باتوں کی نسبت کوئی منصفانہ قسم کھا کر کہہ دے کہ ان باتوں سے ہماری عزت اور تمہاری ذلت نہیں ہوئی تو ہم تم کو پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ ہم شیخ محمد حسین بٹالوی کو منصف کر کے اس کے پاس روپیہ جمع کرا دیتے ہیں۔ اس نے قسم کھا کر یہ تقریر کی کہ ان باتوں سے تم کو ذلت نہیں پہنچی، اور پھر اس قسم کے بعد ایک سال کے اندر اس پر کوئی بلا نہ آئی، تو پانچ سو روپیہ تمہارے ملک ہوگا۔ بشرطیکہ وہ ان باتوں کے ساتھ ان چار چار باتوں کو بھی ملا لے جو ہمارے مہدی ہونے کی علامات وقوع میں آئی ہیں۔ اور وہ رسالہ کے اخیر میں بصفحہ ۴۶ لغایت ۴۸ درج ہیں۔

۱۔ علامت ونشان مہدی یہ ہے کہ عام علماء اس کو کافر ودجال کہیں گے۔

۲۔ اس کے وقت میں کسوف وخسوف ماہ رمضان میں جمع ہوں گے۔

۳۔ مہدی کا نصاری سے جھگڑا پڑ جائے گا۔ اس میں شیطان یہ آواز کرے گا کہ نصارے حق پر ہیں۔ مہدی کیلئے آسمان سے آواز آئے گی کہ مہدی کے لوگ حق پر ہیں۔

۴۔ مہدی کے وقت میں بہت سے مسلمان دجال سے مل جائیں گے۔

پھر (قادیانی نے) کہا ہے کہ ان باتوں کے علاوہ وہ اس سے بھی انکار کریں کہ مباہلہ کے بعد ایک سال کے اندر ہم نے عمدہ کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور ان کتابوں کے چھپنے کیلئے ہزار ہا روپیہ آیا اور ہزار ہا لوگ ہماری جماعت میں داخل ہوئے۔ پس لازم ہوگا کہ شیخ محمد حسین اپنی قسم کے وقت ان سب باتوں کو جمع کر کے ان سے انکار کریں۔



مرزا قادیانی کو انعامی چیلنج

ناظرین ! اس قول میں قادیانی نے صوفی عبدالحق غزنوی کو پانچ سو روپیہ انعام کا وعدہ تو دیا مگر اس کو اپنی دانست میں ایسی شرط (قسم خاکسار سے وابستہ اور مشروط کر دیا) جو نہ بحسب خیال قادیانی وقوع میں آوے اور نہ ایک پیسہ قادیانی کی گرہ سے نکلے ۔ اس شرط کو اسلیئے اس نے ناقابل وقوع سمجھا کہ اس قسم میں بعض ایسے امور سے انکار شامل و داخل کر دیا جن سے نہ تو یہ خاکسار محمد حسین انکار کر سکے اور نہ اس انکار پر قسم کھا سکے ۔ مثلاً قادیانی کے بیمار لڑکے کا شفایاب ہونا ، یا اس کا اس سال میں کئی کتابیں باعانت غیر تصنیف کرنا ، اور ان کے چھپنے کو یا قادیانی کی دیگر ضروریات کیلیئے ہزار ہا روپیہ کا اس کے پاس آنا ، یا علماء وقت کا اس کو کافر کہنا وغیرہ ، جس سے یوں ہی انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ چہ جائے اس انکار کے ساتھ قسم بھی ہو ۔ (مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ یہاں یہ کہنا قادیانی صاحب شائد بھول گئے تھے کہ ان باتوں کے ساتھ یہ بھی شیخ محمد حسین کہے اور اس پر قسم کھالے کہ اس عرصہ سال تک قادیانی نے کھانا نہیں کھایا ، یا پائخانہ نہیں پھرا ، سانس نہیں لیا) مگر اے حضرات یہ عاجز و خاکسار اس کے اس مکر و فریب کو بے کار کرنے کیلیئے اس درخواست قسم و منصفی کو قبول کرنے کیلیئے حاضر و مستعد ہے اور حق کو قادیانی فریب سے ممتاز کرنے کیلیئے کہتا ہے کہ منجملہ ان امور کے جن پر آپ میری قسم چاہتے ہیں ، جو امور وقوع میں آچکے ہیں (جیسے آپ کے بیمار لڑکے کا شفایاب ہونا ، یا آپ کے پاس ہزار ہا روپیہ کا آنا و علی ھذا القیاس) ان امور سے آپ کے بمقابلہ صوفی عبدالحق غزنوی عزت اور صوفی صاحب کی ذلت ثابت نہیں ہوتی ۔ اور جو امور آپ کی عزت اور ان کی ذلت کے موجب ہو سکتے ہیں (جیسے آپ کیلیئے خسوف و کسوف کا حسب مضمون پیش گوئی واقع ہونا ، یا آتھم کے متعلق آپ کی پیش گوئی کا صادق ہونا ۔ وعلی ہذا القیاس) ان میں ایک بھی وقوع میں نہیں آیا ۔ ان دونوں مضمونوں پر خاکسار قسم کھانے کو حاضر ہے ۔ اب تھیلی کا منہ کھولئے اور مبلغات صوفی صاحب کا حق ، میرے پاس امانت رکھنے کو ارسال فرمایئے ۔

جہاں تک قسم دینے کا آپ کا حق ہے وہاں تک یہ خاکسار قسم کھانے کو حاضر ہے اور جس امر سے انکار کرنے اور اس پر قسم کھانے سے خاکسار کو انکار ہے وہ واقع اور نفس الامر

میں لائق انکار وقسم نہیں ہے۔اس میں آپ کو شک ہو تو کسی منصف کی رائے سے اس کا تصفیہ ہوسکتا ہے۔مگر یہ واضح رہے کہ خاکسار اسی صورت میں قسم کھانا بشرح بالا منظور کرے گا کہ آپ مجھ پر جھوٹی قسم کھانے کا اثر تین دن کی مدت میں ظاہر کر دیویں۔

☆ ازانجملہ یہ ہے جو آپ نے مہدی ہونے کی علامات چہارگانہ مذکورہ رسالہ انوار بیان کر کے پہلے اپنے مکفرین علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ بتلاؤ یہ باتیں پوری ہوگئی ہیں یا نہیں۔ پھر یہ سوال کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ہے ان کے زمانہ میں یہ چاروں باتیں پائی گئی ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں اور اس پر ایک ہزار روپئہ انعام لیں۔مگر اس انعام کیلئے یہ شرط لگادی ہے کہ مولوی محمد حسن لودہانوی اس فقیر کی تصدیق کر کے اس پر قسم کھالیں اور درصورت جھوٹی ہونے قسم کے اپنے لئے قہر وعذاب کے نزول کی دعا کریں۔ پھر کہا ہے کہ اس عذاب کیلئے کوئی میعاد مقرر نہیں ہے۔مولوی محمد حسن قسم کھائیں تو اس کے ثمرات دیکھیں۔

اس قول میں بھی قادیانی ویسا ہی دھوکہ دیتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے قول میں تجویز کیا مگر اس کو ایسی شروط سے مشروط کر دیا کہ وہ کسی صورت میں وقوع میں نہیں آئیں گے اور نہ ایک کوڑی آپ کی گرہ سے کھلے گی۔ازانجملہ ایک شرط ایسی نظیروں کا پیش کرنا ہے جو نہ قادیانی کے وقت موجود ہوئے ہیں نہ اس سے پیشتر وقوع میں آئے ہیں۔اور نہ آئندہ ان کے وقوع کا کسی مسلمان کو یقین ہے۔

دوسری شرط مولوی محمد حسن لدھیانوی کی ایسی غیر واقع وغیر متوقع نظائر کے موجود ہونے پر قسم ہے،جس کے عدم وقوع کے بابت قادیانی کو دو وجہ سے یقین ہے۔

اول، یہ ایسی نظیر نہ کہیں موجود ہوئی اور نہ ہوگی۔لہذا مولوی محمد حسن صاحب کا ان کے وقوع کی نسبت قسم کھانا بھی غیر متوقع الوقوع ہے۔

دوم۔ یہ کہ اگر کسی نے میری طرح ایسی بناوٹی نظیریں بنا کر دکھا بھی دیں،تو بھی مولوی محمد حسن اس کی تصدیق پر قسم نہ کھائیں گے کیونکہ اولاً وہ عقلمند وسمجھ دار ہیں، وہ ایسی بناوٹی نظیروں پر یقین نہ لائیں گے۔ ثانیاً وہ بڑے اہل مروت ہیں۔ وہ دو شخصوں کے مقابلہ میں ایک کی طرف ہو کر دوسرے کو ذلیل کرنا نہیں چاہتے۔

ان وجوہات سے کوئی نظیر پیش نہ ہوگی اور نہ ان کی قسم وقوع میں آئے گی اور نہ

مجھے کوڑی دینی پڑے گی اور ہینگ پھٹکری لگائے بغیر میری بات صحیح سمجھی جائے گی کہ میں واقعی مہدی موعود ہوں جس کیلئے یہ چاروں علامات بلا معارضہ پائی جاتی ہیں جس کو میں نے موجود و واقع بنا کر دکھایا ہے۔

ازانجملہ ایک حافظ صاحب ہیں، انہوں نے ہم کوانہی دنوں جب خسوف کسوف ہوا تھا، اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ اب تو خدا نے قادیانی کی تصدیق کیلئے خسوف کسوف کو جمع کیا ہے، اب تو اس کو مہدی موعود مان لو۔

مگر خدا نے اس خاکسار کو کفریات قادیانی کی بیخ کنی اور اس کے مکاید کی پردہ دری کیلئے مامور وموفق کیا ہے۔ لہذا یہ عاجز باوجود عدم تحقق شروط قادیانی اور بلا طلب انعام ایک ہزار روپیہ جو ان شروط کے تحقق پر موقوف ہے اور غیر کے اختیار میں ہے، اس کے دعوی مہدی ہونے کے رد میں اور اسکے سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ مہدی کی جو چار علامتیں (جس عنوان سے اور جس مضمون کی) قادیانی نے بتائی اور اپنے اوپر لگائی ہیں، یہ کسی آیت قرآن یا حدیث صحیح میں مہدی موعود کیلئے وارد نہیں۔ اور جو علامات مہدی موعود کی حدیثوں میں ہیں (خواہ وہ احادیث صحیح ہیں یا غیر صحیح، مرسل، منقطع) اس قادیانی میں پائی نہیں جاتیں۔ اس پر خاکسار قسم کھانے کو حاضر ہے مگر اسکی شرط وہی ہے کہ جو اثر ناراستی مجھ پر ظاہر ہو وہ تین ہی دن میں ہو اور اس اثر کے ظاہر نہ ہونیکے بعد مجھے قادیانی کے حق میں سزا کا اختیار ملے جو میں چاہوں

☆ ازانجملہ یہ ہے جو قادیانی نے رسالہ انوار کے صفحہ ۴۵ میں اپنی عربی کتابوں کے جواب نہ لکھے جانے کو ایک قسم کی لعنت قرار دے کر کہا ہے کہ درحقیقت یہ لعنت کچھ تھوڑی نہیں، بلکہ ایک ہزار لعنت ہے کہ اگر زنجیروں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ان کی لمبائی دکھلائی جائے تو ایک بڑا رسہ بنتا ہے جو تمام مکفرین کے گلے میں ڈالنے کیلئے کافی ہوگا اور اس سے اس رسالہ کے صفحہ ۸۔۹، ۱۶ میں یہی بات اس نے عیسائیوں کو کہی ہے اور ان کی طرف سے رسالہ کا جواب نہ لکھے جانے کو ہاویہ ولعنت بنا کر ان کے گلے میں ڈالی ہے۔

مگر اے ناظرین! آپ لوگ بخوبی جان چکے ہیں کہ اس قسم کی لعنت قادیانی اور اس کے اتباع کے گلے میں ایسی پڑی ہوئی ہے کہ اس میں آپ اپنی زبان سے تمام جہانوں کے ملعونوں سے سبقت لے گئے ہیں۔ اگر کسی کے کہنے سے دوسرے پر لعنت پڑ جاتی ہے تو قادیانی صاحب اس رسالہ انوار کے صفحہ ۵۰ وغیرہ میں خود مان چکے ہیں کہ اس پر چاروں

طرف سے لعنتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اور اگر کسی کی بات یا کتاب کا جواب نہ لکھنا لعنت یا ہا و یہ ہے تو قادیانی صاحب مدت سے اس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اشاعۃ السنہ چار سال سے قادیانی کے رد و جواب میں رسائل و مضامین شائع کر رہا ہے اور بعض مضامین کے جواب پر وعدہ انعام صد ہا روپیہ دے چکا ہے (دیکھو ج ۱۴۔ اشاعۃ السنۃ کا صفحہ ۷۵، ۷۷، ۸۰ جن میں چار سو روپیہ انعام کا وعدہ کیا ہے اور جلد ۱۵ کا صفحہ ۱۵۸ وغیرہ جن میں چھ سو روپیہ انعام کا وعدہ ہے) مگر قادیانی نے کسی مضمون کا جواب نہیں دیا۔ لہذا وہ اپنی تجویز سے لعنت کا مستحق و مورد ہو چکا ہے۔ ہاں اشاعۃ السنہ کی طرف سے یہ کسر رہ گئی تھی کہ اس نے جواب نہ لکھنے پر اپنی طرف سے لعنت کا انعام اس کو نہیں دیا۔ سو اب دیا جاتا ہے کہ اگر قادیانی ان مضامین کا جواب نہ دے تو اس پر دس ہزار لعنت ہے۔ یہ انعام خاکسار کی طرف سے ہے۔

یہ صلہ و انعام مضامین سابقہ کے علاوہ اس تازہ مضمون پر بھی ہے جو خدا تعالی کے وعدہ کے نہ ٹلنے اور حضرت یونس کی قوم کے عذاب کے قطعی نہ ہونے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اور اس مضمون کو کمزور و غلط ثابت کرنے پر دو ہزار روپیہ انعام کا وعدہ بھی دیا گیا ہے

قادیانی کے جملہ اشتہارات و تحریرات کی زائد باتوں کا جواب پورا ہوا۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۶ ملخصاً)

☆ اب قادیانی کے قول ہشتم رسالہ انوار صفحہ ۳۰ کا جواب دیا جاتا ہے (جس کا عنوان حلال زادہ ہے)۔

حلال زادہ

(حرام زادہ کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب)

سوال:۔ کیا جھوٹ بولنے سے یا کسی مسئلہ میں غلطی یا کوئی گناہ کرنے سے یا کسی کی بات یا شرط نہ ماننے سے انسان حرام زادہ کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے ؟

جواب:۔ جب سے مذہب، تہذیب اور انسانیت کا بنیادی پتھر رکھا گیا ہے کسی اہل مذہب یا مہذب انسان کے خواب وخیال میں بھی یہ مسئلہ نہ آیا ہوگا کہ انسان جھوٹ بولنے یا اور گناہ کرنے یا غلطی کا مرتکب ہونے یا کسی کا خلاف کرنے اور اپنے مخالف کی بات یا کوئی شرط (جائز یا ناجائز) کو نہ ماننے سے حرام زادہ کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

ہاں بازاری شہدے، یا بے تمیز بچے، آپس میں تخاطب کرتے ہیں تو وہ ایسے کلمات زبان پر لاتے ہیں اور ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں کہ جو ہماری بات نہ مانے وہ حرام کا ہے، یا جو ہمارے ساتھ نہ دوڑے یا نہ کھیلے وہ اپنے باپ کا نہیں۔مگر عاقل انسانوں کے نزدیک یہ لوگ اچھے انسانوں میں شمار نہیں کئے جاتے اور ان کے ایسے اقوال اور افعال بہیمی سیرت (جس کا ان میں غلبہ پایا جاتا ہے) کا نتیجہ سمجھے جاتے ہیں، اور وہ لوگ بہائم یا نیم وحشی۔

مدعیان تہذیب سے صرف مرزا غلام احمد قادیانی اب نظر آیا ہے جس نے اپنی الہامی ڈکشنری (لغت کی کتاب) سے یہ لغت نکالا اور اسکی دست آویز سے کہا ہے

کہ جو شخص جھوٹ بولے یا غلطی کرے یا اس (قادیانی) کی شرط اور بات کو نہ مانے، وہ حرامی یا حرام زادہ ہے۔

اور اس الہامی لغت کے استعمال کو اس نے ایسا وسیع کیا ہے کہ گویا یہ لفظ اس کا تکیہ کلام ہو گیا ہے۔ہم اس امر کے ثبوت کیلئے اس کی الہامی ڈکشنری سے چند حوالے نقل کرتے ہیں جن سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یہ نادر لغت آپ ہی کی ایجاد ہے، اور اسی پر

آپ کی بول چال الہامی محاورہ کی بنیاد ہے۔

۱۔آپ اپنی کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۳۹۲ میں فرماتے ہیں:۔

. جو شخص متقی اور حلال زادہ ہوتا ہے وہ جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل الزام نہیں لگاتا۔

اس عبارت کا مفہوم ہم وزن منطوق یہ ہے کہ جو شخص کسی اپنے بھائی پر بے تحقیق الزام لگادے وہ آپ کی الہامی لغت میں حرام زادہ کہلاتا ہے۔

۲۔اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے ساتھ قادیانی نے ایک تقریر متعلق مسئلہ جہاد ملحق کر کے چھپوائی ہے۔اس میں گورنمنٹ کو یہ جتایا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ سے آپ جہاد کو جائز نہیں سمجھتے۔پھر اپنی اس تقریر کے صفحہ ۳ میں کہا ہے

محسن کی بدخواہی کرنا (انگریزی حکومت سے جہاد کو جائز کہنا) ایک حرامی اور بدکار کا کام ہے

۳۔ آپ فتح اسلام کے بارہ میں مختصر تقریر مطبوعہ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء میں لکھتے ہیں۔

اگراب بھی کوئی مخالف مولوی یا کوئی عیسائی یا ہندو یا آریہ یا کیسوں والہ سکھ ہماری اس فتح نمایاں کا قائل نہ ہو تو اس کیلئے طریق یہ ہے کہ مسٹر عبداللہ (آتھم) صاحب کو قسم مقدم الذکر کے کھانے پر آمادہ کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شریف نہیں۔اس کی فطرت میں خلل ہے ۔ یہ نہائت صفائی کا فیصلہ اور کسی حلال زادہ کا کام نہیں جو بغیر رعائت اس فیصلہ کے ہم کو جھوٹا شکست خوردہ قرار دے۔

۴۔آپ نے اپنے اشتہار تین ہزار مطبوعہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں منشی سعد اللہ لودہانوی کو (جنہوں نے اس کی شرط مذکور کا خلاف کیا تھا) مخاطب کر کے فرمایا ہے:۔

ہاں اے ہندو زادہ! اب ثابت ہو گیا ہے کہ ضرور تو حلال زادہ ہے، ہماری اس شرط پر کہ کوئی عبداللہ آتھم کو قسم دینے سے پہلے ہماری تکذیب نہ کرے،خوب ہی تو نے عمل کیا

۵۔آپ اپنے رسالہ انوار کے صفحہ ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ

اگر کوئی مولویوں میں سے سمجھے کہ عبداللہ آتھم کا حق کی طرف رجوع کرنا ثابت نہیں تو اگر اس بات میں سچا اور حلال زادہ ہے تو عبداللہ آتھم کو حلف پر آمادہ کرے۔

۶۔اور اس رسالہ کے صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں:۔

پھر بھی اگر کوئی ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق

سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ حلال زادہ نہیں ہوگا۔

۷۔ اوراس رسالہ کے صفحہ ۳۰ میں آپ فرماتے ہیں:۔

جو شخص اس فیصلہ (قسم) کے برخلاف بکواس کرے گا اور ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے، اور حلال زادہ نہیں ہے۔

۸۔ پھراسی صفحہ میں قادیانی صاحب فرماتے ہیں:۔

حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔

۹۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳۱ میں اس شخص کے حق میں جو آپ کے فیصلہ مذکور کو نہ مانے، فرماتے ہیں:۔

یک خطا، دو خطا، سوئم مادر بخطا۔

۱۰۔ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۷ میں فرماتے ہیں:۔

اگر وہ ولدالحرام نہیں اور حلال زادہ ہیں تو اس مضمون کو پڑھ کر فیصلہ کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔

۱۱۔ پھراسی صفحہ میں فرماتے ہیں:۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں سے کون بلاتوقف اس فیصلہ (قسم) کے لئے سعی کرتا ہے، اور کون ولدالحرام بننے پر راضی ہوتا ہے۔

یہ تازہ الہامی تصنیفات قادیانی کے حوالہ جات ہیں۔ اب ایک دو حوالے پرانی الہامی تصانیف قادیانی سے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ الہام قادیانی کو قدیم سے ہو رہا ہے اور یہ الہامی محاورہ اس کا قدیمی محاورہ ہے۔

۱۲۔ رسالہ شحنہ حق مطبوعہ ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۵۰ میں آپ ایک آریہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔ . اگر وہ حلال زادہ ہے تو اب وہ امتحان کیلئے بپابندی شرائط متذکرہ بالا ہمارے ساتھ آویں۔

۱۳۔ اوراسی رسالہ شحنہ حق کے صفحہ ۶۰ میں فرماتے ہیں:۔

وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی۔

اس مضمون کے اور اس الہامی لغت نادر اور محاورہ شریفہ کے متضمن آپ کی الہامی ڈکشنری کے حوالہ جات اور بہت ہیں جن سب کی تفصیل سے تطویل متصور ہے۔ ان حوالہ جات سیزدہ گانہ سے ناظرین کو ثابت ہوگا کہ قادیانی کی الہامی ڈکشنری میں اس پاکیزہ لغت کے یہ شریفانہ معنے بیان ہوئے ہیں۔ اور قادیانی کا یہ شریفانہ والہامی محاورہ اور تکیہ کلام ہے جس سے وہ ہر شخص کو جو اس کی بات نہ مانے یا شرط کے خلاف کرے یا اس کے نزدیک خطا یا غلطی کرتا ہو، حرامی یا حرام زادہ کہہ دیتا ہے۔

مگر عام اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام اور جملہ اہل تہذیب اور کافّہ انام جو انسان کہلاتے ہیں، قادیانی کی اس ڈکشنری کو مستند نہیں مانتے۔ اور اس لغت اور محاورہ سے وہ اتفاق نہیں رکھتے۔ اور وہ یہ تحقیق واعتقاد رکھتے اور کہتے ہیں کہ حرام زادہ یا حلال زادہ ہونا ایک فطرتی اور قدرتی امر ہے۔ جو شخص واقع میں حرام زادہ ہو، وہ نیک عمل کرنے یا اچھی صفت پیدا کرنے سے حلال زادہ نہیں بن جاتا۔ اور جو شخص واقع میں حلال زادہ ہو وہ برا فعل کرنے یا بری خصلت اختیار کرنے سے حرام زادہ نہیں ہو جاتا۔

اور واقعی معیار حلال زادہ ہونے کا وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جو بیٹا اپنے باپ کی منکوحہ (اسلامی طور پر اس کا نکاح ہوا ہو، خواہ عیسائی طور پر یا کسی اور مذہب کے طور پر) یا مملوکہ (وہ خرید سے مملوکہ ہو، یا ہبہ سے، یا اور جائز وجوہ سے) سے پیدا ہو، وہ حلال زادہ کہلاتا ہے۔ پھر وہ

خواہ کتنا جھوٹ بولے،

یا اور گناہ شرک کفر وغیرہ کا مرتکب ہو،

یا وہ اور کسی اور کا تو درکنار، اپنے باپ ہی کا خلاف کرے،

دین ودنیا میں باپ کا مخالف بن جائے،

کافر باپ کا بیٹا مسلمان ہو جائے،

یا مسلمان کا بیٹا کافر بن جائے،

وہ حرام زادہ نہیں کہلاتا۔

☆ ا۔ دیکھو انبیاء میں سے حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ آذر کے (جو بشہادت نص قرآن کافر وبت پرست تھا) مخالف رہے۔ وہ باپ کو کہتے آئے کہ باپ تو میرا پیرو ہو جا، مجھے خدا نے وہ علم دیا ہے جو تجھے نہیں دیا۔ ان کا باپ کہتا کہ ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے نفرت

کرتا ہے؟ اگر باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگ سار کروں گا۔

یا ابت انی قد جائنی من العلم مالم یأتک فا تبعنی اھد ک صراطاً سو یاً ۔ یا ابت لا تعبد الشیطا ن ۔ ان الشیطان کا ن للرحمن عصیاً ۔ یا ابت انی اخاف ان یمسّک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیاً ۔ قال ارا غب انت عن آ لھتی یا ابرا ھیم ۔ لئن لّم تنتہ لا ر جمنّک و ھجر نی ملیاً ۔ (مر یم ۔ ع ۳) ۔

اے بابا مجھے خدا کی طرف سے علم پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا، پس تو میری تابعداری کر، میں تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا۔ اے میرے بابا تو شیطان کی عبادت نہ کر بے شک شیطان، رحمٰن کا بے فرمان ہے۔ اے میرے بابا مجھے خوف ہے کہ تجھے خدائے رحمان سے کوئی عذاب نہ پہنچ جائے پھر تو بھی شیطان کا قریبی ہو جائے۔ اس نے کہا اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے روگردان ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کروں گا اور مجھ سے دور ہو جا۔

۲۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا کافر تھا اور اپنے باپ کا سخت مخالف رہا۔ جب طوفان آیا تو حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ

اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ وہ بولا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھ کو پانی سے بچالے گا۔ نوح نے کہا بیٹا! آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں، جس پر وہ رحم کرے گا وہی بچے گا۔ اور ان میں پانی کی ایک لہر حائل ہوگئی۔ پس وہ غرق ہوگیا ... اور نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے مولا! میرا بیٹا میرے عیال سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل بجا ہے، تو سب حاکموں کا حاکم ہے۔ خدا نے کہا اے نوح وہ تیرے عیال سے نہیں ہے کیونکہ وہ نیک عمل نہیں۔

و نادی نوح ابنہ وکان فی معزلٍ یّا بنیّ ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین ۔ قال سآ وی الی جبل یّعصمنی من الماء ۔ قال لا عا صم الیو م من امر اللہ ا لّا من رّحم ۔ و حال بینھم الموج فکان من المغرقین.... و نادی نوح رّبّہ فقال ربّ انّ ابنی من اھلی و انّ وعد ک الحق و انت احکم الحا کمین ۔ قال یا نو ح انّہ لیس من اھلک، انّ

عمل غیر صالح ... (ہود)

ان قرآنی آیات سے واضح ہوتا کہ باپ بیٹوں میں کسی بھی قسم کے اختلاف سے بیٹے کے نسب پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اگر اس لفظ کے جو معنی مرزا قادیانی نے الہامی ڈکشنری سے نکال کر بیان کئے ہیں (کہ اختلاف، غداری، کذب، افتراء وغیرہ سے لوگ حرامزادے بن جاتے ہیں) صحیح مانے جائیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ سب سے پہلے اس الہامی محاورہ کے محل استعمال اور اس پاک لفظ اور مقدس لغت کے مصداق قادیانی صاحب اور اس کے تمام حواری اور پیرو اور اس محاورہ کو صحیح سمجھنے والے اور اس استعمال قادیانی کو پسند کرنے والے ہوں۔ کیونکہ جھوٹ بولنے میں قادیانی اور وہ لوگ مسلّم کل ہیں۔ کسی کی بات نہ ماننا یا کسی کا خلاف کرنا ان میں ایسا پایا جاتا ہے جس کا ان کو خود بھی اعتراف ہے۔ اور خاص کر اس کا یہ الہامی محاورہ اور اس معنی سے اس پاکیزہ لفظ کو استعمال کرنا یا اس کے استعمال کو جائز سمجھنا ایک ایسا خلافی فعل ہے جس میں کوئی انسان مہذب اہل مذہب ان کا موافق نہیں ہے۔ پھر وہ اس محاورانہ لغت کی شہادت سے خود اس کے مصداق کیوں نہ ہوں۔

☆ قادیانی کے کذب کی تفصیل

خود قادیانی صاحب، خدا تعالی پر افتراء کرنے میں مسلّم کافہ اہل اسلام ہیں۔ جو قدیم اسلام پر ایمان رکھتے ہیں وہ یقین رکھتے ہیں کہ اس کا یہ دعوی کہ مجھے الہام ہوتا ہے، اور فلاں آیت مجھ پر نازل ہوئی ہے، خدا تعالی پر افتراء ہے۔ اور اس کے یہ دعاوی کہ میں نبی ہوں، میں ہی مسیح موعود ہوں، میں ہی وہ احمد ہوں جس کی شہادت حضرت عیسی نے دی اور اس کی آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں حکایت ہوئی ہے وغیرہ، سب کے سب خدا تعالی پر افتراء ہیں۔

ایسے اس کے اور دعاوی درج ذیل ہیں۔

۱۔ لیلۃ القدر سے رات مراد نہیں بلکہ ایک تاریکی کارنامہ مراد ہے۔

۲۔ اور آنے والے مسیح سے مثیل مسیح اس کی ذات مراد ہے۔

۳۔ دمشق سے (جہاں مسیح کا نزول ہوگا) موضع قادیان مراد ہے۔

۴۔ محل نزول مسیح منارہ شرقی سے اس کی مسجد قادیان کا منارہ مراد ہے۔
۵۔ دجال سے عیسائی پادری مراد ہیں۔
۶۔ دجال کے گدھے سے ریل گاڑی مراد ہے۔
۷۔ یاجوج ماجوج سے انگریز و روس مراد ہیں۔
۸ قیامت سے پہلے اونٹوں کے بے کار ہونے سے ریل جاری ہونے کے سبب بار برداری میں ان کا کام نہ آنا مراد ہے۔
۹۔ قیامت کے دن صحیفوں کے کھلنے سے اس وقت چٹھی رسانوں کا چٹھیات اور تار خبریں بانٹے پھرنا مراد ہے۔
۱۰۔ اس دن روحوں کو جسموں کے ساتھ ملائے جانے سے اس وقت کی کمیٹیاں مراد ہیں۔
۱۱۔ اس دن پہاڑوں کے چلائے جانے اور
۱۲۔ دریاؤں کے جاری ہونے سے اس وقت انگریزوں کا پہاڑوں کو کاٹ کر سڑکیں نکالنا اور دریاؤں سے نہریں نکالنا۔ وغیرہ مراد ہے۔
(جو اس کے رسائل ازالہ اوہام، توضیح مرام، فتح اسلام، شہادۃ القرآن وغیرہ میں بیان ہوئے ہیں) ان کو تمام اہل اسلام خدا و رسول پر افتراء جانتے ہیں۔

☆ **لوگوں پر افتراء کرنا۔** اور عام جھوٹ بولنا بھی مرزا قادیانی کا عام اہل اسلام میں مسلّم ہے اور اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳، ۱۴، ۱۵ شاہد ہے جس کے دیکھنے کے بعد کسی کو اعتراض و شک پیدا نہیں ہوتا۔ حتی کہ قادیانی کو بھی اس میں چون و چرا کرنے کی جگہ نہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے رد و جواب سے ساکت ہو رہا ہے۔

کیا یہ اس کا جھوٹ نہیں ہے جو اس نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ اخیر میں بولا ہے کہ ابوسعید محمد حسین کو ڈپٹی کمشنر نے لودہانہ سے حکماً نکلوایا۔ بلکہ ڈپٹی دلاور علی کی حفاظت میں ریلوے سٹیشن پر پہنچا دیا؟

کیا یہ اس کا جھوٹ نہیں جو رسالہ اظہار میں بولا ہے کہ ابوسعید محمد حسین نے مباحثہ امرتسر میں عیسائیوں کو مدد دی؟

کیا یہ اس کا جھوٹ نہیں جو اسی رسالہ میں بولا کہ عرب و شام کے مستند علماء اس

کے ساتھ ہو گئے؟

کیا اسی رسالہ میں اس کا یہ جھوٹ نہیں ہے کہ جن لوگوں نے اس پر فتوی کفر لگایا تھا ان میں سے اکثر نے رجوع کر لیا ہے؟

کیا اس کا یہ جھوٹ نہیں جو کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۴ میں بولا اور خاکسار کے حق میں چالیس روز کا میعادی منذر الہام شائع کیا؟

اگر ان جھوٹوں میں سے کوئی جھوٹ صحیح ہو سکتا تھا تو کیوں ہمارے ان الزاموں کے جواب میں اس نے سکوت اختیار کیا؟

الزام اول کے ثبوت میں جو ہم نے ڈپٹی کمشنر لودہانہ کی چٹھی اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۱۳ میں مشتہر کی، اس کا جواب کیوں نہ دیا؟

الزام نمبر ۲ کے ثبوت میں جو ہم نے اس کا یہ محاورہ اور شریفانہ اصول پیش کر کے اس کو ملزم کیا تھا، اس کا جواب کیوں نہ دیا؟

الزام نمبر ۳ کے ثبوت میں جو ہم نے قادیانی کے سفر حج کا خرچ اپنے ذمہ لے کر حرمین میں اس کو لے جا کر اسکے عقائد و مقالات کا فیصلہ کرانا چاہا تھا، اسکو کیوں قبول نہ کیا؟

الزام نمبر ۴ کے ثبوت میں جس فہرست اہل رجوع کا ہم نے مطالبہ کیا تھا، اس کو کیوں پیش نہ کیا؟

الزام نمبر ۵ کی تائید میں جو ہم نے اپنی ترقی دنیوی کا حال کہا تھا، کیوں اس نے جواب نہ دیا؟

☆ اس کے اتباع کا خدا و رسول پر افتراء کرنا اور عام جھوٹ بولنا بھی اس تفصیل سے ثابت ہے۔ کیونکہ وہ اس کے ان سب افتراؤں کا افتراء ہونا دلائل سے ثابت و مدلل دیکھ کر ان کو قبول کرتے ہیں۔ اور عام لوگوں میں ان کو رواج دیتے ہیں۔ اور بحکم اس قاعدہ مسلّمہ کہ جھوٹ کا رواج دینے والہ بھی جھوٹا ہے، وہ سب جھوٹے ہیں۔

علاوہ براں۔ قادیانی اکابر خلفاء اور اخص حواریوں کے جھوٹ بھی اشاعۃ السنہ میں ثابت ہو چکے ہیں۔ حکیم نور الدین بھیروی نے مباحثہ لاہور سے جان چھوڑانے کیلئے جھوٹ کہا کہ ہم کو لودہانہ میں ایک شب کیلئے جا کر وہاں سے جموں چلا جانا ضروری ہے ورنہ مسلمانوں کا حرج عظیم ہوگا۔ جس کے بعد آپ لودہانہ چلے گئے۔ وہاں

پانچ روز قیام کیا۔ جو اشاعۃ السنہ نمبر۲ ج ۱۳ میں ثابت کیا گیا ہے (خود مرزائیوں کو بھی اس کا اقرار ہے، دیکھو تاریخ احمدیت جلد۴ ص ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ ۱۳۔ اپریل کو نورالدین صبح چار بجے سے شام چار بجے تک نزیل لاہور رہ کر رات کی گاڑی سے لدھیانہ گئے جہاں ۱۸۔ اپریل تک قیام فرمایا، پھر ۱۹۔ اپریل کو لاہور آئے اور لاہور سے جموں پہنچ گئے۔ بہا)

اور منشی محمد احسن امروہی نے واقعہ مباحثہ بٹالہ کی نسبت تین جھوٹ بولے۔

۱۔ آپ (خاکسار محمد حسین کو لکھتے ہیں) بلا اجازت لاہور چلے گئے۔

۲۔ جس پر میر ممتاز علی منصف نے کہا کہ ہم کو اب منہ دکھانے کی جگہ نہیں رہی۔

۳۔ آپ مباحثہ شروع کر کے چلے گئے۔

ہم نے یہ تینوں جھوٹ اشاعۃ السنۃ نمبر۵ ج ۱۴ بصفحہ نمبر ۴۰۹ ثابت کئے ہیں۔

اور ایڈیٹر رسالہ الحق نے کئی جھوٹ بولے۔ مثلاً اس کا کہنا کہ

۱۔ مسٹر ویب صاحب کو قادیانی کی بدولت اسلام نصیب ہوا ہے۔

۲۔ قادیانی کے مخالفین ذلت و مسکنت میں مبتلا ہیں۔

۳۔ مدراس کے یوروشئین نومسلم جماعت کی طرف سے مسٹر حامد سنو وغیرہ کا ڈیپوٹیشن قادیانی کے پاس آنے والہ ہے۔

ہم نے نمبر اول و دوم جھوٹ، اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۱۵ میں ثابت کئے ہیں۔ اور نمبر تین کا ثبوت بعد یوں ہوا کہ مسٹر حامد سنو کئی مہینے لاہور میں رہے اور انجمن حمایت اسلام کے مدرس رہے۔ اور، باوجودیکہ حواریان قادیانی نے ان کو قادیان پہنچنے کی بہت ترغیب دلائی، وہ قادیان کی طرف منہ کر کے تھوکتے بھی نہیں تھے۔

اور حامد سیالکوٹی کے کئی جھوٹ (جن میں بعض خاکسار کے حق میں افتراء ہیں، بعض مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ وغیرہ مسلمانوں پر افتراء ہیں) اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۵ میں ثابت کئے جا چکے ہیں۔

عام اہل اسلام سے اس گروہ کے پیروان کی مخالفت عیاں ہے، محتاج بیان نہیں۔

قادیانی کے عقائد (کہ از انجملہ مشتے نمونہ از خروار بیان ہو چکے ہیں) ایسے عقائد ہیں جن میں وہ کافّہ اہل اسلام کا مخالف ہے۔ اور خاص کر اس مقولہ یا محاورہ الہامیہ میں کہ جو شخص جھوٹ بولے، یا غلطی کرے۔ یا قادیانی کی بات یا شرط نہ مانے وہ حلال زادہ

نہیں . تو سارے جہان کے مخالف ہیں ۔

پھر اس مخالفت عام اہل اسلام اور اس کذب و افتراء کے ساتھ یہ حضرت اس پاک خطاب سے مخاطب اور اس مقدس لفظ کے مورد نہ ہوں ۔ اور بر خلاف اس کے، سب کے سب حلال زادے کہلائیں ۔ اور تمام اہل اسلام صرف قادیانی کے خیالی جھوٹ بولنے میں یا کسی مسئلہ میں غلطی کرنے سے یا قادیانی کا کسی بات یا شرط میں خلاف کرنے سے حرام زادے متصور ہوں ۔ اس کی کوئی وجہ وجیہ ہے تو قادیانی صاحب بیان فرمادیں ۔ اور اس الہامی ڈکشنری کی شرح تصنیف کریں جس میں اس وجہ کی تفصیل و دلیل ہو ۔

اور اگر قادیانی کوئی دلیل فارق (جو قادیانی اور اس کے اتباع کو باوجود جھوٹ بولنے اور تمام جہان کا خلاف کرنے کے حلال زادہ قرار دے، اور تمام مسلمانوں کو کسی غلطی یا جھوٹ یا خلاف قادیانی کے سبب حرامزادہ بنادے) بیان نہ کریں گے تو عام مسلمان یہ سمجھ جائیں گے کہ آپ کا یہ محاورہ الہامی نہیں بلکہ شیطانی ہے ۔ اور آپ باوصف دعوی نبوت والہام ومجددیت ومسیحائیت عام بازاریوں کی طرح لوگوں کو گالیاں دیتے ہیں ۔ اور اس وجہ سے آپ نبی، مجدد، محدث تو کجا مسلمان یا مہذب انسان بھی نہیں ہو سکتے ۔ بلکہ بہائم سیرت، وحشی صفت ہیں جو جوش کے وقت اپنے اختیار میں نہیں رہتے ۔ اس صورت میں ان کی طرف سے یہ شعر صائب کا آپ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے اور اسی پر یہ مضمون ختم ہوتا ہے

دہن خوش بدشنام میالا صائب
لیکن زر قلب بہر کس کہ دہی باز آید

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ ۔ جلد ۱۶ ۔ ص ۱۶۷ تا ۱۷۸)

سلطان محمد کی موت وحیات

مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم نامی ایک خاتون سے اپنے نکاح کی پیش گوئی فرمائی لیکن اس خاتون کا نکاح سلطان محمد نامی ایک شخص سے ہونے لگا تو آپ نے پیشگوئی فرمائی کہ سلطان محمد عرصہ نکاح سے ڈھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ سلطان محمد کا محمدی بیگم سے نکاح ہو گیا اور اللہ نے اس کی زندگی بھی دراز فرمادی تو مرزا صاحب نے تاویلات و عذرات کا پٹارہ کھول لیا۔اس پر مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے

فرضی زوجہ قادیانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر قادیانی کی راست بیانی

کے عنوان سے ایک بسیط مقالہ تحریر فرمایا جسے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔مولانا لکھتے ہیں:۔

مرزا سلطان محمد ہم سے آشفتہ نہ ہوں اور یہ اعتراض نہ کریں کہ کیوں ہماری منکوحہ (محمدی بیگم بنت احمد بیگ ہوشیار پوری) کو قادیانی کی زوجہ بنایا اور قادیانی کو اس کا شوہر اوّل ٹھہرا کر ہم کو شوہر ثانی قرار دیا۔(مولانا کہتے ہیں کہ) یہ جرأت ہم نے نہیں کی، یہ گستاخی قادیانی ہی سے ہوئی ہے ہم تو صرف ناقل ہیں نقل کفر، کفر نباشد آپ نے بھی سنا ہوگا۔ ہاں آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ قادیانی نے ہماری منکوحہ (محمدی بیگم) کو اپنی زوجہ کب اور کہاں بنایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو دفعہ اس نے یہ جرأت کی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۸۸۸ء میں بضمن اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور دوسری مرتبہ ۱۸۹۱ء میں بضمن فیصلہ آسمانی۔

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں قادیانی نے آپ کی اہلیہ کی نسبت یہ الہام گھڑ کر شائع کیا تھا فسیکفیکھم اللہ و یردّھا الیک جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا تجھ سے ٹھٹھا کرنے والوں کو خود سنبھال لے گا اور اس عورت کو تیری طرف پھر لاوے گا، واپس لائے گا۔ عربی کے لفظ ردّ یا اس کے ترجمہ پھر لانے، یا واپس لانے، کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ ایک چیز پہلے کسی کے پاس ہو، پھر جدا ہونے کے بعد اس کے پاس آجاوے۔عربی کے الفاظ قرآن میں ایسے بہت ہیں جن کے یہی معنی ہیں آیات لرادّک الی معاد ۔ انا

رادوہ الیک ۔ فر دد ناہ الی امّہ کے معنی کسی سے پوچھیں یا مترجم قرآن میں ان کے معنی دیکھ لیں ۔ اردو میں اس مضمون کا یہ شعر پڑھو

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا الٹا کیا نصیبا ہے تیرا بلبل شیدا الٹا

جس سے یہی معنی سمجھ میں آتے ہیں کہ صیاد پہلے اس باغ میں تھا جس میں وہ پھر آیا۔

فیصلہ آسمانی کے صفحہ اخیر کے حاشیہ میں مرزا قادیانی نے آپ کی زوجہ عفیفہ کی نسبت یہ الہام گھڑا اور شائع کیا ہے۔

یسئلو نک احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ وما انتم بمعجزین۔

زوّجنا کہا لا مبدّل لکلماتی

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ نکاح یا پیشگوئی متعلق نکاح حق ہے؟ تو کہہ دے بخدا وہ حق ہے، اور تم خدا کو عاجز کرنے والے نہیں ہو ۔ ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ خدا کی بات کوئی بدلنے والا نہیں ۔

اس میں قادیانی ے صاف تصریح سے کہد یا کہ اس عورت سے اللہ تعالی نے میرا نکاح کر دیا ہوا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالی نے ام المؤمنین حضرت زینبؓ کا نکاح آنخضرت ﷺ سے کر دیا تھا اور قرآن میں اس کو نقل فرمایا۔ لہذا پھر آنخضرت ﷺ نے اپنا نکاح حضرت زینبؓ سے خود نہیں پڑھا، بلکہ خدا کے پڑھے ہوئے نکاح کو کافی سمجھا ۔ پس اگر بحسب ادعاء قادیانی، آپ کی زوجہ سے خدا تعالی نے اس کا نکاح کر دیا ہوا ہے تو پھر اس کے خیال میں آپ کی منکوحہ کے زوجہ قادیانی ہونے میں کیا کسر رہی ؟ کیا خدا تعالی کا پڑھا ہوا نکاح، ملّا و قاضی کے پڑھے ہوئے نکاح سے کچھ کم ہے؟ ہرگز نہیں ۔

ہم نے قادیانی کے اسی قول و ادعاء کی نظر سے اس محمدی بیگم کا پہلا شوہر قادیانی کو اور دوسرا آپ (یعنی سلطان محمد) کو کہا ہے ۔ اس پر آپ کو آشفتگی ہو تو آپ قادیانی پر مؤا خذہ کریں کہ وہ کیوں آپ کی زوجہ کو اپنی زوجہ قرار دیتا ہے، خاکسار کو ناقل سمجھ کر معاف رکھیں ۔

قادیانی کے اتباع کو اگر یہ جوش آوے کہ ایک عورت فراش غیر کو مرزا صاحب کی زوجہ بنا کر اس کیلئے شوہر ثانی کیوں تجویز کیا؟ تو وہ بھی انہی حضرت (قادیانی) سے کہیں کہ اپنے ان الہامات میں اس عورت کو (جو فراش غیر ہے) کیوں اپنی زوجہ بنایا،؟ اور ان لوگوں سے ہم کو شرمندہ کرایا جو ہمیں کہتے ہیں کہ تمہارے مسیح کی زوجہ دوسرے شوہر کے گھر میں بس رہی ہے۔

اس بیان کے بعد مولانا بٹالوی فرماتے ہیں:۔

مرزا سلطان محمد بیگ (ساکن پٹی علاقہ قصور، پنجاب) کی نسبت قادیانی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر وہ محمدی بیگم کو اپنے نکاح میں لائے گا تو تاریخ نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں وہ فوت ہو جائے گا۔ اور اسکے مرنے کے بعد خدا اس خاتون کو میری طرف واپس لائے گا۔ پیشگوئی کی اصل عبارت اس کے اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء سے نقل کی جاتی ہے:

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا قدرت حق کا عجب ایک تماشہ ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

(اس کے بعد قادیانی نے شروع اشتہار سے صفحہ ۴ تک اخبار نورافشان پر لے دے کی جس میں اس پیش گوئی کو شہوت پرستی قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد صفحہ ۴ میں کہا ہے)

. اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نورافشان میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے، اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرت سر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں بھی مندرج ہے۔ ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد اس دختر کا بباعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کا فرمان بردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور ہر باب میں اس کے مدارالمہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کیلئے ہو رہے ہیں۔ تبھی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دیدی۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفرین بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی

ہوں ۔غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے، اور مجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے، تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کیلئے دعا بھی کی گئی تھی ۔سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی ۔غلام حسین عرصہ ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے ۔اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے، نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کرادی گئی تھی ۔اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے، نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے، اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں ۔چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز وانکسار ہماری طرف رجوع کیا، تا ہم اس ہبہ پر راضی ہوکر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں ۔اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب باری میں استخارہ کر لینا چاہیے ۔سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متوتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا، جس کو خدا تعالی نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھران دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کیا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بناویگا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے کذّبوا بآیاتنا وکانوا بها یستهزئون۔ فسیکفیکهم الله و یردّها الیک لا تبدیل لکلمات الله۔ انّ الله فعّال لّما یرید۔ انت معی وانا معک۔ عسی ان یبعثک ربّک مقاماً محموداً۔ یعنی انہوں نے ہمارے نشان کو جھٹلایا۔ اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالی ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں، اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر خدا تعالی کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی.

(مولانا بٹالوی بتاتے ہیں کہ اس کے بعد قادیانی نے اخبار نور افشاں کے اس اعتراض کا کہ

اگر یہ الہام خدا کی طرف سے تھا تو اس کو پوشیدہ کیوں رکھا۔ اپنے خطوں میں اس کو پوشیدہ رکھنے کی تاکید کیوں کی.

ایسا واہی جواب دیا ہے جو عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ اخیر میں کہا ہے کہ)

یہ پیشگوئی اس زمانہ میں کی گئی تھی جب کہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی یعنی آٹھ یا نو برس کی تھی۔ تو اس پر نفسانی افتراء کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(مولانا بٹالوی فرماتے ہیں) از آنجا کہ پیش گوئی یا الہام صرف شیطانی القاء تھا اور اس وجہ سے قادیانی اس پیشگوئی کے مضمون اور وعدہ پر دل سے مطمئن نہ تھا اور خوب جانتا تھا کہ میں نے ایک شکار کیلئے جال پھیلایا ہے، جو ہاتھ پاؤں مارنے کے بغیر دام میں آنا

نہایت مشکل ہے، لہذا اس نے اس وعدہ پر صبر وسکوت اختیار نہ کیا۔ بلکہ بے قرار ہوکر نا جائز وسائل وتد بیروں کے در پئے ہو گیا۔ پس پہلے تو اس نے مرزا احمد بیگ (اپنی فرضی زوجہ کے والد) کو ڈرانا اور پھسلانا شروع کیا۔ اور کئی خط متضمن ترغیب وترہیب کے ذریعہ سے اس کو دام میں لانا چاہا۔ اور جب وہ قابو میں نہ آیا تو پھر اس کی ہمشیرہ کو جو قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی خوش دامن تھی، ڈرانا اور پھسلانا چاہا اور اس کے نام ایک خط رجسٹری شدہ متضمن ترغیب وترہیب روانہ کیا۔ وہ عورت بھی جوان مرد نکلی، تو پھر اس کے شوہر کے نام اسی مضمون کا خط لکھا جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں پہلے خطوں کی بھی تصدیق پائی جاتی ہے۔ لکھا ہے

مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہ اللہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب مزاج اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو میں آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا، مگر میں محض للّٰہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والہ ہے۔ اور آپکے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا، دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں، ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا چاہیے، ذلیل کیا چاہیے، روسیاہ کیا چاہیے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالی کا کام ہے۔ اگر میں اسکا ہوں تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپکے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑہ یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو ایک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب یک سو ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے، مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی لینی چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور میری وارث

ہو، وہی میرے خون کے پیاسے رہے، میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا تعالیٰ بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھا کہ پرانا رشتہ مت توڑو، خدا سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کی خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا، مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کیلئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا، کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپکی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں، اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے آپکی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ لیں تو پھر جیسا کہ آپ کا خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپکی لڑکی کو نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی (بیگم) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدے گا۔ اور اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کرونگا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے۔ اور یہ ارادہ اس کا بند کرو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے، ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال اس کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھالیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں۔ اور گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے رشتہ ناتے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت

ہوا ایسا ہی سب ناتے رشتے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں
میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

الراقم۔ خاکسار غلام احمد۔ لودیانہ اقبال گنج۔۴ مئی ۱۸۹۰ء۔

جب مرزا علی شیر بیگ بھی قابو میں نہ آئے تو قادیانی نے اپنی پہلی بیوی اور اس کے بچوں کو (جو مرزا احمد بیگ کے خیر خواہ وصلاح کار تھے) گھورنا اور ڈرانا شروع کیا۔ عاجز اور ضعیف العمر بیوی کو طلاق دینے کا ڈر سنایا اور بچوں کو عاق اور لاوارث کر دینے کا۔ اور ادھر فریق ثانی ناکح اور اس کے وارثوں کو دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا۔ مرزا سلطان محمد بیگ کو یہ لکھا کہ تم اس تعلق کو قطع کر دو، تمہارا نکاح دوسری جگہ کرا دیا جاوے گا۔ تمہاری جوانی پر مجھے رحم آتا ہے تم اس ارادہ سے باز آؤ۔ اور اس کے وارثوں کو متعدد خطوں کے ذریعہ ڈرایا اور دھمکایا۔ مگر وہ لوگ بھی اپنے خیال پر قائم و مستحکم رہے۔ ان کے نام کے خطوط کو اس مقام میں نقل کرنے کی ہم گنجائش نہیں دیکھتے اور بجائے اس کے قادیانی کے اعتراف واقرار تخویف (ڈرانے) وخطوط نویسی کو نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ آپ اپنے اشتہار چار ہزار کے نوٹ صفحہ۴ میں فرماتے ہیں:۔

.احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے، ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا، کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی واستہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔

مگر چونکہ وہ الہام محض کذب تھا (اگر اس میں صدق کا دخل ہوتا تو قادیانی اس کو سچ بنانے کیلئے بیوی کو طلاق دینے اور بیٹوں کو عاق کرنے اور بہو کو بیٹے سے طلاق دلوانے جیسے مکروہات کا مرتکب نہ ہوتا) لہذا اس کا کوئی ناجائز حیلہ کارگر نہ ہوا۔ اور سات تاریخ اپریل ۱۸۹۲ء کو قادیانی کی منکوحہ آسمانی کا نکاح ثانی مرزا سلطان محمد سے ہو گیا۔

اس نکاح سے چار مہینے کے بعد مرزا احمد بیگ نے حسب مقتضائے قضا وقدر و تقاضاء عمر رحلت کی تو قادیانی نے متعدد تحریرات میں دعوی کیا کہ اسکی موت میری پیش گوئی کا اثر ہے اور آئندہ سلطان محمد کیلئے بھی موت تیار ہے۔

ہر چند ہم نے قادیانی کی ان باتوں کا دندان شکن جواب دے دیا اور اس پر

پچاسی سوالات جرح کر کے اس کو مجروح ونیم بسمل بلکہ مردہ کر دیا۔ ان سوالات میں ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ ایسی پیش گوئیاں نجومی وجفری، جوتشی بھی کیا کرتے ہیں جو بعض اوقات سچی نکلتی ہیں ۔ یہ پیش گوئی الہامی نہیں ہوسکتی ۔ جواب میں قادیانی سے بجز سکوت کچھ بن نہ پڑا (جرح اور جواب جرح تحریک ختم نبوت کی چوتھی جلد میں نقل ہو چکی ہے ۔ بہاء)۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد پھر سرک پڑا اور مرزا احمد بیگ کی موت کو اپنے الہام کا نتیجہ قرار دے کر اس سے مرزا سلطان محمد اور ان کے بہی خواہان اہل اسلام کو ڈرانے لگ گیا چنانچہ رسالہ شہادۃ القرآن مطبوعہ ۱۸۹۳ء کے صفحہ نمبر ۸۰ میں اس نے کہا ہے۔

. پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں ۔ جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے ۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں، ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں کیونکہ احیاء اور اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو، خدا تعالی اس کی خاطر سے اسکے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے ۔ سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں ۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے ۔ یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں ۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم سے تعلق رکھتی ہے، بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں :۔

۱ ۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲ ۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔اور پھر وہ دختر کلاں تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں . .

مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالی ہمیشہ آخر کار جھوٹوں کا منہ کالا کرتا ہے(گو ایک وقت تک ان کے چہرہ پر حمرۃ الخجل، ندامت کی سرخی، رہے) لہذا سات اپریل ۱۸۹۴ء سے اڑھائی سال کی مدت گذرگئی، مرزا سلطان محمد زندہ صحیح وسالم خوش وخرم رہا۔اور اس نکاح سے ان کو خدا نے ولد صالح بھی عطا کیا جس سے قادیانی کی دروغگوئی اور ذلت اور رسوائی اسلامی دنیا پر ظاہر ہوئی اور اس کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔مگر وہ اس ذلت اور رسوائی کو بھی شیر مادر کی طرح نوش فرما کر ہضم کر گیا۔ اور اس نوجوان کی عدم وفات پر اس نے ایسی راست بیانی کی جس نے جہان کے بے شرموں اور جھوٹوں کو مات کر دیا۔ ۶۔اکتوبر ۱۸۹۵ء کو اس نے عنوان ذیل کی ایک تحریر شائع کی۔

مرزا احمد بیگ اور اسکے داماد سلطان محمد کی نسبت جو پیشگوئی کی تھی، اسکی حقیقت

اس تحریر میں چونکہ قادیانی نجسب عادت قدیم تطویل بلا طائل کی ہے اور پورے آٹھ صفحہ میں بے ہودہ سرائی کی ہے لہذا ہم اس کی پوری عبارت کے نقل کرنے کی اس مقام میں گنجائش نہیں پاتے۔ صرف اس کا خلاصہ مطلب ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں

۱۔ اس پیش گوئی کے دو حصے ہیں۔ پہلا اور بڑا مرزا احمد بیگ کی وفات تھی۔ دوسرا حصہ اس کے داماد مرزا سلطان محمد بیگ کی وفات۔

۲۔ پہلا حصہ پورا ہو گیا۔جس کا اقرار صاحب اشاعۃ السنہ بھی کیا ہے۔اور کہا ہے کہ اگر چہ پیشگوئی تو پوری ہو گئی مگر یہ الہام سے نہیں، بلکہ نجوم یا رمل وغیرہ سے کی گئی تھی

۳۔ دوسرا حصہ گو میعاد میں پورا نہیں ہوا مگر بعد میعاد پورا ہو گا۔ میعاد میں پورا نہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بھی آتھم کی طرح ڈر گیا تھا۔ بلکہ اس کے دل پر شدید خوف وحزن وارد ہوا تھا۔اس لئے وعدہ عذاب موت کو خدا نے میعاد سے ٹلا دیا۔

۴۔مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے پر دو دلیلیں ہیں۔ایک عقلی دوسری نقلی

(روایتی)۔عقلی یہ کہ جب ایک پیشگوئی میں دوشخصوں کے مرنے کی خبر دی جاوے،اور ان میں سے ایک شخص مطابق پیشگوئی فوت ہو جاوے تو اس سے دوسرے کا ڈر جانا لازمی امر ہے۔ بناء علیہ خبر پیشگوئی کے مطابق مرزا احمد بیگ کے مرجانے سے سلطان محمد بیگ ایسا ڈر گیا ہوگا کہ گویا وہ جیتا ہی مر گیا۔

نقلی (روایتی) دلیل یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بیگ کے بزرگوں کی طرف سے ہمیں دو خط پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے، جن میں انہوں نے اپنی توبہ واستغفار کا حال لکھا ہے۔

سوان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی۔

۵۔ مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے سے اس عذاب موت کا ٹل جانا تو اس پیش گوئی میں بطور شرط مذکور نہ تھا۔ مگر یہ ربانی کتابوں کی تعلیم سے ثابت ومعلوم ہے کہ خدا تعالی موقت وموعود عذاب موت کو لوگوں کے ڈر جانے سے اپنے وقت سے ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور یہ خدا تعالی کی قدیم سنت ہے۔ لہذا اگر کسی خبر و پیشگوئی میں اس کا ذکر بطور شرط نہ بھی ہو تو بھی خدا تعالی اس کا لحاظ کرتا ہے اور اس کا خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

۶۔ اس سنت الٰہی سے مولوی عبدالجبار امرتسری، اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور ابوسعید محمد حسین واقف ہیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام میں مجھ (قادیانی) سے اس بارہ میں نصوص صریحہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ سنیں اور صرف دو گھنٹے تک مجھے انکے بیان کرنے کی مہلت دیویں۔ پھر اگر ان کا یہ خیال ہوگا کہ یہ دعوی نصوص صریحہ سے ثابت نہیں اور جو دلائل بیان کئے گئے ہیں، وہ باطل ہیں تو ہم دوسو روپیہ انعام دیں گے اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ وہ دلائل باطل ہیں اور خدا تعالی کی عادت نہیں ہے کہ وہ اپنے وعدوں اور میعادوں میں کسی کی توبہ یا خوف سے تاخیر ڈال دیتا ہے۔

(مولانا بٹالوی فرماتے ہیں) یہ مرزا صاحب کے آٹھ صفحہ کے پورے مطالب کا خلاصہ ہے۔اب اس پر ہمارے ریمارکس سنیں۔

☆ نمبر اول میں جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس پیشگوئی کا بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی موت تھی، یہ اس لئے فرمایا ہے کہ احمد بیگ مر چکا تھا۔ وہ نہ مرتا تو یہی چھوٹا حصہ ہو جاتا۔

مگر قادیانی کے اصل الہام اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۲ء اوراس کے خط مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۲ء اوراس کے مضمون شہادت القرآن منقول ص ۱۸۷ کے ناظرین پر مخفی نہ ہوگا کہ بڑا حصہ اس الہام و پیش گوئی کا اور اصل مقصود الہام منکوحہ آسمانی قادیانی کا اس کے پاس واپس آنا ہے۔ موت مرزا احمد بیگ تو اس کا ایک چھوٹا حصہ اور ایک ذریعہ یا زینہ ہے۔ اس کو بڑا حصہ قرار دینا مرزا قادیانی کا جھوٹ ہے۔

☆ نمبر۲ میں جو قادیانی نے کہا ہے کہ پہلے حصہ کے پورا ہونے کا صاحب اشاعۃ السنہ نے اعتراف کرلیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے۔ مرزا قادیانی سچا ہے تو بتادے کہ اشاعۃ السنہ کا یہ اعتراف کس صفحہ میں مرقوم ہے۔ اشاعۃ السنہ صفحہ ۳۹ جلد ۱۵ نمبر۲ میں تو اس کے وقوع سے لاعلمی ظاہر کی گئی ہے۔

☆ نمبر۳ میں جو قادیانی نے مرزا سلطان احمد بیگ کا ڈر جانا بیان کیا ہے، یہ بھی محض کذب ہے۔ ہم نے ایک دوست (منشی محمد سعید نقشہ نویس راولپنڈی) کی معرفت مرزا سلطان محمد بیگ سے اس امر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب میں ڈر جانے سے انکار کیا۔ یہ سوال و جواب بالفاظ ذیل ہوئے۔

سوال۔ مرزا غلام احمد کے الہام سے آپ کے دل پر کیا اثر ہوا تھا؟ کیا آپ ڈر گئے تھے یا نہیں۔

جواب۔ مرزا صاحب کو میں جھوٹا اور دروغ گو جانتا ہوں اور میں مسلمان آدمی ہوں۔ خدا کا ہر وقت شکر گذار ہوں۔ سلطان محمد بیگ بقلم خود۔

ناظرین! کیا آپ جانتے ہیں کہ درصورت انکار خوف مرزا سلطان محمد بیگ سے قادیانی نے قسم کا مطالبہ بوعدہ انعام ایک ہزار لغایت چہار ہزار کیوں نہیں کیا، جیسا کہ آتھم سے کیا تھا؟ اس کی وجہ ہم سے سنیں۔ قادیانی کو خوب یقین تھا کہ سلطان محمد مسلمان، پھر نوجوان، پھر انگریزی خواں، پھر پولیس والوں کا صحبتی اور متعلق ہے، وہ اپنے سچے انکار پر فوراً قسم کھا کر روپیہ وصول کرے گا۔ آتھم کی طرح بڈھا اور ضعیف القلب عیسائی نہیں کہ وہ سچی قسم سے بھی ڈر جائے گا۔

☆ نمبر۴۔ میں جو مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے پر عقلی دلیل بیان کی ہے وہ بھی محض دروغ و مغالطہ ہے۔ عقل مند انسان اگر کسی پیشگوئی کرنے والے کو جھوٹا جانتا ہے تو

ایک بار نہیں ہزار بار اگر وہ کسی شخص کی موت کی نسبت پیش گوئی کرے، اور پھر وہ شخص فوت بھی ہو جاوے، تو وہ عقل منداس موت کو پیش گوئی کا اثر نہیں سمجھتا اور نہ اس سے ڈرتا ہے۔ بناء علیہ، مرزا احمد بیگ کی موت سے مرزا سلطان محمد کا ڈر جانا لازمی اور ضروری نہیں۔اور جو نقلی (روایتی) دلیل بیان کی ہے۔وہ ہرگز لائق اعتماد و قبول نہیں کیونکہ اس روایت کے راوی اور ان خطوں کے کاتب حکیم فضل الٰہی (متوطن کوٹ بھوانی داس ضلع گوجرانوالہ،مقیم لاہور) سے خاکسار نے اپنے فرودگاہ لاہور میں بلاکر حال دریافت کیا تو انہوں نے چند اشخاص کے سامنے اقرار واظہار کیا کہ ان خطوط کا کاتب میں ہی ہوں . ۔

اوران کی یہ روایت قادیانی کی تائید وتصدیق میں درج ذیل تین وجہ سے لائق اعتماد نہیں۔

وجہ اول۔کہ ان خطوں میں بقول قادیانی وحسب بیان حکیم صاحب مرزا سلطان محمد بیگ کا کوئی اعتراف قصور وتوبہ درج نہیں۔ جو کچھ ہے ان کے بزرگوں کی طرف سے ہے۔ واز آنجا لیکہ قصور نکاح ثانی زوجہ آسمانی قادیانی کا مرتکب اور اصل مباشر خود مرزا سلطان محمد بیگ ہیں، نہ ان کے بزرگ جو صرف معاون ومشیر ہیں۔لہذا وہ اعتراف قصور و توبہ اصل مباشر کے انکار واصرار کے مقابل کان لم یکن و نا قابل اعتبار ہے۔

وجہ دوم یہ کہ مرزا سلطان محمد نے اپنی اس تحریر میں جو ہمارے سوالات کے جوابات میں انہوں نے ارسال کی ہے، اس سے بھی انکار کیا ہے کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کوئی خط متضمن توبہ واستغفار مرزا غلام احمد کے نام بھیجا ہو۔لہذا ان خطوں کا اعتراف قصور وتوبہ باوجودیکہ وہ غیر مباشر کا اعتراف ہے، اور غیر راقم کی قلم سے لکھا ہوا ہے، لائق اعتبار نہیں۔

وجہ سوم یہ کہ اس اعتراف توبہ کے ناقل وکاتب حکیم فضل الٰہی ہیں اور وہ قادیانی کے چھپے حواری (مددگار) اور ذو الوجھین (دورخے) ہیں۔مسلمانوں کی جماعت میں وہ جب آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں قادیانی کا حواری نہیں ہوں، اور جب قادیانی کے حواریوں اور مریدوں سے خلوت کرتے ہیں تو ان کے ہم صفیر و مددگار بن جاتے ہیں۔ ان کی اس دوسری حالت پر سردست تین دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ ان کے خاص مذہبی جلسوں اور کمیٹیوں کے ممبر ہوتے ہیں اوران کی بعض مذہبی مجلسیں انہی کے خاص اہتمام سے اور انہی کے خاص مکان پر ہوتی ہیں اس کی تصدیق چاہو تو حافظ فضل احمد و مولا بخش کا اشتہار مباحثہ جو حکیم صاحب ہی کے مکان

کے پتہ سے جاری کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

دوسری دلیل یہ کہ وہ وقتاً فوقتاً قادیانی کے عقائد کفریہ کی تائید وتصدیق کیلئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دودفعہ خاکسار کے فرودگاہ پر آئے اور عقائد قادیانی کے حامی بنے۔ایک دفعہ اس بات کا ثبوت لے کر آئے کہ جو قادیانی نے ملائکہ کو ارواح کواکب قرار دیا ہے، یہ کفر نہیں۔ دوسری دفعہ اس امر کا ثبوت آپ نے پیش کیا کہ جو قادیانی نے آیت ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کو اپنے اوپر لگایا ہے، یہ کفر نہیں۔ جب ہم نے ان باتوں کا کفر ہونا ان کے سامنے ثابت کیا۔تو باوجودیکہ عاجز و لاجواب ہوگئے مگر پھر بھی ان باتوں میں قادیانی کی تائید کرنے سے باز نہ آئے۔اوراس لاجواب ہونے کے بعد شیخ محی الدین واعظ انجمن حمایت اسلام کے نام اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ . جو قادیانی نے اپنے آپ کو مرسل یزدانی لکھا ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے اوراس کی تفصیل میں پورا مرزائی بن کر دکھا دیا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ قادیانی کے حواریوں اوراس کا مذہب پھیلانے والوں کو تبرعاً واحساناً بلامعاوضہ مالی مدد دیتے ہیں۔تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ لاہور میں ایک شخص قطب الدین واعظ (ساکن موضع بدوملہی) قادیانی کی تائید میں برسر بازار وعظ کہتا پھرتا تھا، اس کو حکیم صاحب نے علی رؤس الاشہاد دوروپئہ دیئے تاکہ اورلوگ بھی ان کی تقلید کریں اور اس کو مالی مدد دیں۔

ان وجوہات ثلاثہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم صاحب، قادیانی کے حواری ہیں۔ لہذا ان کی روایت وشہادت قادیانی کی تائید میں مقبول نہیں۔

☆ مرزا سلطان محمد کے خوف پر عقلی ونقلی دلیلیں بیان کر کے جو قادیانی نے کہا ہے

.کہ ان تمام قرائن کو دیکھ کرہمیں یقین ہوگیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی .

یہ بھی محض جھوٹ ہے اور بناء فاسد علی الفاسد۔آپ کو یہ یقین یا کم سے کم ظن غالب یاادنی درجہ کا وہم بھی اس کا گذرتا تو آپ ۶۔ اکتوبر۱۸۹۴ء سے پہلے اس مضمون کا اشتہار جاری کرتے۔آپ اشتہار جاری کرنے کے ایسے عادی ہیں کہ اپنی محبوبہ زوجہ کا حمل اور مبغوضہ زوجہ کی طلاق اور اولاد کو عاق کرنے کے اشتہار سے نہیں رک سکے۔پس اگران کو کچھ بھی اشارہ عالم بالا سے ہوتا، یا آپ کا ملہم (معلم الملکوت) آپ کو القاء کرتا یا واقعہ میں آپ کو

کوئی خط بزرگان سلطان محمد کی طرف سے ملتا تو آپ ضرور اس کا اشتہار کر دیتے۔ تاریخ وفات مرزا سلطان محمد گذر گئی اور اس کی صحت کے ساتھ زندگی آپ کی شرمندگی کا موجب ہوئی، تب آپ نے اپنے ایک چھپے حواری (حکیم فضل الٰہی) کی مدد سے یہ ڈھکوسلہ بنالیا۔

☆ نمبر ۵ میں جو آپ نے ڈر جانے سے الٰہی وعدہ عذاب کے ٹل جانے کو سنت قدیم خداوندی قرار دیا ہے، یہ بھی محض کذب ہے جس کا کافی بیان اس جلد میں ہو چکا ہے۔

☆۔۶۔ قادیانیوں کو انعامی چیلنج

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ نمبر ۶ میں جو آپ نے ہم تینوں میں سے کسی ایک کی قسم اس بیان پر چاہی ہے اس قسم کیلئے خاکسار جس تاریخ و جس مقام میں (بجز قادیان) آپ چاہیں، حاضر ہے۔ مگر اس پر انعام دوسو روپیہ نہیں چاہتا، بلکہ بجائے دوسو روپیہ کے آپکے مسلمان ہو جانے اور عقائد جدیدہ کفریہ سے آپ کے تائب ہونے کا طالب ہے۔ اور اگر آپ اس سے انکار کریں تو پھر کوئی اور انعام تجویز کیا جاوے گا جو از قسم مال نہ ہوگا۔ اس کا اظہار آپ کے عقائد کفریہ سے تائب ہونے سے انکار کے بعد کیا جائے گا۔

قسم کے نادرست ہونے پر آپ مجھے کوئی ڈر سنانا چاہتے ہیں تو اس کی میعاد تین دن مقرر کریں۔ زیادہ میعاد مقرر کریں گے تو اس کو منظور نہ کیا جائے گا۔ اور کمی میعاد کا آپ کو اختیار بھی دیا گیا ہے چنانچہ پہلے معروض ہو چکا ہے۔

مولانا بٹالوی مرزا صاحب کے خطاب میں فرماتے ہیں کہ اور اگر آپ درج بالا انعام و شرط سے میری قسم منظور نہ کریں تو بالمقابل قسم پیش کریں اور اس پر وہی دوسو روپیہ جو آپ نے تجویز کئے ہیں، انعام لیں۔ مگر میں آپ کے ان حواریوں کی جن کو میں آپ کی مانند دہریہ و لامذہب جانتا ہوں، قسم ہرگز منظور نہ کرونگا (آپ اور وہ لوگ دوسو روپیہ تو کجا، دو روپیہ پر بھی قسم کھانے کو تیار ہو جائیں گے) بلکہ میں

☆ اولاً محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ کی قسم چاہتا ہوں۔ وہ انہی الفاظ سے، جو آپ مجھ سے کہلانا چاہتے ہیں، یہ کہیں اور اس پر قسم کھا جائیں کہ

میں (محمد علی) نے ان دلائل فریقین کو جو خدا تعالی کے موعود موقت عذاب کے ٹل

جانے یا نہ ٹلنے کی بابت قادیانی کے اشتہارات اور اشاعۃ السنہ کے مضامین میں بیان ہوئے ہیں، غور وتعمق سے ملاحظہ کیا ہے۔ میرے ایمان وکانشنس conscience کی شہادت سے قادیانی کے دلائل غالب وراجح ہیں۔اور اشاعۃ السنہ کے دلائل مرجوح ومغلوب ہیں۔

اور مجھے موازنہ دلائل سے یقین ہوگیا ہے کہ خدا تعالی اپنے موقت وموعود عذاب موت کو لوگوں کے سچے مسلمان ہو جانے سے، بلکہ جھوٹے ایمان لانے سے، بلکہ کافر رہ کر کسی قدر ڈر جانے سے،ٹلا دیا کرتا ہے۔

اس بیان میں میں اپنے دلی اعتقاد وکانشنس کے خلاف کرتا ہوں تو خدا تعالی مجھے ایسے دکھ وعذاب سے ہلاک کرے جو کسی جھوٹے پر نہ ہوا ہو۔

☆ محمد علی خان بہ تسلیم کذب قادیانی اس قسم سے انکار کریں تو دوسرے درجہ پر حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر اسی تفصیل سے قسم کھائیں۔

☆ وہ بھی طرح انکار کر جائیں تو بدرجہ سوم منشی عبد الحق اکاؤنٹنٹ لاہور قسم کھائیں۔

☆ وہ بھی انکاری ہوں تو بدرجہ چہارم منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور قسم کھائیں۔

☆ وہ بھی انکاری ہوں تو بدرجہ پنجم سید فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر نہر قسم کھائیں۔

یہ لوگ چونکہ عربی ودینی علوم میں دخل نہیں رکھتے لہذا ان میں سے ہر ایک کو عربی عبارات کا مطلب سمجھنے کیلئے محمد احسن امروہی کو اپنے ساتھ شریک کرنا ضروری ہوگا۔اور ان کو بھی ان کے ساتھ قسم کھانی پڑے گی۔

اگر یہ لوگ قادیانی کے پچھلے اشتہارات کے دلائل پر مطمئن نہ ہوں اور ان کو ہمارے دلائل وجواب کے مقابلہ میں کمزور سمجھیں تو وہ قادیانی سے درخواست کریں کہ وہ اپنے دعوی . الٰہی وعدہ عذاب موت کے ٹل جانے پر . دیگر قوی دلائل جو وہ دو گھنٹہ میں بیان کرنا چاہتے ہیں،قلم بند کرا کر ہمارے پاس بھیج دیں اور ہم سے ان کا جواب لیں۔ پھر جانبین کے دلائل کا موازنہ ومقابلہ کر کے اس کے دلائل کو غالب پاویں تو اسی تفصیل اور اسی ترتیب سے قسم کھائیں اور قادیانی کو وہی انعام دلوائیں۔

مولانا بٹالوی، مرزائی اکابرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اگر وہ دلائل وعدہ عذاب موت کے ٹل جانے کے علاوہ قادیانی سے جملہ الزامات مندرجہ مضامین اربعہ

۱۔ اشاعۃ السنہ کی کیفیت سالانہ اور ایک غنیم دشمن اسلام (قادیانی) پر اسکی فتح یابی کا شکرانہ
۲۔ لعنت اللہ علی الکاذبین مع تکملہ
۳۔ حرامزادہ سے متعلق ایک سوال اوراس کا جواب
۴۔ فرضی زوجہ قادیانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر قادیانی کی راست بیانی

کا پورا جواب لکھوائیں۔ اور پھراس کا جواب ہم سے لکھوا کر ان میں موازنہ ومقابلہ کر کے قادیانی کی جانب کو غالب اور اشاعۃ السنہ کو مغلوب سمجھیں، تو اس پر بھی اسی ترتیب سے اور اسی تفصیل سے قسم کھائیں۔ اوراس کے صلہ میں دو ہزار روپئہ انعام قادیانی کو دلوائیں۔ اس دو ہزار روپئہ کی کفالت چاہیں تو ہمارا نیا مکان (دیوان خانہ) مکفول کرالیں، جیسا کہ جواب براہین احمدیہ کے انعام میں اپنی زمین مکفول کراتے تھے۔

یہ بات مرزا قادیانی نے نہ مانی اور جواب مضامین اربعہ مذکور کے لکھنے کی جرئت نہ کی اوراس کے موجودہ اشتہارات کے دلائل پر مطمئن نہ ہونے کے سبب ان لوگوں نے قسم نہ کھائی تو عام مسلمان جان لیں کہ . خوف سے موعود عذاب موت ٹل جانے . کے دعوی پر مرزا قادیانی اوراس کے اتباع مذکورین کو یقین وطمانیت نہیں ہے اوراس دعوی میں وہ ہٹ دھرمی کر رہے ہے اور دیدہ دانستہ دھوکہ دے رہے ہیں۔

☆ نمبر ۷ میں آپ نے منکوحہ آسمانی کی واپسی کی پھر پیش گوئی کی ہے لیکن اس کی کوئی میعاد نہیں بتائی لہذا یہ پیش گوئی آپ کے کسی دعوی الہام یا مسیحائی کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ایسی پیش گوئی اگر کوئی آپ کی موجودہ منکوحہ کی نسبت کر دے کہ آپ کے مرنے کے بعد وہ اس کے نکاح میں آوے گی، تو اس سے آپ اس کو ملہم یا مسیح وغیرہ ہرگز نہیں کہیں گے۔ لہذا مناسب ہے کہ اگر اس پیش گوئی سے آپ اپنا کوئی دعوی الہام یا مسیحائی وغیرہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اس کی میعاد مقرر کریں ورنہ اس کو ابھی ڈھانکے رکھیں۔

مولانا بٹالوی آخر میں لکھتے ہیں کہ ان تشریحات سے قادیانی کی راست بیانی اچھی طرح ثابت ہوگئی ہے، اب داد انصاف ناظرین کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالی توفیق انصاف دے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۶۔ ص ۱۷۹۔ ۱۹۶)

لیکھ رام کی موت

لیکھ رام ایک بدزبان پنڈت تھا، مرزا غلام احمد قادیانی سے اس کی بحث وجدال کا سلسلہ ایک عرصہ سے چل رہا تھا۔ مرزا صاحب اسے نشان دکھانے کے مدعی تھے اور وہ طالب نشان تھا۔ ایک دفعہ بغرض طلب نشان اس کے قادیان آکر رہنے کی بات بھی چلی جو سرے نہ چڑھ سکی۔ پھر ایک روز وہ قتل ہوگیا تو مرزا صاحب نے اپنے الہامات کے تھیلے سے ایک پیش گوئی نکال کر اس واقعہ پر چسپاں کردی کہ دیکھو یہ شخص میری پیش گوئی کے عین مطابق قتل ہوا ہے، اس لئے میں سچا الہامی ہوں۔ مولانا بٹالوی نے مرزا صاحب کو چیلنج کیا کہ تم غلط کہتے ہو۔ اس کی موت کا تمہاری پیش گوئی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ادھر اقوام غیر میں چونکہ مرزا صاحب خود کو ایک مسلمان کے طور پر پیش کرتے تھے اس لئے ہندوؤں نے لیکھ رام کے قتل کا الزام مسلمانوں پر لگایا۔ قاتل پکڑا نہ جاسکا اور ملکی صورت حال بہت کشیدہ ہوگئی۔ مولانا بٹالوی نے صورت حال کا تجزیہ فرمایا اور مرزا صاحب کی تردید اور ہندوؤں کی تفہیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپریل۔ مئی ۱۸۹۷ء میں الہامی قاتل کے عنوان سے ایک بسیط مقالہ تحریر فرمایا جو اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ میں شائع ہوا۔ اسے مناسب اڈیٹنگ کے بعد ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:۔

لاہور اور دیگر بلاد پنجاب میں اس وقت ہندو اور مسلمانوں میں تفرقہ وفساد کا جوش موج زن ہے جس کی لہریں دن بدن ترقی پکڑتی جاتی ہیں۔ ہم اپنے مذہب اسلام کے حکم الدین نصیحۃ کی ہدایت سے اس کا سبب وعلاج بیان کرنا چاہتے ہیں، گو ہم کو اس کی تعمیل وتاثیر کی امید کم ہے بلکہ مایوسی ہے۔ اس کو سن کر غالباً ہندو یہ کہیں گے کہ یہ سبب وعلاج بیان کرنے والہ مسلمانوں کا ایک مذہبی لیڈر ہے اور جو سبب اس جوش کا اس نے بیان کیا ہے اس میں ہندوؤں کی غلط فہمی اور زیادتی کا اظہار کیا ہے، اور جو علاج بتایا ہے اس میں زیادہ تر اسلام ومسلمانوں کا فائدہ سوچا ہے اور ہندوؤں کی خواہشوں اور منصوبوں کو دبانا چاہا ہے،

اس لئے ہم اس کی بات کیوں سنیں؟ نادان وعوام مسلمان (جو نہ علم رکھتے ہیں نہ صحبت اہل علم جس سے وہ اسلام وایمان کی حقیقت جان سکیں اور اس لئے وہ صرف غلام محمد و غلام احمد وغیرہ نام سن کر موسوم کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں) یہ کہیں گے کہ اس جوش کا سبب ایک مسلمان کی تحریرات (جو بغایت درشت الفاظ اور غلیظ سب وشتم سے بھرے ہوئے ہیں اور جن کا سلسلہ درشت زبانی میں روز بروز ترقی کر رہا ہے) اور الہامات (جن میں لوگوں کے قتل کی پیشگوئیاں ہیں) کو قرار دیا گیا ہے۔ اور جو علاج بتایا ہے اس میں بھی اس مسلمان کو تکلیف ونقصان پہنچنے کا ایک احتمال ہے، اس لئے ہم اس کو کیوں مانیں؟ حکومت یہ کہے گی کہ فریقین کے بڑے بڑے لیڈروں نے (جو حکومت کے معتبر اور مشیر ہیں) یہ باتیں نہیں کہیں، تم کون ہو کہ ہم تمہاری سنیں۔

اس مایوسی کے ساتھ ایک خوف بے امنی بھی مانع ہے کیونکہ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی لپیٹ میں آجاؤ اور قومی شہیدوں میں داخل کیئے جاؤ۔ ادھر ہندو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے فلاں فلاں لیڈروں کو جام شہادت پلائیں گے۔ اور تمام مسلمانوں کو آریہ ورت سے نکال دیں گے۔

ادھر کچھ لوگ بذریعہ اشتہارات وغیرہ تحریرات مشتہر کر رہے ہیں کہ جو شخص ہماری اس ظاہری کرامات کو نہ مانے گا اور ہر کہ شک آرد کافر گردد کا مصداق بن کر اس کا انکار ظاہر کرے گا اس کو بھی ہم پنڈت لیکھ رام کے پاس پہنچا دیں گے۔ الہامی قاتل کی اس دھمکی نے عوام وخواص کو ڈرا دیا ہے۔

(یہ دھمکی عام طور پر تو اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں آریہ کے ساتھ مولویوں کو شامل کر کے خود قادیانی نے شائع کی۔ پھر ان کے خلفاء ومیاں معراج الدین وغیرہ نے آسمانی فیصلہ کے ذریعہ مشتہر کی۔ پھر خصوصیت کے ساتھ خاکسار کو مخاطب کر کے قادیانی کے حواری حکیم نور الدین نے ایک خط کے ذریعے سے جو مرزا قادیانی کے مرید میاں محمد صادق کلرک اکونٹنٹ جنرل آفس اور میاں عبدالرحمٰن کلرک ریلوے میرے پاس لائے۔ وہ دھمکی دی اور یہ بات لکھی کہ اس کیلئے بشرط انکار کم سے کم پنڈت لیکھرام کی طرح کسی پیش گوئی کے واسطے صاف ارادہ ظاہر فرماویں۔ آخر مرزا قادیانی نے بھی اشتہار متعلق لیکھ رام مطبوعہ ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں صاف لکھ دیا کہ اگر مولوی محمد حسین صاحب قسم کھالیں کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی، پھر ایک سال تک بچ گئے تو ہم جھوٹے سمجھے جائیں. اس کا جواب اس مضمون میں آگے آتا ہے۔ محمد حسین)

☆ ادھر ہندوؤں کی دھمکی سے عوام مسلمان تو ڈرے ہی تھے، تعجب ہے کہ ان سے

بڑھ کر مرزا قادیانی ڈرے ہیں۔ چنانچہ اس ڈر کا اظہار آپ عریضہ اسمی گورنمنٹ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں کر کے گورنمنٹ سے التجا کرتے اور کہتے ہیں

. میرا باپ اور بھائی مفسدہ ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہے کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹکل خدمت و حمایت کیلئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں سے مقابلے میں نکلے گی اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا ہے وما کان اللہ لیعذّبھم و انت فیھم و اینما تولّوا فثمّ وجہ اللہ یعنی جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری میں ہے خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ اور جدھر تیرا منہ ہوگا اسی طرف خدا کا منہ ہوگا۔ اور چونکہ میرا منہ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف ہے اور اس کے اقبال وشوکت کیلئے دعا میں مصروف ہے، کیونکہ مجھ کو جیسا گورنمنٹ کی سلطنت وظل وحمایت میں امن ہے نہ مکہ میں ہے، نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام میں، نہ کابل میں، نہ ایران میں۔ لہذا خدا کا منہ بھی اسی گورنمنٹ کی طرف ہے اور اس امر کی شہادت گورنمنٹ خود دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانے میں کس قدر فتوحات نصیب ہوئے ہیں ...ان وجوہات سے گورنمنٹ میری جان کی حفاظت کرے اور میری حفاظت کے لئے قادیان میں جہاں اس وقت بجز چوکیداروں کے نہ کوئی تھانہ ہے نہ چوکی پولیس، پولیس متعین کرے جو میری جان کو ہندوؤں سے بچاوے۔ اور جن ہندوؤں نے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے گورنمنٹ ان کی ضمانتیں اور مچلکے لے .

اس التجا اور عجز والحاح کے وقت الہامی صاحب اپنے وہ سب الہامات کو بھول گئے جن کو وہ اس التجا سے سات روز پہلے اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں اور کئی سال پہلے دیگر تحریرات میں شائع کر چکے تھے کہ

. جب مشکلات کے پہاڑ پر خدا تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا (یعنی تجھے ان سے بچالے گا)۔ اے عیسی (مرزا غلام احمد) تجھے میں تیری اپنی موت سے ماروں گا اور جو ہندو تیرے ذلیل اور لعنتی موتوں کیلئے کوشش کر رہے ہیں ان سے تجھے بچالوں گا

(قادیانی اشتہار۔۱۵مارچ ۱۸۹۷ء)

اور تجھے خدا تعالی اسّی (۸۰) برس کی عمر تک یا اس کے قریب تک زندہ رکھے گا

(ازالہ اوہام۔ ص ۶۳۵)۔

یعصمک اللہ من عندہ و ان لم یعصمک النا س اور اگرچہ تمام لوگ تیرے بچانے سے دریغ کریں مگر خدا تجھے بچائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ ص ۵۱۰)

انا کفینا ک المستھزئین (انجام آتھم۔ص ۱۵)۔ اور ہم تیرے لئے ٹھٹھا کرنے والوں کو سنبھالنے کے لئے کافی ہیں۔

سیھز م الجمع و یولّون الدّ بر یا عبدی لا تخف انی اسمع و اری ۔ (انجام آتھم۔ص ۵۴)۔ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ دکھلائیں گے اے میرے بندے مت خوف کر میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔

یخوفونک من دونہ آئمۃ الکفر لاتخف انک انت الاعلی۔ (انجام آتھم۔ ص ۵۹) تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر کے پیشوا ہیں، مت ڈر، غلبہ تجھی کو ہے

مرزا صاحب اس خوف اور دہشت کے وقت یہ خیال نہ کر سکے کہ جب مجھے خدا خاص طور پر بندوں سے بچانے اور سلامت رکھنے کا وعدہ دے چکا ہے تو میں گورنمنٹ سے کیوں التجا کرتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے میری جان کو بچالے۔ جب آسمانی عدالت سے حفاظت کا یقین دلایا گیا ہے تو پھر کونسی ضرورت پیش آئی ہے کہ انگریزوں کے دروازہ پر سرگردانی و سرافگندگی کر رہا ہوں جس سے اپنے انجام آتھم کے صفحہ ۲۱ میں انکار کر چکا ہوں۔

پیسہ اخبار کا اڈیٹر جو اس وقت اپنی وسعت و کثرت کی وجہ سے بڑا دلیر بہادر تھا، پرچہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں قادیانی سے ڈر کر التجا کرتا ہے کہ مجھے کچھ عرصہ زندہ رہنے دیجئے۔ اور میری نسبت کوئی پیش گوئی نہ کیجئے گا اور اس دھمکی کے خوف سے وہ پرچہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں قادیانی صاحب کے ایک نامعقول جواب کو جواب معقول کہہ کر اس کی تائید کرتا ہے۔

اسی طرح وہ اصحاب واحباب قادیانی کی دھمکی سے ڈر گئے ہیں جو اس خاکسار محمد حسین کو اس موقع پر کچھ بیان کرنے سے مانع ہوئے ہیں۔

یہ صورت خوف و بے امنی اور وہ حالت ناامیدی و مایوسی ہم کو اجازت نہ دیتی تھی کہ ہم اس جوش کے سبب اور علاج کے متعلق اپنی رائے ظاہر کریں۔ اور اپنی جان کو خطرہ

میں اور اپنی رائے کو کے بے وقعتی کے معرض میں ڈالیں۔ مگر حکم مذکور الدین النصیحة نے ہم کو اس سبب اور علاج کے بیان پر جرأت دلائی اور خوف بے امنی سے ہم کو اس آیت نے تسلی دی و ان یمسسک اللہ بضرّ فلا کاشف لہ ا لا ھو و ان یمسسک بخیر فھو علی کل شیء قدیر و ھو القا ھر فو ق عبادہ وھو الحکیم الخبیر۔ اور اس مایوسی سے ہم کو اس عربی شعر نے روکا

فقل ما یفیض الوقت من غیر سا مع

ففی الد ھر من یر جی بہ الفو ز ظافرا

علاوہ براں اس خیال نے بھی ہماری جرأت وحوصلہ کو بڑھایا کہ جو باتیں ہم کہنا چاہتے ہیں وہ ایسی حق ہیں کہ باوجودیکہ ان میں بادی الرائی اور اول استماع میں تلخی معلوم ہو گی جو بحکم الحق مرّ حق کے لوازم سے ہے، مگر صبر و استقلال وتحمل واستکمال کے ساتھ سن لینے کے بعد امید ہے کہ وہ تینوں فریق (ہندوؤں، مسلمانوں، گورنمنٹ) کو بھلی اور شیریں معلوم ہوں گے اور صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد والا نتیجہ پیدا کریں گے۔ انشاء اللہ۔ خصوصاً قادیانی صاحب کے حامیوں کو جو ان کو مسلمان سمجھ کر ان کی حمایت کا خیال رکھتے ہیں کیونکہ ہماری تجویز سے اس کو انعام واکرام کی امید ہے، نقصان کا احتمال اس صورت میں ہے کہ وہ ہماری تجویز کو نہ مانیں۔

☆ اس امید و خیال سے ہم بتوفیق حق متعال کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے جوش کا ایک سبب جو قدیم اور بعید سبب ہے ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ ہم ایک مدت مسلمانوں کی غلامی کر چکے ہیں اب ان کو غلام بنائیں۔ سلطان محمود غزنوی اور اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں کئی طرح کی ان سے تکلیفیں اٹھا چکے ہیں اب ہم کو موقعہ ہاتھ آیا ہے، ہم ان کو تکلیفیں پہنچائیں۔ مغربی تعلیم اور اس کے ذریعہ سے دولت نے ان کو قوت دی تو اس خیال نے اور ترقی کی اور اس کی عملی تاثیر یوں ظاہر ہو رہی ہے کہ جس محکمہ میں ہندوؤں کا غلبہ یا دخل ہے وہاں حتی الوسع مسلمانوں کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ اور جو پہلے سے داخل ہیں وہ اگر ما نند شبے ما نند شبے دیگر نمے ما نند کے مصداق ہو رہے ہیں۔ اور جو مسلمان طمانیت کے ساتھ دخیل ہیں وہ اپنی حکمت عملی اور عقل مندی سے کام لے رہے ہیں۔ اس تاثیر کا ایک اثر نیشنل کانگریس کا قیام ہے جس کا جو نتیجہ ہندو اور مسلمانوں کے حق میں ظاہر ہو رہا ہے، اور جو ہوگا وہ

محتاج بیان نہیں ہے۔اس سبب کا ازالہ اوراس سبب سے جو جوش ہندؤوں کے خون میں نیا پیدا ہوگیا ہے اس کا معالجہ ہمارے اختیار اور بیان سے باہر ہے۔تاہم ، ہم صرف انسانی اور ملکی ہم دردی کے تقاضا سے ہندو صاحبوں کی خدمت میں اس قدر عرض کرتے ہیں کہ اس وقت دولت آپکے ہاتھ ہے، مغربی تعلیم آپ کی قوم میں، اتفاق قومی آپ کی جماعتوں میں ہے۔ آپ اسی ترجیح اور بزرگی کو غنیمت سمجھیں اور ناجائز وسائل سے مسلمانوں کے زیر کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مذہبی جوش وخیال کو دل ودماغ سے نکال دیں۔اور یہ بات بھی انصاف کر کے خیال میں لاویں کہ اگر کسی وقت بعض سلاطین اسلام سے ہندؤوں کے حق میں نامہربانیاں ہوئی ہیں تو ان کے مقابلہ میں دیگر سلاطین اسلام سے ہندؤوں کے حق میں مہربانیاں بھی تو ہوئی ہیں جو ان مہربانیوں سے ہرگز کم نہ تھیں جو مسلمانوں پر ہوئیں تھیں۔

سلطان محمود غزنوی اور عالمگیر کی واقعی یا فرضی سختیاں یاد دلا کر آپ ہندؤوں کے خون میں جوش پیدا کرتے ہیں، اکبر بادشاہ کے عہد کی مہربانیاں یاد میں کیوں نہیں لاتے جس کے دربار میں دیوان ٹوڈرمل کی ویسی ہی عزت تھی جیسے ابوالفضل یا فیضی کی۔ دور نہ جاؤ اس وقت کابل جا کر دیکھ لو اس میں ہندو بھی ویسے ہی دیوان وارکان ہیں جیسے کہ مسلمان۔ پھر ان اہل اسلام کی مہربانیوں کو یک لخت فراموش کر کے کسی زمانہ کی سختیاں ہندؤوں کو یاد دلانا انصاف کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اس کے مقابلہ میں وہ جوش جو مسلمانوں میں ہندؤوں کے ایسے خیالات کے برملا اظہار سے پیدا ہوا ہے یا پیدا ہوسکتا ہے اس کا روکنا بھی علاج اور تدبیر سے باہر ہے۔کون چاہتا ہے کہ میں آقا بن کر پھر غلام بنوں، یا افسر رہ کر ماتحتی قبول کروں۔اسی خیال سے مسلمان بھی خدا خدا کر کے مغربی تعلیم میں مصروف ہوئے ہیں اوران کی ترقی تعلیم کے وسائل سوچنے کیلئے ایجوکیشنل کانفرنس اوران کے حقوق کی حفاظت کیلئے اینگلو اورینٹل ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اپّر انڈیا قائم ہوئی ہے۔

مسلمانوں کی خدمت میں ہم برادرانہ التماس کرنے کی زیادہ جرأت کرتے ہیں اوراس کی قبولیت کی زیادہ امید رکھتے ہیں کہ آپ صاحبان ہندؤوں کے اس جوش مذہبی اور خیال انتقام کے مقابلے میں کوئی جوش مذہبی اور خیال انتقام دل ودماغ میں نہ آنے دیں۔ بلکہ صبر وتحمل اور استقلال سے کام لیں اور اپنی بہتری اور اصلاح کی تدبیر ورفتار کو استحکام کے

ساتھ برابر جاری رکھیں ۔ اور اگر ایسا حوصلہ اور ہمت نہیں رکھتے تو اپنے ملکی بھائیوں کی (جو تعلیم ، دولت ، اور قومی اتفاق میں تم سے بڑھ گئے ہیں) بالا دستی قبول کر لیں ۔ اس صورت سے غالباً کچھ دن آرام سے گذر جائیں گے ورنہ آئے دن مصیبتوں کا سامنا رہے گا ۔ اور اگر بالا دستی قبول کرنے سے عار ہے اور اپنے بزرگوں کے فاتح ہونے کا کوئی قصہ یا فسانہ یاد ہے اور آبائی عزت وغیرت کے خون کا تمہاری رگوں میں کچھ اثر ہے ، تو مغربی تعلیم (جس کے واسطے گورنمنٹ نے ہندو اور مسلمانوں کیلئے یکساں وسائل بہم پہنچا دیئے ہیں) حاصل کر کے موجودہ فاتح قوم کی سلطنت کے ارکان بنیں اور دولت وثروت اور حشمت وشوکت کے حصول میں تعلیم کے علاوہ تجارت وحرفت کے ذریعے کوشش کو حد کمال تک پہنچائیں اور اس کے ساتھ اپنے مذہب اور علوم مذہب میں بھی ترقی کریں ، اور دوسرے مذاہب والوں سے ناجائز مزاحمت (جس کی تمہارا مذہب اجازت نہیں دیتا) کا خیال دل میں ہرگز نہ آنے دیں ۔

ہماری ان گذارشات پر فریقین نے توجہ کی تو امید ہے کہ اس جوش کی کمی ہو جائے گی ۔ مسلمان تو پہلے ہی اپنی خستہ حالی کی مصیبت میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے (خدا کا شکر ہے کہ) چپ ہیں ، اور ایسے وقت میں جب کہ ہندوؤں کے جوش کا دریا کناروں سے باہر ہو رہا ہے ، وہ کسی خلاف قانون حرکت کے مرتکب نہیں ہوتے اور اپنے لیڈروں کی نصیحتوں پر (جو صبر وتحمل کے باب میں وہ ان کو کر رہے ہیں) کار بند ہیں ۔ ہندو صاحبان بھی اگر حوصلہ وانصاف کو کام میں لائیں گے تو ہماری اس ناصحانہ التماس سے فائدہ اٹھائیں گے ۔ وہ سلطان محمود اور عالمگیر اورنگ زیب کی فرضی یا واقعی کہانیاں چھوڑ کر اکبر ، جہانگیر اور شاہجہان کی مہربانیوں کو پیش نظر رکھ کر مذہبی کدورت سے صاف سینہ ہو کر اپنے کام ترقی تعلیم و دولت میں (جس میں وہ مسلمانوں سے پہلے ہی بہت بڑھ گئے ہیں) ، مصروف رہیں ۔

دوسرا سبب (جو قریب اور جدید ہے) یہ ہے کہ مسلمانوں کی بدقسمتی و بداقبالی کی وجہ سے ان میں قادیانی صاحب پیدا ہو گئے جنہوں نے پہلے تو اسلام کا وکیل بن کر مخالفین اسلام (نصاری ، یہود ، اور ہنود) سے مباحثہ ومناظرہ کا بیڑا اٹھایا اور ان کے مقابلہ میں ایک کتاب براہین احمدیہ نام تصنیف کر کے اس میں قرآن اور اسلام کی حقیّت پر تین سو دلائل عقلیہ قرآن ہی سے نکال کر درج کر دینے کا اشتہار دیا ، اور اس اشتہار میں یہ درج کیا کہ مخالفین میں سے جو شخص اس کا جواب دے گا اس کو دس ہزار روپئہ انعام دونگا ۔ اس اشتہار کے ذریعہ

مسلمانوں کو دام میں لا کر اور اپنا معتقد و مفتون بنا کر اور اس کتاب کی صرف چند جلدیں چھاپ کر خریداروں اور معاونوں میں باعتراف خود دس ہزار روپیہ پیشگی وصول کر کے خورد برد کر لیا۔ اور ان جلدوں میں ان تین سو دلائل میں سے (جن کے درج کرنے کا اظہار کیا تھا) ایک دلیل بھی پوری بیان نہ کی۔ صرف چند تمہیدی باتوں کو مختلف پیرایوں، نظم اور نثر میں اور تکرار کے ساتھ لکھ کر خریداروں کی تسلی کر دی۔ پھر جب یہ خیال آیا کہ اس کتاب کی بقیّہ جلدوں کا تو خارج اور نفس الامر میں (بجز اپنے خیال کے) کہیں نام ونشان نہیں، اور ان تین سو دلائل کا تو اپنے خیال میں بھی وجود نہیں، لہذا کتاب کے بقیّہ حصوں کا چھاپنا ناممکن ہے اور اس روپیہ کا جو اس کے عوض میں لیا گیا ہے، ہضم ہونا بھی مشکل ہے تو اس کتاب کی تیسری اور چوتھی جلد سے آپ نے الہام بازی شروع کر دی اور اپنے خریداروں اور معتقدوں کی توجہ عقلی دلائل کی طرف سے اپنے الہامات کے تماشے کی طرف منعطف فرما دی۔ نیز خریداروں کا دل بہلانے اور ان کے دماغ سے تین سو دلائل اور کتاب کے باقی حصوں کا خیال اچھی طرح سے بھلا دینے کی غرض سے سرمہ چشم آریہ اور شحنہ حق وغیرہ (جن میں متفرق مسئلوں پر بحث کی گئی ہے) شائع کر دیئے۔ اور چند دوسرے رسالوں کی بذریعہ اشتہارات بشارت دیدی جن میں بہت سے الہاموں اور پیش گوئیوں کے درج کرنے کا وعدہ کیا۔

براہین کی ان جلدوں اور رسائل اور اشتہارات میں ہندوؤں کو کوسنا، ان کو بہو بیٹیوں کی گالیاں دینا (شحنہ حق کے صفحہ ۱۹ میں آپ آریہ کو کہتے ہیں کہ تم نے مجھ سے اپنی لڑکی کا رشتہ تو نہیں کرنا کہ میری جائداد کی تحقیق کرتے پھرتے ہو۔ ایسا ہی سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۴۹ میں آریہ کی لڑکیوں کا ذکر مکروہ طور پر لائے ہیں) اور اپنے الہامات میں ان کو دھمکانا اور الہامی قتل سے ڈرانا اور ان کے معبودوں کو برا کہنا شروع کیا۔ اس کے ڈرانے والے الہامات میں آپ کا وہ الہام بھی تھا جو مقتول لیکھرام کے متعلق اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں شائع ومشتہر کیا تھا۔ یہ دونوں امر (ہندوؤں اور ان کے معبودوں کو برا کہنا اور الہامی قتل سے ان کو ڈرانا) ہندوؤں کے کمال اشتعال اور عداوت کے قریب اور قوی سبب ہو گئے (اس امر کا اعتراف قادیانی نے بھی کیا ہے۔ ان کا اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء اور عریضہ اسمی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء ملاحظہ ہو)۔ پہلے تو ان کے زبان دراز مذہبی اور قومی وکیل پنڈت لیکھ رام مقتول نے سال ہا سال دل کھول کر اسلام اور اس کے ہادی کو برا بھلا کہا۔ اور براہین احمدیہ کے مقابلہ اور جواب میں چند کتابیں (جو محض

بدگوئی اور بدزبانی سے بھری ہوئی تھیں اور جن کا بہت سا حصہ متعصب عیسائیوں کی تحریروں سے انتخاب کیا ہوا تھا) ادھر ادھر سے مواد جمع کر کے شائع کر دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی عام مجلسوں میں تقریروں کے ذریعہ بھی ہادی اسلام ﷺ کو برا کہہ کر مسلمانوں کو رنج پہنچایا۔

پھر جب وہ کسی سبب سے (جس کے تعیین میں اہل الرائے کا اختلاف ہے) قتل کیا گیا تو ہندوؤں کو قادیانی صاحب کے الہام مذکور کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے اس کی دستاویز سے یہ یقین ظاہر و مشتہر کر دیا کہ ہمارے قومی وکیل کو اسی شخص نے اپنے الہام کی تصدیق کی غرض سے قتل کروا دیا ہے۔

بعض ہندوؤں نے دیگر مسلمانوں کو بھی اس قتل کی سازش میں شریک کر دیا اور یہ کہا کہ ان کے مقدمہ فوجداری میں جو پنڈت کو سزا نہ ملی، اور اس سے ان مسلمانوں کو خفت حاصل ہوئی، تو ملاؤں سے فتوی لے کر اس کو قتل کروا دیا۔ وہ بھی اس قتل کی سازش والزام سے مرزا کو بری نہیں کرتے اور فتوی قتل کے ساتھ اس کی پیشگوئی مذکور کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

قادیانی یہ پیش گوئی نہ بھی کرتا، اور ہندوؤں میں اس کی اس پیش گوئی کا نوٹس نہ لیا جاتا اور صرف ان مسلمانان اہل مقدمہ پر الزام قتل قائم کیا جاتا تو بھی اس کا رجوع اسی قادیانی کی طرف ہوتا۔ یعنی ترتیب واقعات یوں ہوتی:۔

ان مسلمانوں نے پنڈت مقتول (لیکھ رام) پر مقدمہ کیوں چلایا؟

اس پنڈت کی بدگوئی و توہین اسلام کی وجہ سے۔

پنڈت نے ایسی بدگوئی کیوں کی جس سے مقدمہ چلانے کی نوبت آئی؟

قادیانی کے ان کو اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنے اور کمال اشتعال دلانے سے۔

اور جس حالت میں وہ اس بدگوئی اور اشتعال کے علاوہ لیکھرام کے قتل ہو جانے کی پیش گوئی بھی کر چکا تھا اور تمام ہندوؤں کو اس پیش گوئی کا علم وخیال ہو گیا تو اس سے ان کو حق پیدا ہو گیا اور بہانہ ہاتھ آ گیا کہ یہ قتل اسی کا کام ہے گو اس میں بعض ہندوؤں نے دیگر مسلمانوں کو بھی شریک و معاون قرار دیا ہے۔ بلکہ اکثر ہندوؤں کا تو یہ خیال ہو گیا ہے کہ تمام مسلمان اس کام میں قادیانی کے مددگار یا کم سے کم ہمدرد اور متفق الرائے ہیں۔ اور اس خیال سے انہوں نے سبھی مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔ اور اس کے بدلے میں ان کی ایذاء رسانی کا خیال پختہ کر لیا ہے۔

ہندو ایڈووکیٹ وغیرہ اخبارات نے جو کچھ مسلمانوں کے برخلاف لکھا ہے وہ اسلامی اخباروں میں مشتہر ہو چکا ہے۔ ہم اس کے ذکر واعادہ کو پسند نہیں کرتے اور جو عملی کاروائیاں زبردست ہندو زیردست مسلمانوں کی تباہی کے واسطے کر رہے ہیں ان کو بیان کرکے اپنے مسلمانوں کے رنج کو تازہ کرنا نہیں چاہتے۔

اس کے مقابلہ میں مسلمان جو تدبیریں سیلف ڈیفنس کے واسطے کر رہے ہیں، اور ان کی جو عملی کاروائی شروع ہوگئی اس میں ہم ان کے اس وجہ سے شکرگذار وثناخوان ہیں کہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس میں کسی امر خلاف قانون کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور نہ اپنے مذہبی رنج کو (جو انہیں پہنچایا گیا) پولیٹکل ایجی ٹیشن کا مخزن اور منبع بنایا۔ لیکن اس قدر برادرانہ و ناصحانہ التماس ضرور کریں گے کہ اس سے بہتر اور آسان تدبیر وہ ہے جو ہم تحریر کرنا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ ان کی تجاویز کے نتیجے سے مفید تر اور آسانی سے ظاہر ہوسکتا ہے۔ مگر ہم پہلے ہندوؤں کی خدمت میں کچھ گذارش کرلیں، بعد میں انکی خدمت میں وہ تدبیر عرض کریں گے

ہندو صاحبان کے حد اعتدال سے بڑھے ہوئے جوش کو اعتدال میں لانے کیلئے ہم گذارش کرتے ہیں (اور وہی اس فساد کا جو اس جوش سے پیدا ہونے والہ ہے، علاج ہے) کہ اول تو اس تعیین کو دل و دماغ سے نکال دیں کہ پنڈت لیکھ رام کا قاتل کوئی مسلمان ہے اور اس یقین کے مقابلے میں اس احتمال کو بھی خیال میں لاویں کہ اس کا قاتل کوئی ہندو ہو، جس کی وجہ مذہبی یہ ہوسکتی ہے کہ اس پنڈت سے جیسے مسلمان آزار رسیدہ اور ناخوش تھے ویسے ہی ہندو بھی تھے۔ اور بقول اڈیٹر اخبار عام (جو ایک پنڈت ہے) وہ ہندوؤں کے بزرگوں کو بھی ویسا ہی پانی پی پی کر گالیاں دیتا تھا جیسے مسلمانوں کے بزرگوں کو۔ اس وجہ سے اس قتل کا شبہ وگمان جیسا کہ ایک کٹر مسلمان پر ہوسکتا ہے ویسا ہی ایک کٹر ہندو پر بھی۔

پس کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو اس شبہ کیلئے مخصوص کیا جائے اور اس کی پرائیویٹ وجہ وہ ہے جو اخباروں میں مشتہر ہو چکی ہے۔ اور اس وجہ کی نظر سے سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو نیوٹرل اخبار ہے اور ہندو و مسلمانوں دونوں سے علیحدہ ریمارک کرتا ہے) کہ

ممکن ہے کہ آخر کار یہ ایک پرائیویٹ قتل ہو۔

اور گو ہندو صاحبان اس احتمال کو جگہ نہ دیں اور بلادلیل اس احتمال اول پر اپنا یقین وایمان قائم رکھیں کہ ضرور اس کو کسی مسلمان نے مارا ہے۔ اور الہامی قاتل (قادیانی) نے اس کو

بہکا کر اس قتل کا مرتکب بنایا ہے تو پھر بھی ان کو یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ اس جرم قتل میں تمام مسلمانوں کو اس کا شریک و مددگار یا ہم درد و متفق الرائے سمجھیں۔

کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت ہی کم لوگ ہیں جو قادیانی کو مسلمان سمجھتے ہوں۔ وہ تو جمہوری رائے سے اس کو دائرہ اسلام سے خارج کر چکے ہیں۔ اور علماء ہندوستان و پنجاب، پشاور سے کلکتہ اور مدراس و بمبئی تک اس پر تکفیر کا فتوی لگا چکے ہیں۔ اور اس کی ایسی کاروائیوں سے کہ وہ ہندوؤں اور ان کے معبودوں اور اکابر مذہب کو گالیاں دیتا ہے وہ لوگ بھی ناراض ہیں جو ہنوز اس کو کافر نہیں کہتے بلکہ صرف گمراہ یا خطاکار قرار دیتے ہیں۔ اور اس دشنام دہی سے وہ اپنے ہادی کی تاکیدی ہدایتوں کو مانع پاتے ہیں۔ قرآن شریف میں خدا ارشاد فرماتا ہے

لا تسبّوا الّذین یدعون من دون اللہ فیسبّوا اللہ عدواً بغیر علم۔

(انعام۔ع۔ ۱۲) کہ جن کو تمہارے مخالف خدا کے سوا پکارتے اور پوجتے ہیں، ان کو تم گالی نہ دو۔ وہ دشمنی سے اس کے بدلے و مقابلے میں خدا کو گالیاں دیں گے۔

بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال رسول اللہ ﷺ من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسبّ ابا الرجل فیسبّ اباہ و یسبّ امہ فیسبّ امّہ۔ متفق علیہ۔ (مشکوۃ ص ۴۱۱)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا بھی کوئی ہے جو اپنے والدین کو گالیاں دیتا ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں کہ اس نے اس کے باپ کو گالی، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اس نے اس کی ماں کو گالی دی وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

اور قادیانی کی ان پیش گوئیوں کو جو لوگوں کے مرنے کی نسبت وہ مشتہر کرتا ہے، بعض وہ لوگ بھی نہیں مانتے جو اس کے اتباع میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان پیش گوئیوں میں وہ اس کو خطا پر سمجھتے ہیں، گو اس کی اور باتوں کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بہر حال اس کے قتل کے الہاموں اور گالیوں کو تسلیم کرنے والے مسلمان بہت ہی کم ہیں۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ مقتول پنڈت کی گالیوں سے تمام مسلمان بہت تنگ دل

وآزردہ خاطر ہیں۔ اور ایسا مسلمان کوئی نہ ہوگا جس کے دل میں ان گالیوں کا سخت رنج نہ ہوگا۔ مگر اس رنج کو اس ذریعہ سے نکالنا کہ وہ اس کو قتل کر ڈالیں، یا اس قتل کی سازش میں شریک ہوں، یا اس سے اتفاق کریں وہ ہرگز پسند نہیں کرتے۔ اس پر روشن دلیل یہ ہے کہ گالیوں اور مذہبی توہین کے بدلے ایک غیر اسلامی سلطنت کے زیر حکومت رہ کر توہین کنندہ کے قتل کو وہ بحکم مذہب جائز نہیں سمجھتے، اور خلاف ورزی قانون سلطنت سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا وہ گناہ جانتے ہیں۔ اگر وہ اس امر کو جائز سمجھتے اور اس کی جرأت رکھتے تو اس پنڈت سے پہلے الہامی قاتل کا کام تمام کر چکے ہوتے، کیونکہ وہ شخص باوجود منافقانہ دعوی اسلام، آنحضرت ﷺ کی سخت توہین کر چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو توڑ کر خود نبی بن بیٹھا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے حق میں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت (کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا) کو آپ سے چھین کر اپنے اوپر لگا چکا ہے۔ اور حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم اور قابل نفرت کہہ کر ان کی سخت توہین کر چکا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے مذہب اور اعتقاد میں مسیح بھی ویسے ہی واجب التعظیم ہیں جیسے آنحضرت اور دوسرے انبیاء۔ اور اس توہین کے علاوہ اس نے ان کو برملا گالیاں دیں اور لعنتیں کہی ہیں۔ اس پر بھی مسلمانوں نے صبر کیا اور اس پر صرف فتوی کفر لگا کر اپنی جماعت سے اس کو خارج کر دیا۔ اور بلحاظ خوف قانون گورنمنٹ اس کے قتل کا ارادہ نہ کیا۔ اس مثال کے جواب میں اگر ہندو یہ کہیں کہ وہ بظاہر تو مسلمان کہلاتا ہے اور نام ہی اکثر کا مسلمانوں کو لحاظ ہوتا ہے اس لئے مارا نہیں گیا۔ تو ہم دوسری مثال پیش کرتے ہیں کہ پادری لوگ ہمیشہ گلی کوچوں میں مذہب اسلام کی توہین کرتے ہیں اور ہادی اسلام کو برا کہتے ہیں۔ مگر کسی نے نہ سنا ہوگا کہ کسی پادری کو کسی مسلمان نے گالیوں کے بدلے مار ڈالا ہے۔

تھوڑے دن گذرے ہیں کہ گڑگانوے کے ایک پادری نے آنحضرت ﷺ کی توہین میں ایک رسالہ اردو میں شائع کیا تھا۔ اس رسالے کو دیکھ کر بھی مسلمانان دہلی اور قرب وجوار کو (جن کو اس قتل کے الزام میں شامل کیا جاتا ہے) جوش نہ آیا اور انہوں نے اس پادری کو قتل نہ کیا، بلکہ صرف ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سے (جس میں یہ خاکسار راقم مضمون بھی شامل تھا) سابق گورنر پنجاب کی خدمت میں اس شکایت کو پیش کیا جس پر انہوں نے صرف اس قدر مسلمانوں کی دل جوئی اور داد رسانی کی کہ اس رسالے کی اشاعت روک دی اور کوئی سزا اس پادری کو

نہ دی۔ تب بھی مسلمانان دہلی وغیرہ نے پادری کے برخلاف کوئی کاروائی نہ کی۔ اس مثال سے (جس کے ماننے میں کسی کو عذر کی گنجائش نہیں) ہندوؤں کو یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ اپنے ہادیوں کے حق میں گالیاں سن کر بھی مسلمانوں کو صبر کی عادت ہے۔ اور ان کو مذہب کی طرف سے اجازت نہیں ہے کہ غیر اسلامی سلطنت کے ماتحت رہ کر وہ گالیوں کا انتقام قتل سے لیں کیونکہ اس سے ان کو اپنے قتل و ہلاکت کا خوف ہے جس سے ان کو یہ حکم اللہ تعالی مانع ہے و لا تلقوا بایدیکم الی التّھلکۃ (یعنی اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔

مسلمانوں کے اس عمل واعتقاد کو اور الہامی قاتل کی نسبت مسلمانوں کے خیالات مذکورہ بالا کو ہندو انصاف سے سوچیں گے اور اس میں غور و تامل کو کام میں لائیں گے تو وہ یقین کریں گے کہ اگر بالفرض والتسلیم ان کے مقتول کو الہامی قاتل نے قتل کرا دیا ہے تو بھی مسلمانوں کو اس کے فعل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ مسلمان اس کے اس فعل میں (اگر وہ بقول وزعم ہندوؤں کے اس سے وقوع میں آیا ہے) شریک ہیں نہ معاون نہ ہمدرد۔ اور اس یقین سے امید ہے کہ وہ اپنے اس غلط خیال کو واپس لیں گے۔ اور بذریعہ ان ہی اخبارات کے جن میں وہ غلط خیال شائع کر چکے ہیں، عام مسلمانوں کی برائت کا خیال ظاہر و مشتہر کریں گے۔ اور آئندہ مسلمانوں سے وہی برتاؤ رکھیں گے جو اس سے پہلے ان میں جاری تھا۔ اور دنیاوی امور میں ان سے وہی ساتھ رکھیں گے جو قدیم سے چولی دامن کا ساتھ چلا آتا ہے۔

☆ مسلمانوں کی خدمت میں بادب التماس ہے کہ آسان تدبیر ہندوؤں کے ناجائز منصوبوں اور ان کے برے ارادوں سے بچنے کی (آپ کی موجودہ حالت کی نظر سے یہی ہے) کہ آپ اپنی اسلامی مجلسوں میں اس مضمون کی قرار دادیں پاس کریں کہ قادیانی کی بدگوئی اور اس کے مضمون پیش گوئی سے ہم کو اتفاق نہیں۔ اور ان خیالات کی اخبارات میں اشاعت کریں۔ امید ہے اس سے ہندوؤں کے خیالات بدل جائیں گے اور ان کے برخلاف خیالات صلح پسندی کو وہ ظاہر کریں گے۔ وہ بھی یہ خوب جانتے ہیں کہ گو وہ مال و دولت و تعلیم و اتفاق میں مسلمانوں سے فائق ہیں مگر علیحدگی اور تفرقہ میں مسلمانوں ہی کا نقصان نہیں ہے بلکہ ہندوؤں کا بھی سخت نقصان ہے۔ ان کی تجارت کا بڑا مدار مسلمان ہی ہیں۔ وہ اپنے بہی کھاتوں اور روزمرہ کے گاہکوں کی طرف رجوع کریں گے، تو ہندوؤں کی نسبت زیادہ مسلمانوں کو اپنا خریدار پائیں گے۔ ہندو سو روپیہ کی ماہوار آمدنی سے بمشکل بیس خرچ کریگا

مسلمان کو بیس کی آمدنی ہوگی تو تیس خرچ کرے گا۔ ان کا روپیہ خوراک اور پوشاک کے ذریعہ سے اکثر ہندؤوں ہی کی دکانوں میں جاتا ہے، ان کے اپنے گھروں میں کم رہتا ہے۔

اس سے بڑھ کر مفید تدبیر جس سے ہندؤوں کی آتش جوش پر دفعتاً پانی پڑ جائے یہ ہے کہ مسلمان ہندؤوں کو لیکھ رام کے قاتل کا پتہ لگانے میں مدد دیں۔ جس کی آسان صورت یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو الہامی صاحب کے معتقد و مرید ہیں، ان کی خدمت میں حاضر ہوکر دست بستہ عرض کریں کہ یا حضرت آپ کی پیش گوئی متعلق موت لیکھرام کی وجہ سے ہندؤوں کو یہ غلط گمان پیدا ہوگیا ہے کہ وہ آپ کی سازش سے قتل کیا گیا ہے۔ اور اس خیال سے ہندو تمام مسلمانوں کے جانی دشمن ہو گئے ہیں۔ اور ان بے چاروں پر ایک آفت برپا ہے۔ چونکہ آپ ہم مریدوں کے اعتقاد میں مسلمانوں کے امام وقت اور خلیفہ اور مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں، لہذا مسلمانوں کی دست گیری اور اس آفت عظیم سے ان کی جان بری آپ نہ کریں گے تو پھر دنیا میں اور کون ہے جس سے یہ آفت دور ہو اور اس کی مدد سے ان کی جان بچ جائے۔ اب للہ مسلمانوں پر رحم کریں اور اس مقتول اور اس کے وارثوں سے بھی انسانی ہم دردی کریں (جسکا آپ اشتہار ۹ مارچ ۱۸۹۷ء میں وعدہ دے چکے ہیں) اور اپنے خدا داد الہام اور وحی کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے (جس کو آپ سو دفعہ پکارتے ہیں تو سو ہی دفعہ وہ آپ کو جواب دیتا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۵۸ میں آپ نے فرمایا ہوا ہے) دریافت کر کے اس قاتل کو (جس کو آپ اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء نابکار خونی کہہ چکے ہیں اور پھانسی اور بدتر سے بدتر سزا کے لائق قرار دے چکے ہیں) پتہ بتا دیں تاکہ ہندو اس سے انتقام لیں، اور مسلمانوں کو اپنے غضب و عتاب سے رہائی بخشیں۔

اور اگر معتقدین و مریدین قادیانی یہ جرأت نہ کریں اور غالباً نہ کریں گے اور قادیانی کی شان کو اس سے ارفع سمجھیں گے کہ بلا الہامی اجازت ان کے حضور میں کسی کی سفارش کریں، اور یہ کہیں گے من ذا لذی یشفع عندہ الا باذنہ (یعنی کس کی جرئت و طاقت ہے کہ ان کے حضور میں بلا اذن حضور اقدس کے کسی کی سفارش کرے) تو بدرجہ دوم اہل اسلام قادیانی سے یہ درخواست کریں۔ جس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اہل اسلام کے چند اعیان (جن کو قوم کی صلاح و فلاح و سود و بہبود کا خیال ہے اور وہ قومی کاموں کا حصہ لیتے ہیں اور ان کو الہامی صاحب سے معتقدانہ تعلق نہیں ہے) ان کی خدمت میں اتفاق کے ساتھ اس مضمون کی مراسلت

بھیجیں کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں اور اکثر لوگوں (خصوصاً مشتعل ہندوؤں) میں مسلمان میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور آپ نے لیکھ رام کی موت کے متعلق ایک پیشگوئی کی تھی جس سے مسلمانوں کو یہ مضرت پہنچی ہے کہ اس وقت لیکھ رام خدا جانے کس سبب سے اور کس کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے، مگر ہندوؤں کو اس پیشگوئی کی وجہ سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ اس قتل میں آپ کی، بلکہ تمام مسلمانوں کی سازش ہے۔ اور اس خیال سے وہ سب مسلمانوں کے دشمن جانی ہو گئے ہیں۔ اور جب تک ان کا یہ گمان غلط ثابت نہ ہو ان کو اس دشمنی کا کسی قدر موقعہ بھی ہے ...لہذا آپ مسلمانوں پر رحم فرماویں، اپنے الہام کا ٹیلی فون یا ٹیلی گراف لگا کر خدا تعالی سے پوچھ کر بتا دیں کہ قاتل کون ہے جس کے سبب سے تمام مسلمان بدنام ہو رہے ہیں۔ آپ کی توجہ سے قاتل کا پتہ لگ گیا تو تمام مسلمانوں کی جان اور مال و آبرو کو امن ہو جائے گا اور آپ کا الہامی ہونا منکروں میں بھی مسلّم ہو جائے گا۔

اور اگر وہ لوگ بھی قادیانی سے اس مراسلت کی جرأت نہ کریں تو پھر بدرجہ سوم ہم ہندوؤں کی خدمت میں بھی عرض کریں گے کہ آپ ہیں بھی صاحب غرض و اہل حاجت۔ آپ اپنی غرض پوری کرنے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اور آپ مسلمانوں پر رحم فرما کر ان کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اور اس صورت سے (جو ہم مسلمانوں کی خدمت میں عرض کر چکے ہیں) لیکھ رام کے قاتل کا پتہ قادیانی سے دریافت کریں۔

قادیانی کو لکھے جانے والے خط یا درخواست کا مضمون یہ ہونا چاہیے کہ آپ نے پرچہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۴ کالم اول سطر ۲ ضمیمہ انیس ہند میرٹھ کا یہ قول کہ

ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کی وفات کی بابت پیش گوئی کی تھی، ورنہ ان حضرات کو کیا علم غیب تھا،

نقل کر کے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ

"یہ تمام صاحب آپ اس بات کو تبع لعب ٹھہراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ سو اس وقت ہم بطور نمونہ بعض اور پیش گوئیوں کو درج کرتے ہیں تا کہ ان نظائر کو دیکھ کر آریہ صاحبوں کی آنکھیں کھلیں ۔(پھر آپ نے ۹ پیش گوئیاں نقل کی ہیں) اور عریضہ اسی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں آپ نے کہا ہے

بجز خدا کس کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیش گوئی کرے جس کی میعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی۔ اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی جس تاریخ کو یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی دوسری شوال جو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء ہوتی ہے۔ اور موت کا دن مقرر کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ اس کی وفات کا دن یک شنبہ رات کا وقت ہوگا۔ اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے اور وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنی یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہوگا۔ اور چھ مارچ کے دن میں۔ اور چھ بجے بعد دوپہر کے حملہ ہوگا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے۔ پس کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں کہ وہ سترہ برس پہلے یعنی اس وقت کہ جب لیکھرام بارہ تیرہ برس کی عمر کا ہوگا خبر دے دی بلکہ یہ خدا کا کام جو زمین وآسمان کو بنانے والا اور عالم الغیب ہے،

اور اس عریضہ میں آپ خدا کا یہ الہام اپنے حق میں نقل کر چکے ہیں کہ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے (یعنی خدا تیری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے)

اور اس سے پہلے اشتہار ۱۵۔ مارچ میں لکھ چکے ہیں کہ جو شخص مجھے سازش قتل میں شریک سمجھتا ہے وہ قسم سے یہ بات کہے تو میں اس کیلئے بددعا کرونگا اور وہ ایک سال میں مر جائے گا۔ اور اشتہار ۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں اپنی اس قبولیت دعا پر ایسا بھروسہ کیا ہے کہ درصورت عدم قبولیت دس ہزار روپئہ جرمانہ دینا، اور اپنے لئے پھانسی کی سزا پانا بھی قبول کر لیا ہے۔ اور اس واقعہ سے پہلے عبداللہ آتھم کے مقابلہ میں بھی آپ نے متعدد اشتہاروں میں یہ دعوی کیا تھا کہ اگر آتھم قسم سے کہدے کہ میں اس کی پیش گوئی سے نہیں ڈرا تو وہ ایک سال میں مر جائے گا، نہ مرا تو میں چار ہزار تک اس کو جرمانہ دونگا۔ اور ان دنوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۳۲۔۳۳ میں بھی یہ دعوی کیا ہے کہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق کوئی اور عیسائی قسم کھالے اور مباہلہ کر کے کہدے کہ وہ پوری نہیں ہوئی تو وہ بھی ایک سال کے اندر مر جائے گا۔ اور کتاب براہین کے صفحہ ۲۵۹ میں آپ یہ دعوی بھی کر چکے ہیں کہ اگر آپ کو خدا تعالی سے سو مرتبہ سوال اور دعا کا اتفاق ہوتا ہے تو اس کا جواب بھی سو ہی مرتبہ صادر ہوتا ہے، اور اس کا متواتر تجربہ آپ کو ہو چکا ہے۔ اور کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۸۔۶۹ میں آپ نے لکھا ہے کہ اہل کمال (یعنی اولیاء اللہ) جو مرتبہ لقاء اللہ کو پہنچ جاتے ہیں

(جس میں آپ اپنے آپ کو داخل اور بہت سے سابق اولیاء اللہ سے بہتر سمجھتے ہیں اور اشتہار اردو انگریزی بیس ہزاری میں یہ دعوی کر چکے ہیں) تو ان کا لفظ کن (یعنی کسی کام کی نسبت یہ کہنا کہ ہو جا) تموج کی حالت میں خدا کے کن کی مانند خطا نہیں کرتا (یعنی جو وہ کہتے ہیں سو ہو جاتا ہے) ۔آپ کی ان تحریروں ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے حضور میں آپ کا بڑا قرب ہے، اور اس کے امور قضا وقدر میں آپ کو بڑا دخل ہے، اور جو بات آپ خدا کو کہتے ہیں، خدا کو وہ مان ہی لینی پڑتی ہے۔

اس دعوی میں اور ان بیانات میں (جو ہم ہندوؤں نے آپ کی کتابوں اور اشتہاروں سے نقل کئے ہیں) آپ سچے ہیں تو ہم پر رحم فرما کر خدا سے قاتل کا پتہ پوچھ دیں ۔ اور اس کے قاتل ہونے کے دلائل وعلامات بھی (جو خدا کے علم میں ہیں، اور وہ جہان کے عقلاء اور بیرسٹروں اور ججوں کے بیانات اور دلائل سے ضرور پرزور اور مدعا کے مثبت ہوں گے) ارشاد کریں ۔ اس صورت میں نہ ہم صرف آپ کو اور مسلمان بھائیوں کو اپنے غلط گمان سازش قتل سے بری کریں گے بلکہ اسکے ساتھ معقول انعام بھی دیں گے اور آپکی کرامات کے سب لوگ قائل ہو جائیں گے

اس سوال کے جواب میں اگر قادیانی صاحب کہیں (اور غالباً یہی کہیں گے چنانچہ آپ کے رسالہ برکات الدعا کے صفحہ آخر کا الہام حاشیہ اس پر گواہ ہے، جو آگے نقل ہوگا) کہ قاتل انسان نہ تھا بلکہ خدا کا فرشتہ تھا جو انسان کی صورت میں دکھائی دیتا تھا، تو اس کے جواب میں آپ سے اولاً یہ کہا جائے گا کہ اس صورت میں آپ نے اس قاتل کو نابکار خونی اور بدتر سے بدتر سزا کے لائق کیوں کہا؟ پھر یہ درخواست کی جائے کہ آپ مہربانی کر کے اس فرشتہ کو جو آپ کے زیر کمان اور آپ کی تائید وخدمت کیلئے مامور تھا، حکم دیں یا خدا سے اس کو حکم دلوا دیں کہ وہ اسی صورت میں (جس میں قتل کرنے آیا تھا) پھر ایک دفعہ ظاہر ہو اور ایک جماعت کو اپنا آپ دکھاوے ۔ اس صورت میں بھی نہ صرف آپ یا آپ کے پیرو الزام سازش قتل سے بری ہوں گے بلکہ آپ تمام دنیا میں خدا کے ملہم ومخاطب اور آخری زمانہ کے پیغمبر (جیسا کہ آپکو دعوی ہے) تسلیم کئے جائیں گے ۔ اور تمام خلقت حتی کہ سلطنت کا رجوع آپ کی طرف ہو جائے گا ۔

اور اگر اس سوال کے جواب میں قادیانی صاحب یہ عذر کریں کہ آخر میں بندہ ہوں خدا نہیں ۔ میں خدا کی جناب میں قاتل کی نشان دہی کیلئے عرض کروں گا، وہ چاہے گا تو اس عرض کو منظور کرے گا اور چاہے گا تو نا منظور کرے گا۔ میرا اس پر کوئی زور تو نہیں ہے۔

تو اس کے جواب میں آپ (ہندو) لوگ کہیں کہ یہ جواب آپ کے ان بیانات و

عبارات کے جو نقل کیئے گئے ہیں، مخالف ہے۔ ان عبارات میں تو آپ نے خدا کو ایسا محکوم بنایا ہوا ہے کہ جدھر آپ کا منہ اسی طرف خدا کا منہ ہوتا ہے۔ آپ سو دفعہ بلا ویں تو سو ہی دفعہ وہ لبیک پکارتا ہے۔ پھر وہ اس سوال نشان دہی قاتل کے جواب میں کیونکر آپ کا خلاف کرسکتا ہے؟ اور اگر قادیانی صاحب یہ کہیں کہ جب میں کسی منکر پیش گوئی کو (مسلمان ہو یا ہندو، ایک ہو خواہ سو) قتل کرنے یا مارنے کیلئے خدا تعالی سے سوال کرتا ہوں تو وہ میرا سوال سن لیتا ہے اور جب قاتل کا پتہ بتانے (جس سے قصاص لیا جاسکتا ہے اور اس قصاص سے بحکم آیت و لکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب دوسروں کی زندگی متصور ہے) کی بابت سوال کروں تو وہ نہیں سنتا، اور مجھے خدا نے مارنے کیلئے بھیجا ہے جیسا کہ مجھ سے پہلے مسیح کو مردوں کو زندہ کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ تو آپ (ہندو حضرات) اس پر یہ سوال پیش کریں کہ پھر آپ نے براہین احمد یہ کے صفحہ ۲۵۸، اور آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۸۔۶۹۔ اور عریضی اسمی گورنمنٹ کے صفحہ اول کے بیانات والہامات میں یہ قید کیوں نہ لگا دی تھی تا کہ آپ سے قاتل کا پتہ لگانے کا سوال نہ کیا جاتا۔ اور نیز آپ لوگوں کو مارنے ہی کے واسطے مامور اور خدا کی طرف سے منصور ہو کر آئے ہیں، تو پھر آپ تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے خیال واعتقاد میں آنے والے مسیح کو خونی مسیح کیوں کہتے ہیں۔ اس صورت میں تو خونی مسیح کا لقب آپ ہی کے لئے موزوں ومخصوص ہونا مناسب ہے۔

(اشتہار جوابی سردار راج اندر سنگھ مطبوعہ ۱۰۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں آپ فرماتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کے حق میں آیا ہے کہ، کافر اس کے دم سے مریں گے، یعنی اس کی دعا سے ان پر عذاب نازل ہوگا۔ سو اگر عذاب کی پیش گوئیاں بدنامی ہیں تو یہ بدنامی تو خدا کے قول سے ہمارے حصہ میں آ گئی

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند　　　گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا

اس میں آپ نے کمال چالاکی کی ہے۔ اپنے خونی ہونے کے اعتراف کے ساتھ حضرت مسیح کو بھی خونی بنا لیا ہے۔ اور یہ ٹائٹل خدا کی تقدیر سے ان کے اور اپنے لئے ثابت کیا ہے اور اس میں مسلمانوں کو کئی دھوکے دیئے ہیں۔ اول یہ کہ یہ خون اور قتل ہم دونوں کے کمالات سے ہے نہ عیب۔ دوم۔ یہ کہ ہم دونوں اسی کام کیلئے مخصوص و مامور ہو کر آئے ہیں کہ لوگوں کو قتل کریں۔

آپ کے اس اعتراف نے ہمارے اس سوال کو پکا کر دیا کہ پھر آپ مسلمانوں پر یہ طعن کیوں کرتے ہیں کہ وہ خونی مسیح کے منتظر اور معتقد ہیں۔ کیا خدا تعالی سے کسی کا خون کرنے اور کسی کو تلوار سے مار

ڈالنے میں کچھ فرق ہے؟ ہرگز نہیں۔

دوسرا سوال اس اعتراف پر یہ وارد ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم نے مردہ بھی تو زندہ کیئے۔ اور لا علاج بیمار اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی اچھے کیئے۔ چنانچہ نص قرآن سے ثابت ہے لہذا وہ صرف خونی کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے اور آپ صرف مارتے ہیں، یا منکروں کو کوہڑی اندھے بنانے کا دعوی کرتے ہیں لہذا خونی کیلئے آپ ہی مستحق ہیں۔ پھر آپ مسیح ابن مریم کو اپنے ساتھ کیونکر ملا سکتے ہیں اور خود ان کے نظیر کیونکر بن سکتے ہیں یہی آپ کے اس اعتراف میں دھوکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

اول۔ یہ کہ آپ نے حضرت مسیح کے حق میں صرف یہ نوشتہ تو نقل کیا کہ

کافر ان کے دم سے مریں گے

اور ان کا مردوں کو زندہ کرنا، اور لا علاج بیماروں اور کوہڑیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا نظر انداز کیا۔ اور یہ جتانا کہ اس کا کہیں ذکر نہیں آیا۔

دوسرا دھوکہ یہ کہ دم کی تفسیر بطور تحریف آپ نے دعا سے کی جو کسی حدیث یا روایت میں وارد نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تفسیر روایات حدیث میں ایسی صفات سے ہوئی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے سانس مراد ہے (جو خوش بودار ہوگی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی) نہ دعا، جو نہ خوش بو رکھے، نہ کسی مسافت میں محدود ہوسکتی ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں فلا یحلّ لکا فر یجد ریح نفسه الا مات و نفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه۔ مسلم، ج ۲، ص ۹۷۔

تیسرا دھوکہ یہ دیا کہ اپنے فعل قتل عام کو حضرت مسیح کے فعل خاص قتل کفار کے مماثل و مانند بتایا حالانکہ حضرت مسیح کے دم سے صرف کافر مریں گے۔ اور آپ کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی مارنے یا اندھا کوہڑے کرنے کی فکر اور ادعاء میں ہیں۔ اور خاص کر اس عاجز خاکسار کو اشتہار ۱۱۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں اس قتل سے ڈراتے ہیں۔

اس کے جواب میں اگر آپ یہ کہیں کہ تم اور تمہارے دوسرے مولوی بھائیوں کو بھی ہم کافر جانتے ہیں کیونکہ تم حضور ایں جانب کو کافر کہتے ہو۔ تو اس کے جواب میں عرض کیا جائے گا کہ میرے بھائی سبھی مولوی اور مشائخ تو آپ کو کافر نہیں کہتے۔ بعض آپ کی نسبت گمراہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ بعض آپ کو صرف خطا کار ٹھہراتے ہیں۔ کئی مجنون کہتے ہیں۔ کئی مبتدع کا خطاب دیتے ہیں، چنانچہ فتوی تکفیر قادیانی جو اشاعۃ السنہ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ میں درج ہو کر شائع ہوا، بہ تفصیل مصرح ہے۔ اور بعض حضرات ایسے ہیں کہ جنہوں نے آج تک آپ کے حق میں کچھ نہیں کہا سکوت محض اختیار کیا ہے (یہ صاحب چاچڑاں

والے سجادہ نشین مولوی صاحب ہیں جن کا تکفیر الہامی سے سکوت ضمیمہ انجام آتھم میں قادیانی نے نقل کیا ہے) جس کا آپ کو بھی اعتراف ہے۔ بایں ہمہ آپ نے ہندوستان و پنجاب کے چورانوے علماء اور اڑتالیس مشائخ و سجادہ نشینوں کو اشتہار مباہلہ کے صفحہ ٦٦ میں مار ڈالنے یا بیمار کر دینے کی دھمکی دی ہے۔ کیا آپ یقین رکھتے تھے یا آپ رکھتے ہیں کہ وہ سب کے سب آپ کو کافر کہتے ہیں؟ امید نہیں کہ آپ ان سب کی نسبت اس یقین کا اظہار کریں، پھر آپ نے ان سب کو مار ڈالنے کی دھمکی دی، تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا فعل قتل ان لوگوں سے مخصوص نہیں جو آپ کو کافر کہتے ہوں اور اس وجہ سے آپ ان کو کافر سمجھتے ہوں۔ بلکہ وہ ان سب مسلمانوں کو بھی شامل ہے جو آپ کے کسی الہام یا پیش گوئی کو نہ مانیں۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا اپنے فعل قتل عام کو قتل حضرت مسیح خاص قتل کفار سے مشابہ کہنا دھوکہ و مغالطہ ہے)

☆ ان سوالات کا جواب قادیانی صاحب کافی نہ دیں تو پھر ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہندو (یا ان کی درخواست پر عدالت) ان سے کیا سلوک کرے کیونکہ یہ امر قانون سے متعلق ہے اور ہم قانون نہیں پڑھے۔

اور اگر ہندو صاحبان بھی اپنی دولت و روز افزوں ترقی کے غرور سے یا اپنے دوسرے منصوبوں اور تدبیروں (جو مسلمانوں کو زیر اور ذلیل کرنے کیلئے وہ کر چکے ہیں) کے بھروسہ پر ہماری اس تجویز کو نہ مانیں تو پھر بدرجہ چہارم ہم گورنمنٹ کی خدمت میں گذارش کریں۔ مگر کس عنوان اور صورت میں اور کس سبیل اور کس ذریعہ سے؟ اس کی بابت ہم سر دست کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتے۔ اور ابھی ہم کو اولاً اتباع قادیانی کے جواب کا انتظار مناسب ہے۔ ثانیاً اشد مسلمانوں کے اعیان کے جواب کا۔ ثالثاً ہندوؤں کی مہربانی و توجہ کا۔ ہاں بالفعل ہم گورنمنٹ اور اس کے ماتحت عدالتوں سے اس قدر سفارش کرتے ہیں کہ وہ قانون سیاست و تعزیر کے متعلق اس سوال پر غور کریں کہ اگر مثلاً کوئی دودھ فروش دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرے، یا کوئی زرگر چاندی سونے میں کھوٹ ملا کر بیچتا ہو، یا کوئی حکیم کسی دوا میں زہر ملا کر لوگوں کو دیتا ہے یا کسی دوا میں ایسی چیز کی آمیزش کرتا ہے جس سے اسکی تاثیر کم ہو جاتی ہو، تو اس شخص کو پولیس بغیر استغاثہ یا باستغاثہ کے جا پکڑتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک شخص جھوٹے الہام (جس میں لوگوں کی تخویف مجرمانہ پائی جاتی ہو اور کسی شخص کی کسی خاص میعاد کے اندر مر جانے کی خبر ہو) از خود بنا کر شائع کرتا ہو، اور خود اس کے اقبال سے اس الہام کے اثر سے موت کا وقوع بھی ہو گیا ہو، اور اس کے انتقام میں لوگوں کو طرح طرح کی تکالیف پہنچ رہی

ہوں ، لیکن گورنمنٹ یا اس کی ماتحت عدالت یا پولیس اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اس کو ایسے خوفناک الہامات شائع کرنے سے نہیں روکتی ۔ کیا انسان کا خون ایک پیسہ کے دودھ کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا ؟ اور قانون شہادت کے متعلق وہ اس سوال پر غور کریں کہ ایک شخص ایک واقعہ قتل یا سرقہ کی نسبت قبل از وقوع ساری باتیں بتا دیتا ہے کہ فلاں وقت وہ قتل ہوگا یا سرقہ واقعہ ہوگا ۔ اور فلاں ہتھیار یا آلہ نقب سے وہ وقوع میں آئے گا اور قاتل یا سارق کا اس وقت یہ لباس ہوگا ۔ اور پھر باعتراف اس شخص کے ایسا ہی وقوع میں آ گیا تو پھر کیا عدالت کا فرض یا حق نہیں ہے کہ اس شخص سے قاتل یا چور کی سراغ رسانی کی بابت سوال کرے؟ اور اس کو گواہ بنا کر قتل یا سرقہ کا ثبوت بہم پہنچاوے ۔

ہم قانون پیشہ نہیں، مگر قانون کی کتابوں میں ایسی دفعات دیکھتے ہیں کہ ازانجملہ بعض قادیانی کی ایسی پیش گوئیوں پر پوری منطبق ہوتی ہیں اور بعض کا اصل اصول منطبق ہوتا ہے اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ انتظامی طور پر ہی خود بخود یا کسی شخص یا جماعت کے توجہ دلانے پر زیادہ نہیں تو اتنا تو کرے کہ قادیانی سے پرائیوٹلی یا ڈمی آفیشل چٹھی کے ذریعہ سے قاتل کا سراغ پوچھے ۔ اور آئندہ ایسی پیشگوئی سے اس کو روک دے ۔

یہ بات حکومت پر مخفی نہیں کہ یہ امر مذہب میں دست اندازی نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کی نیوٹریلٹی کے مخالف ہے ۔ قانون سیاست جو قادیانی کی ایسی پیشگوئیوں پر پورا منطبق ہوتا ہے دفعہ ۵۰۸ تعزیرات ہند ہے اور قانون شہادت (جسکا اصل اصول ان پر منطبق ہوتا ہے) دفعہ ۱۳۲ ہے ۔ ہم ان دفعات کی تشریح کر کے قادیانی پر ان کو منطبق کرتے ہیں ۔

دفعہ ۵۰۸ تعزیرات ہند کی یہ عبارت ہے کہ جو کوئی شخص بالارادہ کسی شخص سے کوئی ایسا امر کرا دے یا اس کے کرانے کا اقدام کرے جس کا کرنا اس پر قانوناً واجب نہ ہو، یا کوئی ایسا امر کرا دے یا اس کے کرانے کا اقدام کرے جس کا کرنا اس پر قانوناً واجب نہ ہو، یا کوئی ایسا امر ترک کرا دے یا اس کے ترک کرانے کا اقدام کرے جس کے کرنے کا وہ قانوناً مستحق ہے، اس شخص کو یہ باور کرنے کی تحریک کرنی ، اور اس تحریک کے اقدام کے ذریعہ سے کہ اگر وہ شخص اس امر کو نہ کرے گا جس کا کرانا اس شخص سے مجرم کو منظور ہے یا اگر اس امر کو ترک نہ کرے جس کا ترک کرانا اس شخص سے مجرم کو منظور ہے، تو مجرم کے اس فعل کے ذریعہ سے وہ شخص یا کوئی اور شخص جس سے وہ غرض رکھتا ہے مورد غضب الٰہی ہوگا ، یا کیا جاوے گا، تو

شخص مذکور کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد ایک سال تک ہوسکتی ہے۔



تمثیلیں

الف۔ زید بکر کے دروازہ پر دھرنا دے۔ یہ بات باور کرانے کی نیت سے کہ ایسے بیٹھنے سے وہ بکر کو مورد غضب الٰہی کر دے گا تو زید اس جرم کا مرتکب ہوا جس کی تعریف اس دفعہ میں کی گئی ہے۔

ب۔ زید بکر کو دھمکائے کہ اگر بکر فلاں فعل کو ترک نہ کرے گا تو زید اپنے اطفال میں سے کسی ایک طفل کو مار ڈالے گا کہ یہ بات یاد کی جائے کہ اسے مار ڈالنے سے بکر مورد غضب الٰہی ہو جائے گا۔ تو زید اس جرم کا مرتکب ہوا جس کی تعریف اس دفعہ میں کی گئی ہے

تطبیق۔ اس دفعہ کے مطابق قادیانی کے اس مضمون کی پیشگوئیوں پر کہ اگر فلاں شخص میری فلاں بات کو سچی نہ کہے گا یا اس کو جھوٹی کہنے کو ترک نہ کرے گا تو ایک سال کے اندر وہ مورد غضب الٰہی (سزا موت وغیرہ) ہوگا۔ ظاہر ہے وہ اپنے مخاطب کو دہرنا دینے والے کی مانند دھمکاتے اور ڈراتے ہیں کہ اگر وہ ان کی تصدیق نہ کرے گا یا ان کی تکذیب کو نہ چھوڑے گا تو مورد عذاب ہوگا اور مارا جائے گا۔

کسی مقدس مذہبی واعظ اور روحانی اعلیٰ افسر کا اپنی قوم کو جو اس کا تقدس، اور اس کا روحانی افسر مانے ہوئے ہو، اپنے وعظ میں بلا غرض فائدہ دنیاوی یہ کہنا کہ اگر تم مثلاً نماز نہ پڑھو گے یا زنا کو ترک نہ کرو گے تو تم کو آخرت میں عذاب ہوگا، یا دنیا میں تم پر اس عمل کی شامت سے خدا کی طرف سے کوئی وبال آئے گا، قادیانی کی دھمکی مذکور کی نظیر نہیں ہوسکتا۔ اولاً اسلئے کہ قادیانی کا تقدس اور روحانی افسر ہونا ان لوگوں میں مسلّم نہیں جن کو آپ دھمکاتے ہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ آپ کی ان پیشگوئیوں میں جو ایک سال کا میعادی عذاب موت وغیرہ بیان کیا جاتا ہے، انسانی سازش کا عمل دخل ہوسکتا ہے۔

قانون شہادت کی دفعہ ۱۳۲ کا منشاء یہ ہے کہ کسی واقعہ کے متعلق جس شخص کو کچھ علم ہو وہ عندالاستفسار شہادت دینے سے یہ عذر نہیں کرسکتا کہ اس کے بتانے سے میں مجرم ٹھہرایا جاؤں گا یا کسی قسم کی سزا یا تاوان کا مستوجب ہوں گا۔

تطبیق ۔ یہ علم متعلقات واقعہ عام ہے ۔ قانون میں اس کی تخصیص رؤیت چشم سے یا سماع گوش سے نہیں ہوئی ۔ و بناء علیہ جو شخص دعوی کرے کہ میرے پاس حواس ظاہری کے علاوہ مشاہدہ واقعات کا ایک اختیاری آلہ الہام کا ٹیلی گراف یا ٹیلی فون بھی ہے اور میں خدا سے سو دفعہ کوئی بات پوچھتا ہوں تو سو ہی دفعہ مجھے اس کا جواب مل جاتا ہے ۔ اور فلاں واقعہ قتل کے وقت اور دن اور تاریخ اور آلہ قتل اور قاتل کی نوعیت کا کہ وہ کس قوم یا جماعت سے ہے مجھے علم ہے جس کو میں نے بتا دیا تھا یا آئندہ بتا سکتا ہوں، تو عدالت (اگر وہ اس کو اس دعوی میں سچا مان لے) اس سے یہ پوچھنے کا حق رکھتی ہے کہ وہ قاتل کا نام بھی بتا دے اور وہ یہ عذر نہیں کر سکتا کہ اس میں مجھے مجرم ہونے کا اور مستوجب سزا ہونے کا اندیشہ ہے ۔

وازاں جا کہ آپ کو اس اختیاری آلہ کا دعوی ہے اور واقعہ قتل لیکھ رام کے متعلق یہ دعوی ہے کہ میں تاریخ اور دن اور وقت اور نوعیت قاتل (کہ وہ صاحب وحی انسان ہے یا کوئی فرشتہ) سب کچھ بتا چکا ہوں ۔ لہذا عدالت کا حق ہے کہ اگر وہ ان دعاوی میں آپ کو سچا جانتی ہے تو اس دفعہ کے اصل اصول کی نظر سے آپ سے اس قاتل کا پتہ پوچھے اور اگر وہ آپ کو ان دعاوی میں جھوٹا و فریبی جانتی ہے تو پھر اس کا یہ حق ہے کہ وہ آپ کو جھوٹ و دغا فریب کی سزا میں اصل اصول دفعہ ۲۷۲ لغایت ۲۷۵ تعزیرات ہند کا مورد بنا کر اس جھوٹ اور فریب سے جس کا اثر بد لوگوں کی جان و مال پر اس قدر ہوتا ہے کہ وہ اس دودھ یا دوا سے نہیں ہوتا جس میں غیر چیز کی آمیزش ہو، روک دے ۔ اور اگر اس کو ایسے دعاوی میں پاگل جانتی ہے تو اس سے پاگلوں کے لائق سلوک کرے ۔

ہندو اور مسلمانوں میں باہمی فساد و جوش کا سبب اور اس کا علاج ہم بتا چکے ۔ اس میں فریقین غور کریں اور خاص کر مسلمانوں کے اخبار اس پر انصاف اور غور کی نگاہ ڈالیں ۔ وہ انصاف کریں گے اور جوش مذہبی کو ایک طرف رکھ کر فکر و تامل سے کام لیں گے تو ہماری اس تدبیر و علاج کو اس سے بہتر پائیں گے جو علاج اور تدبیر وہ کر رہے ہیں، اور ہمارے اس جواب کو جو ہندوؤں کے الزام کا ہم نے دیا ہے، اپنے جواب سے (جو ترکی بترکی وہ دے رہے ہیں) مفید تر خیال کریں گے ۔

حضرات ! آپ صاحبوں کا جواب ترکی بترکی گو حق ہے اور انصاف کا اس میں خلاف نہیں ہوتا مگر یہ وقت استیفاء حق کا نہیں ہے، بلکہ یہ مصالحت کا وقت ہے جس میں کچھ

اپنا حق چھوڑ دینا مصلحت ہے۔آپ کا جواب ترکی بہ ترکی ہندوؤں کے جوش پر کیروسین آئل ڈال رہاہے اور یہ وقت اس جوش پر پانی ڈالنے کا ہے۔ جو اس جواب سے متصور ہے جو اس خاکسار نے دیاہے۔آئندہ آپ لوگوں کا اختیار ہے اس کوسن کر مانیں خواہ رد کریں۔

یہ اس مضمون کی تمدنی بحث ہے جس میں سبب فساد اور اسکے علاج کا بیان منظور تھا اب ہم اس میں مذہبی اور علمی بحث کرتے ہیں اور پیشگوئی متعلق قتل لیکھ رام اور اس کے متعلق الہامات واشتہارات قادیانی پر علمی اور مذہبی نظر ڈالتے ہیں۔اس بحث کے تین حصے ہیں۔

حصہ اول تمام مسلمانوں اور قادیانی اور ان کے معتقدین کی توجہ کے لائق ہے۔
حصہ دوم وسوم مسلمانوں کے علاوہ حکومت کی توجہ کے بھی لائق ہے اور وہ ایک پولٹکل پہلو بھی رکھتے ہیں۔حصہ اول میں تین سوالوں کا حل وجواب ہے۔

سوال اول یہ کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور سچی نکلی یا جھوٹی ہوئی اور سراسر فریب ثابت ہوئی؟

سوال دوم یہ کہ اگر یہ پیش گوئی سچی ہوتی تو پھر کیا وہ الہامی مسلّم ہوتی؟ اور اس کے بیان کرنے والے الہامی ثابت ہوتے؟

سوال سوم یہ کہ اگر یہ سچے اور الہامی ثابت ہوتے تو اس سے اسلام ومسلمانوں کی فتح اور فائدہ متصور ہوتا یا سراسر نقصان؟

پہلے سوال کا حل وجواب

ہم نے چھکڑیوں والے الہام کی نظر سے مرزا قادیانی کو اس معاملے میں لائق جواب دہی ٹھہرایا ہے، اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ہم نے اس کی اس پیشگوئی کو صادق و درست مان لیا ہے کہ موت لیکھرام اسی پیشگوئی کا اثر ہے۔ہم اس پیشگوئی کو محض لاف زنی اور اس کی نسبت دعوی وقوع وصدق کو قادیانی کی دروغ گوئی جانتے ہیں۔ اور ہمارے تحقیق واعتقاد میں یہ پیشگوئی بھی آپ کی جھوٹی نکلی ہے جیسے کہ اس سے پہلے پیشگوئیاں متعلق تولد فرزند بشیر عمانوایل،موت آتھم،موت شوہر ثانی منکوحہ قادیانی وغیرہ جھوٹی ہوچکی ہیں۔

قادیانی نے تو عجیب کتر بیونت کر کے اپنے مریدوں کو ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ پیشگوئی کمال صفائی سے سچی ہوئی ہے مگر ہمارا دعوی ہے کہ یہ کمال صفائی سے اپنا جھوٹا ہونا ظاہر کررہی ہے۔قادیانی نے اس کے صادق ہونے کیلئے یہ کاریگری اور چالاکی کی ہے کہ

اولاً اپنے اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں ایک الہام سترہ برس کا اپنی الہامی کتاب براہین کے صفحہ ۲۴۱ سے نکال کر درج کیا جس کے الفاظ یہ ہیں الفتنه ههنا ينصرک رجال نوحی اليهم من السماء اور اس کا ترجمہ براہین میں کچھ نہ کیا۔ اسی اشتہار میں ان الفاظ سے ترجمہ کیا ہے کہ پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں کی طرف سے فتنہ ہوگا ... وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کے دلوں پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کریں گے۔

اور اس اشتہار میں یہ دعوی کیا کہ یہ پیش گوئی پنڈت لیکھ رام کی نسبت ہوئی تھی جو سترہ برس بعد ظہور میں آئی اور کہا کہ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں عربی الہام ہے

لم يكن الذين كفروا من اهل الكتاب والمشركين حتى تأتيهم البيّنه

وہ بھی اسی قتل لیکھ رام کی بابت ہے۔

اور جو اس کے صفحہ ۵۲۲ میں فارسی الہام ہے

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسیدہ و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

وہ بھی اسی واقعہ کی نسبت ہے۔

اور جو اس کے صفحہ ۵۵۷ میں ہندی الہام ہوا ہے کہ ، میں اپنی چمکار دکھاؤں گا۔ وہ بھی اسی نشان قتل کی نسبت ہے۔

اور ثانیاً اسی اشتہار میں سرمہ چشم آریہ کے ایک کشف کو نقل کر کے اس کی نسبت یہ دعوی کیا ہے کہ وہ بھی لیکھ رام کے متعلق تھا۔ اور وہ گیارہ برس کے بعد اس کے قتل کے واقعہ ہونے سے صادق ہوا۔ چنانچہ کہا

اور سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا۔ وہ خون کپڑوں پر پڑا جواب تک موجود ہے۔ یہ خون کیا تھا وہی لیکھ رام کا خون تھا خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر و بے نیاز ہے۔

اور ثالثاً عریضہ اسمی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں ان الہامات سترہ سالہ کو دوبارہ نقل کر کے کہا ہے کہ اسی قتل لیکھ رام کی پیش گوئی کو غور سے دیکھنا چاہیے (عبارت پہلے نقل ہو چکی) اور اس الہام کی تائید میں اپنے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں یہ مصرعہ نقل کیا ہے ستعرف يوم العيد والعيد اقرب مگر اس مصرعہ کا اور اس چھکریوں والے الہام کا پتہ نہیں بتایا کہ یہ الہام کہاں آپ نے بیان کئے ہیں۔

ان الہاموں کی بھرمار دیکھ کر قادیانی کے دام افتادہ بول اٹھے کہ نشھد انک رسول اللہ ہم گواہ ہیں کہ تو خدا کا ملہم ومخاطب ہے۔ ان کے علاوہ بعض مسلمان (مگر محض احمق اور جاہل جو نہ دنیا کی عقل رکھتے ہیں نہ دین سے خبردار ہیں) آپس میں کہنے لگ گئے ہیں کہ ہاں واقعی یہ شخص صاحب الہام معلوم ہوتا ہے جس کی ۱۷۔اور ۱۱ برس کی کہی ہوئی باتیں سچ نکلتی ہیں۔ان میں سے کسی بھلے مانس نے عقل سے کام لے کر اتنا نہ کیا کہ وہ کتاب براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ اور اس عربی الہام عید اور چھکڑیوں والے الہام کی اصل عبارتیں دیکھ لیتے اور ان سے دعوی قادیانی کو مطابق کر کے اس کے صدق وکذب کا امتحان کر کے اس کی نسبت کوئی رائے ظاہر کرتے۔

خاکسار (محمد حسین) اس (قادیانی) کی کاریگری اور چالاکی کی حقیقت کھولتا ہے اور کس وناکس کو ثابت کر دکھاتا ہے کہ اس نے جو کچھ ان تینوں مقام میں کہا ہے وہ جھوٹ ہے اور وہ لوگ بے عقل ہیں جو ان اقوال سے دھوکہ میں آکر اس پیشگوئی کو سچی سمجھ بیٹھے ہیں۔

☆ مقام اول، میں جو آپ نے براہین صفحہ ۲۴۱ عربی الہام نقل کر کے اس کی نسبت دعوی کیا ہے کہ وہ لیکھ رام کی موت کی نسبت الہام تھا، محض کذب ہے۔مقام مذکور براہین احمدیہ میں لیکھ رام یا اس کے قتل کا نہ صریح ذکر ہے نہ اشارہ۔ایسا ہی براہین صفحہ ۵۰۶، ۵۲۲، ۵۵۷ میں آپ کے الہامات عربی وفارسی وہندی میں لیکھ رام یا اس کے قتل کا نام نشان نہیں ہے۔اور چونکہ وہ الہامات آپ کے من گھڑت ہیں، لہذا ان کے جو معنی آپ چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں اور جدھر چاہتے ہیں انکو کھینچ کر لے جاتے ہیں۔مگر سننے والوں کو مناسب نہیں ہے کہ ہر ایک دعوی کو بلا دلیل مان لیں، بلکہ لازم ہے کہ آپ سے ان دعاوی کے وقت یہ سوال کریں کہ ان الہامات کے جو معنی آپ نے اب بتائے ہیں، یہ معنی آپ کے ملہم نے بوقت الہام مراد ٹھہرا لئے اور آپ کو بتا دیئے تھے یا یہ معنی اس نے اب گھڑ کر ان میں ڈالے اور آپ کو بتائے ہیں۔اگر آپ یہ جواب دیں کہ یہ معنی پہلے ہی سے ملہم نے مراد ٹھہرائے اور آپ کو بتا دیئے تھے تو پھر وہ آپ سے اول یہ سوال کریں کہ پھر آپ نے یہ معنی اس وقت لوگوں کو کیوں نہ بتائے؟ اور براہین احمدیہ میں ان کے ترجمے کیوں درج نہ کئے جس سے آپ کی یہ پیشگوئی بڑی روشنی سے لوگوں پر ظاہر ہوتی اور آپ کی نبوت سب پر ثابت ہو جاتی

دوسرا یہ سوال کریں کہ اگر ان الہامات میں قتل لیکھ رام کی نسبت فیصلہ ہو چکا تھا تو پھر آپ نے ان الہامات سے بارہ برس کے بعد ۱۸۹۳ء میں لیکھ رام کی نسبت خدا کے قضا و قدر کی بابت وہ سوال کیوں کیا جس کے جواب میں آپ کو الہام ہوا عجل جسدا لہ خوار لہ نصب و عذاب (یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض سزا اور رنج اور عذاب مقرر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا) جس کو آپ نے کتاب آئینہ کمالات کے اخیر میں نقل کیا ہے۔ اور اس الہام کے بعد آپ نے اس کی تعیین مدت کے بابت سوال کیا تو اس کے جواب میں آپ کو چھ سال کی میعادی موت کا الہام ہوا جو اس مقام میں آئینہ کمالات کے منقول ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے کہا ہے کہ

اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر ہیبت رکھتا ہو، تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں۔

اور اگر آپ کے ملہم نے ان الہامات براہین میں وہ معنی پہلے ہی سے گھڑ کر ڈالے اور آپ کو بتا دیئے ہوتے تو آپ بارہ برس کے بعد لیکھ رام کی قضا و قدر کی بابت اس سے وہ سوال نہ کرتے اور نہ وہ جواب پاتے۔ ہاں تعیین مدت کے سوال کا آپ کو حق تھا، سو بھی اسی وقت ان الہامات کے ساتھ اور اس کے جواب میں ۱۷ برس کی میعاد (جب کہ آپ کے بقول لیکھ رام بارہ تیرہ برس کا تھا) مقرر کی جاتی اور اس سے وہ پیش گوئی کامل معجزہ متصور ہوتی۔ ان معنی کو آپ کے درج براہین نہ کرنے اور اس الہام سے بارہ برس بعد لیکھ رام کی نسبت اول سوال قضا و قدر کرنے، پھر وعدہ ملنے پر تعیین مدت کا سوال کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کے ملہم نے ان الہامات میں یہ معنی نہ ڈالے تھے اور نہ ان کو بتائے تھے۔

اور اگر آپ یہ جواب دیں کہ یہ معنی ان الہامات کے میرے ملہم نے اب ہی ان میں ڈالے ہیں اور ابھی مجھے بتائے ہیں جب کہ لیکھ رام قتل ہوا اور اس سے اس کو موقعہ ہاتھ آ گیا کہ اس کے قتل کو ان الہامات کی مراد بتا کر ان الہامات کے وہ معنے گھڑ کر ان میں ڈال دے تو اس صورت وہ لوگ خود ہی خیال فرما سکتے ہیں کہ یہ معنے کیا اعتبار رکھتے ہیں۔

نیز الہام صفحہ ۲۴۱ براہین کی نسبت آپ سے ایک سوال کریں کہ اس الہام صفحہ ۲۴۱ کی نسبت متن اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں تو آپ نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ لیکھ رام کے

قتل کی نسبت ہوا ہے اور اس کے حاشیہ میں اس الہام کو اول فتنہ بنا کر اس کو پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں کے متعلق کر دیا۔ اور لیکھ رام کے متعلق تیسرے فتنہ کو قرار دیا جس کا ذکر براہین کے صفحہ ۵۵۷ میں ہے۔ یہ اختلاف و اضطراب بھی اس الہام اور آپ کے ملہم کی دروغ گوئی پر دلیل ہے۔

☆ مقام دوم میں جو آپ نے سرمہ چشم آریہ سے نقل کیا اور اس کی نسبت جو کچھ دعوی کیا ہے وہ بھی محض کذب و دروغ بے فروغ ہے۔ اس کشف سرمہ چشم آریہ میں بھی نہ لیکھ رام یا اس کے قتل کا صریح ذکر ہے نہ اشارہ۔ اور نہ یہ معنی اس الہام کے اس رسالہ میں درج ہوئے، اور نہ اس وقت آپ کے ملہم کو سوجھے۔ اور وہ معنی بعینہا ان ہی سوالات کے مورد ہیں جو الہامات مقام اول پر کئے گئے ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اس مقام میں اسی کشف کے اندر لیکھ رام کے خون کا نشان دکھانے کا دعوی کیا ہے، حالانکہ سرمہ چشم آریہ کی عبارت میں اس کو خدا کی مقدس دوات کی سرخ سیاہی کا نشان کہا گیا ہے۔ اصل عبارت سرمہ چشم آریہ یوں ہے جو اس کے صفحہ ۱۳۲ سے نقل کی جاتی ہے۔

> ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا۔ اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے (اور یاد رکھنا چاہیے کہ مکاشفات اور رؤیا صالح میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الہیہ انسان کی شکل پر متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آ جاتی ہیں۔ اور مجازی طور پر وہ بھی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے، اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے، جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا)....اس ذات بیچون و بیچ گون کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنی قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا...(پھر) کتاب پر دستخط کر دیئے۔ اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرے سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔

اب اس کشف کو سن کر قادیانی کو ماننے والے مسلمان انصاف کریں۔ اور اس سے پوچھیں کہ سرمہ چشم آریہ میں مقدس دوات کی پاک چھینٹوں کا ذکر ہے، یا لیکھ رام کے ناپاک خون کا؟ آپ نے ایسا سفید جھوٹ کیوں بولا اور لیکھ رام کے خون کو قلم رحمانی کی سرخی کا مصداق کیوں بنا دیا؟ افسوس قادیانی کے اتباع میں سے کوئی سوچ اور سمجھ نہیں رکھتا اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ آپ پہلے کیا کہہ چکے ہیں اور اب اس کو کیا بنا رہے ہیں۔ شاید وہ ان سے یہ سوال کریں گے تو وہ یہ جواب دیں گے کہ ملہم کو اختیار ہے کہ اپنے الہام کے جو معنی چاہے بیان کرے۔ اپنے الہام کے جو معنی سمجھتا ہے وہ بحکم صاحب البیت ادری بما فیہ کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔

اس کا جواب وہ ان کو یہ دیں کہ ہاں ہر شخص کو اپنی کلام کے معنے بیان کرنے کا اختیار حاصل ہے مگر وہی معنی جو اس کلام سے عرف مخاطبین میں حقیقتاً یا مجازاً مراد ہو سکیں اور اس کلام میں ایسے الفاظ پائے جائیں جو ان معنی پر عرف تخاطب میں دلالت کریں۔ نہ ایسے معنی اور ایسے الفاظ جو المعنی فی بطن الشاعر یعنی مطلبش در بطن شاعر کا مصداق ہوں، سو بھی ایسے کہ کلام آج کریں اور اس کا مطلب سترہ یا بارہ برس کے بعد آپ بتاویں جو پہلے بتائے ہوئے مطلب کا مخالف ہو۔ جیسے آپ سے وقوع میں آیا ہے کہ پہلے کشف دواز دہ سالہ کے وقت چھینٹا سرخی دوات اور قلم رحمانی کا بتایا گیا تھا اور جب لیکھ رام قتل ہوا تو وہی چھینٹا اس کا خون بن گیا۔ یہ کلام یا الہام کیا ہوا، موم کی ناک ہوئی جس کو جدھر چاہا پھرا دیا۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۸۔ ص ۲ تا ۴۳)

بٹالوی قادیانی مراسلت

مولانا بٹالوی سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے قادیانی کے خطاب میں لکھتے ہیں کہ تیسرے مقام میں آپ نے سب مقامات سے بڑھ کر دلیرانہ افتراء کیا ہے اور چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا نمونہ دکھایا ہے۔ عید کا دن یا عید کے قریب دن، اور چھٹی تاریخ مارچ کی اور چھٹا گھنٹہ اس دن کا اور یک شنبہ نام اس دن کا قتل لیکھ رام کے متعلق سے الہام

میں آپ نے کہیں نہیں بتایا، اور نہ اس کو قتل سے پہلے شائع ومشتہر کیا۔ اس باب میں جو کچھ آپ نے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء اور عریضہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں کہا ہے (کہ ان قیود کے ساتھ میں نے اس پیشگوئی کا اظہار واشتہار کیا تھا) جھوٹ ہے۔ ہم نے آپ کے جملہ اشتہارات جو اس باب میں آپ نے شائع کیے اور ان کے حوالے اشتہار ۹، ۱۲، ۱۵، ۲۲ مارچ وغیرہ میں دیئے ہیں یعنی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، ۳ فروری ۱۸۹۳ جو آئینہ کمالات میں شائع ہوا ہے۔ الہام ٹائٹل پیج برکات الدعاء اور کرامات الصادقین وغیرہ کو دیکھا ان میں اس چھکریوں والے اشتہار کا نام ونشان نہ پایا۔

ہم نے آپ کے حواریان لاہور سے اس کا پتہ پوچھا انہوں نے کوئی پتہ نہ بتایا۔ پھر آپ سے بذریعہ رجسٹری شدہ خط اس کا پتہ دریافت کیا تو آپ نے بھی (باوجودیکہ ہمارے خط کا جواب دیا مگر اس میں) اس چھکڑیوں والے الہام کا پتہ نہ بتایا۔ آپ اور آپکے حواریوں نے صرف یوم العید والے الہام کا پتہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ میں یہ شعر بتایا

و بشّرنی ربی و قال مبشراً ستعرف یوم العید و العید اقرب

جس کے پہلے یہ شعر ہے (جس کے پہلے مصرع کی تقطیع درست نہیں)

الا انني في كل حرب غالب فكدني بما زورت فالحق يغلب

اور ان دونوں شعروں کے لفظی معنی جو عرف تخاطب میں ہر کسی کی سمجھ میں آتے ہیں یہ ہیں

سن رکھ میں ہر ایک لڑائی میں غالب رہوں گا۔ تو میرے مقابلہ میں جو بات بنا چکا ہے اس کے ساتھ مجھ سے مکر کر، حق غالب رہے گا۔ میرے خدا نے مجھے بشارت دی ہے اور یہ بات کہہ دی ہے کہ شتاب تو عید کے دن کو پہچان لے گا اور وہ عید کا دن قریب آنیوالہ ہے۔

عید سے عید معروف مراد ہوتی ہے، یا کوئی ایسا خوشی کا امر جو دیر کے بعد آوے۔ لہذا اس شعر میں کسی خوشی یا غلبہ کی بشارت ہے اور اس کے قریب آنے کی خبر ہے۔ ان اشعار سے کوئی شخص (جو ادنی فہم وانصاف رکھتا ہے) یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ ان میں عید کے دوسرے روز قتل لیکھرام کے واقعہ ہونے کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ قادیانی نے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں اس شعر کی تشریح کی ہے۔

اس سے بڑھ کر وہ تشریح ہے جو ہمارے خط کے جواب میں قادیانی نے کی ہے۔ اس مقام میں اس خط کی نقل مناسب معلوم ہوتی ہے

☆ مرزا صاحب لکھتے ہیں

جناب مولوی صاحب۔ سلام

آپ کا کارڈ پہنچا۔ آپ نے جو شعر دریافت کیا ہے وہ کرامات الصادقین کے صفحہ ۵۴ میں ہے۔ وہ دو شعر ہیں۔ پہلا یہ ہے

الا انني في كل حرب غالب فكدني بما زورت فالحق يغلب

اس شعر میں حق کے غالب ہونے کی پیشگوئی ہے اور دوسرے شعر میں اس کی تفصیل ہے کہ ایسا کب ہوگا۔ اور وہ یہ ہے جو اس کے بعد کا شعر ہے

و بشرني ربي و قال مبشراً ستعرف يوم العيد و العيد اقرب

دوسرا مصرع اس کا الہامی ہے جو لیکھ رام کے نشان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ خدا تعالی کی طرف سے اس کے معنی میں مجھے یہ تفہیم ہوئی ہے، جس کو اسی وقت میں نے اکثر لوگوں کو بتا دیا، کہ لیکھ رام کی نسبت نشان عید کے قریب ظاہر ہوگا۔ اور یہ مصرع کہ ستعرف یوم العید و العید اقرب اس میں دو لفظ عید کے ہیں۔ پہلی عید سے مراد فتح ہے۔ اور دوسری عید سے مراد معمولی عید ہے جو ہمیشہ سال کے بعد آتی ہے۔ ماحصل کلام یہ ہے کہ وہ یوم الفتح عید کے دن کے قریب واقع ہوگا۔ اور عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا۔ چونکہ یہ مصرع لیکھ رام کے حق میں کثرت سے شہرت پا گیا تھا اسلئے پرچہ سماچار وغیرہ پرچوں میں اس شعر کے مضمون کا ذکر ہے مگر انہوں نے غلطی سے بجائے اقرب من العید کے عین عید کا دن سمجھ لیا ہے۔ مگر اصل معنی یہ ہیں کہ مصرع میں و العید اقرب بطور حال کے واقعہ ہے، یعنی وہ یوم الفتح جس کا نام باعث فتح اسلام کے اور واقعی خوشی اہل ایمان کے یوم العید رکھا گیا ہے، اصلی عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا اور یہی مضمون جو مصرعہ و بشّرنی ربی میں ہے یہی بشارت کرامات الصادقین کے ٹائٹل پیج والے صفحہ پر موجود ہے۔ عبارت یہ ہے و منها ما وعدني ربي و استجاب دعائي في رجل مفسد عدو الله و رسوله مسمى ليكهرام الفشاوري و اخبرني انه من الهالكين ۔ انه كان يسبّ نبي الله و يتكلّم في شانه بكلمات خبيثة فدعوت عليه فبشّرني ربّي بموته في ستّ سنة ان في ذالك لآية للطالبين ۔ اور یہ فقرہ فبشّرنی ربی

۔ یہ اس مصرع کی ایک جزء ہے یعنی و بشّرنی ربی و قال مبشراًمطلب یہ ہے کہ اس شعر کی اس جگہ پر تفسیر کر دی گئی و الحمد للہ علی ما فعل

یہ میں نے محض للہ آپ کی تفہیم کے لئے لکھ دیا ہے تا کہ آپ کو اصل واقعات سے مدد مل سکے ۔ چونکہ آپ نے نیک نیتی اور اخلاص کا ذکر کیا ہے اس لئے مجھے یہ جرأت ہوئی کہ جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے ظاہر کر دیا۔

دوسری بات یہ بھی شاید آپ کو کسی وقت کام آوے کہ مجھ کو خدا تعالی نے تین مرتبہ اطلاع دی ہے کہ محمد حسین کو رجوع دیا جائے گا اسلئے میں نے اس پیشگوئی کو اس رسالہ سراج منیر میں جو اب چھپ رہا ہے، درج کر دیا ہے۔اور جہاں تک میری طاقت ہے میں دعا بھی کروں ۔ مجھ کو اس بات سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ خدا تعالی نے ایسا ارادہ فرمایا ہے و اللہ علی کل شیء قدیر۔اس میں یہ بھی آپ کو لازم ہے کہ برکات الدعا کا ٹائٹل پیج اور حاشیہ کا مضمون (ایک سطر یہاں سے پڑھی نہیں گئی تھی ۔ وہ کاٹ کر آپ کے پاس واپس بھیجی گئی ۔ آپ نے اس کی تصحیح کر کے اس کو واپس نہیں کیا۔محمد حسین) اور ٹائٹل پیج برکات سے نمونہ استجابت دعا بھی دیکھ لیں ۔ چاہیں تو ایک پرچہ اس کا مجھے بھیج دیں ۔

عبداللہ الصمد غلام احمد ۔۲۔اپریل ۱۸۹۷ء

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اس خط کے آخری فقرہ الہامیہ کی تصدیق و تائید مولوی محمد احسن امروہی بھوپالی بھی ایک خط میں تحریر کرتے ہیں ۔اس مقام میں ان کے خط کو نقل کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ لکھتے ہیں

حضرت مولوی محمد حسین صاحب مہتمم اشاعۃ السنہ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج کے روز عاجز نے معتبر ذرائع سے معلوم کیا ہے کہ جناب نے الہام جو دربارہ لیکھ رام حضرت اقدس مرزا صاحب کا تھا، آپ نے نیک نیتی سے تسلیم فرما لیا ہے ۔ اگر یہ خبر سچ ہے تو جزا کم اللہ فی الدارین خیراً۔ اور اگر صحیح نہیں ہے تو عاجز کی درخواست مکرر خدمت عالی میں یہ ہے کہ بالضرور اس الہام میں غور فرمایا جاوے۔

حضرت اقدس مرزا صاحب نے عاجز سے بارہا یہ فرمایا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بالآخر بہ سبب اپنی علمی برکات کے پھر اسی ریویو سابق کی طرف رجوع فرماویں گے ۔ یہ جملہ معترضہ جو، ان کو پیش آ گیا ہے وہ، ایک زلۃ الاقدام کی قسم سے ہے ۔

والسلام خیر ختام ۔ جواب طلب ضروری ۔

راقم سید محمد احسن از امروہہ شاہ علی سرائے ضلع مراد آباد ۔ ۶ ۔ اپریل ۱۸۹۷ء

(یہاں مولانا بٹالوی بتاتے ہیں کہ آج ایک خط میرے ایک مخلص دوست اور عزیز بھائی حافظ بہادر دین ٹھیکیدار لاہور کا میرے پاس بٹالہ پہنچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی کی جماعت نے لاہور میں اپنے پیر کے الہام مذکورہ کا وقوع بھی مشہور کر دیا ہے کہ ابوسعید محمد حسین نے لیکھ رام کی پیش گوئی کا صادق ہونا مان لیا ہے اور مرزا صاحب کی طرف رجوع کر لیا ہے۔

دراصل سارے مرزائی اپنے پیر کی اس پیش گوئی کو سچ کر دکھانے کی ٹھانے ہوئے تھے ۔ مولوی محمد احسن امروہی اس مہم میں پیش پیش تھے ۔ وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے ۔ مناظرات، مباحثات، خط و کتابت اور نجی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے اور بٹالوی صاحب کو مرزائی ہونے کی ترغیب دیتے رہتے ۔ جناب مولانا احمد حسن شوکت اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں

تمام مرزائیوں میں امروہی صاحب ایسے ہیں جیسے اندھوں میں واحد العین ۔ ہمارے دل میں امروہی صاحب کی کچھ وقعت تھی مگر جب (ان کی) تحریریں دیکھیں اور خود ہم سے ٹکر ہوئی تو قلعی کھل گئی ۔ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ اس شخص کو نہ تحریر کا سلیقہ ہے نہ مناظرہ کا شعور ۔ نہ طریق استدلال صحیح ہے ۔ نہ صغرے کی خبر نہ کبرے کی ، نہ نتیجہ کی ۔ اگر کوئی خصم نقض وارد کرے تو اس کو خبر نہ ہوگی کہ صغرے پر نقض ہے یا کبرے پر ۔.. ..عبارت میں ایسی الجھن کہ جیسی کٹی ہوئی پتنگ کی ڈور ۔ بایں ہمہ آپ دارالاماں قادیان کے چہیتے پوت سپوت ہیں ۔ جب تک آپ (قادیان) تشریف نہ لائیں (سوالات کے) جوابات ملتوی رہتے ہیں گویا آپ مرزائیوں کے عقل کل ہیں ۔

۳۰ ۔ اپریل ۱۹۰۳ء کے الحکم قادیان میں آپ نے مولوی عبداللہ چکڑالوی شیخ اہل قرآن پر خرد جال بن کر دولتیاں جھاڑی ہیں مگر ساتھ ہی مولوی محمد حسین بٹالوی سے ..ستار ملانا چاہا ہے اور یاد دلایا ہے کہ جب آپ نے رسالہ اشاعۃ السنہ جاری کیا تھا تو فدوی نے یوں مدد دی تھی ۔ گویا بڑے احسان کا چھپر مولوی صاحب پر دھرا ہے اور لکھا ہے کہ اب بھی ہم اور تم دو نہیں ۔ صرف بعض حدیثوں میں ہمارا آپ کا اختلاف ہے وہ رفع ہو جائے تو پھر وہی چہل پہل ہے ....اور سنت رسول اللہ اور سنت صحابہ کی بہت کچھ تعریف کی ہے ۔ گویا محمد حسین صاحب اور کل اہل حدیث کو چیتے کی طرح پھلایا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ میں ایسا ہی اہل حدیث اور اہل سنت ہوں جیسا نواب مولوی صدیق حسن خان مرحوم کے زمانہ میں تھا جن کی بدولت بھوپال میں شکم سیر راتب ملتا تھا

...امروہی صاحب کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ مولوی محمد حسین صاحب ان چکنی چپڑی باتوں پر پھسلنے والے نہیں

اوخوب مے شناسد پیران پارسا را

امروہی خوب یاد رکھے کہ اس نے روغن قازمل کر جو بمقابلہ اہل قرآن، اہل حدیث کو شیشے میں اتارنا چاہا ہے تو مرزا کو اہل قرآن جس قدر ملحد مرتد سمجھتے ہیں اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر اہل حدیث اس کو اکفر، والحد، واضلّ اور مضلّ یقین کرتے ہیں۔ ہم بھی دیکھیں بٹالوی صاحب کیونکر امروہی کے دام میں پھنستے ہیں۔ (شحنہ ہند میرٹھ۔ضمیمہ ۱۶۔مئی ۱۹۰۳ء ص ۳۔۵)

قادیانی کے خط منقولہ بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ الہام یوم العید کی یہ تشریح اور معنی جو آپ اب بیان کر رہے ہیں اور شعر میں ڈال رہے ہیں، یہ معنی اس الہام کے وقت آپ کے ملہم کو نہ سوجھے اور نہ آپ کو اس نے سوجھائے تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ خدا تعالی کی طرف سے اس معنی کی مجھے یہ تفہیم ہوئی جس کو اسی وقت میں نے اکثر لوگوں کو بتلا دیا کہ لیکھرام کی نسبت نشان عید کے قریب ظاہر ہوگا۔

اس میں یہ صاف اور صریح اقرار ہے کہ وہ معنی آپ نے عام لوگوں میں مشتہر نہیں کیئے۔ اور کسی کتاب یا اشتہار کے ذریعہ پبلک میں شائع نہیں کیئے تھے۔ یہی امر ہمارے اس دعوی کی دلیل ہے کہ اس وقت آپ کو اور آپ کے ملہم کو یہ معنی نہ سوجھے تھے۔ سوجھتے تو ضرور بذریعہ اشتہار ان کو شائع کرتے کیونکہ جب تک آپ کو آسمانی فرزند بشیر وعمانوایل کے پیدا ہونے کی امید رہی تب تک آپ کی بی بی کو جب حمل ہوتا فوراً شائع کرتے۔ یہ معنی آپ کو اس وقت سوجھائے جاتے تو آپ اس کی دس ہزار کاپی چھپوا کر تمام ملکوں میں شائع کرتے۔

آپ کا یہ کہنا کہ ہم نے اس وقت اکثر لوگوں کو بتلا دیا تھا (یعنی زبانی کہہ دیا تھا) اول تو محض دروغ ہے۔ آپ اس بیان میں سچے ہیں تو ان لوگوں کے نام بتا دیں جن کو آپ نے زبانی فرمایا تھا۔ ہم ان لوگوں کو دیکھیں گے کہ کیا وہ لوگ وہی ہیں جو آپ کے لنگر سے ٹکڑا کھاتے ہیں، یا آپ سے نقد وظیفہ پاتے ہیں، یا وہ اور لوگ ہیں۔ آپ نے قادیان کے آریوں سے بعض لوگوں کا نام لیا تو ہم ان میں بھی نظر کریں گے کہ وہ لوگ وہی تو نہیں جو ایک مدت آپ سے حلوا پوریاں کھا کر قادیان سے دہلی تک آپ کے ساتھ پھرے۔ اور آپ کے الہامات کی تصدیق کرتے رہے (جیسا کہ ان کے نام وشہادت آپ نے درج براہین کیئے ہوئے ہیں) مگر خود ہندو کے ہندو ہی رہے۔ اور آخر اپنی قوم سے شرما کر آپ کے مخالف بھی

ہو گئے ۔ وہی نکلے تو ہم ان کی شہادت قبول نہ کریں گے جب تک وہ پچھلی کرتوت سے تائب ہو کر مسلمان نہ ہو جائیں ۔ اور اگر اور لوگ نکلے تو پھر آپ سے یہ سوال کریں گے کہ آپ نے اس معنی سے جوگیوں کی طرح (جو ایک گھر میں لڑکا پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں اور اس کے ہمسایہ میں یہ کہہ جاتے ہیں کہ لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوگی ۔ پھر جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمسائیوں کو یہی کہہ گئے تھے کہ لڑکی پیدا ہوگی ۔ اور اس سے اپنی پیش گوئی سچی بناتے ہیں) خاص خاص لوگوں کو صرف زبانی کیوں مطلع کیا؟ اس کا اظہار عام لوگوں میں اشتہار کے ذریعہ سے کیوں نہ کیا جیسے کہ آپ اپنی بیوی کا حمل مشتہر کیا کرتے تھے؟ اس سوال کا جواب آپ سے کچھ نہ بن پڑے گا اور ثابت ہوگا کہ وہ معنی آپ نے اور آپ کے ملہم نے اب گھڑ کر اس شعر میں ڈالے ہیں ۔ اس سے پہلے یہ معنی آپ کے اور آپ کے ملہم کے خیال میں نہ آئے تھے ۔

آخر خط میں جو آپ نے ایک منامی الہام بیان فرمایا ہے اور تین مرتبہ اس کا خدا کی طرف سے الہام ہونا ظاہر کیا ہے اور اس کے وقوع کا آپ کے خلفاء اور مریدوں نے لاہور سے امروہہ تک اشتہار کر دیا ہے ۔ یہ آپ کی چالاکی اور حکمت عملی سے ترغیب و ترہیب ہے ۔ آپ مجھے طمع اور خوف سے اس پیش گوئی کی مخالفت سے روکنا چاہتے ہیں مگر میں خدا کے فضل و توفیق سے ، نہ اپنی ذاتی قابلیت و لیاقت سے (کیونکہ میں ذاتی لیاقت کوئی بھی نہیں رکھتا محض ناکارہ اور نالائق ہوں) آپ کے اس دام میں نہیں پھنستا ۔ اور جب تک زندہ ہوں ، اور قرآن پر ایمان رکھتا ہوں ، اور دین اسلام کا معتقد اور پابند ہوں آپ کی موجودہ حالت عقائد اور اعمال و اخلاق کے ساتھ اتفاق نہ کروں گا ۔ انشاء اللہ تعالی

☆ اور طرفہ یہ کہ اس الہام کی منامی کے نو دن کے بعد آپ نے اس کا خلاف کیا اور ۱۱ ۔ اپریل کو ایک اشتہار قتل لیکھ رام کے متعلق چھاپ کر آج ۱۲ ۔ اپریل ۱۸۹۷ء کو میرے پاس ارسال کیا ہے ۔ جس کے متن صفحہ ۲ کی سطر ۴ میں آپ نے لکھا ہے ۔

میں نے سنا ہے کہ بعض مولوی صاحبان جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی اس کھلی کھلی پیشگوئی کی نسبت بھی جو دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لئے معیار کی طرح ٹھہرائی گئی تھی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح لوگ اس پر اعتقاد نہ لائیں ... ہم مسلمانوں کو صلاح دیتے ہیں کہ اگر اسلام سے محبت ہے تو ایسے مولویوں سے پرہیز کریں ۔

اور پھر اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں

مولوی محمد حسین صاحب اگر سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ پیش گوئی لیکھ رام والی جھوٹی نکلی تو انہیں تحریر مخالفانہ کی تکلیف اٹھانے کی کچھ ضرورت نہیں ۔ ہم خدا تعالی کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ اگر وہ جلسہ عام میں میرے رو برو یہ قسم کھالیں کہ یہ پیش گوئی خدا تعالی کی طرف سے نہیں تھی اور نہ سچی نکلی اور اگر خدا تعالی کی طرف سے تھی اور فیالواقع پوری ہوگئی تو اے قادر مطلق ایک سال کے اندر میرے پر کوئی عذاب شدید نازل کر۔ پھر اگر مولوی صاحب موصوف اس عذاب شدید سے ایک سال تک بچ گئے تو ہم اپنے تئیں جھوٹا سمجھیں گے اور مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کریں گے اور جس قدر کتابیں ہمارے پاس اس بارہ میں ہوں گی جلا دیں گے ۔

☆ خاکسار محمد حسین اس کے جواب میں کہتا ہے کہ اگر آپ کا الہام منامی جو تین بار آپ کو ہوا ہے سچا اور خدا کی طرف سے تھا اور آپ اس کے بیان میں سچے تھے تو پھر آپ کو میری مخالفانہ تحریر کی فکر کیوں پڑی ۔ جب میں آپ کی طرف رجوع اور آپ کے موافق ہونے والا ہوں تو چاہوں ہزار مخالفت کروں آخر میدان تو آپکے ہاتھ آنیوالا ہے ۔ پھر اس مخالفت سے آپکا کیا نقصان ہے، بلکہ سوچو تو فائدہ ہے ۔ جس قدر مخالفت کے بعد موافقت ہوتی ہے اسی قدر وہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے اور لوگوں کی نظر میں وقعت پیدا کرتی ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا سخت مخالف اور اس زور شور سے مخالفت کرنے والا آخر آپ کا تابع ہو گیا ہے چلو ہم بھی تابع ہو جائیں ۔ اور چھوٹے بڑے مخالف سب تابع ہو جاتے ہیں ۔ آپ کا میری مخالفت سے خوف کرنا اور مجھے اس پیش گوئی پر نکتہ چینی سے روکنا اور بجائے نکتہ چینی قسم و مباہلہ کی طرف بلانا اور عذاب شدید سے ڈرانا صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ الہام منامی آپ کا محض ڈھکوسلا اور خدا تعالی پر افتراء ہے اور آپ کا ایک فعل دوسرے کا مکذب ہے ۔ آپ کا یہ الہام چاہتا ہے کہ آپ کے مخالف (محمد حسین) کا انجام نجات ہوگا اور آپ کی دعوت قسم و مباہلہ چاہتی ہے کہ خاکسار آپ کا مخالف رہے گا تو عذاب میں مبتلا ہوگا ۔ اور چونکہ مخالف رہنا خاکسار کا دم نقد موجود ہے اور مباہلہ کو بھی خاکسار حاضر ہے لہذا اس یقین کرنے کی کافی وجہ موجود ہے کہ وہ الہام آپ کا محض افتراء ہے جس سے آپ کی غرض یہ ہے کہ یہ خاکسار آپکی پیشگوئی پر نکتہ چینی نہ کرے اور اس سے آپ کی پردہ دری نہ ہو، اس غرض سے آپ نے دعوت قسم و مباہلہ کی ہے تا کہ اس عذاب سے ڈر کر خاکسار اس پیشگوئی پر نکتہ چینی نہ کرے ۔

پھر آپ فرماتے ہیں مخالفانہ تحریر کی کیا ضرورت ہے جبکہ مباہلہ سے آسانی سے فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ مباہلہ آپ کر چکے۔آپ کی شروط مباہلہ ہی طے ہونے میں نہیں آتے۔ اس لئے مباہلے کی موہوم امید اور خیالی پلاؤ پر ہم دم نقد فائر کو ہاتھ سے کیوں جانے دیں، اور مسلمانوں کو آپ کے فریبوں سے کیوں آگاہ نہ کریں؟

یہ آپ کے منامی الہام کے کذب ہونے کے متعلق گفتگو تھی۔اب آپ کی دعوت قسم و مباہلہ کا جواب دیا جاتا ہے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸۔ص ۴۳ تا ۵۱)

جواب قسم و مباہلہ

مولانا محمد حسین بٹالوی کہتے ہیں کہ یہ عاجز خاکسار اپنی نیک نیتی اور سچائی کی نظر سے، اور خدا تعالی کے ناصر و معاون حق ہونے کی امید و بھروسہ پر آپ کی دعوت قسم قبول کرنے کو بغیر کسی معاوضہ یا تاوان کے حاضر ہے۔اور مسلمانوں کی مجلس عام میں (لاہور میں یا بٹالہ میں جہاں آپ آسکیں) اس مضمون کی جو آپ کے مضمون قسم سے زیادہ زور رکھتا ہے، قسم کھانے اور اس کو رسالہ میں چھاپ دینے کو مستعد ہے کہ

مجھے اس خدا تعالی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری اور سب کی جان ہے میرے اعتقاد میں یہ پیشگوئی متعلق لیکھ رام خدا کی طرف سے نہ تھی۔ اور نہ سچی نکلی۔اور نہ یہ شخص پیشگوئی کرنے والا اس اعتقاد اور اخلاق کے ساتھ خدا کا ملہم و مخاطب اور الہامی پیشگوئیوں کا محل و مصدر ہوسکتا ہے۔ اور اگر یہ پیشگوئی الہامی اور خدا کی طرف سے تھی، اور فی الواقعہ پوری ہوگئی ہے اور یہ شخص واقعہ میں خدا کا ملہم و مخاطب ہے اور میں نے اس پیشگوئی کے وقوع سے اور اس شخص کے الہامی ہونے سے جحوداً و عناداً انکار کیا ہے، تو اے خدائے قادر مطلق تو مجھے فوراً اس عذاب میں مبتلا کر کہ جو آج تک کسی معذب کو نہ ہوا ہو۔

مگر اس مضمون کی قسم کھانے اور اس کو رسالہ میں چھاپ دینے کیلئے میری ایک

شرط ہے کہ آپ اس کے مقابلہ میں کچھ نہ بولیں۔ اور میرے قسم کھا لینے کے بعد نہ کسی قسم کی میرے حق میں پیشگوئی کریں اور نہ میرے متعلق کسی امر کے وقوع کے بعد اپنی کرامت کا اظہار کریں کہ فلاں امر جو واقعہ ہوا ہے وہ ہماری بددعا کا اثر ہے۔

ہاں اپنے گھر میں بیٹھ کر اور اپنی جماعت کو ساتھ ملا کر جس قدر چاہیں بددعائیں کرتے رہیں۔ اگر آپ کی بددعا سے مجھ پر فوراً یا کسی قدر وقفہ سے عذاب نازل ہو جائے گا، تو اسلامی دنیا خود دیکھ لے گی اور یقین کر لے گی، اور آپ کو سچا کہے گی۔ اور اگر میں اپنے صدق و نیک نیتی کی برکت سے اور خدا کے فضل سے ایسے عذاب سے بچ گیا تو اسلامی دنیا پر واضح و منکشف ہو جائے گا کہ آپ مفتری و کذاب ہیں، اور اس پیش گوئی لیکھرام کے اور ہر ایک پیشگوئی کے خدا کی طرف سے ہونے کے دعوی میں خدا تعالی پر افتراء کرتے ہیں۔

میں مدعی کرامت و نبوت کا نہیں کہ آپ کیلئے جلد عذاب کی دعا کروں۔ ہاں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالی اپنے وعدہ قرآنیہ کے مطابق آپ کو یا تو ہدایت کرے گا اور توبہ کی توفیق دے گا، یا جب چاہے گا آپ کو ہلاک کرے گا، یا تمام دنیا کی نظروں میں ذلیل و رسوا کرے گا جیسا کہ اکثر کی نظروں میں اب بھی ذلیل ہیں۔

جب آپ میری اس شرط کو بذریعہ تحریر مطبوع منظور کریں گے تب میں اس مضمون کی قسم مسلمانوں کی مجلس میں کھا کر اس کو اپنے رسالہ میں چھاپ دوں گا۔ اور اگر آپ میرے اس مضمون کو کافی نہ سمجھیں اور اپنی یہ نئی شرطیں پیش کریں کہ

۱۔ میں قادیان میں آؤں اور آپ کے سامنے اس مضمون کی قسم کھاؤں۔

۲۔ میری قسم کھانے کے بعد آپ بھی کچھ بولیں اور میرے حق میں بددعا کریں اور اس بددعا کے بعد میرے حق میں کسی قسم کے عذاب کی پیش گوئی کریں۔

۳۔ پھر سال گذر جانے کے بعد اس عذاب کے معنی بتا دیں اور جس قسم کے معمولی امر کو آپ چاہیں اس بددعا کا اثر قرار دے کر اشتہار دیدیں کہ یہی عذاب ہماری دعا کا اثر ہے۔ اور اس ذریعہ سے اپنی کرامت و نبوت کا اظہار و اثبات کریں۔

تو اس صورت میں میری طرف سے

اول شرط یہ ہے کہ جیسا کہ آپ نے اشتہار ۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں گنگا بشن آریہ کیلئے دس ہزار روپیہ پیشگی گورنمنٹ کے پاس جمع کر دینا منظور کیا ہے میری قسم کے

عوض جمع کرا دیں اور باضابطہ یہ معاہدہ کرلیں کہ درصورت ظاہر نہ ہونے اثر بددعا آپ کے وہ روپئہ آپ سے بطور شرعی جرمانہ لیا جائے گا جو کسی اسلامی کارخیر میں خاکسار کی رائے سے صرف کیا جائے گا۔

نیز اس صورت عدم ظہور اثر بددعا جو آپ نے میرے ہاتھ پر توبہ کرنا اور کتابیں جلا دینا قبول کیا ہے، اس کی یہ تشریح وتعمیم کردیں کہ میں اپنے جدید عقائد کو کفر اور گمراہی قرار دے کر ان سے توبہ کرونگا۔ اور عقائد قدیمہ اسلامیہ قبول کرکے ازسرنو مسلمان بنوں گا اور اپنی جملہ کتابوں کو براہین سے لے کر آخری رسالہ یا اشتہار تک جن میں وہ عقائد کفریہ مجملاً یا مفصلاً یا اشارۃً درج ہیں جلا دونگا درصورت پوری نہ کرنے اس شرط کے سزا قتل کو جو آپ نے منظور کیا ہے اس کو گورنمنٹ سے منظور کرا دینا آپ کے ذمہ ہے کیونکہ آپ ہی اس کے مجوز ہیں۔

دوسری شرط یہ کہ جس عذاب شدید سے آپ ڈراتے ہیں اس کی شرح و تعیین کردیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر مجھے ریزش یا کھانسی وغیرہ سے آپ بیمار دیکھیں، یا میرے کبھی کپڑے میلے یا پرانے آپ کو نظر آویں، یا میرے متعلقین میں سے کسی پر کوئی بیماری یا ابتلاء آوے تو آپ یہ کہہ دیں کہ یہی عذاب شدید ہے جس کی ہم نے پیشگوئی کی تھی۔ جیسا کہ پہلے آپ سے وقوع میں آچکا ہے کہ ۱۸۹۳ء میں آپ نے خاکسار کیلئے عذاب کی دعا کی تو آپ کو چالیس روز کی میعاد کے عذاب کی خبر ملی۔ چنانچہ آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۴ میں آپ نے کہا ہے

.چند ماہ کا عرصہ ہوا جس کی تاریخ مجھے یاد نہیں کہ ایک مضمون میں نے میاں محمد حسین کا دیکھا جس میں میری نسبت لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور بے ایمان اور بایں ہمہ سخت نادان اور جاہل اور علوم دینیہ سے بے خبر ہے۔ تب میں جناب الٰہی میں رویا کہ میری مدد کر۔ تو اس دعا کے بعد الہام ہوا ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو کہ میں قبول کروں گا۔ مگر میں بالطبع نافر تھا کہ کسی عذاب کیلئے دعا کروں۔ آج جو ۲۹ شعبان ۱۳۱۰ھ ہے اس مضمون کے لکھنے کے وقت خدا تعالیٰ نے دعا کیلئے دل کھول دیا۔ سو میں نے اس وقت اسی طرح رقت دل سے اس مقابلہ میں فتح پانے کیلئے دعا کی۔ اور میرا دل کھل گیا اور میں جانتا ہوں کہ قبول ہوگئی اور میں جانتا ہوں کہ الہام جو مجھ کو میاں بٹالوی کی نسبت ہوا تھا کہ انی مھین من اراد

اھا نتک وہ اسی موقع کیلئے ہوا تھا۔ میں نے اس مقابلہ کیلئے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر دعا کی اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا۔ اب صاحبو اگر میں اس نشان میں جھوٹا نکلا، یا میدان سے بھاگ گیا، یا کچھ بہانوں سے ٹال دیا تو تم سارے گواہ رہو کہ میں بے شک کذاب اور دجال ہوں۔ تب میں ہر ایک سزا کے لائق ٹھہرونگا۔ کیونکہ اس موقع پر ہر ایک پہلو سے میرا کذب ثابت ہو جائے گا۔ اور دعا کا نامنظور ہونا کھل کر میرے الہام کا باطل ہونا بھی ہر ایک پر ہویدا ہو جائے گا۔

پھر جب چالیس روز کے عرصہ میں کوئی عذاب اس خاکسار پر نہ آیا تو آپ نے یہ بات بنائی کہ اس عذاب سے وہ اہانت مراد ہے جو بمقام امرت سر ہم سے مباہلہ کرنے سے انکار کرنے کے سبب اس کو حاصل ہوئی تھی۔ (حالانکہ یہ بات بھی محض خلاف واقعہ ہے۔ مباہلہ سے فرار قادیانی نے کیا تھا، نہ کہ خاکسار محمد حسین نے) اور اب ۱۸۹۷ء میں رسالہ انجام آتھم شائع کیا تو اس کے صفحہ ۹۴ و ۹۵ و ۱۰۰ میں اس اہانت کی تفسیر و مراد یہ بیان کی ہے کہ یہ شخص اب مفلس ہو گیا ہے، اور کپڑے پرانے پہنتا ہے۔ کابل گیا تھا تو وہاں اس کا اکرام نہیں ہوا اور وہاں سے محروم و بیمار ہو کر واپس آیا۔ (حالانکہ یہ ساری باتیں خلاف واقعہ ہیں۔ ہاں کابل میں بیمار رہا تھا۔ سو یہ بیماری ایک ایسا امر ہے جس سے کوئی بشر خالی نہیں رہتا۔ اور قادیانی کا ہر وقت مریض رہنا تو خود ان کی تحریرات میں بھی مرقوم ہے) ایسی ہی تاویلات عذاب شدید اس وقت کریں گے جب میعاد گذر گئی اور خدا کے فضل و کرم سے خاکسار پر کوئی آفت نہ آئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اب ابھی سے عذاب شدید کی تعیین مراد کر دیں۔

تیسری شرط۔ یہ کہ آپ سال کی میعاد کو موقوف کریں اور اگر اپنی بد دعا کی تاثیر اور کرامت دکھانے کا دعوی ہو تو اسی قسم کھانے کے وقت دکھاویں جیسے آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں نجران کے عیسائیوں کے مباہلہ پر فوراً عذاب نازل ہونے کی بابت آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی۔

اور اگر فوری عذاب اور کرامت دکھانے کی آپ کے ملہم (جو ہمارے اعتقاد کے مطابق معلم الملکوت ہے) میں قدرت و طاقت نہیں، یا کسی دور اندیشی و احتیاط کی نظر سے وہ کسی قدر مہلت کا محتاج ہے تو آپ کے اس اعتراف کے بعد ہم میعاد بھی منظور

کرلیں گے۔مگر وہ میعاد تین دن سے زیادہ منظور نہ ہو گی کیونکہ آتھم کے عذاب کیلئے آپ تین دن منظور کر چکے ہیں۔اور اشتہار انعامی تین ہزار کے صفحہ ۷ سطر ۱۵ میں لکھ چکے ہیں کہ ہم تین دن ہی منظور کرلیں گے،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن کے وقفہ میں آپ اور آپ کے ملہم اپنے منکروں پر عذاب لا سکتے ہیں۔

اور اگر آپ یہ اقرار کریں گے کہ ہمارا ملہم اب تین دن کی مہلت میں بھی اثر دکھانے سے عاجز ہو گیا ہے اور وہ سال بھر کی مہلت لینے کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا تو ہم اس میعاد کو بھی منظور کرلیں گے۔اور اگر آپ کو اس میعاد کے مسنون ہونے کا دعوی ہے(چنانچہ ایک اشتہار مباہلہ میں آپ نے تحریر کیا ہے)۔تو اب اس کا مسنون ہونا کسی دلیل سے ثابت کریں۔اس میعاد کے مسنون ثابت ہونے کے بعد ہم اس کو تسلیم کریں گے۔

جو دلیل مسنون ہونے کی آپ نے اس اشتہار میں بیان کی ہے،اس دلیل سے اس شرط کا مسنون ہونا ثابت نہیں ہوتا۔کوئی اور دلیل آپ بیان کریں گے تو ہم اس شرط کو مان لیں گے۔آپ ایک دفعہ میدان میں تو نکلیں۔

ہماری ان تینوں شروط کو آپ قبول کر کے عدالت کے ذریعہ سے اس معاہدہ کی تکمیل کرادیں گے تو ہم قادیان میں پہنچ کر آپ کے سامنے قسم کھانے کو حاضر ہیں۔

چھکریوں والہ الہام

☆ مولانا بٹالوی،مرزا صاحب قادیانی کے خطاب میں فرماتے ہیں کہ یوم العید والے شعر پر کلام کے بعد ہم چھکریوں (چھ تاریخ،چھ گھنٹے،روز یک شنبہ) والی پیشگوئی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کا جھوٹ ہونا ثابت کرتے ہیں۔

چھکریوں والا الہام نہ قادیانی کو ہوا۔نہ ان قیود کے ساتھ انہوں نے یہ پیش گوئی متعلق لیکھ رام کبھی مشتہر کی لیکن ناواقفوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر ان سے تسلیم کرالیا ہے کہ ان قیود کے ساتھ لیکھ رام کے قتل سے ۱۷ سال پہلے پیشگوئی کی گئی تھی جو سچی نکلی۔

ہم نے قادیانی صاحب بذریعہ خط اس پیش گوئی کا پتہ پوچھا تو آپ نے اس کا پتہ نہ بتلایا۔صرف الہام یوم العید کا پتہ بتایا۔چنانچہ آپ کا خط منقولہ بالا شاہد ہے۔

پھر ہم نے اپنے خط نمبری ۱۱۷ مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں مضمون زیر قلم کا خلاصہ لکھ کر آپ کے پاس بھیجا تو اس میں بھی یہ لکھ دیا کہ بجز پیش گوئی میعادی شش سالہ جس قدر پیشگوئیاں کرنے کا آپ کے اشتہارات میں دعوی ہے وہ محض غلط ہے (یعنی وہ پیش گوئیاں واقعہ قتل سے پہلے لیکھ رام کے متعلق آپ نے مشتہر نہیں کیں)۔ اس خط کے جواب میں بھی آپ نے سکوت اختیار کیا اور اس پیش گوئی کا پتہ نہ بتایا۔ اس خط کے حامل اور آپ کے قاصد و وکیل مہر نبی بخش نمبر دار بٹالہ و بابو علی محمد ٹھیکیدار بٹالہ مظہر اور مدعی ہوئے کہ ہم نے یہ پیش گوئی دیکھی ہوئی ہے اور اول الذکر نے وعدہ کیا ہم اس کو کل لا کر پیش کریں گے۔ وہ بھی نہ لائے اور کئی کل گذر گئے۔ آخر ان دونوں صاحبوں کے نام ایک خط لکھا گیا جس کی نقل ذیل میں درج ہے۔ انہوں نے یہ خط وصول نہ کیا۔ اول الذکر تو وصولی خط سے صاف انکاری ہوئے۔ اور ثانی الذکر جموں چلے گئے۔ تو اس خط کی نقل قادیانی کے پاس قادیان بھیجی گئی۔ اور اس پر لکھا گیا کہ اگر آپ نے اس الہام کا پتہ نہ بتایا تو یک طرفہ کاروائی کی جائے۔ اس نقل کے پہنچنے پر بھی آج تک (۸ مئی ۱۸۹۷ء) پتہ نہیں بتایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کو انہوں نے کسی اشتہار یا کتاب میں مشتہر نہ کیا تھا (یہ مراسلت درج ذیل ہے)

بٹالہ۔ ۱۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء مہر نبی بخش صاحب و بابو علی محمد صاحب وکیلان مرزا غلام احمد صاحب۔ سلام۔ ۱۲ اپریل ۱۸۹۷ء کو آپ دونوں صاحب کہہ گئے تھے کہ ہم نے مرزا جی کا وہ الہام دیکھا ہوا ہے جس میں چھ تاریخ چھٹے گھنٹے روز یک شنبہ میں قتل واقعہ ہونے کی پیش گوئی ہے۔ اور مہر صاحب وعدہ کر گئے تھے کہ وہ الہام ہم کل ارسال کریں گے مگر ابھی تک ارسال نہیں کیا۔ مرزا جی سے ہم نے اس الہام کا پتہ پوچھا تو انہوں نے بھی نہیں بتایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کا کوئی الہام مرزا جی نے واقعہ قتل سے پہلے شائع نہیں کیا اور آپ لوگوں نے بھی اس مضمون کا کوئی الہام ان کا نہیں دیکھا اب آپ لوگ اپنے مؤکل کی بات کی پچ کرتے ہیں اور انکے جھوٹ پر پردہ ڈالتے ہیں اگر یہ امر (جو آپ کے اس فعل سے مفہوم ہوتا ہے) واقعی ہے تو کمال افسوس کی بات ہے۔ آئندہ اگر آپ نے یا مرزا صاحب نے کل شام تک وہ الہام نہ بھیجا تو میں یقین کرلوں گا کہ اس مضمون کا کوئی الہام آپ کے اور ان کے پاس نہیں ہے۔

میں ہفتہ کے دن ۱۷۔ اپریل کو لاہور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کل شام تک الہام یا

جواب خط آنا چاہیے۔ابوسعید محمد حسین ۔

اس خط پر جو کچھ مرزا جی کے نام لکھا گیا تھا،اس کی نقل یوں ہے

مرزا صاحب وحکیم صاحب! آپ صاحبوں نے میرے خط نمبری ۱۱۷ کا جس سے میری نیک نیتی عیاں ہے، جواب نہ دیا۔ اور نہ حکیم صاحب خود تشریف لائے ۔ اس سے آپ کی نیت معلوم ہوگئی۔

یہ اس خط کی نقل ہے جو آپ کے وکیلوں نے نہیں لیا۔ بابو علی محمد تو جموں چلے گئے ۔ مہر نبی بخش صاحب اسکے لینے سے انکاری ہوئے ۔ لہذا آپ کی خدمت میں مرسل ہے۔ اگر الہام چھ دن، چھ گھنٹے والہ جلد نہ بھیجا تو یک طرفہ کاروائی پر ہم کو ترک نیک نیتی کا الزام نہ دیں، اپنی رائے اور نفس کو متہم کریں۔ ابوسعید محمد حسین

اس خط کے پہنچنے پر بھی آپ کچھ نہ بولے اور اب تک ساکت ہیں۔ لاہور کے تابعین قادیانی، حکیم فضل الٰہی اور حافظ فضل احمد سے اس امر کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ رسالہ برکات الدعاء کے حاشئیے والے الہام میں یک شنبہ کا لفظ موجود ہے۔ اسی وقت ان کے سامنے رسالہ برکات الدعاء پیش کیا تو اس میں یہ نہ نکلا کہ یک شنبہ کو لیکھ رام کا قتل ہوگا۔

ویسے لفظ یک شنبہ تو اس میں ہے، مگر اس کو قتل کا دن نہیں بتایا گیا۔ بلکہ قتل کے متعلق جو مرزا جی کو ایک خواب دکھایا گیا تھا، اس خواب کی رؤیت کا دن یک شنبہ اور وقت چار بجے صبح کا بتایا گیا ہے۔ اس مقام میں اصل عبارت حاشیہ صفحہ اخیر رسالہ برکات الدعاء نقل کیجاتی ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ بات کیا ہوتی ہے اور مرزا قادیانی اور اس کے مرید اس کو کیا بنا لیتے ہیں۔ لکھا ہے

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر

آج جو ۲۔ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴۔ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہجری ہے، صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں، میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے، میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے۔ گویا انسان نہیں، ملائک شداد غلاظ میں سے ہے۔ اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی۔ اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ

اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھ رام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے؟ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھ رام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ مگر مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد ہے کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں ہوں۔ اور یک شنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد لله علی ذالک۔

اس آخری جملے کی نسبت کوئی صاحب فہم وانصاف نہیں کہہ سکتا کہ اس میں یک شنبہ کو وقوع قتل وظہور پیش گوئی کا وقت بتایا گیا ہے۔ بلکہ ہر کوئی یقین رکھتا ہے کہ وہ اس خواب کے دیکھنے کا وقت ہے۔ وقوع پیش گوئی کا وقت وہ کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ اس میں چار بجے صبح کا وقت بتایا گیا ہے۔ حالانکہ ظہور پیش گوئی اور وقوع قتل لیکھ رام کا وقت یہ حضرات چھ بجے شام کے بتاتے ہیں۔ یہ عقل کے اندھے اور سیاہ دل اپنے الفاظ کو غور سے نہیں پڑھتے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون

الغرض چھکریوں والی پیشگوئی کا کہیں وجود معلوم نہیں ہوتا۔ اور یوم العید والے الہام میں قتل لیکھ رام کا کہیں ذکر واشارہ تک نہیں۔ اس باب میں جو کچھ قادیانیوں نے کہا ہے جھوٹ ہے۔ ہاں اس قدر مسلّم ہے کہ چھ سال کی میعاد قتل لیکھ رام کیلئے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۲ء میں ضرور مقرر کی گئی تھی۔ مگر اس میعاد کے مطابق یہ قتل وقوع میں نہیں آیا، بلکہ اس میعاد سے دو سال پہلے، قتل وقوع میں آگیا ہے۔ جو لوگ چار اور چھ میں فرق کر سکتے ہیں وہ اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے میں شک نہ کریں گے۔ اس کے جواب میں اگر قادیانی یہ کہیں کہ چار کا عدد چھ کے عدد میں داخل ہے لہذا چار سال میں پیش گوئی کے پورے ہونے سے چھ سال میں اس کا پورا ہونا صادق آسکتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ چار کا عدد چھ میں داخل ہے، دس بیس اور سو میں بھی داخل ہے۔ پھر کیا اس نظر سے جو بات چار سال میں واقعہ ہونے والی ہو، اس کا دس، بیس، سو برس کی میعاد میں وقوع بیان کرنا، اور اس کو تحدی اور کرامت کے طور پر مخالفین کے مقابلہ میں پیش کرنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس سے تو تحدّی اور کرامت باطل ہوتی ہے۔ اور تحدی اور کرامت اور اخبار غیب تو اسی صورت میں متصور ہے کہ جو اس واقعہ کے وقوع کی اصلی حد ہو، وہ بتا دی جائے۔ کسی میعاد قریب کو بعید کر کے بتانا نہ صرف مبطل تحدی وخلاف کرامت ہے بلکہ وہ حکمت کے برخلاف

ہے اور سراسر حماقت وسفاہت ہے جو خدا حکیم وعلیم کی شان کے مخالف ہے ۔اور اس کا عکس (کہ ایک امر بعید الوقوع کو ایسے سچے اور صحیح الفاظ سے بیان کرنا جن سے اس کا قریب ہونا مفہوم ہو) عین حکمت ہے ۔اسی اصول پر قیامت کو قریب بتایا گیا ہے باوجودیکہ ہزار ہا برس گذر چکے ہیں ۔ اور اسی وجہ سے خبر فتح روم کو جو سات برس میں واقعہ ہونے والی تھی لفظ بضع سے (جس کا اطلاق عرب میں تین سے نو تک ہوتا تھا ۔اور اس لفظ سے بولنے سے تیسرے ہی سال کے بعد فتح کی امید شروع ہوگئی تھی اور اس سے دوستوں کو خوشی اور دشمنوں کو خوف پیدا ہوگیا تھا) بتایا گیا ہے جس کی تفصیل ہمارے مضمون خطبہ میں بصفحہ ۳۴۶ نمبر ۱۱ جلد ۱۷، اشاعۃ السنہ ہے ۔ قادیانی صاحب نے موت لیکھ رام کے متعلق پیشگوئی میں اس اصول حکمت کا خلاف کیا اور اس سے یہ ثابت کیا کہ وہ پیش گوئی الہامی اور رحمانی نہ تھی بلکہ ایک وسوسہ شیطانی تھا جو جھوٹا نکلا ۔

ایک وجہ اس پیش گوئی شش سالہ کے جھوٹی نکلنے (اور سچی نہ ہونے کی) یہ بھی ہے کہ اس عذاب کی (جس کی اس پیش گوئی میں خبر دی گئی تھی) قادیانی نے آئینہ کمالات کے صفحہ اخیر .وہ غیر معمولی اور خارق عادت ہوگی. کے الفاظ سے تفسیر کی ہے ۔چنانچہ کہا ہے

.اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اپنے اندر ہیبت الٰہی رکھتا ہو، تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں،

اور یہ قتل جس کیفیت سے وقوع میں آئی ہے وہ معمولی کیفیت ہے، نہ نرالی، نہ غیر معمولی، نہ خارق عادت ۔ایسے واقعات صدہا وقوع میں آتے ہیں ۔ہسپتالوں میں جا کر ایسی زخمی لاشیں دیکھ لو ۔ پولیس اور عدالت میں ایسے صدہا کیس ملاحظہ کرلو ۔تھوڑے دن ہوئے کہ لاہور کے بازار انارکلی میں ایک میم کو ایک فقیر نے چھری سے مار ڈالا ۔اس سے پہلے چھاؤنی پشاور اسٹیشن پر ایک فوجی افسر کو ایک سرحدی افغان نے چھری سے قتل کیا ۔ایسے واقعات آنکھ سے دیکھنا ہو تو پشاور کے قریب چلے جاؤ اور مشاہدہ کرلو ۔

ایسے واقعات کو کوئی ذی عقل نرالے اور خارق عادت نہیں کہہ سکتا ۔معمول سے نرالے، اور خارق عادت عذاب وہ تھے جو پہلی امتوں کے منکروں پر آئے ۔کوئی زمین میں دھنسایا گیا، کوئی آسمانی سخت آواز سے ہلاک ہوا، کسی پر آسمان سے پتھر برسے، اور کئی غیر معمولی طور پر بہیئت مجموعی غرق آب ہوئے جن کا ذکر قرآن کی سورۃ عنکبوت کے رکوع ۲ میں

ہوا ہے۔آج کل کا طاعون جو بمبئ اور کراچی پر مسلط ہے کاش اسی کا ایک حصہ لیکھ رام کو پہنچتا ،تو بھی تسلیم کیا جاتا کہ اس شہر میں جو عذاب سے مامون ہے صرف لیکھ رام کیلئے وہ غیر معمولی اور خارق عادت عذاب ہے۔چھری مارنے کو جو رات دن لوگوں کو لگتی ہیں، غیر معمولی اور خارق عادت قرار دینا آپ ہی کا کام ہے۔

اس بیان سے سوال اول کا حل و جواب پورا ہوا۔اور یہ ثابت ہوا کہ یہ پیش گوئی اوراس کے متعلق جس قدر الہامات قادیانی نے بیان کئے ہیں وہ سچے نہیں نکلے بلکہ سراسر کذب وفریب ظاہر ہوئے۔

☆ دوسرے سوال کا حل وجواب

اگر ہم فرض کریں اور بطور محال مان لیں کہ قادیانی نے اس پیش گوئی کے متعلق جو دعاوی کئے ہیں کہ ہم نے اس واقعہ قتل کو ۱۷یا بیس سال پہلے بتا دیا تھا ، اوراس کی تاریخ دن گھنٹہ (بلکہ آلہ قتل ولباس قاتل ورنگ قاتل وعمر قاتل وغیرہ جن امور کا قادیانی نے دعوی بھی نہیں کیا) سے بھی سترہ برس پہلے آگاہ کر دیا تھا اور جو کچھ کہا وہ صادق ومطابق نکلا۔تو اس صورت میں بھی وہ پیشگوئی اسلام اور مسلمانوں میں الہامی تسلیم کئے جانے کے لائق نہ ہوتی اور کوئی مسلمان (بجز ان چند لوگوں کے جو اسلام سے مرتد ہوکر قادیانی کے پیرو ہوگئے ہیں) اس کو الہام نہ سمجھتا، بلکہ یہ خیال کرتا کہ وہ ایک نجومی یا جوتشی یا رمال یا جفری وغیرہ کی پیشگوئی ہے جو حسب اتفاق قواعد علم کے موافق ہونے کی وجہ سے صادق ہوگئی ہے۔

اس انکار کی وجوہ مسلمانوں کے نزدیک دو ہیں۔ایک وجہ (جس میں قادیانی اوران کے موافقین اور بے غرض اتباع کو دم مارنے کی جگہ نہیں ہے) یہ ہے کہ پیش گوئی اس شخص کی بالیقین الہامی مانی جاتی ہے جس کی لاکھ پیش گوئیوں میں سے ایک بھی خطا اور غلط نہ نکلی ہو۔اور یہی امر نبیوں کی پیشگوئیوں اور نجومیوں جوتشیوں جفریوں کاہنوں وغیرہ کی پیشگوئیوں میں فارق ہے۔جب کہ مرزا جی کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی خطا نکلی ہیں جن کے خطا ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہیں، اگرچہ مرزا جی کے مریدان کو صادق مان رہے ہیں۔اور بعض پیشگوئیاں ایسی خطا نکلی ہیں جن کے خطا ہونے پر مرزا جی کو بھی دم مارنے کی جگہ نہیں ہے۔
منجملہ قسم اول، آپ کی پیشگوئی متعلق موت آتھم میعادی پندرہ ماہ ہے جو جھوٹی نکلی۔

وازانجملہ آپ کی پیشگوئی متعلق موت شوہر ثانی منکوحہ آسمانی خود بدولت ہے کہ وہ بھی جھوٹی ہوچکی ہے۔اور سلطان احمد اب بھی (۱۸۹۷ء میں) مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی سے شادی شدہ زندگی گذار رہا ہے۔

منجملہ قسم دوم آپ کی پیشگوئی متعلق تولد فرزند بشیر عمانوایل جو تین دفعہ جھوٹی ہوچکی ہے۔

اول اس وقت جب پہلے حمل سے دختر پیدا ہوئی۔ پھر جب مرزا جی نے تاویل کر کے اسے دوسرے پر چسپاں کر دیا اور بشیر صاحب آسمان سے نازل ہوکر کان اللہ نزل من السماء کے مصداق بنے تو بار دوم وہ پیش گوئی اس کی وفات سے جھوٹی ہوئی۔

ان دونوں دفعہ میں اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے میں قادیانی اور ان کے مرید نزاع کرتے ہیں لہذا ہم تیسری دفعہ اس پیشگوئی کے خطا ہونے کو پیش کرتے ہیں جس میں مرزا جی کو بھی دم مارنے کی جگہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے یہ مثال قسم دوم کی مثال ہوسکتی ہے۔

تیسری بار اس کا خطا ہونا یوں ہوا ہے کہ مدت نو سال جس کے اندر اس فرزند کے تولد کی خبر دی گئی ہے ، پوری ہوگئی ہے کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کے تولد کی خبر دی تھی ،اور ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کولڑکے کے تولد کی میعاد نو برس مقرر کی تھی۔اور اس وقت یعنی مئی ۱۸۹۷ء میں اس وعدہ سے بارھواں سال گذر رہا ہے۔اور وہ لڑکا ہنوز ماں کے پیٹ یا باپ کی پشت میں یا آسمان پر ہے، وہیں سے نہیں اترا۔کیا اب بھی اس پیش گوئی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شبہ باقی رہا؟

تین کو چار کرنے والہ لڑکا

مولانا بٹالوی سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب شائد موجودہ لڑکوں (محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد) میں سے کسی کو بشیر عمانوایل قرار دیں۔ چنانچہ اس کے بعض مرید کہہ رہے ہیں کہ کیا تعجب ہے کہ ان ہی تین میں سے کوئی لڑکا اس پیشگوئی کا مصداق ہوجاوے۔

اس ممکنہ دعوی پر تین سوال وارد ہوں گے جن کا کوئی جواب مرزا صاحب اور ان کے مریدوں سے بن نہ پڑے گا۔اول یہ کہ اگر وہ لڑکا ان تین میں سے کوئی ایک ہے تو پھر

آپ نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۴۔ ۱۵ میں کیوں لکھا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے لڑکے کا انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالہ ہوگا۔ اس مقام میں اصلی عبارت نقل جاتی ہے۔

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں، نام ونشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنے یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے، جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنے والہ ہوگا۔ دیکھو کہ یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افتراء کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے کہ جو یہ تین لڑکے موجود ہیں، ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام سے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اس کی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا۔ اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے۔ اب دیکھو کہ کیا خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا،

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ یہ عبارت صاف پکار رہی ہے کہ موجودہ تین لڑکے (محمود، بشیر، شریف) اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ ان کے بعد ایک چوتھا لڑکا آنے والہ ہے جو ان تین کو چار کرے گا اور اس پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق ہوگا۔

حضرات کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ دعوی آپ نے کس بنیاد پر کیا تھا؟ اور آنے والے لڑکے کی صرف اسے ایک صفت و علامت (کہ وہ تین کو چار کرنے والہ ہوگا) کیوں اس اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے نقل کیا اور اس کی باقی ۲۱ صفات کو (جن کا بیان عنقریب آتا ہے) کیوں چھوڑ دیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی کو اس وقت (ضمیمہ انجام آتھم کی اشاعت کے وقت) حمل تھا۔ اور اس حمل کی نسبت آپ نے اپنے مریدوں کو یہ کہہ رکھا تھا کہ اس حمل سے

لڑکا پیدا ہوگا اور وہ چنین و چناں ہوگا۔ اور وہی تین کو چار کرنے والہ ہوگا جس کا ذکر اس پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ہے۔

اس خیال و امید پر آپ نے وہ دعوی کیا اور اس لڑکے کی صرف ایک علامت (تین کو چار کرنے) کو ذکر کیا۔ باقی اکیس علامات وصفات کا ذکر چھوڑ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اس امر کا یقین تھا کہ میرے احمق مرید صرف اس وصف و علامت کو اس لڑکے پر صادق ہوتے دیکھ کر اسے اس پیشگوئی کا مصداق مان لیں گے۔ اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی طرف رجوع کر کے باقی علامات کو اس پر منطبق کر کے میری اس پیشگوئی کے امتحان کرنے کا کبھی قصد نہ کریں گے۔ اور یہ بات بھی خیال میں نہ لائیں گے کہ میعاد پیشگوئی ۱۸۸۶ء تو مدت ہوئی ختم ہو چکی ہے۔

اس حمل سے اگر لڑکا پیدا ہو کر تین اولاد کو چار کر بھی دیتا تو مشتیکہ بعد از جنگ یاد آید ..الخ ہی کا مصداق ہوتا کیونکہ ۹ سال کی مدت تو گذر چکی تھی۔ تاہم خدا نے اس حمل سے بھی قادیانی کو لڑکی دی جس سے اس کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء چوتھی بار جھوٹی ہوئی۔

الغرض یہ دعوی صفحہ ۱۵۔ضمیمہ انجام آتھم جھوٹا ہو چکا ہے۔ نیز یہ بات قادیانی ہی کی تحریر سے ثابت ہو چکی ہے کہ موجودہ تین لڑکوں میں سے کوئی لڑکا آپ کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق نہیں ہے۔ پھر اب وہ کیونکر کسی لڑکے کو اس کا مصداق بنا سکتے ہیں۔

☆ سوال دوم یہ کہ اگر ان تین میں سے کوئی لڑکا اس پیشگوئی کا مصداق ہے تو جب انہوں نے اس کے حمل میں ہونے کا اشتہار دیا تھا (چنانچہ عبارت صفحہ ۱۵ ضمیمہ انجام آتھم میں ذکر ہے) تو اس کے اشتہار میں کیوں نہ کہا کہ وہی لڑکا آتا ہے جس کا پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں وعدہ تھا۔ اور جب وہ لڑکا ہوا تھا تو کیوں آپ نے اشتہار نہ دیا کہ وہ الہامی لڑکا پیدا ہو گیا جیسا کہ اس سے پہلے الہامی لڑکے بشیر کا (جو فوت ہو گیا ہے) اشتہار دیا تھا۔

☆ تیسرا سوال یہ کہ آپ اس لڑکے میں وہ علامات وصفات جو اس الہامی لڑکے کی ہیں، ثابت کر دیں۔ ہم اسکی صفات جو آپ کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بیان ہوئی ہیں (اور صفحہ ۱۴۔۱۵ ضمیمہ انجام آتھم میں وہ صفات اڑا دی گئی ہیں) بیان کرتے ہیں اور منتظر ہیں کہ قادیانی ہمارے پہلے دو سوالوں کا جواب کافی دے کر ان صفات کو موجودہ لڑکوں میں سے کس پر منطبق کرتے ہیں اور اس کی کیا دلیل بیان کرتے ہیں۔ وہ صفات آپ کے الفاظ میں یہ ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ ، اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل کا ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نوراللہ ہے۔ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ ، اور عظمت ، اور دولت والہ ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے، کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا ، اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والہ ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے، مبارک دوشنبہ فرزند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے ۔ نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً

(اشتہار مرزا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

مولانا بٹالوی ، قادیانی کی بات کہ . اس کے معنی سمجھ نہیں آئے .
پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ الہام آپ خود تصنیف کریں، اس کے معنے گھڑ کر اس میں آپ ڈالیں۔ پھر اس کے معنی سمجھ میں نہ آنے کے کیا معنی ؟ آپ نے سوچ رکھا تھا کہ جیسا موقع پائیں گے ویسے معنی بنا کر اس میں ڈال دیں گے۔ جب لڑکا بشیر عموائیل پیدا ہوا تو اس کے معنی آپ نے یہ بتائے کہ پہلے تین اولاد (دو لڑکے فضل احمد اور سلطان احمد اور ایک لڑکی جو غلطی سے الہامی لڑکے کی جگہ آ گئی تھی) موجود ہیں۔ اب یہ چوتھا لڑکا آیا ہے جو تین کو چار کرنے والہ ہے (، یہ تشریح آپ کی اس خط میں ہے جو اصل مولوی محمد احسن امروہی کے پاس ہے اور اس کی نقل دستخطی مولوی احسن ومصدقہ مولوی محمد بشیر میرے پاس موجود ہے۔ محمد حسین) اور جب وہ لڑکا فوت ہوا، اور اس معنے کے کرنے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔
موجودہ تین لڑکوں کے بعد بی بی کو حمل ہوا تو اس کے معنے یہ گھڑ لئے کہ جو پہلے

تین لڑکے محمود بشیر اور شریف موجود ہیں (پہلی بیوی کے لڑکوں سلطان احمد اور فضل احمد کو تو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ ان کو آپ نے عاق کر کے اولاد سے خارج کیا تھا، لڑکی جو اسی محبوبہ بیوی سے پیدا ہوئی ہے اور موجود ہے، کیوں شمار نہ ہوئی، جیسے پہلے لڑکے کی باری میں وہ شمار کی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب آپ دیں گے تو ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔ محمد حسین)۔ اب یہ چوتھا لڑکا آئیگا، وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب جو لڑکی پیدا ہوگئی ہے تو یہ معنی بھی خطا گئے۔

دیکھئے آئندہ کون سے معنی گھڑے جاتے ہیں۔ تاہم ایک معنی اس کلام کے ہم کو بھی الہام ہوئے ہیں، پسند ہوں تو وہ بھی قبول کر لئے جائیں۔ وہ یہ ہیں کہ پہلے آپ رسالہ توضیح المرام میں تثلیث کے قائل ہو چکے ہیں۔ یعنی باپ (خدا) بیٹا (مرزا غلام احمد) روح القدس۔ پھر جب وہ الہامی لڑکا آئے گا جو کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہوگا، تو وہ تثلیث کی تربیع کر دے گا۔ یعنی باپ، بیٹے، روح القدس کے بعد چوتھا ایسا شخص آئے گا جو ان تین کو چار کر دے گا۔ وہ خدا بھی ہوگا، اور وہ آپ کا بیٹا، اور بڑے خدا کا پوتا بھی کہلائے گا۔ دیکھئے ہم نے کیسے عجیب معنے بتائے ہیں؟ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ ان تینوں پیشگوئیوں کے جھوٹے ہونے، خصوصاً پیشگوئی سوم کے بارسوم چہارم کے جھوٹے سے کس و ناکس کو یقین ہے کہ اگر پیشگوئی متعلق قتل لیکھرام سچی اور مطابق بیان ثابت ہوتی تو بھی وہ بشہادت وجہ اول (جس کی تسلیم میں مرزا صاحب کو بھی کلام نہیں) الہام متصور نہ ہوتی۔ اس صورت میں وہ ایک نجومی وغیرہ کی پیش گوئی تسلیم کی جاتی۔

دوسری وجہ (جو خاص کر مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے اور ان ہی کی فہمائش اس مقام میں ہم کو منظور ہے) یہ ہے کہ اہل اسلام میں صاحب الہام وہی شخص ہوسکتا ہے جو مسلمان ہو۔ اور مسلمانوں میں اکمل اور اعلی درجہ کا متقی ہو۔ یعنی عقائد صحیحہ کا ملہ رکھتا ہو۔ اور مرزا صاحب مسلمانوں کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور عقاید کفریہ رکھتے ہیں اور اخلاق سیئہ سے مجسم ہیں۔ ذرا سی بات سے جوش میں آکر مسلمانوں کو گالیاں دینے اور فحش کہنے میں وہ بازاریوں کو مات کر رہے ہیں۔ پھر وہ مسلمانوں کے نزدیک الہام اور الہامی پیشگوئی کے محل و مصدر کیونکر ہوسکتے ہیں؟ ان اعتقادات اور اخلاق کے ساتھ وہ مسلمانوں کو ہزار پیشگوئی سچی کر دکھائیں، لاکھ کرامات ظاہر کریں، دریا کو الٹا بہادیں، ہوا میں اڑنے لگ جائیں، پانی پر

سوکھے پاؤں چلیں ۔ وہ ان کو ایسے افعال سے ولی اور الہامی نہ مانیں گے ۔ اور ان کی ایسی پیشگوئیوں کو نجومی یا کاہن یا جفریوں کی پیشگوئی سمجھیں گے ۔ اور انکے ایسے افعال خارق عادات کو استدراج یا مسمریزم یا ہپناٹک خیال کریں گے ۔

☆ سوال سوم کا حل وجواب

یہ پیشگوئی صادق اور اپنے بیان کے مطابق نکلتی ، اور الہامی تسلیم کی جاتی تو اس سے اسلام ومسلمانوں کو سخت مضرت پہنچتی اور اسلامی دنیا میں گمراہی پھیلتی ۔ خدا نے اسلام پر رحم اور مسلمانوں پر کرم کیا کہ اس کو جھوٹا کر کے مسلمانوں کو اس کی مضرت سے بچا لیا ۔ قادیانی نے تو اسی پیشگوئی کو ہندوؤں پر اسلام کی فتح قرار دیا ہے ۔ اور اشتہار ۱۱ ۔ اپریل ۱۸۹۷ء وغیرہ میں کہا ہے کہ یہ پیشگوئی اسلام اور آریہ مذہب کی ایک کشتی (دنگل) ہے ۔ اور فریقین نے سچی نیت سے اپنے خدا پر توکل کر کے دونوں مذہبوں کے پرکھنے کیلئے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی تھی (یعنی جو اس پیشگوئی نے کر دیا ہے) مگر مسلمان خوب سمجھتے ہیں کہ یہ قادیانی کا مکر و محض فریب اور ٹکے کمانے کا ایک وسیلہ ہے ۔

ناظرین ! قادیانی نے عام اہل اسلام کے پھنسانے کیلئے یہ دام پھیلا رکھا ہے ، کہ اپنے ہر ایک امر میں تائید اسلام کا دعوی اور اپنی ہر ایک چیز میں اسلام یا ہادی اسلامؐ یا ان کی کتاب قرآن وغیرہ کا نام داخل کر رکھا ہے ۔

سب سے پہلا آپ کا دام کتاب براہین ہے ۔ اس میں بھی اسلام اور قرآن کا نام داخل ہے ۔ ایسا ہی اکثر تصانیف و رسائل اشتہارات میں اسلام کا نام شامل ہے ۔ فتح اسلام ، انوار الاسلام ، وغیرہ ۔ حتی کہ مطبع کا نام بھی ضیاء الاسلام ہے ۔ اور جو مضامین آپ ان کتابوں اور رسائل و اشتہارات میں شائع کرتے ہیں ، ان میں بھی لفظ اسلام اور قرآن اور دین کی حمایت کا دعوی ہے ۔ کسی مخالف اسلام سے مقابلہ ہوتا ہے تو وہ بھی اسلام کی طرف سے اور اس کے وکیل بن کر ہوتا ہے ۔ جس سے آپ کا مقصود اصلی اور مطلب دلی زرطلبی ہے جو کسی قدر حاصل بھی ہو گیا ہے ۔ کئی لوگ آپ کے دام میں آ پھنسے ہیں اور وہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ مرزا صاحب اسلام پر فدا ہیں ۔ مخالفین اسلام سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کر رہے ہیں ۔ ان پر فدا ہو جاؤ اور اپنے مال اور جان کو ان کے ملک (ملکیت) کر دو ۔ جس سے ان کا کام

چل رہا ہے اور ہزار ہا روپیہ آتا ہے جس کا اظہار وہ اپنی اکثر تحریرات میں کرتے ہیں ۔ اس خیال اور اعتقاد والے لوگ تو آپ کی اس پیشگوئی کو اور ہر ایک پیشگوئی کو اسلام کی نصرت سمجھتے ہیں مگر آپ کی اصلی حقیقت سے واقف یقیناً جانتے ہیں کہ آپ اسلام کے مقابلہ میں ایک نیا دین کھڑا کرنا چاہتے ہیں ۔آپ در پردہ نہیں بلکہ علانیہ مدعی نبوت ہیں ۔آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کو توڑ کر خود نبی بلکہ رسول اور وہ رسول احمد جن کی حضرت عیسی خبر دے گئے ہیں ، بن بیٹھے ہیں۔ انبیاء کے معجزات سے انکاری ہیں اور اپنے معجزات کے اشتہاری ۔ حضرات انبیاء پر ملائکہ کے نازل ہونے اور آسمان سے وحی لانے سے منکر ہیں ۔ اور اپنے لئے آسمانی وحی کے مقرّ ومثبت ۔

قرآن اور حدیث کے ان معانی اور حقائق کو جو آنحضرت ﷺ اور ان کے اصحاب وتابعین و تبع تابعین سمجھے تھے ، خلاف نیچر و قانون قدرت سمجھ کر ان میں ایسی تاویلات کرتے ہیں ، جو آنحضرت واور صحابہ وتابعین و تبع تابعین کے قرارداد کے مخالف ہیں ۔ اور مذاہب فلاسفہ و ملاحدہ اور زندیقوں کے مطابق ہیں ۔ آپ کے دام میں جو پھنستا ہے وہ اسلامی کاموں اور فرائض کے ادائیگی سے سبک دوش ہو جاتا ہے ۔ جھوٹ بولنا گویا ان کے مذہب کا جزء ہے (اتباع و مریدان الہامی صاحب میں سے جس شخص کو ہم نے دیکھا اور اس سے ہم کو سابقہ پڑا، اس کو ہم نے ایسا ہی پایا ہے ۔ جس شخص کو ہمارے اس دعوی کے صدق میں تامل ہو، وہ لاہور، امرتسر، بٹالہ، سیالکوٹ ، جموں ، بھیرہ وغیرہ کے مرزائیوں میں سے جس شخص کا نام لے، ہم سے اس کے اکاذیب کی فہرست سن لے) اور مسلمانوں کو برا کہنا اس کا شعار ہو جاتا ہے، اور تکذیب اصول مسائل قدیمہ اسلامیہ اس کا وثار ۔ اس سے ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ اگر یہ پیشگوئی سچی ہوتی تو ہزاروں ناواقف مسلمان ان کو ولی پیغمبر مان کر ان کا اتباع اختیار کر لیتے ۔ اور پہلے مریدوں کی طرح احکام اسلام کو سلام کر کے تکذیب اصول و مسائل اسلام میں مرزائیوں کے ساتھ شامل ہو جاتے ۔ خدا تعالی نے مسلمانوں پر کرم کیا کہ اس پیشگوئی کو جھوٹا کیا ۔ اور مسلمانوں کو قادیانی کے دام میں پھنسنے سے بچالیا۔

ہمارا جواب سوال سوم سن کر قادیانی صاحب ہم کو خوب کوسیں گے ۔ کہیں گے کہ یہ سب جھوٹ وافتراء ہے ۔ ہم کو کوئی نیا دین قائم کرنا منظور نہیں اور نہ کسی اصول مسلّمہ قدیمہ سے انکار ہے بلکہ ہم ہر ایک حکم اسلام کو مانتے ہیں جس کو تمام مسلمان مانتے چلے آئے ہیں ۔

☆ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ پھر آپ کسی مجلس میں مباحثہ کر کے اس امر کا کیوں تصفیہ نہیں کر لیتے۔ جب سے آپ نے فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام، آئینہ کمالات وغیرہ رسائل نکالے ہیں تب سے آپ کو مباحثہ کیلئے بلایا جاتا ہے۔ آپ نے ہمیشہ شروط کی پناہ لے کر اس سے انکار کیا۔ جب اقرار کیا تو صرف اس مسئلہ میں بحث کرنے کا اقرار کیا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی آپ کے مریدوں سے وقوع میں آیا۔ آپ لوگوں سے یہ کبھی نہ ہو سکا کہ آپ اپنے عقاید کفریہ میں بحث کرتے اور ان کا اسلام ہونا ثابت کر دکھاتے۔ بعض تحریرات و رسائل میں آپ مذکورہ بالا باتوں سے انکار ظاہر کرتے ہیں مگر وہ تحریرات آپ کی پہلی تحریرات متضمن کفریات کے حال کو ظاہر نہیں کرتیں اور نہ ان متناقض تحریرات کو سبھی لوگ پڑھتے اور اپنی لیاقت سے ان کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں تحریرات فریق ثانی کو تو آپ کے اتباع ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ پھر ان باتوں کا تصفیہ ہو تو کیونکر ہو۔

مدت سے آپ نے مباحثہ کو قطعی موقوف کر دیا اور اس کی سند میں ایک یہ الہام گھڑ لیا ہے یا علی دعھم و انصارھم و زراعتھم۔ یعنی اے علی (اپنے نفس نفیس کو مراد بتاتے ہیں) تو ان مولویوں اور ان کے پیرؤں کو چھوڑ دے (یعنی ان سے بحث و خطاب نہ کر) اور بجائے مباحثہ تصفیہ مسائل کیلئے مباہلہ کو وسیلہ بنایا۔ مگر جب مباہلہ کا جو صوفی عبد الحق غزنوی سے بمقام امرتسر کیا، کوئی اثر عوام پر ظاہر نہ ہوا (جس سے آپ کا مسلمان ہونا آپ کے مخالفوں کو معلوم ہو جاتا) تو آئندہ مباہلہ کو سخت شروط و قیود کے ساتھ مشروط و مقید کر دیا تا کہ وہ شرطیں وقوع میں آویں، اور نہ مباہلہ واقعہ ہو۔ پھر فرمادیں ان مسائل کا تصفیہ ہو تو کیونکر ہو؟ اور عام لوگوں کو کیونکر معلوم ہو کہ آپ دعوی اسلام میں سچے ہیں یا آپ کے مکفر و مخالف (جو یہ کہتے ہیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں، اور آپ کے فلاں فلاں عقاید کفریہ و ملحدانہ ہیں)۔ اس سوال کا جواب آپ ہی انصاف سے دیں۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔

خلق خدا پر رحم کریں، روباہ بازیاں چھوڑ دیں یا عقائد کفریہ ملحدانہ سے تائب ہو کر تجدید ایمان کریں، یا ان عقاید کا کفر نہ ہونا مباحثہ سے یا مباہلہ سے آپ ثابت کر دیں۔

☆ حصہ دوم

قادیانی نے جو ان اشتہارات میں قتل لیکھرام پر انسانی ہم دردی کی راہ سے رنج وافسوس ظاہر کیا ہے۔ اوراس امر کا دعوی کیا ہے اگر وہ ہماری ہم دردی سے بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے، اوراس کے قاتل کی نسبت لکھا ہے کہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ نابکار خونی کو پکڑے اس کو پھانسی دے۔ بدتر سزا کے ساتھ اس کو تنبیہ کرے۔

اس میں آپ نے حکومت اورعوام کو دھوکہ دیا ہے اور یہ جتایا ہے کہ اس کے قتل میں میری سازش ناممکن امر ہے۔ میرے خیال میں تو لیکھرام ہم دردی کے لائق تھا اوراس کا قاتل نابکار لائق سزا تھا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس قتل میں میری سازش ہو۔

مولانا فرماتے ہیں کہ سازش قتل کی بابت ہم کچھ نہیں کہتے۔ قادیانی کے اظہار ہمدردی اور قاتل کو برا کہنے کی بابت ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں آپ نے جھوٹ بولا ہے اور اپنی ان الہامات کا خلاف کیا جن میں یہ بیان ہے کہ

اس کو قتل کرنے کیلئے خدا نے کسی انسان کے دل کو ابھارا۔ اور خدا نے اس کے دل پر آسمان سے وحی نازل کی۔

اور ایک منامی الہام میں جس کو رسالہ برکات الدعا کے آخری صفحہ کے حاشیہ میں بیان کیا ہے، اس قاتل کو فرشتہ قرار دیا ہے۔

ان الہامات میں صاف تصریح ہے کہ قاتل کوئی صاحب وحی الٰہی انسان تھا یا کوئی فرشتہ آسمانی۔ اب قادیانی صاحب اگر دل سے قاتل کو نابکار خونی اور سخت سزا کے لائق سمجھتے ہیں، اوراس قاتل سے لیکھرام کو بچانے کیلئے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں، تو ان کے الہام جھوٹے ہیں۔ اوراگر وہ الہام سچے ہیں تو ان کا وہ کلام جھوٹا ہے جس میں انہوں نے ہمدردی کا اظہار کیا اور قاتل کو برا کہا۔

نیز، اگر واقعتاً آپ کو مقتول سے انسانی ہم دردی ہے (جو آپ کے بغیر کسی مسلمان کو نہیں ہے، اور نہ ہوسکتی ہے۔ کیونکہ کسی مسلمان کو اس کے قتل سے رنج وافسوس نہیں بلکہ باوجودیکہ قتل کے فعل اقدام قتل سے ان کو اتفاق نہیں۔ اس فعل کے نتیجہ سے وہ خوش ہیں کہ خوب ہوا۔ ایک ایذا رسان مسلمانان جو ان کے پیغمبر کو گالیاں دیتا تھا، مارا گیا۔ محمد حسین) تو اب وہ اس قاتل نابکار کا اپنے الہام سے پتہ

بتا دیں۔اور اس کو بدتر سے بدتر سزا دلوانے سے اس کے وارثوں سے پوری ہمدردی کریں۔ یہ امر آپ سے نہ ہو سکے تو حکومت اور عوام یہ جان لیں گے کہ اس اظہار ہمدردی، اور ان الہامات میں آپ انہیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ رہا یہ کہ اس دھوکہ دہی کے ساتھ وہ الزام سازش قتل سے بری ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ سو ہم نہیں جانتے کیونکہ ہم قانون نہیں پڑھے۔

☆ حصہ سوم۔ محافظ سلطنت

مولانا بٹالوی ؒ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے عریضہ اسمی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں جو لکھا ہے کہ

میں ۱۷ برس سے گورنمنٹ کی اس پولیٹکل خدمت میں مصروف ہوں کہ میں نے گورنمنٹ سے جہاد جائز نہ ہونے کی بابت بیسیوں کتابیں عربی فارسی اردو میں لکھی ہیں اور میں نے گورنمنٹ کی رعایت وحمایت کیلئے ایک جماعت تیار کی ہے جو گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلہ میں کام آنیوالی ہے، اور مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ جب تک تو اس گورنمنٹ کی عملداری میں ہے تب تک گورنمنٹ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔

اور اس سے پہلے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء (جو مجموعہ اشتارات قادیانی ج ۲ ص ۳۴۲ تا ۳۶۳ پر موجود ہے) میں لکھا ہے کہ

گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس کے ملک میں اور اس کی بادشاہت میں خدا اپنے بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے، اور اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین کے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں۔

یہ سب زور وفریب و افتراء ہے، جس سے آپ گورنمنٹ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور اس افتراء سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ آپکو خدا تعالی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور آپ خدا تعالی کے مخاطب وملہم نہیں ہو سکتے۔ آپکا پولیٹکل خدمت کرنے اور ممانعت جہاد کے رسالے شائع کرنے کا دعوی اس لئے زور وفریب اور دہوکہ ہے کہ آپکی کتاب آئینہ کمالات اسلام (جس کا دوسرا نام دافع الوساوس ہے)، کے صفحہ ۱۰۶ میں یہ عبارت موجود ہے

نافرمان انسان کا مال اور جان اس کے ملک (ملکیت) سے خارج ہو کر خدا کے ملک ہو جاتے ہیں ۔ اور خدا تعالی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا واسطہ رسولوں کے ان نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچا دے، یا کسی رسول کے واسطے سے یہ تجلی قہری نازل کرے ۔ ایک ہی بات ہے ۔

یہ تحریر ان تمام رسائل کو ملیا میٹ کرتی ہے بتا رہی ہے کہ جس وقت آپ کی جماعت کامل قوت پکڑ لے گی اس وقت آپ گورنمنٹ کے مال و جان پر ہاتھ صاف کریں گے ۔ آپ تو بلا واسطہ رسولوں کے ان کی ہلاکت کو تجویز کر رہے ہیں، اور جس حالت میں آپ خود مدعی رسالت بھی ہیں تو پھر انکے ہلاک کرنے میں بجز تکمیل جمعیت کیا توقف ہے؟

پیشگوئی میعادی ہشت سال (سلطنت برطانیہ تا ہشت سال) کو ہم نے آئینہ کمالات اسلام سے اپنے رسالہ میں کئی دفعہ نقل کیا ہے ۔ مرزا صاحب نے اس کا جواب تو کچھ نہیں دیا تاہم ہمارے اس خیال کے مقابلہ میں ہمارے ریویو براہین احمدیہ کی عبارت سے نقل کر کے گورنمنٹ کو جتایا ہے کہ یہ محمد حسین اپنے ریویو مذکور میں ہماری طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن و بے فکر کر چکا ہے ۔ اب اس کے برخلاف اس کے قول و خیال کا کیا اعتبار ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خاکسار نے اس وقت (۱۸۸۵ء میں) ایسا اسلئے لکھا تھا کہ آپ نے موعود مسیح اور مہدی ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا ۔ اور چونکہ آپ مغل ہیں اور امام مہدی کا سید ہونا مسلّم ہے، لہذا میرے خیال میں یہ ممکن بھی نہیں تھا کہ آپ مہدی ہونے کا دعوی کریں گے ۔ آپ نے میری اس دلیل اور خیال کو توڑ کر مہدی ہونیکا دعوی کر لیا تو آپ میرے خیال کے محل کیونکر رہ سکتے ہیں؟

آپ کا یہ الہامی دعوی کہ گورنمنٹ کی حفاظت کا باعث آپ کا وجود، ودعا و برکت ہے، محض دروغ و مغالطہ ہے ۔ آپ ایسے ہوتے اور یہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا (جو گورنمنٹ کو آپ نے سنایا ہے) تو آپ حکومت کو یہ کہتے کہ موجودہ فوج جو سرحد اور ملک کی حفاظت کیلئے موجود ہے، حکومت اسے موقوف کر دے کیونکہ میرے ہوتے کسی فوج کی حاجت نہیں ۔ لیکن آپ نے اس کے برعکس گورنمنٹ کے آگے ہاتھ جوڑ کہا کہ میری حفاظت کیلئے قادیان میں پولیس بھیج دے ۔ ورنہ میری جان نہ بچے گی ۔

اور اگر خدا کی طرف سے آپ کو وہ الہام ہوتا تو آپ حکومت کے آگے ہاتھ نہ

جوڑتے جیسا کہ آپ نے آتھم پر الزام خلاف واقعہ کی علت سے نالش نہ کرنے کی وجہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۰۔۲۱ میں یہ بیان کی ہے

. جس حالت میں آسمانی عدالت سے ہمیں یقین دلایا گیا تھا کہ عبداللہ آتھم عنقریب آسمانی وارنٹ سے گرفتار کیا جائے گا۔ تو پھر ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالت کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگرداں کرتے ۔

آپ کے اس قول کی رو سے آپ کی درخواست حفاظت پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ جس حالت میں خدا نے الہامات مذکورہ بالا میں آپ کو حفاظت کا وعدہ دیدیا تھا (بلکہ آپکے وجود کے طفیل حکومت کو حفاظت کا وعدہ دیدیا تھا) تو پھر آپ حکومت کے دروازہ پر کیوں سرگردان ہوئے اور کیوں ہاتھ جوڑے؟

آیت حفاظت و اللہ یعصمک من الناس (جسکے اپنے حق میں نزول کا مرزا صاحب کو دعوی ہے)، جب آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اس باڈی گارڈ کو جو آپ ﷺ پیشتر رکھوایا کرتے تھے ، اٹھوا دیا۔ اور فرمادیا کہ تم سب اٹھ جاؤ ، خدا نے میری حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے ۔ مگر قادیانی صاحب نے اسکے برعکس اس آیت کے نزول اور دیگر بشارات والہامات حفاظت کے نزول کے بعد حکومت سے اپنی حفاظت کیلئے پہرہ کا سوال کیا ۔ اور جب حکومت نے اس سوال کو لغو اور فضول سمجھ کر قبول نہ کیا تو آپ نے اپنے وظیفہ خواروں سے پہرہ مقرر کردیا جو رات دن آپ کی حفاظت کرتے ہیں ۔ یہ امر صاف اور قطعی دلیل اس امر پر ہے کہ وہ الہامات نہیں محض ڈھکوسلہ اور من گھڑت ہیں ۔

الہام عریضہ میں یہ بھی قادیانی نے یہ بھی جتایا ہے کہ حکومت کو جس قدر کوفتوحات ہوئی ہیں ، میرے ہی طفیل سے نصیب ہوئی ہیں اور میں سلطنت برطانیہ کیلئے بمنزلہ حرز ہوں اور جب تک میں اس سلطنت میں ہوں ، سلطنت کو تکالیف سے امن رہے گا۔

بنا بریں ہم حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ قادیانی کی ایسی حفاظت کرے جیسی اپنی جان کی کر رہی ہے ۔ کسی مفسدہ کے خوف سے ان کو رنگون میں یا اپنی حدود سلطنت سے خارج کرنے کا کبھی اور ہرگز قصد نہ کرے کیونکہ جب یہ ہندوستان یا برٹش سلطنت سے نکالے جائیں گے تو پھر حکومت کی بھی خیر نہ ہوگی۔ حکومت اپنی خیر چاہتی ہے تو اس ناقۃ اللہ کو حفاظت سے رکھے ۔

یہ بشارت قادیانی کی طرف سے حکومت کو ایک قسم کی دھمکی بھی ہے (جیسے کہ لیکھ رام، آتھم وغیرہ کو آپ نے دھمکیاں دی ہیں۔ وہ اور رنگ میں ہیں، یہ اور پیرایہ میں) حکومت کو مناسب ہے کہ اس کی دھمکی سے ڈر جائے اور قادیانی کی ضرور حفاظت کرے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ان کو گورنمنٹ ہاؤس لاہور یا شملہ یا کلکتہ کے ایک کمرہ میں مقفل رکھے۔ یہ نہ ہو سکے تو خاص آپ کے مسکن قادیان میں آپ کی حفاظت ونگرانی کیلئے پولیس مقرر کر دے۔ اور جب کسی ملک کے الحاق یا اس پر چڑھائی کرنے کا قصد کرے تو بجائے لشکر کے صرف آپ سے دعا کرالیا کرے۔ حکومت قادیانی کو ایسے الہامات کے ارزاں کرنے اور عام لوگوں کی نسبت الہام بازی کرنے سے روک دے، اور موہبت عظمی کو اپنے ہی لئے مخصوص رہنے دے، کیونکہ اور لوگوں کی نسبت تو وہ الہام موت اور قتل ہی کے ہوتے ہیں (جس سے بدامنی وہلاکت کا اندیشہ ہے) جبکہ حکومت کی نسبت فتوحات کے ہوتے ہیں۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ ص ۵۲ تا ۸۵)

رسالہ مباہلہ کا جواب

مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم میں چند رسائل اور ضمیمہ شامل ہیں جن میں سے ایک رسالہ چیلنج مباہلہ پر مشتمل ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اس کے مخاطب علماء ومشائخ میں سے دس دس ملکر مجھ سے مباہلہ کریں کہ

اے خدا یہ شخص (قادیانی) دعوی الہامات میں کذاب اور کافر ہے۔ ہم جھوٹے ہیں تو ایک سال میں ہلاک ہو جائیں۔ یا کسی اور عذاب یا نقصان مال یا آبرو میں مبتلا ہوں۔ یہ ایک سال کی میعاد کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ یہ میعاد مسنون ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا قول نصاری نجران کے حق میں لما حال الحول۔ الخ۔ شاہد ہے۔

☆ مولانا بٹالوی اس کے جواب میں مرزا قادیانی کو لکھتے ہیں:۔

صوفی عبدالحق غزنوی اور مولوی غلام دستگیر قصوری مباہلہ کو تیار ہیں۔ آپ ان سے مباہلہ کیوں نہیں کرتے؟ اس کی وجہ معقول بیان کریں تو بدرجہ سوم میں مباہلہ کو حاضر

ہوں ۔مگر اس شرط وتفصیل سے کہ آپ مدعی ہیں کہ میں مسلمان ہوں اور ملہم ہوں اور میرا (یعنی محمد حسین کا) یہ اعتقاد ہے کہ آپ جیسے اعتقاد اور اخلاق اور اعمال والا کوئی شخص ملہم نہیں ہو سکتا اور نہ آپ کے عقائد جدیدہ اسلامی عقائد ہیں ۔

آپ ان دونوں خیال ومقال کو ان ہی الفاظ سے بیان کر کے یہ کہہ دیں اللھم العن الکاذب فی ھذا القول ۔اے خدا ہم دونوں فریق سے جو شخص اپنے قول واعتقاد میں جھوٹا ہے تو اس پر لعنت کر۔

اور میں اسکے مقابلہ میں آمین کہوں گا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے نصاری نجران کے مباہلہ کے وقت تجویز کیا تھا اور ایسا ہی آپ نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۰ ، و۴۴ میں کہا ہے

پھر اگر آپ کی اس بد دعا کا اثر اسی وقت ظاہر ہو گیا اور جھوٹے پر فوراً عذاب نازل ہو گیا تو آپ سچے ہوں گے، ورنہ کذاب دجال سمجھے جائیں گے اور اسی وقت میرے ہاتھ پر تائب ہو کر از سر نو مسلمان ہوں گے۔ یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے اور آپ کی شرط (ایک سال میں اثر مباہلہ ظاہر ہونے کی)، باطل کی گئی ہے کہ مباہلہ میں کوئی شرط سنت آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ۔اور فوری اثر مباہلہ ظاہر ہونا آنحضرت ﷺ کے ارشاد واجب الاعتقاد سے ثابت ہے ۔لہذا یہ شرط بدعت ہے اور فوری اثر مباہلہ ظاہر ہونا ضروری ہے ۔

مسند امام احمد کی حدیث ابن عباس ؓ میں آیا ہے کہ

اگر وہ لوگ نکلتے تو پھر کر اپنے مال وعیال میں کچھ نہ پاتے

رواہ احمد فی مسند ہ عن ابن عباس ؓ قال لو خرج الذین یبا ھلو نہ لرجعوا لا یجدون اھلاً ولا مالاً ۔ایک روایت میں ہے کہ اگر نکلتے تو جل جاتے و فی روایۃ لو رجعوا لا حترقوا ۔ (جلالین مطبوعہ لکھنو ص ۱۴۵)

اور تفسیر بیضاوی میں ہے کہ

خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ نصاری نجران مجھ سے مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی صورت میں ہو جاتے ، اور اس جنگل میں ان پر آگ بھڑک اٹھتی ، اور نجران کے تمام لوگوں کی خدا بیخ کنی کر دیتا ۔ یہاں تک کہ درختوں پر جانوروں کی

فقال علیہ السلام و الذی نفسی بیدہ لو تباھلوا لمسخوا قردۃ و الخنا زیر و لا ضطر م علیھم الوادی ناراً ولا استا صل اللہ نجرا ن

و اهله حتی الطیر علی الشجر۔ (بیضاوی۔ص ۱۴۰)

اور تفسیر کشاف میں ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا بخدا ہلاکت نصاری نجران کے قریب آ پہنچی تھی۔اور اگر وہ جھوٹے پر لعنت کرتے،تو بندر،خنزیر بن جاتے ، اور ان پر جنگل میں آگ لگ جاتی اور نجران کے سب لوگوں کی بیخ کنی ہو جاتی حتی کہ درختوں پر جانوروں کی۔اور سال نہ گذرتا یہاں تک کہ کل نصاری (یعنی نجران کے علاوہ بھی) ہلاک ہو جاتے۔

و قال والذی نفسی بیده ان الھلاکة قد تدلی علی نجران ولو لاعنوا مسخوا قردة و خنازیر و لا ضطرم علیھم الوادی ناراً و لا ستاصل الله نجران و اهله حتی الطیر علی رؤس الشجر و لما حا ل الحو ل علی النصاری کلھم حتی یھلکوا (کشا ف۔ص ۲۰۸)

ان حوالہ جات میں تصریح ہے کہ نصاری نجران اگر مقابلے پر نکلتے تو اسی وقت عذاب آ جاتا اور باقی دنیا کے نصاری بھی برس کے گذرنے سے پہلے ہلاک ہو جاتے۔

اس آخری جملہ (برس گذرنے سے پہلے کل نصاری پر عذاب آ جانے کے مخبر و مشعر) سے جو قادیانی نے برس کی شرط کا مسنون ہونا نکالا ہے،تو یہ ان کی بے علمی اور معنی شرط سے ناواقفی پر مبنی ہے۔وہ یہ نہیں سمجھتے کہ شرط وہ ہوتی ہے جو مشروط سے پہلے کی جاتی ہے۔اور یہ جملہ آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بطور شرط نہ فرمایا تھا اور نہ دعوت مباہلہ کے وقت اس کا ذکر آپ کی زبان مبارک پر آیا۔ یہ جملہ تو آپ نے اس وقت فرمایا جب کہ انہوں نے مباہلہ سے گریز کیا اور مباہلہ وقوع میں نہ آیا۔ پھر اس سے میعاد سال کی شرط کا مسنون ہونا بجز قادیانی صاحب کس کے خیال سے آ سکتا ہے۔

مولانا بٹالویؒ مزید لکھتے ہیں کہ دس آدمی کا مقابلے میں نکلنے کی شرط کرنا ایک بدعت اور بے دلیل بات ہے۔اور اثر مباہلہ کو ایسا وسیع کرنا کہ ادنی نقصان مال کو بھی شامل ہو ایک نئی اور نرالی شرط ہے۔اور اس سے آپ کا یہ مقصود ہے کہ نہ دس آدمی متفق ہو کر نکلیں گے اور نہ مباہلہ کی نوبت آئے گی کیونکہ میرے دعاوی کو دنیا بھر کے مسلمان اور غیر اقوام لغو جانتے ہیں اور ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

قادیانی سمجھتا ہے کہ اس کی خوش قسمتی سے صرف دو چار اشخاص اسکے مقابلے کیلئے

کھڑے ہیں، جن کی تعداد دس تک نہ پہنچے گی۔ اور اگر بالفرض دس پورے ہو کر نکل کھڑے ہوئے تو ان میں سے کوئی نہ کوئی تو ضرور ایسا ہوگا کہ جس کا سال بھر میں کچھ مالی نقصان ہو جائے، یا اس کی عزت کو کوئی صدمہ پہنچے، کوئی ان کو گالی دیدے یا تھپڑ مار دے۔ اور یہ دونوں نقصان تو ہر کسی کی نسبت آسانی سے تجویز کئے جا سکتے ہیں۔

☆ مولانا فرماتے ہیں جیسا کہ آپ (قادیانی) نے خاکسار کی نسبت ۲۹ شعبان ۱۳۱۰ھ کو اپنا یہ الہام بطور پیش گوئی میعادی چالیس روز کتاب وساوس کے صفحہ ۶۰۴ میں درج کر کے شائع کیا۔ انی مھین من اراد اھا نتک (یعنی میں اس شخص کی اہانت کرنے والہ ہوں جو تیری اہانت کا ارادہ کرتا ہے) اور اس کے عدم وقوع کی صورت میں اپنا کذاب و دجال اور ہر ایک سزا کے لائق ہونا قبول کر لیا تھا (چنانچہ اصل عبارت اس کی پہلے گذر چکی ہے) اور جب اس کا ظہور اس میعاد مقررہ تک کچھ نہ ہوا تو آپ نے اس کی تاویل میں یہ مشتہر کر دیا کہ

یہ شخص (محمد حسین) امرتسر میں ہمارے مباہلہ سے انکاری ہوا (جو محض خلاف واقعہ امر تھا۔ اور میں مباہلہ کے لئے مستعد رہا اور آپ نے گریز کیا تھا چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۵ ص ۳۱۴ میں بیان ہوا ہے) یہی اس کی اہانت ہے جس کا خدا کی طرف سے اس پیش گوئی میں وعدہ تھا۔

اور اب ۱۸۹۷ء میں اس مجموعہ رسائل اربعہ کے صفحہ ۹۴۔۹۵ وغیرہ میں اس الہام اور پیش گوئی کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ شخص پہلے مالدار تھا، اب غریب ہو گیا ہے اور کپڑے پرانے پہنتا ہے۔ اور کابل میں بامید انعام و اکرام گیا تو وہاں سے اس کو کچھ نہ ملا۔ تہی دست واپس آیا وغیرہ (جن کو آپ نے چھ صفحہ میں ۹۷ سے ۱۰۲ تک بیان کیا ہے) اور ہم ان کے جواب میں کچھ کہنا نہیں چاہتے، بجز اس کے کہ آپ ہمارے ساتھ کابل چل کر وہاں سے اپنے بیانات کی تصدیق کرا دیں۔ ان حالات کے بیان میں جو جھوٹا ہوگا، وہاں سے انشاء اللہ زندہ نہ آئے گا اور خس کم جہاں پاک کا مقولہ صادق آئے گا۔ وہاں جانے سے آپ کو مباہلہ کی حاجت بھی نہ رہے گی، جو اثر مباہلہ ہونا چاہیے وہاں خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ آپ کے الہامات و کرامات و اعتقادات کا بھی وہاں بخوبی امتحان ہو جائے گا۔ وہاں کے فرمانرو، امیر عبدالرحمٰن آپ جیسے ولیوں کے بڑے قدردان ہیں۔ اور وہاں علماء کا بھی مجمع ہے۔ سارے قصے یکبارگی طے ہو جائیں گے۔ آپ جانا منظور کریں، وہاں لے جانا میرے ذمہ رہا۔

پس جیسے آپ نے اس پیش گوئی انی مھین من اراد اھا نتک کی تفسیر کی ہے، ویسے ہی (مجوزہ مباہلے میں) آپ نقصان مال وعزت کی تفسیر کریں گے۔

ان وجوہات سے آپ کی یہ شرط ناممکن الوقوع کہ دس دس آدمی مل کر مباہلہ کریں ،نامنظور ہے۔ ایک ایک شخص پیش ہوگا۔ اولاً صوفی عبدالحق غزنوی مباہلہ کریں گے۔ ثانیاً مولوی غلام دستگیر قصوری۔ ان دونوں کے مباہلہ سے آپ گریز کریں اور اس کی وجہ معقول بیاں کریں ،تو پھر یہ خاکسار محمد حسین۔

☆ اور مباہلے کیلئے اگر آپ اکیلے نکلیں تو آپ کا مقابل بھی اکیلا نکلے گا۔ اور اگر آپ اپنی جورو اور لڑکوں کو ساتھ لاویں گے تو وہ بھی معہ عیال آئیں گے۔

☆ اور آپ (قادیانی) کی تعمیم عذاب (کہ وہ ایک دو روپیہ کے نقصان اور چوری ، اور ایک دو گالیوں کو شامل ہے) نامنظور ہے۔ آپ الہام کا ٹیلی فون لگا کر اپنے ملہم سے پوچھ دیں کہ کس قسم کا عذاب ہوگا تا کہ پھر آپ کو اس کی شرح کرنے اور اس کے معنی بتانے کی حاجت نہ رہے۔ اور اگر آپ تعیین عذاب سے عاجز ہیں تو پھر کسی قسم کے عذاب کی پیشگوئی نہ کریں۔ اور نہ بعد الوقوع اس کے معنی کی تشریح کریں۔ عذاب جو آسمانی اور غیر معمولی ہوگا ، اس کو ایک عالم خود دیکھ لے گا اور اس سے آپ کا تقدس دنیا میں تسلیم کیا جائے گا۔ اور اگر ایسا کوئی عذاب کسی پر نہ آیا تو کس و ناکس پر آپ کا کذاب اور دجال اور مفتری علی اللہ ہونا ثابت ہو جائے گا۔ پھر آپ کا حق نہ ہوگا کہ آپ تاویل کر کے خود کو کذاب ہونے سے بچاویں اور اگر مگر لیکن وممکن کہہ کر عذاب کو ثابت کرنے کے درپئے ہو جاویں۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنۃ۔ جلد ۱۸۔ص ۸۵ تا ۹۰)

عربی مکتوب کا جواب

مولانا بٹالوی ؒ بتاتے ہیں کہ

مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم میں شامل ایک عربی مکتوب دو سو دس صفحہ کا رسالہ ہے جس کا اکثر حصہ تو گالیاں ہیں جن میں منجملہ علماء نو اشخاص کو خاص کر مخاطب کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک حضرت شیخنا ومولانا شیخ العرب والعجم مولانا سید نذیر حسین

صاحب دہلوی ہیں اور ایک جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ اور ان سب میں زیادہ اس خاکسار کو ہی گالیوں سے مشرف فرمایا ہے۔

اور اس رسالہ کا کچھ حصہ اپنے الہامات وکرامات واعتقادات کے بیان میں ہے۔ من جملہ کرامات ایک یہ کرامت ظاہر فرمائی ہے کہ

میں نے امّی ہو کر عربی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اور میرا مخاطب (محمد حسین) اس کے مقابلہ سے عاجز ہے۔ بلکہ ان عبارتوں کے پڑھنے اور ترجمہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ وغیرہ۔

الجواب۔ گالیوں کا جواب تو وہی ہے جو پہلے بھی دیا جا چکا ہے

بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

آپ کے اعتقادات پر اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۳ سے ۱۶ تک مفصل بحث ہو چکی ہیں۔ ان ابحاث سے چشم پوشی کر کے ان اعتقادات کو پیش کرنا، آپکے دعوی نبوت یا محدثیت سے (جس کیلئے غیرت اور حیا لازمی شرط ہے) مناسبت نہیں رکھتا۔ الہامات وکرامات کا جواب بھی ان تصانیف میں کافی دیا گیا ہے۔ اور اب بھی بضمن جواب مباہلہ عرض کیا گیا۔

کرامت سے عربی نویسی کا جواب بھی دیا جا چکا ہے کہ اگر آپ الہام سے یہ عربی عبارت لکھتے تو اس میں ایک بھی غلطی نہ کرتے۔ چہ جائے کہ غلطیوں کا دریا آپ کی تصانیف میں موجیں مار رہا ہے۔

بالمقابلہ عربی لکھنے کا جواب بھی دیا جا چکا ہے کہ آپ کسی مجلس میں تشریف لایئے اور اپنی عربی کے جوہر دکھایئے۔ اور بالمقابلہ کچھ سنیئے کچھ لکھوایئے۔

غلطیوں کے جواب میں آپ نے اپنے بعض رسائل میں یہ عذر کیا ہے کہ وہ کاتب کی غلطیاں ہیں یا پڑھنے والے کے فہم کی غلطیاں۔ اس امر کے تصفیہ کیلئے بھی آپکا کسی مجلس میں آنا ضروری ہے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۸ ص ۹۰ تا ۹۲)

جواب ضمیمہ انجام آتھم

مولانا محمد حسین بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم کے ساتھ ۶۴ صفحات کا ضمیمہ منسلک کیا ہے جس میں انہوں نے اکثر پچھلے دعاوی کا اعادہ کیا ہے کہ میں نے تین ہزار نشان آسمانی دکھائے ہیں۔ مثلاً

۱۔ میری پیش گوئی سے مرزا احمد بیگ مرا۔

۲۔ میری پیش گوئی سے اس کا داماد (آپ کی منکوحہ آسمانی کا شوہر ثانی) بھی مرجاتا، مگر وہ ڈر گیا تھا اس لئے بچ گیا۔ آئندہ وہ بھی مرجائے گا۔

۳۔ میری پیش گوئی کے مطابق عبداللہ آتھم مرا۔

۴۔ مجھے فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا تھا کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس پیش گوئی کے مطابق میرے ہاں تین لڑکے محمود بشیر اور شریف پیدا ہوئے ہیں۔ اب چوتھا ہوگا جو تین کو چار کرے گا۔ اور اس سے وہ پیش گوئی پوری ہوگی۔

۵۔ مجھے الہام ہوا تھا یا احمد فاضت الرحمۃ من شفیتک (اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے ہیں)۔ اس پیشگوئی والہام کے مطابق میں نے کئی عربی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کا مقابلہ کوئی مولوی نہیں کرسکتا۔

۶۔ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ تو مشہور ہو جائے گا اور لوگ دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ اس پیش گوئی کے مطابق ساٹھ ہزار اشخاص سے زیادہ میرے پاس آئے ہیں اور آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مرید ہوگئے ہیں۔

ایسی ہی اور پرانی لن ترانیاں آپ نے ہانکی ہیں، اور دو نئی ہانکی ہیں

۱۔ سکھوں کو دعوت اسلام کی غرض سے میں نے ایک کتاب ست بچن لکھی ہے جس سے سولہ لاکھ سکھوں کی ہدایت کی امید ہے۔

۲۔ جلسہ اعظم مذاہب میں اپنے مضمون کے غالب رہنے کی میں نے پیش گوئی کی تھی جو پوری ہوئی۔ سب سے بڑھ کر میرا ہی مضمون لوگوں کو پسند آیا۔ حتی کہ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اس

روز طوعاً وکرہاً قائل ہو گئے کہ یہ تمام تاثیر خدا کی طرف سے تھی اور یہ مضمون اسلام کی فتح کا موجب ہوا۔

اور تیسری یہ حرکت کی ہے کہ اس ضمیمہ کے صفحہ ۵ سے ۷ تک حضرت مسیح (علی نبینا و علیہ السلام) کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں کہ وہ موٹی عقل کا آدمی تھا، جھوٹ بھی بولا کرتا تھا، لوگوں کو گالیاں دیا کرتا تھا، ان سے مار کھاتا تھا، اس کے حسب نسب میں یہ خلل تھا کہ اس کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار کسبیاں تھیں۔

☆ الجواب

مولانا فرماتے ہیں کہ قادیانی کے پچھلے دعاوی اور پرانی لن ترانیوں کا جواب ہم دے چکے ہیں۔ جیسا کہ نمبر اول کا ہم نے اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ میں صفحہ ۲۵ سے ۳۸ تک پچاسی سوال کے ضمن میں جواب دیا۔ اور جلد ۱۷ کے صفحہ ۳۸۲ میں اور جلد ۱۸ کے صفحہ ۶۲ وغیرہ میں بھی وہ جواب موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ میعاد پیش گوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا۔

نمبر۲ کا جواب تفصیل کے ساتھ اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں صفحہ ۱۸۱ سے ۱۸۶ تک دیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ قادیانی کی پیش گوئی سے نہیں ڈرا۔ اور وہ محمدی بیگم کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے اور اگر وہ واقعہ میں ڈر گیا ہے تو بھی وہ پیشگوئی جھوٹی ہو گئی ہے۔

نمبر۳ کا جواب تفصیلی اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں صفحہ ۵۴ سے ۱۱ تک اور جلد ۱۷ میں بصفحہ ۳۸ دیا ہے کہ وہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی ہے۔

نمبر۴ کا جواب اسی صفحہ میں دیا گیا ہے کہ یہ پیش گوئی ایسی جھوٹی ہو گئی ہے کہ آئندہ بھی اس کے سچا ہونے کا وقت نہیں رہا۔

نمبر۵ کا جواب نمبر۱۲ جلد ۱۵، اشاعۃ السنہ میں مفصل دیا گیا ہے کہ قادیانی کی عربی ، عربی نہیں۔ اسی لئے کوئی عالم اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ قادیانی کو عربی دانی کا دعوی ہے تو میدان میں نکلیں اور بالمشافہ جوہر دکھلاویں اور ہماری اس نکتہ چینی کا جواب دیں جو ہم نے ان کی عربی پر کی ہے۔

☆ اس مقام میں اس جواب کی تائید میں کہا جاتا ہے کہ ساٹھ ہزار کی تعداد تو آپ

(قادیانی) نے فتح الاسلام میں بتائی تھی جو ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ اور اب ۱۸۹۷ء میں بھی وہی تعداد بتائی ہے حالانکہ آپ کو روز افزوں ترقی مہمانوں کا دعوی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اس تعداد کے بیان میں جھوٹ بولا ہے۔ اپنے مریدوں کی تعداد کہیں آپ آٹھ ہزار بتاتے ہیں کہیں دس ہزار۔ اور ان کی فہرست آئینہ کمالات میں شائع کی تو اس میں صرف تین سو کے لگ بھگ نام درج کیے ہیں۔ اور زیر نظر ضمیمہ میں صرف تین سو تیرہ ہی ذکر کیے ہیں۔ یہ اختلاف بھی آپ کے کذب پر دلیل ہے۔

☆ آپ کی نئی لن ترانیوں میں سے پہلی کا جواب یہ ہے کہ اس رسالہ ست بچن سے جو سکھوں کو ہدایت ہوگی، اس کا نمونہ آپ نے اشتہار (۱۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء) میں خوب دکھایا ہے کہ راج اندر سنگھ اڈیٹر خالصہ گزٹ نے اس رسالہ کو پڑھ کر آنحضرت ﷺ پر طعن کیا ہے۔ اسی پر باقی ماندہ سکھوں کی ہدایت یابی کا قیاس ہوسکتا ہے۔ ان گالیوں کا (جو سکھ دے رہے ہیں یا آئندہ دیں گے) ثواب آپ ہی کے نامہ اعمال میں داخل ہوگا کیونکہ آپ نے ان کے پیشوا (گورونانک) ہندو کو مسلمان کہہ دیا (جو مسلمان کو یہودی اور نصرانی کہنے کے برابر ہے) تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو برا کہا۔ گویا آپ نے برا کہا۔

کسی مسلمان پر اس رسالہ کی ہدایت کا اثر ظاہر ہوگا تو یہی ہوگا کہ در پردہ تو وہ مسلمان کہلائے گا اور ظاہراً ہندوؤں کے سے کام کرے گا۔ جیسے آپ کے باوا، اور ولی اور سکھوں کے گرونانک کرتے رہے کہ تمام عمر ہندوؤں میں رہے، ہندو کہلائے، علانیہ مسجدوں اور مسلمانوں کی مجالس میں نمازوں اور جماعتوں میں شامل نہ ہوئے، علانیہ حج نہ کیا، روزہ نہ رکھا، زکوۃ نہ دی۔ اگر بقول آپ کے کچھ کیا تو خفیہ کیا (جس کی عہد سلاطین اسلام میں، جو ان کا زمانہ تھا، کچھ ضرورت نہ تھی)۔ معہذا وہ آپ کے نزدیک مسلمان اور ولی علیہ الرحمۃ کہلانے کے مستحق ہوئے تو اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ جو شخص آپ کے اس رسالہ کو حق جان کر ان کو مسلمان مان لے، وہ ظاہر میں نماز روزہ چھوڑ کر مسلمانوں کی مجلسوں و مسجدوں سے علیحدہ ہو کر دھوتی باندھ کر، مالا ہاتھ میں لے کر مونچھیں بڑھا کر، سر پر کیس رکھا کر، واہ گرو، واہ گرو کہتا ہوا کسی بونگہ یا دھرم سالہ میں جا پڑے گا۔ اور پھر دل سے مسلمان کا مسلمان کہلائے گا۔

☆ دوسری لن ترانی کا جواب یہ ہے کہ کسی اہل علم مسلمان نے آپ کے مضمون کو پسند نہیں کیا، گو علوم دین سے جاہلوں صرف انگریزی اردو خوانوں نے اس کو پسند کیا ہو۔ اور

خاکسار نہ تو آپ کے مضمون پڑھنے کے وقت یا اپنا مضمون سنانے کے سوا کسی اور وقت اس جلسہ میں گیا، اور نہ آپ کا مضمون سنا، اور نہ اس کی نسبت وہ کلمہ کہا جس کو آپ نے میری طرف منسوب کیا ہے۔

☆ تیسری حرکت حضرت مسیح کو دشنام دہی کی جو آپ سے اس ضمیمہ انجام آتھم میں ہوئی ہے، حکومت وسلطنت اسلام ہوتی تو ہم اس کا جواب آپ کو دیتے۔ اسی وقت آپ کا سر تلوار سے کاٹ کر آپ کو مردار کرتے۔ سچے نبی کو گالیاں دینا مسلمانوں کے نزدیک ایسا کفر اور ارتداد ہے جس کا جواب بجز قتل اور کوئی نہیں ہے۔ مگر کیا کریں مجبور ہیں، سلطنت غیر اسلامی ہے۔ اس کے ماتحت رہ کر ہم اس فعل کے مجاز نہیں۔ اور سلطنت کو (جو عیسائی کہلاتی ہے) اس امر کی پرواہ نہیں ہے۔ رہے پادری جو مذہب ہی کی خدمت وحمایت کے صدقہ و طفیل سے ٹکڑا کھاتے ہیں، وہ بھی اپنی تنخواہ سے کام رکھتے ہیں۔ حمیت وغیرت مذہب کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اب آپ شوق سے جس قدر چاہیں حضرت مسیح کو یا کسی اور نبی کو گالیاں دیں، کوئی پوچھنے پکڑنے والا نہیں۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۸۔ ص ۹۰ تا ۹۵)

پیشگوئی طاعون

مرزا صاحب کی زندگی میں پنجاب اور ہندوستان کے بعض دیگر حصوں میں طاعون کا دور دورہ ہوا اور کئی سال تک تباہی مچاتا رہا۔ مرزا صاحب نے دعوی کر دیا کہ طاعون ان کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے اور ان کا نشان صداقت ہے، اور ان کے دشمنوں کا صفایا کیئے بغیر نہیں جائے گا۔ انہوں نے ہندوستان کی توہم پرست آبادی کو ڈرایا کہ اس سے بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ انہیں مسیح موعود تسلیم کر لیا جائے۔ جہاں کوئی شخص طاعون سے مرتا، وہاں مرزائیوں کا یہ پروپیگنڈہ ہوّا بن کر سامنے آجاتا، اور کئی لوگوں کے ایمان ڈول جاتے۔ اس گھمبیر ماحول میں مولانا بٹالوی نے مرزا صاحب کے دعاوی کی تکذیب کرتے ہوئے اشاعۃ السنہ کی جلد ۲۰ (صفحات ۵ تا ۱۵۵) میں طاعون کا روحانی سبب اور اس کا علاج کے عنوان سے ایک بسیط مقالہ تحریر فرمایا جسے مختصراً نقل کیا جاتا ہے۔

رح

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ پرافٹ قادیان اوراس کے معتقد نادان یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہندوستان میں طاعون خود بدولت ہی لائے ہیں ۔ اس دعوی کوسن کر ایک ظریف لاہوری دوست مقیم لائل پور (حال فیصل آباد۔ پنجاب) بولے کہ ہم تو مرزا صاحب کے معتقد ہو گئے کہ ہندوستان میں طاعون لانے والے یہی حضرت ہیں ۔اس ظریف کے ردیف ایک اور صاحب ہو گئے اورانہوں نے اس کی تصدیق وتائید میں یہ دو بیت بھی پڑھ سنائے

قدم نامبارک ومسعود گر بدریا رود برآرد دود

قدم نامبارک عالی گر بدریا رود کند خالی

ان ظریفانہ لطیفوں سے سمجھنے والے تو سمجھ گئے ہوں گے کہ قادیان والوں کا دعوی کہاں تک اورکن معنے کو صحیح اور سچ ہے، مگر بے سمجھ شائد ان کے معنی یہی سمجھیں کہ ہندوستان میں طاعون کا آنا مرزا جی کی کرامت اوران کو مسیح موعود، مہدی مسعود، مجدد، امام وقت نہ ماننے والوں کے اعمال کی شامت ہے ۔ اس خیال واحتمال کی بنا پر خاکسار یہ مضمون لکھ رہا ہے ۔

قادیانی حضرات ابتداء ۱۸۹۸ء سے یہ جھوٹی کرامت طاعون، حمقاء کے دلوں و دماغوں میں جما رہے اوران ناجائز ڈھکوسکوں اور گیڈر بھبکیوں سے نا فہم لوگوں کو اپنے مذہب باطل کا معتقد بنا رہے تھے ۔ گواس کا اثر عقلاء زمانہ پر اب تک کچھ نہیں ہوا، اورانہوں نے اس دعوی کو صرف گیڈر بھبکی یا کرامت شیخ چلی سمجھا مگر چونکہ دنیا احمقوں سے خالی نہیں، لہذا اس گیڈر بھبکی کا اثر احمقوں پر کچھ نہ کچھ پڑ ہی گیا۔ ان دنوں خاکسار کو نوآبادی علاقہ لائل پور کے ایک گاؤں میں گذرنے کا اتفاق ہوا تو وہاں کے امام مسجد نے (جو مرزا کا معتقد بھی نہ تھا) ایک دہشت رسیدہ صورت میں مجھ سے یہ سوال کیا کہ

اس ملک پنجاب میں طاعون پھیلنے کا سبب کیا ہے؟ فلاں فلاں اشخاص (جو مرزائی کہلاتے ہیں) یہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ طاعون مرزا کی مخالفت اوراس کے مسیح ومہدی ہونے سے انکار کرنے کی وجہ سے ہندوستان میں آیا اور پھیلتا جاتا ہے ۔

میں نے اس شخص کو یہ جواب دیا کہ اس صورت میں ضروری تھا کہ مرزا قادیانی کے تابعین ومعتقدین میں سے جو اس کو مسیح ومہدی ومجدد وامام وقت مان چکے ہیں، کوئی ایک شخص بھی اس طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک نہ ہوتا، حالانکہ بہت سے مرزائی طاعون سے ہلاک ہوئے ہیں جس کے ثبوت میں ایک مطبوع فہرست اس شخص کو دکھائی گئی ۔

یہ جواب سن کر اور اس فہرست کو دیکھ کر اس شخص کا خوف و تردد رفع ہوا، اور وہ مطمئن ہو گیا۔ مگر اس کی پہلی حالت دہشت وخوف نے مجھے یقین دلا یا کہ ان گیدڑ بھبکیوں کا کچھ نہ کچھ اثر کم فہم و بے علم لوگوں پر ہو گیا ہے اور اسی وقت سے میں نے اس مضمون کی تحریر اور اشاعت کا عزم بالجزم کر لیا۔ اور اس کو خاص اپنا فرض منصبی سمجھا اور یہ خیال کیا کہ عقل مندوں کے نزدیک ان گیدڑ بھبکیوں کے لغو، بے اثر ہونے کی وجہ سے ان کے تعرض سے اغماض کرنا اور احمقوں کے اس دھوکہ کے دام میں پھنس جانے کا لحاظ نہ کرنا، خیر خواہی اسلامی و ہمدردی انسانی کے مخالف ہے اور اس بیت کا مصداق

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنیشنم گناہ است

اس زہریلے اثر کو دیکھ کر اب خاموش نہیں رہا جا سکتا خصوصاً اس حالت میں کہ ہم مرزا کے مقابلہ میں الٹی میٹم بھی جاری کر چکے ہیں اور اس میں مرزا قادیانی کی دروغ گوئیوں پر گولہ باری و تیر اندازی کا وعدہ دے چکے ہیں۔ اور اس سے پیشتر اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد ۱۹ میں بصفحہ ۹۶ ایک مضمون میں ہم یہ دعوی بھی کر چکے ہیں کہ مرزا کا مذہب باطل صرف مغالطہ کی وجہ سے پھیلا ہے۔ اس مضمون کی تکمیل بھی ہمارے ذمہ ایک دین (قرض) لازم ہے۔ اس مضمون میں وہ دین بھی ادا ہو گا۔ فاقول و باللہ التوفیق

جس شخص کو دین اسلام اور اس کے ماخذ حدیث و قرآن پر ایمان ہے، یا اس سے پہلی کتابوں توریت وانجیل وغیرہ پر وثوق واعتماد ہے، یا کسی اور مذہب وملت آسمانی یا نحلت مجوزہ انسانی پر یقین واعتماد ہے، اس کا ایمانی واعتقادی فرض ہے اور اس کے اعتقاد و ایمان کا لازمہ ہے (جس میں ایک ذرہ کے برابر شک کرنا اس کی ملت یا نحلت کے رو سے کفر ہے) کہ وہ مرزا کے اس دعوی کو دروغ اور دھوکہ دہی سمجھے اور یقین کرے کہ مرزا کے مہدی و مسیح و مجدد و امام برحق ہونے سے انکار کرنا ہرگز طاعون یا کسی اور عقوبت دنیاوی یا اخروی کا موجب نہیں ہو سکتا، بلکہ برعکس اس کے مرزا کا باوجود ایسے عقائد رکھنے کے جو تمام دنیا کے ملل و نحل کے مخالف ہیں یہ جھوٹا دعوی کرنا کہ میں مسیح موعود و مہدی و مجدد و امام برحق ہوں اور اس جھوٹے دعوی کو بعض حمقاء یا بعض خود غرض اشقیاء کا مان لینا اور باقی اشخاص کا (جن کو اس دعوی کا علم ہو چکا ہے) باوجود معتقد نہ ہونے ایسے اکاذیب مرزا کے، ان اکاذیب پر مداہنت (سستی و بے پرواہی) اختیار کرنا، اور باوجود قدرت مدافعت کے، ان کی مدافعت نہ کرنا، اہل علم وقلم کا قلم و زبان

کے ذریعہ، اہل دولت وثروت کا دولت کے وسیلہ سے، اہل شوکت وحکومت کا حکومت کے زور سے، ان اکاذیب اور دھوکہ بازیوں کو ردّ نہ کرنا اور بے فکر ہو رہنا اور ان تھوڑے لوگوں کو جو اس مدافعت میں لگ رہے ہیں (ان تھوڑے لوگوں کی تعداد ہمارے علم میں یہ ہے ۔ مدراس میں ایک یا دو، ممالک متوسط میں ایک ۔علی گڈھ میں ایک ۔ دہلی میں ایک یا دو ۔ بٹالہ یا لاہور میں ایک یا دو ۔ پٹیالہ میں ایک یا دو ۔ضلع راولپنڈی میں دو ۔ وعلی ہذا القیاس) قدمے قلمے درمے لسانے مدد نہ دینا ،اور ان سب کا اصحاب انطاکیہ کی طرح (انطاکیہ والوں کا حال قرآن کی سورہ اعراف کی ان آیات میں ارشاد ہے واسئلهم عن القرية التى كانت حاضرة البحر اذ يعدون فى السبت اذ تأتيهم حيتانهم يوم سبتهم شرعا ويوم لا يسبتون لا تاتيهم كذالك نبلوهم بما كانوا يفسقون واذ قالت امة منهم لم تعظون قوما ـ الله مهلكهم او معذبهم عذابا شديداً قالوا معذرة الى ربكم لعلهم يتقون ـ فلما نسوا ما ذكروا به انجينا الذين ينهون عن السوء واخذنا الذين ظلموا بعذاب بئيس بما كانوا يفسقون ـ ان کو ان بستی والوں کا حال پوچھو جو ساحل بحر پر آباد تھے ان کے سامنے مچھلیاں سبت کے دن ظاہر ہوتی تھیں اور جس دن سبت نہ ہوتا نہ آتیں ۔ ہم نے ان کو اس طرح جانچا کہ وہ بے حکم ہو گئے تھے ۔ان میں سے ایک جماعت ،نصیحت کرنے والوں کو بولی، تم ان کو کیوں سمجھاتے ہو خدا ان کو ہلاک کرے گا یا سخت عذاب میں پھنسا دے گا ۔ وہ بولے خدا کی جناب میں عذر کرنے کو اور اس لئے کہ وہ باز آویں ۔ پھر جب وہ نصیحت کو بھول گئے تو ہم نے شکار سے روکنے والوں کو بچا لیا اور ظالموں کو بڑے عذاب میں پکڑا کیونکہ وہ بے حکم ہو گئے تھے) مرزا کا دام تزویر پھیلتا ہوا دیکھ کر بے غیرتی و بے حمیتی اختیار کر کے سکوت اختیار کرنا اس طاعون کا ایک بہت بڑا سبب ہوسکتا ہے ۔

اگر یہ طاعون عقوبت الٰہی (گناہوں کی سزا دہی) ہو اور اس کا سبب کوئی اور نہ ہو، تو بمقابلہ جرم یہ کچھ بھی سزا نہیں ہے ۔

☆ مرزا قادیانی کا موجودہ عقائد کے ساتھ یہ دعوی کرنا کہ میں مسیح موعود ومہدی و مجدد اور تمام دنیا کا امام برحق ہوں،

☆ اور اس کا یہ دعوی کرنا اسرائیلی مسیح بن مریم سے میں ہر شان (حال وکمال) میں بڑھ کر ہوں ۔ مرزا کا رسالہ دافع البلاء کا صفحہ ۱۳ سطر ۲۰ ملاحظہ ہو ۔

اور جب اس کہا گیا کہ حضرت مسیح نے تو باذن الٰہی مادر زاد اندھے اور کوڑھی اچھے کئے ، پرند جانور بنائے اور مردے زندہ کئے (جیسا کہ قرآن میں ہے واذا تخلق من الطّين

کھیئة الطیر فتنفخ فیھا فتکون طیراً با ذ نی و تبرئ ا لا کمه والا برص با ذنی۔ وا ذ تخرج المو تی با ذنی ۔ مائدہ۔ع ۱۵) تم ایک چیونٹی ہی بنا کر دکھلا ؤ یا ایک مردہ میں جان ڈال دو، یا اپنے حواری خلیفہ چہارم کریم بخش سیالکوٹی کی ایک ٹانگ، ایک آنکھ اور سر کے بال بھلے ٹھیک کر دو۔ تو اس کے جواب میں اس کا یہ دعوی کرنا کہ

کسی حدیث میں نہیں آیا کہ مسیح بن مریم یہ کام کیا کرتے تھے۔ جس مسیح کے لوگ منتظر ہیں اس کی نسبت ہرگز احادیث میں نہیں لکھا ہے کہ اس کے ہاتھ سے مردہ زندہ ہوں گے۔ (ازالہ اوہام)۔

اور جب اس کو کہا گیا کہ مسیح کے یہ معجزات تو صریح نص قرآن میں موجود ہیں تو اس کے جواب میں اس کا یہ دعوی کرنا کہ یہ سب کچھ صرف عمل مسمریزم تھا۔ پھر اس کی تائید و ثبوت میں یہ دعوی کرنا کہ میں اس عمل مسمریزم کو مکروہ و قابل نفرت نہ جانتا تو میں اس عمل میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ پھر اس گستاخی میں بڑھنا اور یہ دعوی کرنا کہ مسیح ایسے مکروہات میں مصروف رہا، اس لئے اس کی ہدایت کا ثمر بہت کم رہا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۰۵،ص ۳۰۹،ص ۴۱۱ وغیرہ ملاحظہ ہو)۔

☆ اور اس کا یہ دعوی کرنا کہ میں نبی و رسول بلکہ خاتم الانبیاء ہوں (ازالہ اوہام۔ ص ۵۲۳ و اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء ملاحظہ ہو)،

☆ اور اس کا یہ دعوی کرنا کہ میں وہ احمد رسول ہوں جس کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے اور وہ قرآن کی سورہ صف اور انجیل یوحنا میں منقول ہے اور یہ بشارت اس رسول احمد مجتبےٰ کے حق میں نہیں ہے جن کا دوسرا نام محمد مصطفیٰ ہے (ازالہ اوہام۔ص ۶۷۳)

☆ اور اس کا یہ دعوی کرنا کہ جو حقائق و معانی والفاظ قرآن و حدیث (یاجوج ماجوج، ابن مریم، دابۃ الارض، دجال، و خر دجال وغیرہ) کا میں علم رکھتا ہوں، یہ علم آنحضرت ﷺ کو خدا تعالی نہیں دے سکا (ازالہ اوہام۔ص ۶۹۱)

☆ اور اس کا یہ دعوی کرنا کہ میں حضرت امام حسین سے بڑھ کر ہوں اور اس کا ایک شیعہ کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ تمہارا حسین تو کربلا میں ایسی حالت میں مارا گیا جس پر تم اب تک رو رہے ہو، میں ہر میدان میں خدا کی تائید پاتا ہوں اور مدد دیا جاتا ہوں (رسالہ دافع البلاء صفحہ ۱۳ سطر ۷۔ اور اعجاز احمدی ص ۶۹ پر اشعار ۶۔۷ ملاحظہ ہوں) اصل اشعار یہ ہیں

و شتّان ما بینی و بین حسینکم　　فانّی أ ید فی کل محل و اظفرو

اما حسین فا ذکر دشت کربلا　　الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

☆ اوراس کا یہ دعوی کرنا کہ میں خدا کا بیٹا بمنزلہ اولاد ہوں (دافع البلاء۔ص ۶)۔

☆ اوراس کا یہ دعوی کرنا کہ میں خدا کا باپ ہوں (دافع البلاءص ۷سطر ا کا الہام انا منک)۔ واشتہار الہامی فرزند کا یہ فقرہ ۔فرزند گرامی ارجمند مظہر الحق و العلا کان اللہ نزل من السماء ملاحظہ ہو۔

(مرزا نے یہ الہام گھڑ تو لئے مگر اس کے ساتھ ہی اس کو یہ کھٹکا ہوا کہ یہ الہام سن کر عام مسلمان جو خدا کی نسبت اللہ الصمد لم یلد و لم یولد کا اعتقاد رکھتے ہیں ، مجھے کافر کہیں گے تو جھٹ اس دعوی پر پردہ ڈالنے کیلئے صفحہ ۶ دافع البلاء میں یہ حاشیہ چڑھا دیا کہ

> خدا تعالی بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ بیٹا اور نہ کسی کو حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں ۔لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں ہے جیسے ید اللہ فوق ایدیھم وغیرہ ۔پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاوے ۔

لیکن اس کے عقل پر پردہ پڑ گیا اور وہ یہ نہ سمجھا کہ کجا متشابہات اور کجا محالات؟ متشابہات اور محالات میں تو آسمان وزمین کا فرق ہے ۔اور اگر محالات باطلہ ، متشابہات بن سکیں تو دنیا کے مذاہب باطلہ میں سے باطل سے باطل اور محال سے محال عقائد وخیالات (جیسے ہنود کی مجوزہ تثلیث برہما بشن مہا دیو ۔اور نصاری کی مخترعہ تثلیث باپ بیٹا روح القدس) بھی متشابہات قرار پا کر جائز وممکن متصور ومسلم ہو۔عیسائی بھی اپنی مجوزہ تثلیث کو متشابہات سے قرار دیتے ہیں اور مسلمان اس کو اسی واسطے نہیں مانتے کہ وہ محالات سے ہے، نہ متشابہات سے ۔مسلمان کہتے ہیں کہ متشابہات وہ امور ہیں جو بذات خود ممکن الوقوع ہیں مگر مجہول الکنہ ہیں،عقل انسانی ان کے ادراک کنہ سے عاجز وقاصر ہے، ان کی حقیقت کو پہنچ کر اور سمجھ کر محال قرار نہیں دیتی جیسے ید وغیرہ کے صفات ہیں ۔اور محال وہ امور ہیں جن کی کنہ وحقیقت پر عقل احاطہ کر چکی ہو اور اس لئے اس کو ناممکن الوقوع ومحال قرار دیتی ہے ۔ بناء علیہ، اہل اسلام کے نزدیک متشابہات کیلئے یہ شرط لازم ہے کہ وہ ممکنات سے ہوں اور عقل انسانی ان کی کنہ وحقیقت کو پہنچ کر ان کو ناممکن الوقوع ومحال قرار نہ دیتی ہو اور معہذا وہ محکمات قرآن وحدیث کے مخالف نہ ہوں ۔اور خدا کیلئے فرزند تجویز کرنا محال وباطل ومعلوم البطلان ہے کہ عقل انسانی بھی اس کو محال جانتی ہے اور خدا تعالی کی صمدیت اور احتیاج زن وفرزند سے پاکی وقدوسیت کے مخالف قرار دیتی ہے اور محکمات قرآن امثال آیت مذکورہ بالا وغیرہ بھی اس کو رد کرتے ہیں ۔

قرآن اور اسلام اسی صمدیت اور قدوسیت خدا کے اظہار کیلئے بمقابلہ یہود و نصاری قائم ہوئے ہیں اور اگر بمقابلہ آیات محکمات قرآن جو خدا کی ولدیت کو مٹاتی ہیں اور اس کا صمد لم یلد و لم یو لد ہونا ظاہر کرتی ہیں، مرزا کے خطاب میں خدا کا یہ الہام کہ تو میرے لئے بمنزلہ اولاد ہے، من جانب خدائے رحمان فرض وتسلیم کیا جاوے اور اس کو منجملہ متشابہات قرار دیا جائے تو پھر اسلام وقرآن کا یہودیت ونصرانیت سے مقابلہ ہی کیا رہا؟ اور اسلام و یہودیت ونصرانیت میں فرق ہی کیا رہ گیا؟)

ایسے دعاوی کا مستوجب سزا ہونا بہت سی آیات قرآنی سے ثابت ہوتا ہے۔ ازانجملہ اس مقام میں چند آیات نقل کی جاتی ہیں۔ایک آیت میں ارشاد ہے

و قالو ا اتّخذ الر حمن و لداً ۔لقد جئتم شیئا اداً۔ تکاد السماوات یتفطّرن منه و تنشقّ الارض و تخرّ الجبال عداً۔ ان دعوا للرحمن ولدا و ما ینبغی للر حمن ان یتخذ ولداً۔ ظالم کہتے ہیں خدا تعالی نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے۔تم ایسی بری بات بولتے ہو۔ کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جاویں، زمین شق ہو جائے، پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں، اس لئے کہ وہ لوگ خدا تعالی کے لئے بیٹے تجویز کرتے ہیں، خدا تعالے کو لائق نہیں کہ کسی کو بیٹا بناوے

ان نشأ نخسف بهم الا رض او نسقط علیهم کسفاً من السماء (سباء ۔ع ا) یہ ظالم اس سزا کے لائق ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ان ظالموں کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔۔

و لو نشاء لطمسنا علی اعینهم فاستبقوا الصراط فانی یبصرون ۔ (یس) ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیں ۔ پھر راستہ کی طرف دوڑیں تو سہی کیونکر دیکھتے ہیں۔

و لو نشاء لمسخنا هم علی مکا نتهم فما استطاعوا مضیاً ولا یرجعو ن ،اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ان کی جگہ میں دھنسا دیں، پھر نہ چل سکیں اور نہ پھر سکیں

و لو یؤا خذ الله النّاس بظلمهم ما ترک علیها من دا بّة ۔(نحل) اگر خدا تعالی ظالموں کو ظلم پر پکڑے تو زمین پر ایک چلنے والہ نہ چھوڑے۔

و لو یؤا خذ الله النّاس بما کسبوا ما ترک علی ظهرها من دا بّة۔

اور ایک آیت میں اس سزا کے وقوع کا زمانہ بھی زمانہ سابق بتایا اور فرمایا کہ ہم

نے ہر ایک سرکش کو اس کے گناہ پر پکڑا، پھر کسی پر پتھر برسائے، اور کسی کو چنگاڑ سے پکڑا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، اور کسی کو ہم نے دریا میں ڈبو دیا،

فکلا اخذ نا بذنبه فمنهم من ارسلنا علیه حا صباً و منهم من اخذته الصیحة و منهم من خسفنا به الارض ومنهم من اغرقنا ۔ (عنکبوت ۔ع ۴) ۔

جن لوگوں پر سابق زمانہ میں ان سزاؤں کا وقوع ہوا ہے ان کے دعاوی و مظالم مرزا قادیانی سے بڑھ کر نہ تھے بلکہ بعض دعاوی مرزا ان سب کے دعاوی سے بڑھ کر ہیں ۔ خدا کا بیٹا، یا خود خدا ہونے کا دعوی تو پہلے زمانوں میں بھی ہوا ہے مگر خدا کا باپ ہونے کا دعوی مرزا سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ اس کی سزا میں اگر صرف طاعون نازل ہوا تو یہ کون سے تعجب کا محل ہے؟

یہ دعاوی مرزا تو بہت بھاری دعوی ہیں۔ اس کا صرف ایک یہ چھوٹا دعوی کرنا کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور مجھے شرف وحی مکالمہ الٰہی حاصل ہے، پھر اس دعوی کو نبھانے اور سچا کر دکھانے کیلئے بحکم قاعدہ مسلّمہ و مجربہ دنیا کہ، جب انسان ایک جھوٹ بولتا ہے تو پھر اس کو سچ بنانے کیلئے اس کو بہت جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، اس کا نئے سورج نئے دن جھوٹے الہامات گھڑنا اور جھوٹی پیشگوئیاں کرنا اور ہر روز دین و دنیا کے شرم کا نقاب اٹھا کر اشتہارات و رسالہ جات کے ذریعہ ان کو مشتہر کرانا، جن کی تعداد وہ دس ہزار بتا چکا ہے و از انجملہ ڈیڑھ سو کی تفصیل کا دعوی وہ رسالہ نزول المسیح میں کر چکا ہے۔ اور ان مفتریات میں سے زیادہ تر مشہور اس کے یہ چار الہامات ہیں۔

۱۔ اس کا ایک ایسا اور تیسا فرزند (جس کی تعریف میں آسمان و زمین کے قلابے ملائے) پیدا ہوگا۔

۲۔ عبداللہ آتھم اس قدر عرصہ میں فوت ہو جائے گا۔

۳۔ لیکھرام اس قدر مدت میں ہلاک ہوگا۔

۴، مسماۃ محمدی بیگم سے مرزا کا نکاح ہوگا (ہوگا کیا، آسمان پر تو وہ ہو ہی چکا ہے چنانچہ الہام زوجنا کہا شاہد ہے) اور اگر بجائے مرزا کے کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہوا تو وہ دوسرا اڑھائی برس میں فوت ہو جائے گا۔

۵۔ مذکورہ بالا مفتریات کے سلسلہ میں قادیانی یہ الہام ہے کہ پنجاب میں طاعون پڑے گا۔

جس کو بعد الوقوع اس نے اپنی کرامت بنا لیا۔

قرآن مجید میں بہت سی آیات اس مضمون کی موجود ہیں کہ الہام کا جھوٹا دعوی کرنے والے سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں

و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذ باً او قال اوحی الیّ ولم یوح الیه شیء (انعام۔ ع ۱۱) اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو خدا تعالی پر افترا ء کرے، یا یہ کہے کہ میری طرف وحی ہوتی ہے، حالانکہ اس کی طرف کچھ وحی نہ ہوا ہو۔

مرزا کا اس دعوی الہام میں جھوٹا ہونا اور اس کے ان الہامات اربعہ مذکورہ میں سے ایک کا بھی سچا نہ نکلنا ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۵ و ۱۶ وغیرہ میں آفتاب نیم روز کی طرح ثابت ہو چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر چہ مرزا کے گھر میں (۱۹۰۵ء میں) چار لڑکے ہیں مگر وقت اور شروط الہام کے مطابق ایک بھی نہیں ہوا۔ اور عبد اللہ آتھم اور لیکھرام بھی گو فوت ہو چکے ہیں مگر وقت الہام کے مخالف، نہ کہ مطابق۔ اور شوہر ثانی زوجہ آسمانی مرزا تو اب تک (یعنی ۱۹۰۵ء جب یہ تحریر لکھی گئی۔ بہا) زندہ ہے۔

قادیان پر ثنائی یلغار

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری نے بھی مرزا کے ان الہامات اربعہ وغیرہ پر ایک مستقل رسالہ الہامات مرزا میں دل چسپ بحث کی ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ منجملہ ان الہامات کے، ایک بھی سچا نہیں نکلا اور اس رسالہ کے جواب لکھنے پر مرزا کو پہلی دفعہ پانچ سو روپئہ، دوسری دفعہ ایک ہزار روپئہ انعام کا وعدہ بھی دیا۔ مگر مرزا اور اس کی پارٹی کی طرف سے ہمارے یا مولوی امرتسری کے بحث و دلائل کا کوئی جواب نہیں نکلا۔

☆ ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۵۔ ۱۶ کے جواب میں تو مرزا صاحب نے ایک لفظ بھی منہ یا قلم سے نہیں نکالا۔ مولوی امرتسری کے مقابلہ میں پہلے رسالہ اعجاز احمدی پھر رسالہ مواہب الرحمٰن شائع کیا ہے مگر ان میں کسی الہام و پیشگوئی پر مولوی امرتسری کی نکتہ چینی کا کوئی جواب نہیں دیا، صرف گالی گلوچ اور لعنت ملامت سے کام لیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۱،

اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں ۔ پھر صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے موضع مدّ میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں، اسلیئے ہم ان کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کیلیئے قادیان میں آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سو روپیہ ان کی نذر کریں گے، ورنہ خالص تمغہ لعنت کا ان کے گلے میں رہے گا۔ اور اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کیلیئے بپابندی شرائط مذکورہ قادیان میں نہ آویں تو پھر لعنت ہے اس لاف وگزاف پر جو انہوں نے مدّ میں مباحثہ کے وقت کی، اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے ۔ . اور صفحہ ۹۱ الہامات مرزا کے حاشیہ میں خبیث، سور، کتا، بد ذات، گوہ خور، گدھا وغیرہ الفاظ بھی موجود ہیں۔

قارئین ان الفاظ مرزا کا اس کے الہام یا احمد فاضت الرحمة من شفتیک (یعنی اے احمد تیرے لبوں سے رحمت جاری ہے) سے موازنہ کریں بتائیں کہ کیا رحمت اسی کا نام ہے کہ انسان مباحثہ میں اپنے مخالف کو کتے سے تشبیہ دے، سؤر، کتا کہے۔

ناظرین! جو شخص کسی کو کتا کہے وہ (دوسرا شخص) اس کو سو بار کتا کہہ سکتا ہے مگر مولوی امرتسری کی فراخ حوصلگی اور عالی ہمتی کو دیکھو کہ ان الفاظ کے مقابلہ میں انہوں نے مرزا کو نہ کتا کہا، نہ بے حیا بنایا، نہ کسی اور نا مناسب الفاظ سے مخاطب کیا، اور مرزا کی دعوت پر وہ تن تنہا (بلا رفاقت ومعیت دیگر مباحثین علماء) قادیان میں جا پہنچے اور ان کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات کے اظہار و تحقیق کے خواستگار ہوئے۔ مگر چونکہ مرزا صاحب کی دعوت صرف گیدڑ بھبکی تھی اس کو یہ امید نہ تھی کہ مولوی امرتسری دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید پر عمل کرنے کو قادیان میں پہنچ جائیں گے، لہذا مولوی امرتسری کا قادیان میں پہنچنا سن کر مرزا کے اوسان جاتے رہے اور وہ ہوش وحواس باختہ ہو گیا اور اس کو بغیر اس کے کوئی ملجا وماٗوے نظر نہ آیا کہ حرم سرا میں جا چھپا، اور میدان مناظرہ میں نہ آیا، اور اس مضمون کا رقعہ لکھ دیا کہ میں بحث ومناظرہ نہ کرونگا، کیونکہ میں انجام آتھم میں خدا تعالی سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کرونگا۔

یہاں فرط دہشت وخوف مباحثہ مولوی امرتسری سے یا دروغ گورا حافظہ نہ باشد کے تقاضا سے مرزا اپنے آئینہ کمالات کا یہ الہام یا علی دعھم و زراعتھم و انصارھم پیش کرنا بھول گیا اور یہ لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب دوسطروں میں اپنا اعتراض پیش کریں، اور منہ سے ایک کلمہ نہ کہیں، صم بکم ہو کر بیٹھ رہیں، میں اس کا جواب تین گھنٹہ میں دونگا

ناظرین! خدا کیلئے انصاف سے داد دیں کہ جس تحقیق و پڑتال کیلئے مرزا نے مولوی امرتسری کو بلایا تھا، وہ اس طرح ہوا کرتی ہے، اور جس ثبوت کا وہ ان سے صفحہ ۱۱۔ اعجاز احمدی میں طالب ہوا تھا، اس کی صرف ایک یہی صورت ہے کہ دوسطریں لکھ کر معترض چپ چاپ بیٹھا رہے۔ مرزا کی تقریر تو شیطان کی آنت ہوتی ہے، اس سے کبھی کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا ہے جب تک کہ اس تقریر کے حرف حرف پر نکتہ چینی نہ ہو اور تحقیق و پڑتال کنندہ اپنی نکتہ چینی کا خود ثبوت بدلائل پیش نہ کرے۔

محمد احسن امروہی کو چیلنج

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں ان پیشگوئیوں پر بحث کرنے سے تو یہ لوگ جان چھوڑا تے ہیں مگر موقعہ لاف زنی پر انہیں پیش کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارے مخالف تو ان کا دروغ ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ ہم ان دلائل کا جواب تو کچھ نہیں دیتے پھر ان پیشگوئیوں کو زبان یا قلم پر کیوں لاتے ہیں۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق پیشگوئیوں کے منکروں اور مخالفوں کو شرماتے اور ان پر جھنجلاتے اور یہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ محمد احسن امروہی نے صیانۃ الناس کے صفحہ ۲۰۔۲۱ میں لکھا ہے کہ

آتھم اور سلطان محمد کے متعلق پیشگوئیوں کے صدق کی نسبت واضح طور پر علی منہاج النبوّت و علی منہاج المسلمین صدہا اشتہارات اور متعدد رسائل میں بہ حجت و برہان بیان کیا گیا مگر آپ مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں۔ ان دونوں پیشگوئیوں میں وہی تاویل کی جاتی ہے جو علی منہاج النبوۃ ہے یعنی و یعلّمک من تاویل الاحادیث۔

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ سلطان محمد کی موت کی جو تاویل کی جاتی ہے وہ تاویل الاحادیث حضرت یوسف کی نظیر ہو تو وہ مرزا کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دیں گے اور قلم

توڑ دیں گے ۔ جو صد ہا اشتہار اور متعدد رسائل قادیانیوں کی طرف سے شائع ہوئے ہیں ان میں وہ تاویل مجھے نظر نہیں آئی، آپ میدان میں اتریں اور سے ثابت کریں کہ وہ تاویل، تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے۔مباحثہ سے اگر قسم کھالی ہے یا الہام میں اس کی ممانعت آ چکی ہے تو آپ کے پیر و مرشد کیلئے ہے، نہ کہ آپ (محمد احسن) کیلئے۔بس آپ دیر نہ کریں غریب خانہ پر تشریف لاویں اور جتنا عرصہ گفتگو رہے، یہیں رہیں اور یہیں دونوں وقت ماحضر تناول فرماویں۔گفتگو کے وقت صرف یہ خاکسار ہوگا اور آپ۔اور جانبین کے بیان کو قلم بند کیا جائے گا۔اگر میدان آپ کے ہاتھ میں رہا تو اس کا نتیجہ او پر تسلیم کیا گیا ہے، اور اگر آپ سے ثابت نہ ہو سکا کہ یہ تاویل، تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے تو آپ کو مرزا کا اتباع چھوڑنا پڑے گا، یا اپنے بے علم ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا۔

اشتہار طاعون ۶ فروری ۱۸۹۸ء

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں مذکورہ بالا ایک تا چار پیش گوئیوں کے افترا ہونے کے اجمالی ثبوت کے بعد اب قادیانی کی پیشگوئی متعلق طاعون سے بحث کی جاتی ہے۔

پس واضح ہو کہ جس قدر جھوٹ سے اس الہام و پیشگوئی متعلق طاعون میں مرزا نے کام لیا ہے اس قدر جھوٹ اس کی پہلی پیش گوئیوں (متعلقہ موت آتھم وموت لیکھرام وموت سلطان محمد وتولد فرزند الہامی) میں نہیں پایا جاتا۔ اس موقع پر مرزا نے اپنی ساری قوت دھوکہ دہی کو خرچ کر دیا ہے۔ اس نے بمبئی وغیرہ میں طاعون کا واقع ہونا (اور تیزی کے ساتھ اس میں ترقی کرنا) اخباروں میں پڑھا تو بقیاس وبحکم قاعدہ تعدیہ امراض متعدّیہ اسے یقین ہو گیا کہ ایک نہ ایک دن پنجاب میں بھی طاعون آئے گا۔ یہ سمجھ کر اس نے پہلے ایک گول مول الہام گھڑا، پھر جوں جوں واقعات پیش آتے گئے توں توں پہلو بدل کر گرگٹ کی طرح اس پر نیا رنگ چڑھاتا گیا۔ یہاں تک کہ چوتھے سال صاف کہہ دیا کہ یہ طاعون مجھے مسیح نہ ماننے کی سزا ہے، اس سے وہی شخص بچے گا جو مجھے مسیح موعود مان لے گا۔مگر پھر بھی ان لوگوں کی طرف سے، جو مرزا کو مسیح مان کر بھی طاعون سے ہلاک ہوئے یا آئندہ ہوں گے، ان چار

عذروں کی جگہ اس نے رکھ لی ہے۔
ا۔کہ گو وہ لوگ زبان سے مجھے مسیح مانتے تھے مگر دل سے نہ مانتے تھے اور وہ منافق تھے۔
۲۔وہ میری چار دیواری میں آکر پناہ گزین نہ ہوئے تھے۔
۳۔ایسے لوگ شاذ و نادر ہیں اور مخالفوں کی نسبت کم ہیں و النّادر کالمعدوم ۔
۴۔ جہاں ان عذرات میں سے کوئی عذر نہ چل سکا وہاں یہ عذر تو ضرور چل ہی جائے گا کہ ان لوگوں پر طاعون وارد ہونے کی کوئی مخفی وجہ ہوگی جو خدا کے علم میں ہے۔
ان عذرات کو مرزا نے اپنے رسالہ کشتی نوح میں ذکر کیا ہے (اصل عبارت آگے آئے گی)۔

لیکن چونکہ قادیانی کا الہام اللہ کی طرف سے نہ تھا (بلکہ محض افتراء اور شیطانی القاء تھا)، لہذا بحکم آیت ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً اس کے ہر ایک پہلو اور ہر ایک رنگ میں اس قدر اختلاف وقوع میں آیا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ فہم اور دماغ میں شمّہ عقل ہوگی وہ اس اختلاف سے یقیناً نتیجہ نکال لے گا کہ وہ الہام رحمانی نہیں، افتراء شیطانی ہے۔

پس واضح ہو کہ طاعون کے متعلق مرزا نے سات اشتہارات وتحریرات شائع کئے ہیں جو ایک دوسرے کے مکذّب ہیں اور ہر ایک بجائے خود بھی محض دروغ ہے۔ اس کا سب سے پہلا وہ چار صفحہ کا اشتہار ہے جو

طاعون

کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس اشتہار میں گورنمنٹ اور پبلک کے نوٹس ایبل چند فقرات ہیں جن پر ہم اپنی طرف سے نمبر لگا اصل اس کے الفاظ نقل کرتے ہیں:۔

ا۔اس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے ،اور ہزار ہا گھر ویران ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھو کھہا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ لیا ،اور قواعد طبّیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا، ہدائتیں شائع کیں۔مگر اس مرض مہلک سے اب تک بکلّی امن حاصل نہیں ہوا، بلکہ بمبئی میں ترقی پر

ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب میں بھی خطرہ ہے۔ ہر ایک کو چاہیے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہم دردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہوگا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں، نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں، ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی تدیر ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔

۲۔ آج جو ۶۔فروری ۱۸۹۸ء روز یک شنبہ ہے، میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالی کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والے ہیں۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا، یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم انہ آوی القریۃ یعنی جب تک دلوں کی وباء معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہیں ہوگی۔ درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالی کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے، اکثر دلوں سے اللہ کا خوف اٹھ گیا اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے، وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں، ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں، اکثر ان میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کی خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں، اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں، نماز کا تو ذکر کیا، کئی کئی دنوں تک منہ بھی نہیں دھوتے، اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ

امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمین دار اور ٹھیکہ دار اور دولت مند ہیں، وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زنا کاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی ان کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپروا پائے جاتے ہیں۔

۴۔اب چونکہ اس الہام سے، جو ابھی میں نے لکھا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے، لہذا بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بد کاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا تعالی کے احکام بجالاویں نماز کے پابند ہوں، ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں، توبہ کریں اور نیک اور خدا ترسی اور اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسائیوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں، اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کیلئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں.

اس اشتہار کے فقرہ نمبر اول میں مرزا نے حکومت کو دھوکہ دیا ہے، یعنی زبان و قلم سے اس کی تدبیر کی حمایت کی ہے جبکہ دل میں اس کے مخفی یہ تھا کہ یہ تدبیر محض لغو و فضول ہے جس کا اظہار اس نے دلی زبان سے ۱۹۰۲ میں بضمن رسالہ کشتی نوح اور کھلے طور پر ۱۹۰۳ء میں بضمن رسالہ مواہب الرحمٰن کیا جن کی اصل عبارت اپنے نمبر ۶ و ۷ پر منقول ہوگی۔

اس کے خلیفہ دوم محمد احسن امروہی نے رسالہ صیانۃ الناس کے صفحہ ۷ سطر ۳ و ۶ میں گورنمنٹ کو خوب شرمایا اور یہ الزام دیا ہے کہ اگر طاعون کا کوئی علاج مفید ہے تو وہی ایک

ٹیکہ آسمانی (مذکورہ کشتی نوح ودافع البلا وغیرہ) جو اس ملہم نے تمام دنیا کے روبرو کیا ہے۔ پس اگر یہ ملہم اگر مفتری تھا تو اس قدر کامیابی اس کو کیوں حاصل ہوئی، اور اس کے مقابل تمام دنیا کو گورنمنٹ عالیہ تک ٹیکہ وغیرہ میں ناکامی کیوں ہوئی۔

خلیفہ دوم مرزا (یعنی محمد احسن) کا حکومت کے مقابلہ میں مرزا کی کامیابی پر فخر کرنا اور حکومت کو یہ الزام دینا کہ اگر وہ مرزا کو دعوی مسیح موعود میں مفتری سمجھتی ہے تو مرزا کے مقابلہ میں حکومت کو کامیابی ہونے کا جواب کیوں نہیں دیتی ء یہ حکومت کی اس پالیسی کا نتیجہ ہے جو مرزا کی سال ہا سال کی منہ زوریوں اور گورنمنٹ و مسلمان رعایا کے مسلم و مقدس پیشوا حضرت مسیح کے حق میں سخت بدزبانیوں اور دشنام دہیوں پر وہ کر رہی ہے۔

اور اس اشتہار کے فقرہ نمبر ۲ میں جو مرزا نے ایک خواب گھڑ کر بیان کیا ہے وہ بھی درست نہیں۔ طاعون پھیلنے کا وقت (آئندہ جاڑہ یا اس کے بعد جاڑہ) مشتبہ رکھا ہے اور اس خواب کے افتراء ہونے پر پہلی دلیل یہی اشتباہ رکھنا ہے جو رفتار طاعون کو دیکھ کر اور وقت کی گنجائش رکھ کر اختیار کیا گیا ہے۔ خدا تعالی کی یہ شان و عادت نہیں کہ جس بلاء سے لوگوں کو بچانا، اور ان کے توبہ واستغفار کو اس بچاؤ کا ذریعہ بنانا ہو، تو اس کی میعاد کو تو بتا دے، مگر اس میں اشتباہ باقی رکھے۔

☆ اس کے افتراء ہونے دوسری دلیل یہ ہے کہ عموماً پنجاب میں طاعون کا پھیلنا، نہ اس الہام کے متصل جاڑہ میں ہوا، نہ اس کے بعد کے جاڑہ میں، بلکہ وہ دونوں جاڑوں کے بعد چوتھے سال ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ چنانچہ مرزا کا اشتہار نمبر ۳ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء شاہد ہے۔ اس میں وہ خود لکھتا ہے

> . ۲۶ فروری ۱۸۹۸ کو میں نے طاعون کے بارہ میں پیش گوئی کی تھی (اصل اشتہار پر تاریخ ۶ فروری ۱۸۹۸ء ثبت ہے یہاں ۲۶ فروری کا حوالہ دیا گیا)۔ وہ بلاء جو نزدیک آگئی ہے خدا اس کو دور کرے یہی وقت توبہ واستغفار کا ہے، جب بلا نازل ہوگئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ۔

مرزا قادیانی کے (ذیل کے) فقرات ثلاثہ

۱۔ وہ بلا نزدیک آگئی ہے۔

۲۔ اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ۔

۳ جب وہ نازل ہوگئی تو توبہ سے بھی کم فائدہ ہوگا .
سے صاف ثابت ہے کہ وہ بلا اس وقت تک پنجاب کے مختلف مقامات میں جیسا کہ اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء کا مفہوم ہے، نازل نہ ہوئی تھی ۔ تب ہی مرزا نے یہ اشتہار جاری کیا اور اس میں کہا تھا کہ لوگو توبہ و استغفار کرو تا کہ وہ سیلاب رک جائے اور وہ نازل نہ ہو ۔

اس اعتراف اشتہار مرزا کے علاوہ سرکاری رپورٹیں اور ملکی اخبار بھی گواہ ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے طاعون تمام ملک پنجاب میں نہ پھیلی تھی، صرف بعض اضلاع میں پہنچی تھی ۔

☆ تیسری دلیل اس کے افترا ہونے کی اس میں موجود عربی فقرہ انه آوی القریة ہے جس کا مطلب دربطن قائل رکھ کر صاف کہا گیا ہے کہ

اس کے معنے میرے پر نہیں کھلے ۔

یہ ایسا ہے جیسے ایک مسخرے یا فریبی شاعر نے ایک شعر کہا تھا اور اس کے معنی کی نسبت وہ بولا تھا کہ ابھی میں نے اس میں معنی نہیں ڈالے ۔ جس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ جیسا موقعہ پاؤنگا ویسے معنی بنا کر بتادوں گا ۔ مرزا کا مقصود بھی یہی ہے کہ اس طاعون کے حملے سے موضع قادیان بچ گیا (جیسا کہ صدہا گاؤں اس وقت تک بچے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی بچے رہیں گے) تو اس وقت کہدونگا کہ اس فقرہ سے قادیان کا بچے رہنا مراد ہے ۔

مرزا کے اکثر الہامات شیطانیہ مندرجہ براہین احمدیہ وغیرہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کے معنی دربطن شاعر رہتے ہیں ۔ اور جب کوئی موقعہ پیش آتا ہے تو اس موقعہ کے مطابق وہ نئے معنے گھڑ کر بتائے جاتے ہیں ۔ بیس بائیس برس کے الہامات براہین کے معنے اب اس نے ایسے بتائے ہیں جو اس سے پیشتر نہ مرزا نے خود سمجھے تھے نہ اس کے ملہم (معلم الملکوت) کے خیال میں آئے تھے ۔ خدا تعالی ملہم الصادقین کی شان و عادت نہیں کہ جو الہام عام لوگوں کی ہدایت و فہمائش کیلئے کسی ملہم صادق کے دل پر کرے، اس کے معنی کسی ٹوکرے یا ڈربے میں بند کر کے رکھ چھوڑے ۔ اور جب اس کے مطابق و موافق کوئی موقعہ ہاتھ آئے تب اس معنی کا اظہار کرے ۔ یہ شیوہ مرزا کے معلم الملکوت کا ہے جس کے مطابق مرزا کو اس فقرہ عربی کا القاء و الہام ہوا ۔ اور وہ پانچ سال ۱۸۹۸ء سے مناسب موقعہ کا متلاشی و منتظر رہا ۔ جب ۱۹۰۲ء میں طاعون قادیان کے آس پاس آ پہنچا (اور قادیان میں اس نے قدم نہ رکھا گو زمانہ

مابعد میں طاعون وہاں بھی جا پہنچا) تو مرزا نے اپنے خیال میں اس فقرہ میں یہ معنی ڈالنے کا موقعہ مناسب پا لیا اور اپنی تحریر نمبری ۵ رسالہ دافع البلاء میں یہ دعوی مشتہر کر دیا کہ اس فقرہ سے قادیان کا بچایا جانا مراد ہے۔ پھر اس باب میں جو کچھ اس کو شیطان کی طرف سے القاء ہوا اس کو اس نے اس رسالہ کے صفحہ ۵ و ۶ میں بالفاظ ذیل ادا کیا

وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تا تم سمجھو کہ قادیان اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں رہتا ہے۔ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے، بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا، وہ بھی اچھا ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت نہ ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں۔

اور صفحہ ۱۰ میں لکھا،

بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے، گو ستر برس رہے قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

☆ چوتھی دلیل اس کے افتراء ہونے کی یہ ہے کہ اس فقرہ عربی کے جو معنی موقعہ دیکھ کر اس میں ڈالے گئے ہیں (یعنی بچانا اور محفوظ رکھنا)، یہ معنی اس فقرہ کے بشہادت قرآن و عام اہل زبان عرب سے بن نہیں سکتے۔

آوی اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں دو باب، ایک مجرد (ضرب یضرب) اور دوسرے، مزید (باب افعال سے) مستعمل ہوئے ہیں۔

مجرد ان آیات میں ہیں جس میں اس لفظ کے معنی جگہ لینے کے ہیں

سآوی الی جبل یعصمنی من الماء۔ (ھود۔ ع ۴)۔ یعنی حضرت نوح کے بیٹے نے (بجواب اس ارشاد باپ کے کہ تو کشتی میں سوار ہو جا) کہا تھا کہ میں پہاڑ کی طرف جگہ لوں گا جو مجھے پانی سے بچائے گا۔

او آوی الی رکن شدید (ھود۔ ع ۷)۔ یعنی حضرت لوط نے کہا کاش میں مضبوط رکن کی (قوم) کی طرف جگہ لیتا یعنی مجھے قوم پناہ دیتی۔

اذ اوی الفتیة الی الکہف (کھف۔ع ۱)۔ یعنی جب کہ نو جوانوں نے غار کی

طرف جگہ لی۔

فاووا الی الکہف (کھف ع ۲) ۔یعنی انہوں نے کہا غار کی طرف جگہ پکڑو۔

اب اگر اس فقرہ عربی میں آوی کو باب ضرب مجرد سے قرار دیا جائے تو قریہ کو اس کا مفعول بلا واسطہ الی تسلیم کیا جائے، جیسا کہ مرزا نے اپنے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں دو جگہ متن اور حاشیہ میں اور رسالہ دافع البلا میں بصفحہ ۵ سطر ۱۴ میں ضبط کیا ہے اور آوی کے الف پر اور قریۃ کی ت پر پڑی زبر کی حرکت دی ہے، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا نے (یا اس شخص نے جس کو مرزا اس کلام کا قائل اور آوی کا فاعل بتاوے، خود نبی یا اپنے ملہم معلم الملکوت کو بتاوے) اس قریہ میں جگہ لی اور پناہ پکڑی، اس صورت میں وہ قریہ جگہ لینے والے کو بچانے والا ہوا، نہ اس قریہ کو اور کوئی (خدا یا مرزا کا ملہم) بچانے والہ ہوا، جیسا کہ مرزا نے بیان کیا ہے۔اور قرآن مجید میں آوی مزید ان آیات میں استعمال ہوا ہے جس میں اس لفظ کے معنی جگہ دینے کے ہیں

آوی الیہ اخاہ۔ (یوسف۔ع ۲) حضرت یوسف نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی

آوی الیہ ابویہ۔(یوسف۔ ع ۱۱)۔یوسف نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی

وآوینا ھما الی ربوۃ۔ (مومنون۔ ع ۳) ہم نے ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اونچے مکان میں جگہ دی

تووی الیک من تشاء (احزاب) اے رسول اپنی جس عورت کو چاہو اپنے پاس جگہ دو

وفصیلتہ التی تؤیہ ۔(معارج۔۱۳) ،اس کا قبیلہ جو اس کو جگہ دیتا تھا

الم یجدک یتیماً فآوی (الضحی) کیا اس نے تم کو یتیم نہ پایا تھا، پھر جگہ دی

اور اگر اس فقرہ عربی میں آوی کو باب افعال سے قرار دیا جائے اور مرزا اپنی ضبط حرکات ان الفاظ کو اپنی غلطی مان لے تو اس فقرہ کے معنی یہ ہوں گے کہ مرزا کے ملہم نے قریہ کو جگہ دی اور چونکہ قریہ خود ایک جگہ ہے لہذا اس کو جگہ دینے کے کوئی معنے نہیں۔ پھر جگہ دینے سے بچانے (یعنی محفوظ رکھنے) کے معنے مراد بتانا بناء فاسد علی الفاسد ہے۔اور اگر یہاں کوئی حذف وتقدیر ہے تو پھر اس فقرہ کا مطلب ہنوز مطلب در بطن شاعر کا مصداق بنتا ہے۔اس حذف وتقدیر پر کوئی قرینہ نہیں ہے اور نہ کوئی محاورہ قرآن یا عرب عرباء ایسا پایا جاتا ہے جس سے آوی القریتہ کا مطلب قریہ کو بچانا سمجھ میں آسکے۔

☆ پانچویں دلیل۔ دلائل اربعہ مذکورہ سے بڑھ کر اس خواب والہام کے جعلی اور دروغ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خاص قادیان میں طاعون واقع ہوگیا۔

قادیان میں طاعون واقع ہونے پر تین دلیلیں خارجی ہیں اور ایک داخلی جس سے مرزا کو انکار کرنے کی ذرہ بھر گنجائش نہیں۔ خارجی دلیلیں یہ ہیں۔

اول، سرکاری رپورٹیں۔ دوم، ملکی اخباروں کی مشتہرہ خبریں۔

سوم، میر واجد علی سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان کی فہرست جو ان کی کتاب صحیفۃ الولاء النظر الی دافع البلاء میں شائع ہوئی ہے۔اور اس میں ۳۴۔اشخاص کے نام درج ہیں جو قادیان میں طاعون سے ہلاک ہوئے۔

(میر واجد علی سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان نے مرزا صاحب کے رسالہ دافع البلاء تبصرہ کرتے ہوئے پر ایک کھلی چٹھی لکھی تھی جسے ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ میر صاحب لکھتے ہیں:۔

میرے ایک دیرینہ کرم فرما جو مرزائی ہوگئے ہیں رسالہ دافع البلاء میرے پاس بھیجا .جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں (مرزا) مسیح موعود ہوں، ابن مریم سے بدر جہا بہتر ہوں ...میں سچا شفیع ہوں، اہل بیت رسول سے بڑھ کر ہوں، میں ابن اللہ ہوں .میرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے .. مجھے برا کہنے کی وجہ سے خدا نے بطور سزا کے اس ملک میں طاعون بیجا ہے۔اس کا صحیح علاج یہ ہے مجھ پر اپنے ان کل فضائل واوصاف کے ساتھ ایمان لاؤ جو اس طرح مجھ پر ایمان نہ لائے گا مبتلائے طاعون ہوکر مرجائیگا ..اپنے برحق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل گیا ہے قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہے مگر خاص قادیان اس سے پاک ہے اور ہمیشہ اس سے پاک رہے گا بلکہ جو طاعون زدہ قادیان میں آیا اچھا ہوگیا، جو آئے گا اچھا ہو جائے گا۔

میں نے مرزا صاحب کے ان دعاوی اور استدلال کو پڑھا اور جو میری رائے ہوئی میں نے نہایت نیک نیتی سے بذریعہ ایک خط اس دوست پر ظاہر کرنی چاہی۔انہیں جب علم ہوا کہ میری رائے مرزائی معتقدات اور تفہیمات کے خلاف ہے تو مجھے بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا کہ میں اپنی رائے ظاہر نہ کروں مگر میرے دیگر ہم خیال احباب نے اس بات پر زور دیا کہ

لا تلبسوا الحق با لبا طل و لا تکتموا الحق و انتم تعلمو ن

میرے مرزائی دوست فرماتے ہیں

. مناسب نہیں کہ آپ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کے خدّام کا مقابلہ کریں۔جس وقت آپ

مقابلہ میں پھنس جائیں گے اس وقت آپ کے تماشائی یار سب چلتے بنیں گے کیونکہ یہ راستہ بڑا سخت ہے اور یہ (مرزا) وہ شخص ہے جو کہتا ہے کر دکھاتا ہے ۔آپ اوپن لیٹر کو بند رکھیں اور اس راہ میں قدم مارنے کی جرأت نہ کریں۔

... اگر ان دوستو کا خیال ہے کہ میرے واسطے مرزا صاحب بد دعا کریں گے اور اس سے مجھے کچھ نقصان پہنچے گا تو میں ان کے اس خیال پر افسوس کرتا ہوں وہ مہربانی کر کے بنظر انصاف میرا خط پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس شخص کے یہ باطل دعاوی ہیں جو قرآن مجید اور حدیث پاک کی رو سے کفر تک پہنچ گئے ہیں وہ مستجاب الدعوات کس طرح ہوسکتا ہے؟ اگر ان دوستوں کا خیال ہے کہ مرزا صاحب یا ان کے حواری اپنے کسی خادم کو میری جان لینے کے واسطے تعینات کر دیں گے تو میں عرض کرتا ہوں کہ ان کا یہ خیال بھی غلط ہے، مرزا صاحب اس کیریکٹر کے آدمی نہ ہوں گے ..بفرض محال ایسا بھی ہو ..تو اگر میں کلمہ حق کہنے کے واسطے مارا بھی جاؤں گا تو میراث جدّی پاؤں گا۔.. یا شائد یہ دھمکی مرزا صاحب کی تقلید میں ہو کیونکہ وہ بھی اس قسم کی دھمکیاں اپنے مخالفین کو دیا کرتے ہیں چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۴ میں مرزا صاحب نے مولوی احمد حسین امروہی کو اسی طرح دھمکایا ہے ...امروہہ بھی مسیح موعود کے محیط ہمت سے دور نہیں اس لئے اس مسیح کا کافر کش دم ضرور امروہہ تک بھی پہنچے گا ۔لیکن حضرات کوئی معقول آدمی اس دم میں نہ آئے گا۔ یہ خالی خولی دم جھانسہ ہے ۔اس دم میں جس کا نام اس دم خم کے ساتھ کافر کش رکھا گیا ہے ،کوئی دم نہیں۔

بہر حال میں نہیں جانتا کہ ان کا مجھے ڈرانا اور دھمکانا کیا معنے رکھتا ہے؟ اصل یہ ہے کہ یوں تو شائد میں اس خط کو شائع نہ بھی کرتا،مگر ان کے اس دھمکانے اور ڈرانے نے مجھے شائع کرنے پر مجبور کر دیا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے...

مرزا صاحب نے اپنے کل دعاوی کی تصدیق اس رسالہ میں اس بات پر رکھی ہے کہ قادیان میں کبھی طاعون نہ آئے گا اور جو میرا معتقد ہو گا وہ کبھی اس مرض سے نہ مرے گا ۔مگر چونکہ قادیان میں طاعون آ گیا اور خاص قادیان اور دیگر مقامات میں بہتیرے مرزائی طاعون سے مر چکے جن کی فہرست اس خط کے ساتھ شامل ہے تو میرزائی دوست خود فیصلہ کرلیں کہ مرزا صاحب کہاں تک سچے رہے ۔اور جو سچا نہیں وہ کاذب ہے... خاکسار واجد علی ملتان ۔ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء)

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ ان دلائل کے جواب میں بعض ہٹ دھرم حامیان

مرزا کہتے ہیں کہ یہ سب رپورٹیں واخبار وفہرستیں غلط ہیں۔ جو لوگ قادیان میں مرے وہ طاعون سے نہیں مرے، ہیضہ یا بخار سے مرے ہیں۔ ہم ان ہٹ دھرموں سے بحث میں اپنے اوقات کو خراب کرنا نہیں چاہتے اور ان کے مقابلے میں چوتھی دلیل داخلی پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

☆ (۴) خود مرزا صاحب نے مان لیا ہے کہ قادیان میں طاعون آیا اور آئندہ بھی آتا رہے گا مگر اس طاعون کا مخالف پیشگوئی اشتہار ۶۔فروری ۱۸۹۸ء ہونا ان چار عذروں سے اٹھایا گیا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور اگر قادیان میں مطلق طاعون نہ آتا اور آئندہ بھی اس کا کھٹکا نہ ہوتا تو مرزا بڑی ثابت قدمی سے کلی انکار کرتا اور سرکاری رپورٹوں اخباروں مشتہرہ فہرستوں کا مقابلہ صحیح سرکاری رپورٹوں اور صحیح شہادتوں اور محضر ناموں سے کرتا اور اخبار نویسوں کو ان کی غلط بیانی پر نوٹس دیتا (جیسا کہ ایک خبر متعلقہ خاص اپنی چار دیواری کے غلط چھپنے پر پیسہ اخبار کو نوٹس دیا تھا اور جب اس کا خلاف اس میں مشتہر ہوا تب پیسہ اخبار کو چھوڑا) اور مدعی پر فوجداری میں استغاثہ کرتا (جیسا کہ بعض اخبار نویسوں پر ادنی ادنی معاملات میں مریدوں کی آڑ میں اس کے بعض استغاثہ جاری ہیں۔استغاثہ اور نالشوں میں تو اس کا کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ بلکہ جو خرچ ہوتا ہے اس سے زیادہ چندہ آجاتا ہے اور مقدمہ کرنا اس کی آمدنی کا ایک خاص ذریعہ بن جاتا ہے)۔اس کا دعوی وقوع طاعون کے جواب میں کسی کو نوٹس نہ دینا، اور بالمقابلہ صحیح رپورٹیں اخبار میں شائع نہ کرنا، اور بجائے اس کے چار عذرات مذکورہ کو پیش کرنا، قطعی دلیل ہے کہ قادیان میں ضرور طاعون آیا۔ پھر ان لوگوں کا قادیان میں وقوع طاعون سے انکار کرنا بے شرمی نہیں تو کیا ہے؟

(قادیان میں طاعون کے ورود پر چند تحریریں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔ جناب عبدالکریم مدرس عربی، ہائی سکول منٹگمری (حال ساہیوال، پنجاب) لکھتے ہیں

مرزا صاحب بخیال خود ملہم ہیں۔منجملہ دوسرے الہاموں کے اس وقت قابل غور یہ الہام ہے وما کان اللّٰہ لیعذّ بھم وانت فیھم انہ آوی القریۃ (دافع البلاء)

مرزا صاحب اس الہام کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔

اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔

اول یہ کہ طاعون اس لئے دنیا میں آئی کہ خدا کے مسیح موعود (یعنی مرزا) سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی کہ

جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذاء اور بدزبانی سے باز آئیں گے۔ (دافع البلاء)

طاعون کا سبب اگر صرف آپ کی مسیحیت کا انکار ہے اور فرو ہونا طاعون کا آپ کے دعوی مسیحیت پر موقوف ہے تو بہتر ہے کہ گورنمنٹ کو اطلاع دیں کہ ٹیکہ وغیرہ جو انسداد طاعون کیلئے ہے اس پر روپیہ ضائع نہ کرے۔

تیسری بات جو ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خداوند تعالی بہر حال جب تک طاعون دنیا میں ہے گو ستّر برس تک دنیا میں رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دافع البلاء ص ۱۰)

یہ مرزا جی کا ایسا صاف دعوی ہے جس کی ذرہ بھی تاویل نہیں ہو سکتی حالانکہ قادیان طاعون سے ایسا تباہ ہوا جو بمقابلہ گردونواح کے بہت بڑھ کر ہے۔ ہم ایک فہرست خاص باشندہ قادیان کی طرف سے ذیل میں درج کرتے ہیں جو انہوں نے طاعون کی حالت میں ہمارے پاس روانہ کی تھی۔ مگر وہ صاحب یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ تعداد اموات اسلئے کم ہے کہ شروع ہی میں سب مرزائی بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کا سکول بند ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی اموات ہوئی ہوں۔ وہ فہرست یہ ہے۔ ہندو ۱۰۰، مسلمان ۱۵، مرزائی ۵، چوہڑے ۲۵۔ ابھی تو دو سال کامل بھی نہیں گذرے۔ قادیان جس کو دارالامان سے مشہور کرتے تھے طاعون سے تباہ ہو گیا (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۴ء ص ۶۔۷)

☆ قادیان میں طاعون۔ کے عنوان سے جناب احمد حسن شوکت اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں

دارالامان قادیان ...جس کی نسبت (مرزا کو) الہام ہو چکا ہے کہ جو یہاں آئے گا امن میں رہے گا۔ اب ...طاعون نے وہاں وہ اودھم مچا رکھی ہے کہ کچھ نہ پوچھئے۔ روزانہ بھیڑیا بن کر ۳۰۔۳۵ بھیڑوں کو اٹھا لے جاتا ہے... قادیان کی ننھی سی آبادی کل تین ہزار تھی، ایک صفر اس میں سے بھی غائب یعنی تین سو ہی رہ گئے۔ اسکول بند، بازار ویران اور سنسان ...مرزائی اخبار البدر نے بھی طاعون کی دست برد کو تسلیم کیا۔ آخر یہ کیا ہے؟ مفتری علی اللہ کی شامت اعمال ہے۔ ایک پاپی سارے ہندوستان کو لے ڈوبا۔ خدا تعالی افتراء کا بیڑا غرق کرے۔ (شحنہ ہند میرٹھ۔ ضمیمہ یکم مئی ۱۹۰۴ء ص ۱)

مرزا محمود احمد اپنے بچپن کی بات (جب کہ ان کے والد مرزا غلام احمد زندہ تھے) بتاتے ہیں۔

مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے، ہمارے ایک مزارع کی بیوی حضرت خلیفۃ المسیح الاول (حکیم نورالدین) کے پاس علاج کیلئے آیا کرتی تھی۔ میں ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول

سے پڑھا کرتا تھا۔ وہ عورت بلا وجہ ہنستی چلی جاتی تھی اور بلا وجہ روتی چلی جاتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرمانے لگے، آؤ میاں تمہیں اس عورت کی بیماری بتائیں۔ یہ ہسٹیریا کا مرض ہے۔ قریب کے عرصہ میں جب طاعون پڑی تھی اس عورت کے دو تین رشتہ دار مر گئے تھے۔ آپ اسے مخاطب کر کے فرمانے لگے، بی بی اس طاعون میں کیا تیرا باپ مرا تھا؟ اس پر وہ قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔ جی میرا باپ طاعون سے مر گیا تھا۔ دوسرا شائد بھائی یا بیٹا تھا مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ اس کے متعلق جب سوال کیا گیا تو اس عورت نے پھر قہقہہ مار کر کہا کہ میرا بھائی یا بیٹا بھی طاعون میں مر گیا۔ تیسرے کے متعلق جب پوچھا تب بھی اس نے قہقہہ مار کر جواب دیا جی وہ بھی مر گیا۔ (خطبہ عید ۱۷ جولائی ۱۹۵۰ء یارک ہاؤس کوئٹہ۔ الفضل ربوہ۔ ۷ مارچ ۱۹۶۲ء)

اکبر شاہ نجیب آبادی نے حکیم نورالدین کی سوانح (مرقاۃ الیقین ۔ص ۱۲۹) میں لکھا ہے۔

اپریل ۱۹۰۷ء میں درس قبل مغرب اس میدان میں (نورالدین صاحب) فرش پر بیٹھے تھے جہاں اب دفتر بدر ہے اور اس کی مشرقی افتادہ زمین بوجہ طاعون بجائے مسجد کلاں وہاں ہوا تھا)

ان دلائل سے ثابت ہے کہ مرزا کا وہ خواب والہام محض کذب ہے۔ مرزا نے اپنے خیال میں تو اچھی بات بنائی تھی مگر خدا نے جھوٹی کر دی۔

☆ اور اس اشتہار کے فقرہ نمبر ۳ میں جو کچھ مرزا نے کہا ہے، سچ ہے، مگر وہ کلمة حق ارید بھا الباطل کا مصداق ہے۔ بے شک لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اور گناہ بھی سزا بلاء طاعون کا ایک سبب وموجب ہے مگر مرزا نے جو گناہ مخلوقات کے اس فقرہ میں شمار کئے ہیں وہ دل سے ان گناہوں کو سبب و جالب طاعون نہیں جانتا، اور منہ سے جو کہتا ہے اس پر اعتقاد نہیں رکھتا، بلکہ وہ طاعون کا موجب وسبب خاص کر اس گناہ کو جانتا ہے کہ تمام دنیا کے مختلف مذاہب کے اشخاص اس کو مسیح موعود ومہدی مسعود وامام برحق نہیں مانتے۔ چنانچہ تحریر چہارم وپنجم وششم وہفتم میں اس نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ اس اشتہار ۶۔ فروری ۱۸۹۸ء میں اور اس سے مابعد کے دو تین اشتہاروں میں اسلیئے اس نے کھول کر یہ سبب بیان نہیں کیا کہ یکا یک اس سبب کو بیان کرنے سے لوگ اس کو پاگل کہیں گے اور کوئی بھی اس کے دام میں نہ آئے گا۔ مگر جب اس نے ان دو تین اشتہاروں میں عام گناہوں کا سبب طاعون ہونا بیان کر کے بعض لوگوں کو ڈرا لیا اور اپنی صداقت کا سکہ ان کے دلوں میں بزعم خود

جما لیا، تو پھر نفاق کا نقاب اٹھا کر اصلی خیال دلی کا اظہار کیا، اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ طاعون اس گناہ کی سزا ہے کہ لوگ مجھے مسیح موعود نہیں مانتے۔ مگر شرم وحیا وخوف خدا کو پیش نظر رکھ کر یہ نہ سوچا کہ اگر طاعون کی وجہ یہ ہے تو پھر وہ لوگ کیوں شکار طاعون ہوئے جو مجھ (مرزا) پر ایمان لا چکے تھے اور ان کے نام اخباروں اور میر واجد علی کی فہرست میں مشتہر ہو چکے ہیں اور خود مجھ (مرزا) کو ان کی موت کا علم وتسلیم ہے، تب ہی میں ان کی طرف سے عذرات اربعہ مذکورہ (بالا) صفحہ ۲۰ پیش کرتا ہوں۔ واضح رہے کہ وہ عذرات اس کے عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہیں، اس کا ثبوت عنقریب دیا جائے گا۔

☆ اس اشتہار کا فقرہ نمبر ۴ بھی حق ہے مگر وہ بھی کلمہ حق ارید بھا الباطل کا مصداق ہے۔ بظاہر تو اس میں توبہ واستغفار کو رافع و دافع طاعون کہا ہے مگر مرزا کے دل میں یہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی توبہ کوئی استغفار کام نہ آئے گا جب تک وہ اسے مسیح موعود اور مہدی مسعود اور امام برحق تسلیم نہ کرلیں گے۔

منشی شمس الدین سکرٹری حمایت اسلام لاہور (جو فرقہ اہل سنت والجماعت کی اہلحدیث کمیونٹی کے ایک ممبر ہیں، اور اس خاکسار کے پرانے مجلسی وصحبتی ہیں، اور ہمارے حلقہ درس قرآن وحدیث کے سامع وقاری رہے ہیں) نے اس مضمون کا ایک اشتہار جاری کیا تھا کہ مسلمان ایک خاص وقت میں اپنے اپنے شہروں میں جمع ہوں اور سب مل کر نماز پڑھ کر عاجزی کے ساتھ توبہ و استغفار کے بعد اللہ سے دعا مانگیں۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ بشہادت آیت امّن یّجیب المضطرّ اذا دعاہ و یکشف السّوء ان کی دعا قبول کرے گا اور اس بلاء کو رفع کردیگا۔

منشی شمس الدین کی اس تجویز پر مرزا قادیانی نے بڑی شدومد سے لے دے کی اور ان مسلمانوں کی جو اسے مسیح نہیں مانتے، کی دعا واستغفار ناقابل قبول اور مصداق آیت و ما دعاء الکافرین الاّ فی ضلال (کافروں کی دعا یوں ہی جاتی ہے) ٹھہرائی۔ اور پھر یہ لن ترانی ہانکی کہ یہ طاعون ملک سے تب ہی دور ہوگا جب اسے مسیح موعود مانا جائے گا۔ چنانچہ صفحہ ۴ رسالہ دافع البلاء میں طاعون کے باب میں ڈاکٹری اور سرکاری تدبیر (ٹیکا) کا کچھ فائدہ اور کچھ نقصان بیان کیا ہے، پھر کہا ہے کہ

مسلمان لوگ جیسا کہ میاں شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجھا جاتا ہے (جس کو انہوں نے اپریل ۱۹۰۲ء میں شائع کیا ہے) اس بات پر زور

دیتے ہیں کہ تمام فرقے .... مسلمانوں کے، میدانوں میں جا کر اپنے اپنے طریق مذہب میں دعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکھٹے ہو کر نماز پڑھیں تو اس سے طاعون دور ہو جائے گی۔ (پھر اس تجویز پر پھبتیاں سنائی اور ہنسیاں اڑائی ہیں۔ پھر سنی مسلمانوں کے بعد شیعوں کی خبر لی ہے پھر مسلمانوں کے بعد عیسائیوں ہندووں آریوں پر صفحہ ۷ میں لے دے کی ہے اور پھر بصفحہ ۱۱ کہا ہے) بالآخر میاں شمس الدین کو یاد رہے کہ آپ نے جو اشتہار میں آیت امّن یجیب المضطرّ لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے، یہ امید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطرّ سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلاء کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت قبول کی جاتیں۔ مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا اور اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت ہے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ و ما دعاء الکا فرین الا فی ضلال ۔

اس لے دے کے بعد مرزا نے لن ترانی ہانکی اور صفحہ ۱۲ رسالہ میں کہا ہے کہ چونکہ احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اس اشتہار کا اصل منشا سمجھنے میں غلطی کھائیں اس لئے ہم مکرراً اپنے فرض دعوت کا اظہار کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں (اس لفظ کی طرف ناظرین توجہ کریں اور انصاف سے کہیں کہ اس سے تیسرے فقرہ اشتہار ۶۔ فروری ۱۸۹۸ء مرزا کی تکذیب ہوتی ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے یا نہیں کہ اس فقرہ میں مرزا نے جو سبب طاعون تمام گناہوں کو قرار دیا ہے وہ دل سے نہیں کہا اور ہمارا ریمارک اس فقرہ پر حق ہے جس پر مرزا کے الفاظ ناطق ہیں۔ محمد حسین) بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کو ماننے سے انکار کیا جو تمام نبیوں کی پیش گوئی کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا (یہ بھی محض جھوٹ ہے، یہ پیشگوئی کسی نبی نے نہیں کی۔ جن مقامات کا مرزا نے کشتی نوح کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں حوالہ دیا ہے ان میں یہ پیشگوئی نہیں ہے۔ اس کا ذکر مفصل عبارت کشتی نوح کے ذیل میں ہوگا۔ محمد حسین) اور لوگوں نے نہ صرف انکار، بلکہ خدا کے مسیح کو گالیاں دیں، کافر کہا اور قتل کرنا چاہا، اور جو کچھ چاہا اسے کہا۔

اسلئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ ان کی شوخی اور بے ادبی پر تنبیہ نازل کرے اور خدا نے پاک نوشتوں میں خبر دی تھی کہ لوگوں کے انکار کی وجہ سے، ان دنوں میں جب مسیح ظاہر ہوگا، ملک میں سخت طاعون پڑے گی۔ سوائے عزیزو، اس کا بجز اس کے کوئی بھی علاج نہیں کہ اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کرلیا جائے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے کہ اس کے انکار سے منہ بند کرلیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت قریب آتا ہے کہ لوگ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الحق عدوا ناً میری طرف دوڑیں گے یہ جو میں نے ذکر کیا ہے یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کیلئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری سے شفاعت کرو (ناظرین! یہ کلام خدا نہیں، کلام شیطان ہے اور جو معنے اس کے مرزا نے بتائے ہیں یہ عربی زبان ومحاورہ کے معنے نہیں۔ یہ مرزا یا اس کے ملہم معلم الملکوت کے خانہ ساز معنی ہیں۔ محمد حسین) تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں۔ اے عیسائیو! مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے، کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

اس عبارت سے صاف ثابت ہے کہ مرزا نے جو فقرہ چہارم اشتہار میں کہا ہے وہ دل سے نہیں کہا، منافقانہ کہا ہے۔ اور اس میں توبہ واستغفار سے اس کی مراد یہ ہے کہ اس کو مسیح مان لیا جائے۔ اس کو مسیح موعود ماننے کے بغیر ہزار نیکی کوئی کرے، گناہوں سے بچے، تو بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ ہی طاعون رفع ہوگا۔

☆ مولانا بٹالوی، مرزا صاحب کے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء پر بحث کے بعد فرماتے ہیں کہ جب اصل اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء کے فقرہ فقرہ کا کذب ہونا ثابت ہوا تو اس کے فروعات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ ہمارا مقصود مغالطات مرزا کا اظہار ہے اور اس کے دیگر اشتہارات متعلقہ طاعون میں اشتہار اول سے بڑھ کر دروغ گوئیاں بھری ہوئی ہیں، لہذا ان پر بحث کرنیسے ہماری غرض (جس قدر اسکے کذب ظاہر ہوں اسی قدر ہدایت خلق اللہ متصور ہے) کی اور بھی تکمیل ہوتی ہے، لہذا ان پر بھی بحث کی جاتی ہے۔

☆ مرزا قادیانی کی دوسری تحریر، اس کا ایک صفحہ کا اشتہار ہے جو ۲۲۔اپریل ۱۸۹۸ء کو

جلسہ طاعون

کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس اشتہار میں نوٹس لینے کے لائق دو فقرے ہیں، جن پر ہم اپنی طرف سے نمبر لگا کر اس کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔

۱۔ چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ در بارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارے میں اب تک شائع ہوئے ہیں، مع طبی اور شرعی ان فوائد کے، جو ان ہدایتوں کے مئوید ہیں، اپنی جماعت کو سمجھائی جائیں، اسلئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اس جلسہ میں عیدالاضحیٰ کے دن شامل ہو سکیں۔

۲۔ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس بات پر اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے۔ لہذا یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے۔

اس اشتہار سے مرزا قادیانی کا مقصود جھوٹ دھوکہ دیکر حکومت کو خوش کرنا اور اس جلسہ کے صلہ میں کوئی اعزازی خطاب پانا ہے، جس کی تمنا وہ صریح الفاظ سے کئی رسالوں میں کر چکا ہے، یا صرف خوشنودی مزاج کی کوئی چٹھی حاصل کرنا ہے۔ اس میں جو اس نے جھوٹ بول کر دھوکہ دیا ہے اس کا بیان اشتہار اول کے فقرہ اول کے متعلق ریمارک میں ہو چکا ہے کہ مرزا گورنمنٹ کی تدبیر سے دلی اتفاق نہیں رکھتا۔ وہ اس تدبیر سے دلی مخالفت رکھتا ہے، جس کا اظہار اس نے مواہب الرحمٰن میں کیا اور اس کے خلیفہ دوم محمد احسن امروہی نے صیانۃ الناس میں اس سے بڑھ کر اظہار مخالفت کیا ہے۔ یہاں اس اشتہار کے متعلق صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جس غرض سے مرزا نے یہ اشتہار جاری کیا ہے اور اس کے مطابق جلسہ بھی منعقد کیا تھا وہ غرض اس کو حاصل نہ ہوئی۔ گورنمنٹ نے اس جلسہ کی وجہ سے مرزا کو کچھ نہ پوچھا۔ اس جلسہ کے متعلق کچھ لکھا تو شیخ رحمت اللہ سکرٹری یا کارکن جلسہ کے نام لکھا،

اور مرزا کا ارمان دل کا دل ہی میں رہ گیا۔

☆ اس اشتہار کے دوسرے فقرہ کے متعلق یہ کہنا ہے کہ اس میں طاعون کے خاتمہ کا دو جاڑوں تک انتظار کیا گیا۔ حالانکہ اشتہار سابق مشتہرہ ٦۔ فروری ۱۸۹۸ء میں دو جاڑوں تک اس کی آمد کا انتظار کیا گیا تھا۔ یہ خلاف بیانی بھی اس پیش گوئی کے کذب پر روشن دلیل ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً ۔

☆ مرزا قادیانی کی تیسری تحریر بھی اسکا ایک صفحہ کا اشتہار ہے جو ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کو

طاعون

کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس اشتہار میں جو نوٹس ایبل فقرات میں سے دو ایک فقرے پہلے منقول ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق ہمارے ریمارک بھی گذر چکے ہیں۔ یہاں چند مزید فقرات اپنی طرف سے نمبر لگا کر نقل کئے جاتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

۱۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو، ایک بھی کامل راست باز ہوگا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے، تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی راست باز نہیں۔ معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راست باز کے وجود سے خالی ہے۔

۲۔ دنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے اور تریاقی وجود کی ہمسائیگی فائدہ بخش ہے۔ اللہ جل شانہ اپنے رسول کو قرآن شریف میں فرماتا ہے ما کان اللہ لیعذّبھم و انت فیھم یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ وباء وغیرہ سے ان لوگوں کو ہلاک کرے جن کے شہر میں تو رہتا ہو۔ پس چونکہ نبی علیہ السلام کامل راست باز تھا اس لئے لاکھوں کی جان کا وہ شفیع ہوگیا۔

یہی وجہ ہے کہ مکہ، جب تک آنحضرت ﷺ اس میں تشریف رکھتے تھے، امن کی جگہ رہا اور پھر جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کا اس وقت نام یثرب تھا جس کے معنی ہیں

ہلاک کرنے والہ، یعنی اس میں ہمیشہ سخت وبا پڑا کرتی تھی۔ آپ نے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ اب اس کے بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہوگا، بلکہ مدینہ ہوگا، یعنی تمدن اور آبادی کی جگہ، اور فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کیلئے نکال دی گئی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک مکہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک رہے۔

۳۔ میں اس خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا اور وہ یہ ہے الامراض تشاع و النفوس تضاع انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم ۔ انہ آوی القریۃ۔ یہ الہام ۲۶ فروی ۱۸۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے (اصل الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء کا ہے۔ محمد حسین) اور یہ طاعون کے بارے میں ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ موتوں کے دن آنے والے ہیں مگر نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں، اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا ہے، یعنی بشرط توبہ۔

۴۔ اور براہین احمدیہ میں یہ الہام بھی درج ہے کہ ما کان اللہ لیعذ بھم و انت فیھم یہ خدا تعالی کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب، اور یاد رہے کہ یہ ہماری تحریر محض نیک نیتی اور سچی ہم دردی کی راہ سے ہے۔ وما علی الرسول الّا البلاغ و السلام علی من اتّبع الھدی۔

ان چار فقروں میں سے پہلے فقرہ میں مرزا نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے:۔

دس لاکھ اشخاص کے مسکن شہر میں ایک بھی راست باز ہوگا تو وہ شہر اس بلا سے بچا رہے گا، وہ شہر نہ بچا تو معلوم ہوگا کہ اس میں ایک بھی راست باز نہیں ہے۔

اس قاعدہ سے مرزا نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ راست باز نہیں، اس کا تمام سلسلہ دروغ کا سلسلہ ہے، کیونکہ قادیان میں دس لاکھ کی جگہ دس ہزار اشخاص بھی نہیں، بایں ہمہ وہاں طاعون آیا۔ جس کو مرزا نے چار عذرات پیش کرنے سے مان لیا۔ تو اس سے بحکم قاعدہ مذکور صاف ثابت ہوا کہ وہ راست باز نہیں۔ اس اعتراض سے بچنے کیلئے جو مرزا نے اس فقرہ میں یہ ڈھکوسلہ گھڑ لیا کہ

. معمولی درجہ کی طاعون یا کسی وبا کا آنا معمولی بات ہے۔ لیکن جب ایک بلا کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راست

باز کے وجود سے خالی ہے ۔

یہ پرلے سرے کی ہٹ دھرمی ہے۔ یہ بات اصل الہام مندرجہ اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء کے چوتھے سال بنائی گئی جب کہ مرزائی پارٹی میں یہ بلا نازل ہوگئی اور یہ بات اخباروں میں مشتہر ہوگئی۔ اور اگر یہ بات پہلے سے ملہم کی مراد تھی تو پہلے وقت الہام آوی القریۃ کہنے کے ساتھ ہی کیوں نہ کھول کر کہدی۔ چار برس کے بعد اس کو پیش کرنا اس مثل مشہور کا مصداق ہے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آئد برکلہ خود باید زد

مرزا قادیانی کو شرم وحیا سے کام لے کر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس راست باز کی مثال میں اس نے فقرہ آئندہ میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے مسکن پاک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کو پیش کیا ہے۔ پھر کیا آنحضرت ﷺ کے مکہ معظّمہ میں رہنے کے وقت تک معمولی درجہ کا طاعون مکہ معظّمہ میں آیا؟ یا آنخضرت ﷺ کے تمام زمانہ حیات طیبہ میں کبھی مدینہ طیبہ میں معمولی طاعون نے قدم رکھا؟ اور چونکہ فقرہ آئندہ میں مرزا نے اپنے آپ کو بھی آنحضرت ﷺ کی نظیر بنایا (اور اس آیت قرآن کا جو آنحضرت ﷺ کے موجب امن ہونے کی بابت آپ ﷺ کے حق میں نازل ہوئی تھی اپنے آپ کو مورد نزول ٹھہرایا ہے) تو پھر چاہیے تھا کہ جب تک اس کا وجود بے جود قادیان میں رہتا، تب تک اس گاؤں میں معمولی درجہ کا طاعون بھی قدم نہ رکھتا۔

اس بات کو سوچ کر یا سن کر اس کو شرم نہ آوے، تو اس بات کو سوچ کر کچھ تو شرماوے کہ جن مقامات میں اس کے مخالف رہتے ہیں، یا وہ ان مقامات کو اچھا اور متبرک سمجھتے ہیں اور ان مقاموں کے طاعون سے محفوظ رہنے کی دعا کیلئے مرزا ان لوگوں کو چیلنج کرتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ اگر میرے مخالف سچے ہیں اور میں ان کے نزدیک جھوٹا ہوں، تو وہ ان مقامات کے بچ جانے کیلئے دعا کریں۔ اور پھر وہ قسم کھا کر اس مضمون کے اشتہار شائع کریں کہ وہ مقامات طاعون سے بچ جائیں گے ورنہ وہ اپنے کاذب ومفتری ہونے پر مہر لگادیں گے ۔ کیا ان مقامات میں اس وقت تک بلحاظ مردم شماری قادیان سے بڑھ کر طاعون نے اثر کیا اور کھا جانے والی آگ کی طرح ان کو کھا لیا؟ نہیں تو پھر قادیان کو (جو بقول مرزا، اس کے رسول کا تخت گاہ ہے) ان مقامات پر کیا فوقیت رہی؟ اور آئندہ بھی اگر خدا نے ان مقامات میں کھا جانے والہ آگ کی طرح طاعون نہ بھیجا تو پھر بھی قادیان کی دم میں کون سے سرخاب کا پر لگ گیا اور اس کا مسکن وتخت گاہ رسول ابوالفضول ہونا کس کام آیا۔

(اس مقام پر حاشیہ میں مولانا بٹالوی بتاتے ہیں کہ مرزا نے رسالہ دافع البلاء میں چند شہروں کے رہنے والوں یا ان کو متبرک جاننے والوں کو جن کے نام ذیل کے نقشہ میں درج ہیں اس مضمون کا چیلنج کیا ہے کہ قادیان کو میں نے شفاعت کر کے طاعون سے بچا لیا ہے تم لوگ مجھے جھوٹا اور اپنے آپ کو سچا جانتے ہو تو تم بھی ان مقامات کو شفاعت کر کے طاعون سے بچا لو اور قسمیہ اشتہار کے ذریعہ یہ بات مشتہر کرو کہ فلاں فلاں مقامات طاعون سے بچ جائیں گے۔ تم ایسا نہ کرو گے تو اپنے جھوٹے ہونے پر مہر لگا دو گے۔

میرے علم و خیال میں اس احمقانہ چیلنج کا اس کو کسی شخص نے جواب نہیں دیا اور نہ ہی آئندہ امید ہے کہ کوئی صاحب مذہب و عقل و شرم ایسے بے ہودہ اور بے شرمی کے بھرے ہوئے چیلنج کو قبول کرے گا۔ جن لوگوں کو اس نے اس چیلنج میں مخاطب کیا ہے وہ سب کے سب کسی نہ کسی مذہب کے پابند و معتقد ہیں اور وہ اپنے اپنے مذہب کی ہدایت سے خدا تعالی پر تحکم نہیں کرتے اور کوئی حکم لگانے کی جرئت نہیں کرتے۔ اور دنیا میں شرم و آبرو رکھتے ہیں، لہذا ایسی بات منہ سے نہیں کہہ سکتے جس کا وقوع ان کے اختیار میں نہ ہو۔ مرزا چونکہ کسی مذہب کا معتقد نہیں اور اس کا اسلام کا دعوی صرف احمق مسلمانوں سے مال مارنے کیلئے اور روٹیاں کھانے کیلئے ہے، اور شرم و حیا دنیا کا نہ ہونا تو اس کے مذہب جدید کا، جو اس نے نکالا ہے، ایک جزیا لازمی امر ہے۔ لہذا ایسا دعوی اسی کے منہ سے بار بار نکلتا اور سجتا ہے وہ اس چیلنج کے وقت یہ سمجھتا ہے کہ آخرت اور آخرت کے حساب اور جھوٹ وغیرہ گناہوں پر عذاب کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں۔ رہا نتیجہ دنیا، سو اگر میرا دعوی سچا نکلا اور قادیان میں بحسب اتفاق طاعون نہ آیا، جیسا کہ بہت سے مقامات میں اس وقت تک نہیں آیا، تو میرے وارے نیارے ہیں۔ اور اگر وہاں طاعون آ گیا اور میں خود شکار طاعون ہو گیا تو میرے مردہ کو کس نے کچھ کہنا ہے۔ کوئی ایسا کرے تو مجھے کیا، اور اگر میں بچ گیا اور میرے خاص کنبہ میں اور اخص خلفاء میں سے طاعون آ گیا تو پھر تاویل کا دروازہ میرے لئے کھلا ہے۔

اس کا خیال ہے کہ عبد اللہ آتھم کے نہ مرنے کے وقت میں اپنے گروہ میں جھوٹا نہ ہوا، اور میں نے اپنی جماعت کو پھسلنے نہ دیا، سنبھال لیا، تو طاعون کے آنے پر ایسے سادہ لوحوں کو سنبھال لینا کیا مشکل ہوگا میرے پیروان کا ہیولہ ایسا قابل ہے کہ اس پر جو صورت یا رنگ میں چڑھاؤں، بآسانی چڑھ سکتا ہے۔ اگر میرے کنبہ یا خاص کسی خلیفہ مثلاً خلیفہ اول مولوی حکیم نور دین یا خلیفہ دوم ملا محمد احسن امروہی یا خلیفہ سوم محمد علی خان کوٹلوی یا خلیفہ چہارم کریم بخش سیالکوٹی پر طاعون آیا تو میں پہلا عذر منجملہ عذرات اربعہ کرونگا اور کہوں گا کہ وہ میری چار دیواری میں نہ تھے، جس وقت ان کو طاعون نے پکڑا اس وقت وہ کہیں سیر گلشن کرنے کو یا پائخانہ پھرنے کیلئے باہر گئے ہوئے تھے کہ طاعون نے ان کو دبوچ لیا۔ اس تاویل کو اگر کسی نے غلط ثابت کیا اور شواہد سے ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ لوگ عین چار دیواری کے اندر طعمہ طاعون ہوئے ہیں، تو پھر میں دوسرا عذر پیش کرونگا اور یہ کہہ دونگا کہ وہ لوگ بظاہر میرے مرید و خلیفہ تھے مگر

درحقیقت وہ دل سے مرید نہ تھے اور درپردہ منافق تھے۔اس تاویل کو بھی کسی نے رد کردیا اور ان لوگوں کے اخلاص پر میرے ان الہامات و بشارات کو جو ان کے حق میں سنا چکا ہوں، پیش کیا یا بطور کرامت وخرق عادت کوئی مردہ ان میں سے بول اٹھا انا علی ملّۃ غلام احمد یعنی میں مرزا کے دین پر ہوں، تو پھر تیسرا عذر پیش کروں گا اور یہ کہہ دونگا کہ یہ لوگ تعداد میں میرے مخالفوں کی نست نادراور کم ہیں و النادر کا لمعدو م ، اوراگراس کو بھی کسی نے رد کیا اور سرکاری رپورٹوں کی رو سے میرے اموات طاعون زدہ کی جانب کثرت ثابت کردی تو میں چوتھا عذر پیش کردوں گا اور یہ کہوں گا کہ ان لوگوں پر طاعون وارد ہونے کی وجہ مخفی ہے اور وہ خدا ہی کو معلوم ہے۔

اور چونکہ یہ باتیں کسی اہل عقل سے جوکسی قدیمی مذہب کا بھی قائل ہو، سرزد ہونی ناممکن ہیں لہذا نہ کسی نے اس چیلنج کو قبول کیا نہ آئندہ کسی کے قبول کرنے کی امید ہے۔ہم ذیل میں ان مقامات کے نام، معہ ان اشخاص یا اقوام کے جن کے نام چیلنج کیا گیا ہے، درج کرتے ہیں

بنارس میں آریہ ہنود کو۔کلکتہ میں پادری وائیٹ بریحٹ و دیگر عیسائیان پنجاب و ہندوستان۔دہلی میں شیخنا و شیخ الکل شمس العلماء سید محمد نذیرحسین مرحوم دہلوی اور خاکسار محمد حسین۔لاہور میں منشی شمس الدین انجمن حمایت اسلام و منشی الہی بخش اکونٹنٹ مدعی الہام بمقابلہ مرزا۔ بٹالہ میں عیسائیان بٹالہ وخاکسار۔ امرتسر میں ہندو سناتن دھرم، ومولوی غزنوی، وامرتسری۔ امروہہ میں مولوی احمد حسن۔گولڑہ میں پیر مہر علی شاہ۔ نارووال میں عیسائیان)۔

☆ اس موضوع پر کچھ اور تحریریں بھی ہیں جیسا کہ مولانا احمد حسن شوکت مدیر شحنہ ہند میرٹھ، لکھتے ہیں

. مرزا جی کا دعوے ہے کہ طاعون میرے خروج کا آسمانی نشان ہے۔ جب مرزائی اس کی بھینٹ چڑھتے ہیں تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہم طاعون کی بھینٹ میں آ گئے تو کیا ہوا مخالفین بھی تو آ گئے، بلکہ حتی الوسع تو طاعون سے مرزائیوں کی ہلاکت کا انکار ہی کیا جاتا ہے۔اور جب بھانڈا باکل ہی پھوٹ جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ طاعون کی ایسی افراط وتفریط نہیں ہوئی جیسی مخالفوں میں۔اور جب افراط و تفریط بھی ہوتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جو مرزائی مرے وہ پکے مرزائی نہ تھے، منافق تھے نہ کہ مومن۔

چنانچہ مرزا جی نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ کوئی ایسا مرزائی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا جس نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہو۔

پس آسمانی نشان کا کوئی قصور نہیں بلکہ اندھوں کی آنکھوں کا قصور ہے اور چونکہ منافق مرزائی جو طاعون کا شکار ہوئے ان کا جہنمی ہونا ضروری ہے لہذا اب سب مرزائیوں کو جہنم میں جانے کیلیئے کان جھڑ جھڑا دینے چاہییں کیونکہ مرزا صاحب کے ملہم نے سچے مرزائیوں کے ماتھے پر ایمان کا ٹکہ نہیں لگایا کہ فلاں مومن ہے اور فلاں منافق۔اب تو آسمانی نشان یہی ہے کہ طاعون سے جو مرزائی مر گیا وہ منافق

ہونے کے باعث جہنمی ہوا اور جو بچ رہا وہ پکا مرزائی ہے۔ یہ ہے آسمانی نشان جس کے طوفان میں مرزائی جہاز چل رہا ہے۔ (ضمیمہ شحنہ ہند۔۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء۔ص ۵)

ایک دوسرے موقع پر احمد حسن شوکت لکھتے ہیں

. الحکم قادیان مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۰۴ء میں مرزا جی نے طاعون کے متعلق اپنے بعض مریدوں کو گورداسپور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا

. میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہے جو شناخت کا حق ہو۔

اس تقریر کا یہ مطلب ہوا کہ جن لوگوں نے مجھے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے نہیں پہچانا یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لائے وہی طعمہ طاعون ہوئے۔

اس کی دو شقیں ہیں۔

اول درجہ پر وہ لوگ ہیں جو جانتے ہی نہیں کہ مرزا جی کون ہیں۔ نہ ان کو خبر ہے کہ قادیان ملک پنجاب میں کس نبی اور مسیح نے بروز اور خروج کیا ہے۔

دوسرے درجہ پر وہ مرزائی ہیں جنہوں نے بظاہر بیعت کی مگر جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے مرزا جی کو نہیں پہچانا۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ جاہل اور سادہ لوح تھے کہ نبی اور غیر نبی میں تمیز نہ کر سکتے تھے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی مرزائی ہو گئے تھے۔ خوب ہوا کہ طاعون انہیں ختم کر گیا ایسے لوگ دراصل منافق تھے اچھا ہوا خس کم جہاں پاک۔

مرزا جی کا مطلب یہ ہے جس قدر مرزائی مرے وہ حقیقی مرزائی نہ تھے اور جس قدر بچ رہے وہ خودغرض اور منافق ہی کیوں نہ ہوں سچے اور راسخ الاعتقاد مرزائی ہیں۔ تو گویا طاعون کچھ اور جھوٹے مریدوں کو چٹ کرنے آیا تھا کیونکہ مرزا صاحب نے یہ قید لگا دی ہے کہ مجھے انہوں نے ایسا نہیں پہچانا جو شناخت کا حق ہے۔

اب رہے وہ لوگ جو مرزا جی سے آشنا ہی نہیں، نہ ان کے نام سے واقف ہیں، وہ خارج اور مطلق العنان رہے۔ نہ طاعون ان کے لئے آیا۔ طاعون تو ڈائن بن کر پیاروں ہی کا صفایا کرنے آیا ہے اور چونکہ یہ جاہل خودغرض منافق تھے لہذا سب جہنمی ہوئے۔ انّ المنا فقین فی الدّرک الاسفل من النار۔ لو صاحبو! مرزائی بنو اور جہنم میں جاؤ۔ اور ابھی کیا معلوم ہے مرزائیوں میں کتنے جاہل خودغرض منافق بھرے پڑے ہیں کیونکہ طاعون تو مرزا صاحب کے ساتھ ہے۔ جب تک

وہ زندہ ہیں، طاعون کا دورہ بند نہیں ہوسکتا۔ پھر لاکھوں آدمی مرزا جی کو جیسے کچھ وہ بروزی اور موعود ہیں ایسا پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے وہ خود مرزا جی کے قول کے موافق طاعون سے محفوظ رہے اور آئندہ رہیں گے انشاءاللہ حق برزبان جاری۔ طاعون تو صرف مرزائیوں کے لئے آیا ہے جنہوں نے مرزا جی کو نہیں پہچانا کہ کتنے پانی میں ہیں۔

مرزا جی کہتے ہیں کہ جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی تو ہم خدا کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ہمارے گھر کے ادھر ادھر سے چیخیں آرہی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اس طرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے، اس نے محض اپنے فضل وکرم سے محفوظ رکھا.

شہروں اور قصبوں میں ایسا واقعہ بہت سے گھروں میں ہوا ہے اردگرد کے لوگ طاعون سے ہلاک ہوگئے ہیں اور یہ گھر بالکل محفوظ رہے۔ مگر کیا ان گھروں میں بھی ایک ایک مسیح موعود تھا جس کی وجہ سے وہ محفوظ رہے۔ ہم خود اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میرٹھ شہر میں ہمارے گھر کے اطراف و جوانب قریب و بعید میں طاعون سے اموات کی ٹپکا ٹپکی لگی ہوئی تھی .... مگر ہمارا گھر جس میں بیس پچیس آدمی تھے سب محفوظ رہے اور کسی کا بال تک بیکا نہ ہوا۔ کیا ہم بھی مسیح موعود ہونے کا دعوی کرسکتے ہیں؟ استغفراللہ۔

مرزا جی کہتے ہیں کہ اگر ہم مفتری علی اللہ ہوتے تو سب سے پہلے ہمیں پر طاعون آتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر طاعون مرزا جی کے منکروں کی وجہ سے آیا ہے تو ہندوستان کے تیس کروڑ آدمیوں میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا اور کوئی مرزائی جو مرزا پر ایمان لا چکا ہے، نہ مرتا۔ حالانکہ جس طرح اور لوگ مرے اسی طرح مرزائی بھی مرے۔ طاعون نے تو نہ اپنا دیکھا نہ پرایا سب پر جھاڑو پھیر دی۔ ایسی لغو باتیں بچوں کے پھسلانے کے لئے ہیں۔ (شحنہ ہند۔ ضمیمہ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء ص ۴۔۶)

ایک تحریر میں جناب احمد حسن شوکت فرماتے ہیں

. مرزا صاحب بجز اپنے نفس اور اپنے مریدوں کے کسی کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ جیسے مسیح مر گئے تمام انبیاء اور اولیاء اور شہداء خلاف فحوائے لا تحسبنّ الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً... مر گئے۔ ان کے تمام مخالفین اور منکرین موجودہ زمانے میں ان کے سامنے بذریعہ طاعون مر گئے اور مرنے کا لگا لگ رہا ہے اور ابھی کیا ہے ساری دنیا مرے گی مرزا جی اور ان کے مرید ہی زندہ رہیں گے

تعجب ہے کہ مرزا جی کے وہ مخالفین جو جعلی بروزیت ومہدیت کا دھڑ توڑ رہے ہیں مثلاً حضرت مہرعلی شاہ مؤلف کتاب سیف چشتیائی وغیرہ، اور حضرت مولوی محمد حسین بٹالوی، اڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ

جو مرزا جی کے عنان درعنان حریف ہیں.... اور حضرت مولوی کرم الدین جنہوں نے مقدمہ فریب میں الہامات کی جڑ کاٹ دی اور حضرت مولوی ثناء اللہ امرتسری اڈیٹر و مالک اخبار اہل حدیث امرتسر جو مرزا جی کے بغلی گھونسے ہیں اور ہر طرح ان کو نچا رہے ہیں، اور حضرت مولوی سید ابو محمد ڈاکٹر جمال الدین مالک نیو میڈیکل ہال صدر بازار پشاور جنہوں نے بروزیت کے ہوائی قلعہ کو اپنی ہر قسم کی اطاعت سے بذریعہ ضمیمہ شحنہ ہند اوڑا دیا اور حضرت مولوی امام الدین مدرس بورڈ اسکول گجرات، ان میں سے کسی کا بال بھی بیکا نہ ہو۔ شحنہ ہند۔ ضمیمہ۔ یکم جولائی ۱۹۰۴ء۔ ص ۳)

☆ دوسرے فقرہ میں جو مرزا نے قاعدہ بیان کیا ہے اسی قاعدہ کے حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دعوی راست بازی اور الہام میں صادق نہیں ہے اور اس کا الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء محض ڈھکوسلہ ہے کیونکہ قادیان میں طاعون وارد ہو گیا اور مرزا نے اس کے جواب میں جو عذر کیا ہے اس کا جواب لاجواب دیا گیا ہے اور بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ وہ عذر اس کے پیش کردہ نظیر، وجود باجود حضرت رسالت اور آپ کے مسکن مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے حالات مسلمہ مرزا سے، جھوٹا ہو گیا اور عذر بدتر از گناہ ثابت ہوا۔

اس مقام میں اس قدر اور کہنا ضروری ہے کہ آیت وما کان اللہ لیعذّ بھم و انت فیھم وما کان اللّٰہ معذّ بھم و ھم یستغفرون جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی، میں دو باتوں سے ایک بات پر عذاب ٹل جانے کی بشارت دی گئی، ایک آپ ﷺ کا وجود مکہ میں رہنا، دوسری ان لوگوں کا ستغفار توبہ کرنا۔ یہ نہیں کہ دونوں باتوں کے جمع ہونے (یعنی آنحضرت ﷺ کے مکہ میں رہنے اور ان لوگوں کے تائب ہو جانے) کی شرط سے عذاب ٹلنے کی بشارت دی ہو۔ اور واقعہ میں ایسا ہی ہوا۔ آنحضرت کے مکہ میں رہنے تک ان لوگوں نے توبہ نہ کی، اس لئے آنحضرت ﷺ نے مکہ سے ہجرت کی تھی۔ تب بھی صرف آنحضرت ﷺ کے وجود کی برکت سے مکہ سے عذاب ٹلا رہا۔

مرزا نے فقرہ سوم و چہارم میں اپنے خطاب میں اس آیت کے نزول کا دعوی کیا ہے اور اپنے وجود بے سود کے قادیان میں رہنے کے ساتھ توبہ کو بھی عذاب طاعون ٹل جانے کیلئے شرط ٹھہرا دیا ہے اور مثل مشہور دروغ گو را حافظہ نباشد کو اپنے اوپر سچا کر دکھایا ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقرہ دوم و چہارم کے متعلق ریمارک میں ہو گی۔

☆ فقرہ سوم میں مرزا نے اپنے گاؤں (قادیان) کو تباہی سے بچانے کیلئے توبہ کو شرط

ٹھہرایا اور اس فقرہ کے اخیر میں لفظ شرط توبہ بڑھا دیا۔ اور فقرہ چہارم میں اس آیت کو جس میں بغیر شرط توبہ کے صرف وجود باجود آنحضرت ﷺ کے مکہ میں رہنے تک عذاب ٹلانیکا وعدہ دیا ہے، اپنے اوپر نازل بتایا ہے۔ اور یہ دونوں باہم متناقض امر ہیں۔ لہذا سچے خدا کی طرف سے یہ دونوں الہام نہیں ہو سکتے اگر مرزا کو آیت مذکورہ کا الہام ہوا جس میں عذاب ٹلانے کیلئے توبہ شرط نہیں ہے (جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے) تو دوسرا الہام (جس میں قادیان سے عذاب ٹل جانے کیلئے توبہ کی شرط لگائی گئی ہے) جھوٹ اور خدا پر افتراء ہے۔ اور اگر یہ الہام شرط توبہ والہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے تو اس آیت مذکور کے الہام کا دعوی جھوٹ ہے۔ مرزا اگر ان دونوں متناقض الہاموں میں سے ایک کو جھوٹا ٹھہرا کر واپس نہ لے تو یہ دونوں ساقط الاعتبار ہوتے ہیں، اور دونوں کے دعوی میں مرزا کا جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔

مرزا نے ۶ فروری ۱۸۹۸ء کا اشتہار شائع کیا تو اس میں گو تمام دنیا سے طاعون ٹل جانے کیلئے توبہ کی شرط کو ذکر کیا مگر خاص قادیان کے بچاؤ کیلئے توبہ کی شرط نہیں لگائی اور نہ کسی اور اشتہار میں قادیان کے بچاؤ کیلئے شرط توبہ لگائی ہے اور نہ یہ شرط بحکم عقل صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ اگر قادیان کا عذاب طاعون سے بچاؤ توبہ پر موقوف ہو تو اس میں مرزا کا ہونا، یا نہ ہونا مساوی ہوتے ہیں۔ توبہ سے تو ہر جگہ کو (مرزا کے مخالفین کی جائے رہائش یا محل تعظیم کیوں ہو نہ جیسے لاہور امرتسر بنارس بٹالہ نارووال وغیرہ) بچاؤ ہوسکتا ہے، تو پھر مرزا قادیانی کی شفاعت خاص قادیان کیلئے کس کام آتی ہے؟ اور اس کے وجود بے سود کے قادیان میں رہنے کا اثر کیا ظاہر ہوتا ہے؟ شفاعت اور وجود (نامسعود بے جود) کا اثر تو تب ہی مسلّم ہو جب کہ قادیان کے لوگ اپنے خیالات مخالفت پر رہیں اور محض مرزا کے وجود کی وجہ سے بچے رہیں۔

مرزا نے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء سے چوتھے سال ۱۹۰۱ء میں ڈھکوسلہ بنایا اور اپنے خیال میں وہ دور کی کوڑی لایا مگر اپنے پچھلے کئے کرائے کو باطل و بیکار کر دیا۔ قادیان کے ساتھ اس توبہ کی قید نے ثابت کر دیا کہ اس سے پہلے جو قادیان کو صرف مرزا کی شفاعت اور قادیان میں اس کے موجود ہونے کے سبب سے مطابق مضمون آیت مذکورہ وعدہ بچاؤ دیا گیا تھا، وہ محض دروغ تھا اور درحقیقت قادیان میں مرزا کا ہونا اور قادیان کے حق میں مرزا کی شفاعت کرنا کوئی اثر و اعتبار نہیں رکھتا۔

مرزا نے اپنے خیال میں تو یہ پانچواں عذر پیش گوئی جھوٹی ہونے کا نکالا تھا مگر

اس کو یہ نہ سوجھا کہ اس عذر نے اصل پیشگوئی کو جھوٹا کر دیا ہے۔ اس نے پیش بندی کرنے اور بات بنانے کی کوشش کی مگر اس توبہ کی قید لگانے اور نئی بات بنانے میں وہ چوپٹ گرا۔

بالجملہ اس اشتہار کا فقرہ سوم وفقرہ چہارم آپس میں بھی متخالف ومتناقض ہیں، اور فقرہ سوم کی شرط توبہ اس کے پہلے الہام متعلق طاعون کے بھی مخالف ومتناقض ہے، اور عقل کے بھی مخالف۔ اور اس کا ان الہامات میں تناقض اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہ الہامات رحمانی نہیں، شیطانی القاء ہیں۔

☆ مرزا کی چوتھی تحریر اس کا وہ چار صفحہ کا اشتہار ہے جسے

الطاعون

کے عنوان سے پانچ زبانوں (انگریزی اردو فارسی عربی پشتو) میں شائع فرمایا گیا ہے اور اس میں صرف اردو کو انجمن فرقانیہ لاہور نے پبلک کے فائدے کیلئے مشتہر کیا ہے۔

اس اشتہار کی تاریخ اشاعت اس پرچہ اشتہار مشتہرہ انجمن فرقانیہ پر (جو ہم کو ملا ہے) درج نہیں۔ مگر اس کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشتہار ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کے بعد اور رسالہ دافع البلاء کے پہلے شائع ہوا ہے۔ کیونکہ اشتہار ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء میں طاعون کے قریب پہنچنے کی خبر دی گئی ہے اور اس اشتہار میں طاعون کے آنگنوں میں اتر آنے اور صحنوں میں داخل ہو جانے کی خبر دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اس میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ وہ ہر شہر میں داخل ہو گی، جس کے واقعہ ہونے کی خبر رسالہ دافع البلاء میں دی گئی ہے۔

اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے یہ دعوی کیا ہے کہ

طاعون کے ہمیشہ سے چار ہی سبب ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور ابتداء فطرت سے خدا کی سنت اس طرح جاری ہے۔

پہلا سبب یہ ہے کہ لوگ خدا تعالی کی خوشنودی چھوڑ کر فسق و بدکاری و گناہ گاری اختیار کر لیتے ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ لوگ احکام سلطنت کی اطاعت چھوڑ کر خلاف ورزی میں لگ جاتے ہیں۔

تیسرا سبب یہ کہ امام وقت کو (جو صدی کے سرے پر خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہو)

قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اس کی تکفیر اور ایذاء کے درپے ہو جاتے ہیں۔

چوتھا سبب یہ کہ لوگ آپس میں رحم کرنا چھوڑ دیں اور کیڑوں مکوڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھانے لگ جاتے۔

ان چار اسباب میں سے چونکہ مرزا نے زیادہ تر دوسرے سبب کے بیان پر زور دیا ہے اور لوگوں کو اس سبب کے دور کرنے کی بہت تاکید کی ہے اور بذات خود اس سبب کا دلیری کے ساتھ ارتکاب کیا ہے لہذا اس سبب کے بیان کو اور اس کو دور کرنے کی تاکید کو مرزا کے الفاظ سے بہ تفصیل نقل کیا جاتا ہے۔ وہ صفحہ اول اشتہار میں کہتا ہے

دوسرا، جب لوگ ان اولی الامروں کی بے فرمانی کرتے ہیں جو مصلحت الٰہی سے انہیں دیئے جاتے ہیں اور رعیت کے انبار غلہ کیلئے بجائے مہر کے ہوتے ہیں، اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی ہے، اور اطاعت کی رسی اتار ڈالتی ہے، اور معروف باتوں اور جائز امروں میں ان کی مدد نہیں کرتی۔ اور ان کی نسبت بدگمانی کرتی اور لڑائی اور مقابلہ کر کے ان کے معاملات کو درہم برہم کرتی ہے، اور وفاداروں اور سعادت مندوں کی طرح ان سے ادب سے پیش نہیں آتی، اور اس کے حکموں کو نہیں مانتی، اور خدا کے جوڑے ہوئے کو کاٹنا چاہتے اور دفع کرتے ہیں اس شئے کو جسے خدا بڑی بھاری حکمت سے لایا ہے۔

پھر تیسرے اور چوتھے سبب کا مختصر بیان کر کے صفحہ دو تین اور چار میں لکھتا ہے

اور خدا اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکموں اور فیصلوں اور پروانوں وغیرہ میں ان کی مخالفت نہ کرو اور ان کی رضا کے خلاف ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ کرو اور جب ان کی طرف سے کوئی حکم آوے تو فوراً حاضر ہو جاؤ اور ان کے بلانے پر سست اور ہار کھائے ہوئے نہ بنو اور ان کے قانونوں کی خلاف ورزی نہ کرو اور ان کی توہین نہ کرو اور جب کوئی خدمت تمہیں سپرد کی جائے تو بہت جلد حکم مانو اور اس کے پورا کرنے کی سعی کرو۔ خواہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی طرح عذر نہ تراشو اور کمینہ لوگوں کی طرف انکار نہ کرو اور خوب سمجھ لو کہ سلامتی حکموں کے قبول کرنے میں ملامت نافرمانی اور جھگڑے میں ہے۔ اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعے سے بڑی

بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کئے ۔ ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی نعمتیں پائیں ، ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی ،اور بہائم کی زندگی سے انہیں نکلنا نصیب ہوا ۔ اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا میسر آیا ۔ سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھ کر امن و امان ملا ۔ اب ہم زمین پر گائیوں کی طرح نہیں بلکہ باردار اونٹنیوں کی مانند بڑے وقار اور سہولت سے سفر کرتے ہیں اور ہمیں ڈاکوؤں اور بدذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا، اور ہم رات کے پہلے حصہ میں اکیلے بلا خوف و خطر سفر کرتے ہیں، اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹنیوں قافلوں اور گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی ۔ اب مناسب ہے کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت نیک گمان رکھو، اور صاف دلی اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو ۔ اور زمین میں باغیوں کی طرح فساد مچانے اور شریروں کی طرح بھاگے بھاگے نہ پھرو، اور خوب سمجھ لو کہ اس سلطنت نے تمہیں ایذاء دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیئے ۔ اور تم سوتے تھے اور اس نے تمہیں جگایا، اور تمہارے سفر اور حضر میں تمہاری پوری پوری نگہبانی کی، اور جب تم کہیں کار روزگار کرنے اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو اور پھر وطن کو واپس آتے ہو، دونوں صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر ہیں، اور اس نے تمہاری آبرو اور مال کی خوب نگہداشت کی، اور صحت میں اور بیماری میں تمہاری خبر گیری کی، اور تمہیں امن بخشا ،جس کے سبب سے تم دولت اور مال میں ترقی کر گئے اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی ہے اور تمہارے یاروں دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے اب تم پر اس کے احسان کے حقوق ثابت ہیں ۔ اور اس نے تمہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کر دیا اور اس کی مہربانی تمہاری عمروں کی درازی کا سبب ہوئی اور اس سے تمہیں ایسی عافیت ملی جو تباہ اور برباد کرنے والی نہیں، اور تمہیں پرلے درجہ کی رفاہیت حاصل ہوئی اور اس نے تمہیں دکھوں دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اور اپنے فضل و کرم کی حمایت اور پناہ میں لیا، اب یہ حال ہے کہ دشمنوں کے ناخن بے داد کی تم تک رسائی نہیں ہو سکتی ۔ سو مناسب کہ اس گورنمنٹ کے شکر کے ادا کرنے اور ذکر تذکرہ میں گونگے اور

بے ہوش نہ بن جاؤ۔ اس لئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے، اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لئے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اس ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں، اور حقیقت میں ساری حمدیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا، اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے۔ اس نے ہمارا دین ہمیں پھر دیا۔ بعد اس کے کہ مذہب اپنے مکان سے اکھڑ چکا تھا۔ اور اسی نے قیصرہ ہند اور قیصر کو اس کا مامن بنایا۔ سو یہ رحمان کی رحمت اور منان کی منت ہے اور اگر بندہ نزول نعمت کے وقت خدا کا شکر نہ کرے تو بلا اس پر نازل ہوتی ہے۔ سو اس میں شک نہیں کہ انہیں گناہوں کے سبب سے طاعون نے تمہارے شہروں میں ڈیرے جما دیئے ہیں اب بہت جلد طاعت کی طرف قدم اٹھاؤ اور اپنے تئیں گناہوں سے بچاؤ اور اگر تم میری بات پر عمل کرو گے تو مجھے امید ہے کہ یہ درد و ستم تم سے دور ہو جائیں گے اور آرام چین ترقی کرے گا۔ اب جواب دو کہ تمہاری رائے کیا ہے؟ مانتے ہو یا انکار کرتے ہو؟ اور طاعون کا علاج بجز پرہیز گاری اور گڑ گڑانے اور دعا کے نہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ تمہیں ہلاک کرنے کو تمہارے آنگنوں میں اتری ہے اور تمہارے فنا کرنے کو تمہارے صحنوں میں داخل ہو گئی ہے، اور کس قدر تمہارے باپ اور بیٹے اس کا شکار ہو گئے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض کہیں ہر شہر میں داخل نہ ہو جائے اور ہر بیشہ میں راہ نہ پا جائے۔ پھر وہاں کے درندوں اور ہرنوں سب کو کھا جائے، اور چراگاہوں اور پانیوں کو بالکل کھا جائے اور پی جائے۔ سو نیکو کاریوں میں لگ جاؤ اور صدقات خیرات نکالو اور محتاجوں کو دو۔ قسم بخدا مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو طاعون سے بچالے گا جو میرا کہا مانیں گے۔ سو تم عیش پسندوں کی پوشاک بدن سے اتار پھینکو اور سونے والوں کی غفلت سے الگ ہو جاؤ اور راکعین و قائمین سے مل کر نمازیں پڑھو اور صبر و صلوٰۃ اور صدقات خیرات سے مدد لو، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہیں ہر طرح کے دکھ درد سے محفوظ رکھے گا اور تم گمراہی کو چھوڑ کر خدا کا رحم دیکھ لو گے، اور میں نے تمہیں اسی طرح کہہ دیا جس طرح ملہم کہا کرتے ہیں۔ سو تم جان لو گے۔

☆ اس اشتہار میں جو یہ دعوی کیا ہے کہ طاعون کے زمانہ قدیم سے چار ہی سبب ہوتے چلے آئے ہیں، دروغ گوئی اور دھوکہ دہی ہے۔ اس سبب سے اگر ہم تفصیلی بحث کریں اور تاریخی واقعات سے بتا دیں کہ احکام سلطنت اور امام وقت کی خلاف ورزی سے اسلام کے تیرہ سو برسوں میں بھی کبھی طاعون نہیں آیا تو بہت طوالت ہوتی ہے، جس کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ اس مقام میں اس دعوی کے دروغ ہونے کیلئے یہی کہنا کافی ہے کہ مرزا نے پہلے اشتہار میں طاعون کے یہ چار سبب بیان نہیں کئے۔ اس میں صرف سبب اول کو طاعون کا موجب قرار دیا ہے۔ اور تحریر پنجم رسالہ دافع البلاء میں اس کو اڑا کر اس کی جگہ صرف سبب سوم (مرزا کو مسیح موعود نہ ماننا) کو موجب طاعون قرار دیا ہے (چنانچہ اصل عبارت رسالہ مذکور عنقریب آتی ہے)۔ دونوں اشتہار اول و پنجم اس دروغگوئی پر روشن دلائل ہیں۔ اس اشتہار میں جو سبب اول (صدقہ وخیرات ونماز وعبادات اختیار کرنا) طاعون کے دور ہونے کا بتایا ہے یہ بھی اس کی تحریر پنجم کے مخالف ومتناقض ہے، اس میں کہا ہے کہ مسلمانوں کا دعا واستدعاء کرنا و ما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق ہے اور طاعون کا علاج صرف مرزا کو مسیح موعود مان لینا ہے۔ حالانکہ یہ علاج تمام مرزائی پارٹی کے عمل میں ہے پھر بھی ان میں طاعون جاری ہے، جس کیلئے مرزا اور مرزائیوں کے عذرات بدتر از گناہ مشتہر ہو رہے ہیں۔

☆ دافع البلاء کا تجزیہ

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ طاعون سے متعلق پانچویں تحریر مرزا قادیانی کا چوبیس صفحہ کا رسالہ دافع البلاء ہے جس کے بعض فقرات وحوالہ جات سابقاً نقل ہو چکے ہیں۔ اس رسالہ میں مرزا نے دروغگوئی سے احمقوں کو باور کرا دیا ہے کہ اسے مسیح موعود نہ ماننا طاعون آنے کا سبب ہے اور اسے مسیح ماننے کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔

اس رسالہ کے خاص مضامین اس کے پانچ دعاوی ہیں جن پر ہم اپنی طرف سے نمبر لگا کر بعض کو بعینہ اس کے الفاظ سے اور بعض کو بالمعنے وبالاختصار نقل کرتے ہیں۔

☆ نمبر اول۔ اس کے پہلے صفحہ میں طاعون کا ملک میں پھیل جانا بیان کر کے اس کی

تدبیر رفع اور علاج کی بابت ڈاکٹروں کی یہ رائے بیان کی ہے کہ مکانات کو صاف رکھیں اور ٹیکہ لگوائیں۔

(پھر اس کے صفحہ ۲ میں صفائی ٹیکہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا اور یہ کہا ہے) یہ دانش مند ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے ہے جس کو ہم نہ تو ایک کافی اور مستقل علاج کے رنگ میں سمجھتے ہیں اور نہ محض بے فائدہ قرار دیتے ہیں۔ کافی اور مستقل علاج اس لئے نہیں سمجھتے کہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ بعض لوگ باہر نکلنے سے بھی مرے ہیں اور بعض صفائی کا التزام رکھتے رکھتے بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور بعض نے بڑی امید سے ٹیکا لگوایا اور پھر قبر میں جا پڑے۔ پس کون کہہ سکتا ہے یا کون ہمیں تسلی دے سکتا ہے کہ یہ تمام تدبیریں کافی علاج ہیں۔ بلکہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گو یہ تمام طریقے کسی حد تک مفید ہیں لیکن یہ ایسی تدبیر نہیں ہے جسکو طاعون کو ملک سے دفع کرنے کیلئے پوری کامیابی کہہ سکیں۔ اسی طرح یہ تدبیریں محض بے فائدہ بھی نہیں ہیں، کیونکہ جہاں جہاں خدا کی مرضی ہے وہاں وہاں اس کا فائدہ بھی محسوس ہو رہا ہے۔ مگر وہ فائدہ کچھ بہت خوشی کے لائق نہیں مثلاً گو سچ ہے اگر مثلاً سو آدمی نے ٹیکا لگوایا ہے اور دوسرے اسی قدر لوگوں نے ٹیکا نہیں لگوایا ہے، تو جنہوں نے ٹیکا نہیں لگوایا، ان میں سے موتیں زیادہ پائی گئیں اور ٹیکا لگوانے والوں میں کم۔ بہر حال یہ طریقے جو ڈاکٹری طور پر اختیار کئے گئے ہیں، نہ تو کافی اور پورے تسلی بخش ہیں، اور نہ محض نکمے اور بے فائدہ ہیں۔ اور چونکہ طاعون جلد جلد ملک کو کھاتی جاتی ہے اس لئے بنی نوع کی ہمدردی اسی میں ہے کہ کسی اور طریق کو سوچا جائے جو اس تباہی سے بچا سکے۔

☆ نمبر دوم۔ پھر اس کے صفحہ ۳ میں اس کے علاج کی بابت مسلمانوں کا خیال منشی شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام سے وہ نقل کیا ہے جو سابقاً نقل ہو چکا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب مسلمان مل کر نماز پڑھ کر دعا مانگیں۔ پھر صفحہ ۴ میں عیسائیوں کا یہ خیال پادری وائٹ بریخٹ سے نقل کیا ہے کہ تمام لوگ مسیح کو خدا مان لیں۔ اور ہندوان آریہ کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ تمام لوگ وید کو کلام الٰہی مان لیں۔ اور ہندوان سناتن دھرم کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ لوگ گاؤ کشی چھوڑ دیں۔ پھر صفحہ ۵ میں ان سب خیالات کا دعاوی بلا دلیل اور پارٹی فیلنگ (اپنی اپنی جماعت کے خیالات) پر مبنی ہونا

بیان کر کے اپنے خیال کا (کہ تمام لوگ اسکو مسیح موعود مان لیں گے تو طاعون دور ہوگا) مدلل ہونا اور پارٹی فیلنگ پر مبنی نہ ہونا بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے ،

اب اے ناظرین (صفحہ ۵) خود سوچ لو کہ اس قدر متفرق اقوال اور دعاوی سے کس قول کو دنیا کے آگے صریح اور بدیہی طور پر فروغ ہوسکتا ہے۔ یہ تمام اعتقادی امور ہیں اور اس نازک وقت میں جب تک کہ دنیا ان عقائد کا فیصلہ کرے خود دنیا کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس لئے وہ بات قبول کے لائق ہے جو جلد تر سمجھ میں آسکتی ہے اور جو اپنے ساتھ کوئی ثبوت رکھتی ہے۔ سو میں وہ بات مع ثبوت پیش کرتا ہوں۔ چار سال ہوئے ہیں کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور میں نے اس ملک میں طاعون کے درخت دیکھے ہیں، جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں۔ اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اس کو رفع کر دے گا۔ مگر بجائے توبہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے۔ جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب دیکھ رہے ہو۔ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے اس کی عبارت یہ ہے ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہے یعنی جب تک لوگ وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا (آوی عربی لفظ جس کے معنی تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں، یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لو لا الاکرام لھلک المقام۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی، تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ ۱۔ اول یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو، کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ ۲۔ دوسرے یہ کہ

یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں، ان کے شہروں میں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی، یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہوکر ہر طرف بھاگیں گے۔ ہم نے آوی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اس کے مطابق یہ معنی کر دیئے ہیں اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی۔ جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے، مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں، ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی، تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جس کے لئے یہ وعدہ ہوا فالحمد لله علی ذالک۔ حاشیہ ازمرزا قادیانی) تاتم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا، وہ بھی اچھا ہوگیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہوگئیں، بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے (آج سے دس برس پہلے ایک سبز اشتہار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی ایک کشتی میرے حکم سے اور میری آنکھوں کے روبرو بنا، جو آنے والی مری سے بچائے گی، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کرتے ہیں، یہ تیرا ہاتھ نہیں بلکہ میرا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر رکھا جاتا ہے۔ اور اسی کلام الٰہی کا ایک فقرہ براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ ہے و لا تخاطبنی فی الّذین ظلموا انّھم مغرقون یعنی جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری کرتے ہیں اور نافرمانی سے باز نہیں آتے میرے آگے ان کی کچھ شفاعت نہ کر کیونکہ وہ غرق کئے جائیں گے۔ حاشیہ ازمرزا) اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کیلئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔ اگر میری طرف سے بھی بغیر کسی دلیل کے صرف دعوی ہوتا ہے جیسا کہ میاں شمس

الدین سکرٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری وایٹ بریخٹ صاحب نے اپنے اشتہار میں کیا ہے تو میں بھی ان کی طرح ایک فضول گو ٹھہرتا، لیکن میری وہ باتیں ہیں جن کو میں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج وہ پوری ہوگئیں۔

اس کے بعد مرزا نے دافع البلاء کے صفحہ ۱۰ میں کہا ہے کہ

جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گی، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو خدا تعالی اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ نمبر اول میں جو کچھ مرزا نے کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعون کا علاج ٹیکہ وغیرہ، بھی اچھا ہے، محض نکما اور برا نہیں ہے، مگر یہ پورا اطمینان بخش اور کافی نہیں ہے۔ تاہم مرزا نے نہ اس علاج کو برا کہا ہے نہ خطرناک وخوفناک قرار دیا ہے، اور نہ اس سے لوگوں کو منع کیا ہے۔ اس بات کو ناظرین بخوبی یاد رکھیں کیونکہ اس سے مرزا کی ساتویں تحریر (رسالہ مواہب الرحمٰن) کا دعوی،

ٹیکہ لگوانے کا میں نے خلاف کیا اور اس سے لوگوں کو منع کیا اور اس کو فضول ونکما قرار دیا تب وہ مفید نہ رہا، نکما ہوگیا.

جھوٹ ہونا ثابت ہوگا۔

اس نمبر اول پر ہم اس سے زیادہ کوئی ریمارک کرنا نہیں چاہتے۔

☆ نمبر دوم میں پہلا اور دوسرا جھوٹ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ چار سال ہوئے خواب میں طاعون کے درخت لگتے دیکھ کر ہر شہر اور گاؤں میں طاعون کے وارد ہونے کی خبر دے کر اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے نہیں بڑھ سکتا۔

اس میں ایک جھوٹ تو ہر شہر وگاؤں کے ذکر کا دعوی ہے۔ اس نے کسی اشتہار میں اس سے پہلے ہر شہر وگاؤں کا ذکر نہیں کیا۔ پہلے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں صرف مختلف مقامات میں طاعون آنے کا ذکر کیا، اور مختلف مقامات کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ ہر شہر و گاؤں میں طاعون آئے گا۔

پھر چوتھے اشتہار میں جو ۱۹۰۱ء کے بعد شائع کیا ہے، ہر شہر میں طاعون آنے کا ڈر و اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض کہیں ہر شہر میں داخل ہو جائے۔ کوئی قطعی خبر نہیں دی کہ ضرور داخل ہو جائے گی۔ اور یہ ڈر بھی چوتھے سال (جب دیکھا کہ

طاعون پھیلتا جا رہا ہے) سنایا۔

غرض کسی اشتہار میں جو دافع البلاء سے چار سال یا تین سال یا دو سال پہلے شائع کیا ہو، اس نے ہر شہر و گاؤں میں طاعون آنے کا دعوی نہیں کیا۔

مرزا اس دعوی میں کہ اس نے . چار سال پہلے ہر شہر و گاؤں میں طاعون آنے کی خبر دی تھی، سچا ہے تو کوئی اشتہار اس مضمون کا دکھا دے تو اس کے صلہ میں، میں اس کا مقابلہ چھوڑ دونگا۔ ورنہ وہ اپنے دروغ گو ہونے کا اقرار کر لے۔

☆ دوسرا جھوٹ اس کا یہ دعوی ہے کہ اس نے اس اشتہار میں یہ کہہ دیا تھا کہ لوگ توبہ کرینگے تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ٦ فروری ۱۸۹۸ء میں دو جاڑے طاعون آنے کی ابتدائی میعاد بتائی ہے، نہ توبہ سے اٹھ جانے کی اور آخری میعاد۔ پھر اشتہار ۲۲۔ اپریل ۱۸۹۸ء میں اشتہار اول کے برخلاف دو جاڑے طاعون رہنے کی میعاد بتائی ہے۔ یہ اس نے کسی اشتہار میں نہیں کہا کہ لوگ توبہ کریں گے تو یہ مرض دو جاڑے سے بڑھ نہیں سکتا۔ مرزا اپنے کسی اشتہار میں یہ فقرہ دکھا دے تو مجھ سے وہی انعام (ترک مقابلہ جس کے برابر اس کے لئے کوئی نعمت نہیں ہے) لے، ورنہ اپنے دروغ گو ہونے کا اقرار کر لے۔

☆ تیسرا جھوٹ اس کا یہ دعوی کرنا ہے کہ اس نے وحی یعنی الہام عربی اشتہار ٦ فروری ۱۸۹۸ء سے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تک لوگ خدا کے مامور اور مرسل کو مان نہ لیں، تب تک طاعون دور نہ ہوگی۔

یہ بات نہ اس نے اشتہار اول میں کہی، نہ دوسرے میں، نہ تیسرے میں۔ اور نہ اس عربی الہام میں کسی رسول ابوالفضول اور اس کی اطاعت یا بیعت کا ذکر یا اشارہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ چار سال تک تو وہ ہر ایک اشتہار میں یہی کہتا چلا آیا کہ یہ طاعون گناہوں کے سبب آیا ہے، اور توبہ کرنے سے ٹل سکتا ہے۔ ان گناہوں کی تفصیل زنا چوری و مال مردم خوری و غیرہ سے کی ہے، اور توبہ کی تمثیل میں بھی نماز، دعا، صدقہ وغیرہ تمام حسنات کی صورتیں بیان کی ہیں۔ چار سال کے بعد یعنی ۱۹۰۱ء کے بعد چوتھے اشتہار میں صرف اس قدر ذکر کیا کہ امام وقت کو نہ ماننا اور ایذاء پہنچانا بھی منجملہ چار اسباب طاعون کے ایک سبب ہے۔ پھر اس پر بھی زیادہ زور نہیں دیا جیسا کہ گورنمنٹ کی اطاعت کی ترغیب پر زور دیا تھا۔ اب پانچویں

سال اور پانچویں تحریر (رسالہ دافع البلاء) میں یہ دعوی کر دیا کہ میں تو اس عربی الہام وحی الٰہی سے یہی کہتا چلا آیا ہوں کہ لوگ خدا کے مامور و مرسل کو مانیں گے تب طاعون دور ہو گی۔ مرزا اس دعوی میں سچا ہے تو ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۱ء تک کے اشتہاروں میں سے اس دعوی کا متضمن ایک اشتہار بتا دے اور مجھ سے وہی انعام (ترک مقابلہ) پاوے۔ اس نے ایسا اشتہار کوئی نہ بتایا اور ہرگز نہ بتا سکے گا تو گویا اس نے اپنا دروغ گو ہونا مان لیا۔

☆ چوتھا جھوٹ مرزا کا یہ دعوی ہے کہ قادیان طاعون سے پاک ہے اور وہ ستر برس تک اس سے محفوظ رہیں گے۔ اس جھوٹ کو ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالی نے (جو جھوٹوں کو ہمیشہ روسیاہ اور ذلیل کرتا ہے و لو بعد حین) مرزا کے اس دعوی کے تھوڑے دنوں کے بعد قادیان میں طاعون کو بھیج دیا، جس پر مرزا کو اس روسیاہی مٹانے کیلئے اشاعت دافع البلاء کے چھٹے مہینے اکتوبر ۱۹۰۲ء میں کشتی نوح تیار کرنی پڑی اور اس میں طاعون زدہ موضع قادیان و مرزائیان بیرونجات کی طرف سے عذرات اربعہ مذکورہ سابق پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور مرزا کو چونکہ اپنی دروغ گوئی کا پورا یقین تھا اور یہ معلوم تھا کہ قادیان میں ایک دن طاعون ضرور آئے گی لہذا ان عذرات کی پٹری تو اس نے رسالہ دافع البلاء کے حاشیہ صفحہ ۵ میں جما دی تھی، اور یہ ایک بات اس میں لکھ دی تھی کہ قادیان میں طاعون آیا تو وہ طاعون جارف (یعنی تمام گاؤں میں جھاڑو پھیرنے والا جس سے لوگ جا بجا بھاگتے پھریں گے اور کتوں کی طرح مریں گے) نہ ہو گا۔ مگر اس حاشیہ لکھنے کے وقت اس کو شرم نہ آئی کہ یہ تاویل طاعون کے چار برس بعد ۱۹۰۲ء میں اس کے خیال میں آئی۔ چار برس تک (۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۱ تک) یہ تاویل نہ اس کو سوجھی، نہ اس کے ملہم سے بن پڑی۔ چار برس کے بعد اس کو پیش کرنا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا نمونہ ہو گا اور اس کو کوئی بھی اہل عقل و حیا قبول نہ کریگا۔ اور نہ یہ بات ان دونوں (قادیانی اور اس کے الہام کرنے والے کو) سوجھی کہ ایسا جارف اور تباہی بخش طاعون قادیان کے سوا اور مواضع (خصوصاً ان مقامات میں جن میں مرزا کے مخالف رہتے ہیں یا ان مقامات کو وہ اچھا و متبرک سمجھتے ہیں، اور ان کی دعا محفوظیت کا مرزا ان کو چیلنج کر چکا ہے)، کہاں آئی ہے؟ پھر چار برس بعد اس ڈھکوسلہ کو گھڑنے سے فائدہ ہی کیا ہو گا اور قادیان کے حق میں مرزا کی سفارش کا اور الہام کے اشتہار کا کیا فائدہ ظاہر ہو گا۔

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ پانچواں جھوٹ مرزا قادیانی یہ کہنا ہے کہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں دی گئی تھی۔

مرزا قادیانی نے اس مقام میں براہین احمدیہ کا صفحہ نہیں بتایا مگر کشتی نوح کے صفحہ ۴ میں براہین کا صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹ بتایا ہے۔ ہم نے براہین کے صفحہ ۵۱۸۔ اور ۵۱۹ کو جو دیکھا تو اس میں طاعون کا نام ونشان پایا نہیں جاتا۔

صفحہ ۵۱۸ براہین میں یہ الہام ہے جو آیات قرآن میں سرقہ کر کے بنایا گیا

و با لحقّ انزلناہ و با لحق نزل۔ یا اھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبیّن لکم علی فترۃ من الرّسل ان تقولوا ما جاء نا من بشیر و نذیر فقد جاء کم بشیر و نذیر۔

اور صفحہ ۵۱۹ براہین میں قرآن مجید کی آیات چرا کر یہ الہامات بنائے گئے ہیں

و کنتم علی شفا حفرۃ مّن النّار فا نقذ کم منھا۔

و لو لا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدّ مت اید یھم

فیقولوا ربّنا لولا ارسلت الینا رسولا۔

ان تمام الہاموں میں طاعون کا دعویٰ یا اشارہ نہیں ہے۔

شاید مرزا قادیانی یہ کہہ دے کہ ان الہامات میں جو لفظ نذیر اور لفظ مصیبت وارد ہے وہ طاعون کی طرف اشارہ ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ کا ترجمہ مرزا نے براہین کے صفحہ ۵۳۲ و ۵۴۳ میں کیا تو ان سے یہ طاعون مراد نہیں بتائی، بلکہ ان سے وہ معنے مراد بتائی جو آنحضرت ﷺ کے وقت میں پورے ہو چکے۔ یعنی نذیر سے آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک اور مصیبت سے وہ عذاب جو آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے نازل ہوتا۔

اور اگر ان الفاظ سے طاعون مراد تھا تو، تو نے براہین احمدیہ میں اس کا اظہار کیوں نہ کیا؟ براہین کو جانے دو، اس سے برسوں بعد تو نے ۱۸۹۸ء میں طاعون کی پیشگوئی کی اور اس میں وہ الہام گھڑ کر درج کیا جو اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء کے ذریعہ مشتہر کیا ہے۔ اگر اس الہام براہین میں تجھے طاعون کی خبر دی گئی تھی تو، تو نے اس کا ذکر اس پیشگوئی ۱۸۹۸ء میں کیوں نہ کیا؟ اور اس بیس برس کے گھڑے گھڑائے الہام سے کام کیوں نہ لیا؟

اگر تیرے خیال میں اس وقت الہام براہین میں طاعون کا ذکر یا اشارہ مراد ہوتا،

تو اس کے ذکر و بیان کا موقعہ وہ تھا جب کہ اس الہام کو تو نے براہین میں درج کیا،

زیادہ سے زیادہ اس کے بیان میں توقف کیا تھا تو آخر ۱۸۹۸ء میں (جب طاعون کے متعلق پیشگوئی کی تھی) اس کا مناسب موقع تھا۔

پیش گوئی کے چار برس بعد ۱۹۰۲ء کا موقع قطعاً مناسب نہ تھا۔

☆ چھٹا جھوٹ مرزا کا حاشیہ میں یہ کہنا ہے کہ آج سے دس برس پہلے میں سبز اشتہار میں طاعون کی خبر دے چکا ہوں۔

اس کا کذب بھی اس بیان سے ثابت ہے جو کذب پنجم کا ثبوت و بیان ہے۔ اس من گھڑت الہام میں اصنع الفلک سے طاعون سے بچانے والی کشتی مراد ہے تو، تو نے اس سبز اشتہار میں کیوں اس کا اظہار نہ کیا؟ اس وقت تجھے یا تیرے ملہم کو نسیان و ذہول ہو گیا تھا تو ۱۸۹۸ء کی پیش گوئی میں اس کا ذکر کرتا۔ اس اشتہار سے دس برس کے بعد یا پیشگوئی ۱۸۹۸ء سے چار برس کے بعد اس کو طاعون کی پیشگوئی بنانا اپنی دروغ گوئی پر مہر لگانا ہے۔

☆ ساتواں جھوٹ مرزا کا یہ دعوی اسی حاشیہ میں ہے کہ براہین احمدیہ میں پیشگوئی ولا تخاطبنی فی الّذین ظلموا میں بھی طاعون مراد ہے۔ اس کے دروغ ہونے میں بیان بالا کے علاوہ ایک یہ دلیل بھی ہے کہ لا تخاطبنی نہی ہے اور نہی از قسم انشاء ہوتی ہے۔ لہذا اس کو پیشگوئی کہنا، دروغگوئی کے ساتھ ایک حماقت کا بھی اقرار کرنا ہے کیونکہ پیشگوئی از قسم اخبار ہوتی ہے نہ از قسم انشاء۔

مرزا کو چاہیے کہ پہلے براہین احمدیہ سے وہ پیشگوئی نقل کرے جس کے متعلق یہ نہی وارد ہوئی تھی، پھر اس امر کا ثبوت پیش کرے کہ اس پیشگوئی میں کب اور کس تحریر میں اس نے طاعون مراد بتائی تھی، پھر اس طاعون کے متعلق اس نہی کو بتا دے۔ ورنہ شرم اور حیا سے کام لے کر اپنی دروغ گوئی کا اقرار کرے۔

☆ آٹھواں جھوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ بس اس بیماری کے دفع کیلئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے، وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔

مرزا نے یہ جھوٹ دوبارہ بولا ہے لہذا ہم کو بھی دوبارہ لکھنا پڑا کہ یہ محض کذب ہے۔ خدا تعالی نے کہیں نہیں فرمایا اور یہ حکم نہ قرآن میں آیا ہے نہ حدیث میں۔ یہ حکم شیطانی ہے اور اس کا موجد صرف مرزا کا دل و دماغ ہے۔ مرزا کے ماننے والوں کو بھی اس حکم کی

تعمیل، ان کے اعتقاد کے رو سے بھی اس وقت جائز ہوتی ہے جب کہ پہلے الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو تراش کرنے کے وقت ان کو یہ کہا جاتا کہ اس طاعون کا سبب مرزا کو نہ ماننا ہے، اور جو شخص مرزا کو مان لے گا وہ اس طاعون سے محفوظ رہے گا، یا مرزا کو مان لینے کے بعد اس کا طاعون رفع ہو جائے گا۔ یہ بات اس نے پہلے الہام کی اشاعت کے وقت نہ کہی۔ نہ کبھی تین سال تک اس کے بعد کہی۔ چار سال کے بعد ۱۹۰۲ء میں کہی ہے تو اس کا مان لینا ان لوگوں کیلئے بھی سخت حماقت کا اقرار کرنا اور آنکھیں بند کر کے کنویں میں گر جانا ہے۔

☆ نواں جھوٹ اس کا یہ کہنا ہے کہ میری طرف سے بھی بغیر کسی دلیل کے صرف دعوی ہی ہوتا، جیسا کہ میاں شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری وایٹ بریخٹ نے اپنے اشتہار میں کہا ہے، تو میں ان کی طرح ایک فضول گو ٹھہرتا۔

اس میں دو جھوٹ ہیں۔ ایک منشی شمس الدین کے دعوی کو بلا دلیل کہنا۔ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کا جھوٹ ہونا مرزا کے پہلے تمام اشتہارات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ منشی شمس الدین نے یہی کہا تھا کہ طاعون وغیرہ مصیبتیں گناہوں کے سبب نازل ہوتی ہیں، مسلمان توبہ استغفار کریں گے تو امید ہے کہ بلا ٹل جائے گی۔ اور یہ بعینہ وہی بات ہے جو مرزا کے ہر ایک اشتہار میں موجود ہے۔ پھر منشی شمس الدین کے دعوی کو بلا دلیل اور ان کو فضول گو ٹھہرانا دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے۔ قطع نظر اس اعتراف وشہادت مرزا کے قرآن کریم خود اس امر پر گواہ ہے کہ مصائب گناہوں کے سبب نازل ہوتے ہیں اور استغفار اور توبہ سے ٹل جاتے ہیں۔ دوسرا جھوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ میرا دعوی عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرح بے دلیل نہیں ہے۔ ناظرین کو بیان سابق سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ مرزا اپنے دعوی پر کوئی صحیح دلیل نہیں لایا، جو کچھ اس نے کہا غلط کہا ہے، پھر اس کا اوروں کو فضول گو کہنا اور اپنے آپ کو فضول گوئی سے بری ٹھہرانا سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

☆ دسواں جھوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ یہ میری وہ باتیں ہیں جن کو میں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج پوری ہو گئیں۔ مرزا نے یہ جھوٹ دوبارہ بولا ہے لہذا ہم کو بھی دوبارہ اس کا جھوٹ ظاہر کرنا پڑا۔ ہم نے بیان سابق میں آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر کر دیا کہ مرزا نے اس پیش گوئی سے چار سال گذرنے سے پہلے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ جو کہا، پیچھے کہا اور اس میں سے بھی خدا تعالی نے اس کو جھوٹا کر دیا۔

اس مقام پر مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعوی نمبر ایک اور دو میں دس جھوٹ ثابت ہو گئے ہیں۔ ان میں سے دو مکررات کو نکال دو، تو آٹھ رہ جاتے ہیں۔ ان (دس یا آٹھ کذب) میں سے ایک کا بھی کذب نہ ہونا مرزا صاحب ثابت کر دیں تو ہم اس کے مقابلہ سے دست بردار ہو جائیں گے۔ وہ نقد انعام چاہے تو نقد بھی (جو وہ ہماری حیثیت کے مطابق تجویز کریں) ہم دینے کو حاضر ہیں۔ ہماری بات مرزا صاحب جیسی فضول گوئی ولاف زنی نہیں ہے بلکہ ہم سچے دل سے اور حلفیہ وعدہ انعام کرتے ہیں۔

☆ دعوی نمبر سوم:۔

دروغ گوئی نمبر دوم کے بعد مرزا نے ایک اور عربی الہام گھڑ کر پیش کیا ہے جس میں کہا ہے کہ میں خدا کیلئے بمنز لہ اولاد ہوں، میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔ پھر اس الہام کے نتائج وفوائد بیان کرتا ہوا وہ صفحہ ۹ میں کہتا ہے

> (۲) دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہو گی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرینگے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذاء اور بدزبانی سے باز آجائیں گے، کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تا کہ ان خبیثوں اور شریروں کا منہ بند کر دوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ ان میں پیدا ہوگا تب یہ تنبیہ اٹھالے جائیں گے۔

اس نمبر میں مرزا نے جو الہام گھڑا ہے اس پر پوری بحث کرنے کا یہ محل نہیں اور اس میں جو کفر کیا ہے اس پر ہمارا ریمارک ہو چکا ہے اور جو اس سے دوسرا نتیجہ نکالا ہے اس میں وہ سہ بارہ جھوٹ بولا جس کا جواب دو دفعہ ہم دے چکے ہیں کہ محض دروغ ہے۔ براہین

احمد یہ میں کہیں طاعون کا ذکر نہیں اور نہ مرزا کو مان لینے اور برا نہ کہنے پر طاعون کے دور ہو جانے کا وعدہ ہے، مرزا سچا اور کچھ شرم و غیرت رکھتا ہے تو براہین احمد یہ کی وہ عبارت نقل کرے اور اس کا صفحہ بتاوے جس میں خدا کا یہ قول پایا جاتا ہے۔

مرزا کا یہ کہنا کہ براہین احمد یہ میں خدا تعالی فرماتا ہے، کسی مسخرے کے اس شعر کا مضمون ہے

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الایا ایھا الساقی ادر کاساً و ناولھا

خدا تعالی کا ارشاد اور اس کا مصدر یا مورد براہین ؟ لا حول و لا قوۃ الا باللہ

اس مقام میں جو مرزا نے یہ دعوی کیا ہے کہ رسولوں کو ایذا رسانی اور ان کے حق میں بدزبانی پر خدا تعالی طاعون بھیجتا ہے، یہ ایک اور جھوٹ وافتراء ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کے حق میں مشرکین مکہ نے کچھ کم بدزبانی کی تھی؟ اور آپ ﷺ کو ایذا رسانی میں کچھ کسر و کمی رکھی تھی۔ پھر مشرکین مکہ پر طاعون کیوں نہ نازل ہوئی ؟

یہاں مرزا سے ایک دروغ گوئی (اور اپنے ہی قول کی تکذیب و اختلاف بیانی) یہ ہوئی ہے کہ یہاں تو صرف اس کی بدگوئی سے زبان بند کر لینے پر طاعون اٹھانے کا وعدہ کیا ہے اور صفحہ ۶ دافع البلاء میں (جس کی عبارت پہلے نقل ہو چکی ہے) اس کے برخلاف یہ کہا ہے کہ طاعون دور ہونے کا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ لوگ مرزا کو مسیح موعود مان لیں اور سچے دل سے اس کو قبول کر لیں۔ یہ اختلاف بیانی اپنی دروغ گوئی کا اقرار ہے اور اس امر کا اعتراف و اظہار کہ وہ جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالی پر افتراء ہے اور اسی وجہ سے اس کے بیان میں جا بجا اختلاف واقعہ ہوتا ہے۔

☆ دعوی نمبر چہارم۔ مرزا نے اس رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۶ وغیرہ میں اپنے تمام مخالفوں کو (مسلمان ہیں خواہ عیسائی یا ہندو آریہ وغیرہ) چیلنج کیا اور یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے خیال میں سچے ہیں تو اپنے اپنے مقامات کی نسبت قسمیہ پیش گوئی کریں کہ ان میں طاعون نہیں آئے گا۔ اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو ثابت ہو جائے کہ وہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن ایسا آنے والہ ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گا کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔

اس دعوی کا سراسر کذب ہونا قبل ازیں ایسا بیان کیا گیا ہے کہ مرزا کو اس میں دم مارنے کی جگہ نہیں اور اگر وہ شرم کرے تو اس جواب کو پڑھ کر اس کو ڈوب کر مرجانا بہتر معلوم ہو۔ اب اس سے زیادہ ہم کیا کہیں۔

☆ دعوی نمبر پنجم ۔ اس رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۱۸ میں مرزا نے جھوٹی قسم کھا کر خدا پر افتراء کیا اور یہ کہا ہے :۔

اور میں خدا کی قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت انجیل اور قرآن مجید میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف وکسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں، اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا۔

اس نمبر میں جو مرزا نے مقامات مذکورہ کی نسبت پیشگوئی کرنے کی درخواست کی ہے اس کا جواب تو ہم پہلے دے چکے ہیں۔ اس مقام میں طالبین حق کو مرزا کی اس دروغگوئی پر اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں اس نے

. میرا یہی نشان .

کہہ کر اپنے نشان کو اس صورت میں محصور کر دیا ہے کہ اس کے مخالف مقامات مذکورہ کی طاعون سے محفوظ رہنے کی حلفیہ پیشگوئی کریں گے تو ان مقامات میں طاعون آئے گا ۔ یہ حصر اس بات کی طرف مشعر ہے کہ اگر وہ لوگ ان مقامات کی نسبت پیشگوئی نہ کریں گے تو وہاں طاعون آنا ضروری نہیں اور یہ نتیجہ اس کی اس پیشگوئی کو جھوٹا کرتا ہے کہ بجز قادیان ہر شہر میں ہر مقام میں طاعون آئے گا۔

نیز یہ حصر اس امر کی طرف مشعر ہے کہ اس نشان کے سوا (کہ اگر ان مقامات کی نسبت مخالفین نے پیشگوئی کی تو وہاں ضرور طاعون آئے گا) اور کوئی نشان اس کو نہیں دیا گیا۔ اس سے

دوسرے نشان (جن کی تعداد وہ دس ہزار بتاتا ہے) ظاہر ہونے کے دعوی اور خاص کر طاعون کے متعلق اس کا اس نشان کا دعوی کہ وہ قادیان میں نہ آئے گا، یا جو شخص اس کو مسیح موعود مان لے گا وہ طاعون سے محفوظ رہے گا، یہ سب کے سب دعوی دروغ ٹھہرتے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی نشان نہیں ملا۔ جیسا موقعہ وہ پاتا ہے ایسے موقعہ کا نشان از خود گھڑ لیتا ہے۔

اس نے تو اس نشان (بالمقابلہ دعا کے بعد طاعون آنے کے دعوی) کے وقت یہ سمجھا تھا کہ میرے مخاطب کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے ہیں، ان کا مذہب ایسے دعوے کرنے سے ان کو ضرور مانع ہوگا۔ اور وہ دنیا کی شرم اور عقل بھی رکھتے ہیں، وہ شرم و عقل بھی ان کو اس دعوی کی اجازت نہ دے گی، تو اس سے میرا بول بالا ہوگا، اور ایک نشان قائم ہوگا۔ مگر اس کو بحکم وما کید الکافرین الاّ فی ضلال یہ نہ سوجھا کہ میرے اس دعوی سے میرے باقی نشانوں کا دعوی باطل ہو جائے گا۔

☆ قسمیہ تکذیب قادیانی

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ سطور بالا میں مرزا نے قسم کھائی ہے اور اپنے قسمیہ دعوی پر توریت انجیل و قرآن اور انبیا کی شہادت دی ہے، اس کے مقابلہ میں، میں بھی خدا کی قسم کھاتا ہوں اور یہ کہتا ہوں

اشهد بالله لله انّ المرزا غلام احمد ليس بمسيح و ليس بملهم بل هو رجل يفترى على الله كذبا ولا يكمنان يكون مثل هذا المفترى على الله ملهماً۔

میں محض حسبۃً للہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود نہیں ہے اور نہ وہ خدا کی طرف سے ملہم ہے بلکہ وہ ایسا ایک شخص ہے جو دعوی الہام میں خدا تعالی پر افتراء کرتا ہے اور ایسے مفتری کا خدا کی طرف سے ملہم ہونا عقلاً و شرعاً ناممکن ہے۔

براہین کے ریویو پر ریویو

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ ریویو براہین احمدیہ میں (جس کو جلد ۷ رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کر چکا ہوں اور اس کے اصول دلائل کو میں اب تک صحیح سمجھتا ہوں اور اسی وجہ سے اس کی اشاعت کرتا ہوں) جو میں نے مرزا کے ملہم ہونے کو ممکن سمجھا تھا، تو وہ اس وقت تک تھا کہ مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعوی نہ کیا تھا، اور نہ نبوت اور رسالت کا اس کو دعوی تھا، اور نہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت مسیح پر فوقیت کا اس کو دعوی تھا، اور نہ کوئی ایسا عقیدہ یا عمل جو اس کو دائرہ اسلام سے خارج کرے، اس نے ظاہر کیا تھا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت اس نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا تھا

> ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔ الخ

اور جب سے وہ مسیح موعود خود بن بیٹھا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو برملا گالیاں دینے لگ گیا ہے۔ ان کو بدچلن، بدزبان، شرابی، موٹی عقل والہ، جھوٹ بولنے والہ، زنا کار عورتوں کے خون سے وجود پذیر، کنچنیوں سے صحبت رکھنے والہ، وغیرہ (نقل کفر، کفر نہ باشد، یہ بعینہ مرزا کے الفاظ ہیں، دیکھو اس کا ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ و ۶ وغیرہ) اور آنحضرت ﷺ پر علم یاجوج ماجوج و دجال وغیرہ میں فوقیت کا مدعی ہوا ہے اور جھوٹ بولنے میں، کتابوں کے جھوٹے حوالے دینے میں، اپنی نظیر آپ ہی ہو گیا ہے۔ تب سے وہ اس ریویو کا محل نہیں رہا۔ ایسے شخص کا ملہم ہونا ان ہی آیات قرآن، جن سے ریویو براہین احمدیہ میں استدلال کیا گیا ہے جیسے آیت ھل انبّئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کلّ افاک اثیم۔ وغیرہ، کی شہادت سے ناممکن ومحال ثابت ہے۔

یہ اس ریویو پر ہمارا مختصر ریویو ہے۔ تفصیلی ریویو بھی ہم اس ریویو پر کرنا چاہتے ہیں جو بوقت فرصت ہوگا۔ اسی ریویو میں اس کے ایک خلیفہ سیالکوٹی کے ریویو پر بھی ریویو ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالی

اور اس کے دعوی قسمیہ کے مقابلہ میں اس مقام میں صرف یہ کہنا (جو پہلے بھی بارہا گیا ہے) کافی ہے کہ اس دعوی میں اس نے محض دروغ سے کام لیا ہے۔ اس کے ملہم ہونے کی شہادت نہ قرآن میں ہے، نہ توریت میں، نہ انجیل میں ہے اور نہ کسی اور نبی نے یہ شہادت دی ہے۔ ہم اس مقام پر لعنة الله علی الکاذبین کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ وہ اپنے دعوی کی کوئی تفصیل کرتا اور آیات قرآن و توریت و انجیل اور شہادت نبیوں کا کوئی حوالہ دیتا تو ہم بھی تفصیل سے اس دعوی کا رد کرتے۔

ہماری اس بحث و بیان سے ثابت ہوا کہ رسالہ دافع البلاء میں جو کچھ اس نے کہا ہے وہ محض دروغ ہے۔ اب ہم اس کی باقی تحریرات کے دروغ ظاہر کرتے ہیں۔

کشتی نوح کا تجزیہ

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ طاعون کے موضوع پر مرزا قادیانی کی چھٹی تحریر اس کا ۷۶ صفحات کا رسالہ کشتی نوح ہے جس میں ۹ صفحہ تک تو طاعون کے متعلق پرانے دروغ ہیں اور باقی کا اکثر حصہ پرانی لاف زنیاں ہیں کہ میں وہ ہوں، اور یہ ہوں اور میں نے فلاں پیشگوئی کی جو سچی نکلی اور مجھے مجسٹریٹ گرداسپور کی عدالت میں کرسی ملی اور میرے مخالف کو نہ ملی، وغیرہ۔

اس کے صفحہ ایک اور دو میں قادیانی نے کہا ہے

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کیلئے ٹیکا کی تجویز کی اور بندگان خدا کی بہبودی کیلئے کئی لاکھوں روپئہ کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا۔ درحقیقت یہ وہ کام ہے جس کا شکرگذاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے، اور سخت نادان اور اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکا کے بارے میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط

گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عمل درآمد کرانا نہیں چاہتی بلکہ بہت سے تجارب کے بعد ایسے امور میں جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اسی کو پیش کرتی ہے۔ سو یہ بات اہلیت اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس سچی خیر خواہی کیلئے لکھوکہا روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کر چکی ہے اس کی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سردردی اور صرف زر سے اپنا کوئی خاص مطلب ہے۔ وہ رعایا بدقسمت ہے کہ بدظنی میں اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کچھ شک نہیں کہ اس وقت تک جو تدبیر اس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکہ کر دیا جائے۔ اس سے کسی طرح سے انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور بپابندی رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو ان کی جانوں کیلئے ہے اس سے اس کو سبک دوش کریں۔ لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں ہم ٹیکہ کراتے۔ اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کیلئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے۔ لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کیلئے مت دلگیر ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کیلئے اور ان سب کیلئے جو ہمارے گھر کے چاردیوار میں رہتے ہیں، ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چاردیوار میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم

رکھتا ہو۔اوراس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بر باد افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت سے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے،مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو، ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً ومقابلتہً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں .

پھر صفحہ۳ کشتی نوح میں مرزا قادیانی نے کہا ہے

اس جگہ یاد رہے کہ اگر چہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جس کیلئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی ۔لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس نشان کو ٹیکا کے ذریعہ سے مشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کر کے ٹیکا کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکر گذار اس طبیب کا ہونا چاہیے جس نے یہ نسخہ ٹیکا کا نکالا ، نہ خدا کا شکر گذار جس نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ ہر یک جو اس چار دیوار کے اندر ہے۔میں اسے بچاؤں گا۔

میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس قادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور میں آنیوالے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گو یا وہ آچکے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے نجات پاویں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کسی وقت طاعون سے نجات پانے کے ٹیکا سے بہتر کوئی تدبیر مل جائے تو وہ خوشی سے اسی کو قبول کرے گی۔اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے چلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے اور آج سے بیس برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور

اس سلسلہ کیلئے خاص برکات کا وعدہ بھی موجود ہے۔ دیکھو براہین احمد یہ صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹

☆ پھر صفحہ ۵ کشتی نوح میں مرزا قادیانی نے کہا ہے

کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں موسے اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کیئے، ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوئے تھے مگر بہت کم، اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آیا تھا۔ پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔

☆ پھر صفحہ ۹ کشتی نوح میں مرزا قادیانی نے کہا ہے:۔

بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے، ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے۔ جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو ان کو ضرور ٹیکا کرانا چاہیے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے اور جن کو اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو ان کو دی گئی ہے، تو ان کو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھاویں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکہ نہ دیں۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں..

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ان عبارات کشتی نوح میں تین باتیں نوٹس لینے کے لائق ہیں۔

☆ اول جو ناظرین کے یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اس نے پہلے چار صفحہ رسالہ میں ٹیکہ لگوانے کی تجویز گورنمنٹ کی نہایت تعریف کی ہے اور اس کو اعلیٰ درجہ کی تدبیر اور مفید کہا ہے اور سوائے اپنے اور اپنی جماعت کے پورے تابعین کے، کسی کو اس ٹیکہ لگوانے

سے منع نہیں کیا۔ بلکہ اپنی جماعت سے بھی ان لوگوں کو جن کو گورنمنٹ کا قطعی حکم ٹیکہ لگوانے کا ہو، نہیں روکا۔ بلکہ حکم گورنمنٹ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی جماعت کے ان لوگوں کو جو اس کی تعلیم پر پورے قائم نہیں، نیز حکم دیا ہے کہ وہ ٹیکہ لگوائیں گو گورنمنٹ کی طرف سے ان کو حکم قطعی نہ ہو اور ان کو ان کی رضا مندی پر چھوڑا گیا ہو۔

ٹیکا لگوانے سے اس نے خاص کر ان ہی لوگوں کو منع کیا ہے جو اس کے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں اور وہ اس کی تعلیم کے پورے پابند ہیں۔ اس سے مرزا کے اس دعوی کا جھوٹ ہونا ثابت ہوگا جو اپنی ساتویں تحریر رسالہ مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۴۲ و ۴۵ میں اس نے کیا اور کہا ہے کہ ٹیکا لگوانے کا میں نے خلاف کیا اور یہ کہا کہ ٹیکہ لگوانے میں خیر و عافیت نہیں ہے، تب اس کا اثر باطل ہوا۔

☆ دوسری بات لائق توجہ یہ ہے کہ اس مقام میں اس نے اپنے موضع قادیان اور اپنے دیگر پیروان پر طاعون وارد ہونے کی صورت میں وہ چار عذرات گھڑ کر تیار کر لئے ہیں، جن کا ماحصل مضمون صفحہ ۱۸ وغیرہ میں بیان کیا اور ان کی اصل عبارت نقل کرنے کا وعدہ دیا تھا۔ اس مقام میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ عذرات بدتر از گناہ کا مصداق ہیں۔ الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء کے چار پانچ برس بعد ان عذرات کو پیش کرنا نہایت شرمناک حیلہ ہے۔

اگر الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء (جس میں قادیان کو بچانے کا وعدہ کیا ہے) یا اس کے مابعد کے الہامات (جن میں بقول مرزا، مرزا کے تمام پیروان کو بچانے کا وعدہ ہے)، خدا تعالی ملہم الصادقین عالم الغیب کی طرف سے ہوتے تو ان میں پہلے سے عام اور مطلق وعدہ نجات اہل قادیان یا عام پیروان مرزا درج نہ ہوتا، بلکہ جن لوگوں کو خدا تعالی مخلص صادق نہ جانتا ان کو پہلے ہی سے مستثنی کر کے خاص کر صادق مخلصوں کو وعدہ نجات دیتا، اور طاعون کا وہ قسم بھی بتا دیتا جس سے لوگوں کو بچانے کا وعدہ تھا، اور پھر چار پانچ سال کے بعد اس کو یہ کہنا نہ پڑتا کہ جس طاعون سے قادیان اور جماعت مرزا کو بچانے کا وعدہ ہے اس سے مراد طاعون جارف (جھاڑو دینے والہ) اور تباہی لانے والہ اور کتوں کی موت مارنے والہ اور لوگوں کو گھروں سے نکالنے والا ہے، نہ معمولی طاعون جو قادیان اور مرزا کی جماعت میں بھی آ سکتا ہے۔ اور جو جماعت مرزا طاعون جارف سے بچائے گی اس سے فلاں فلاں اشخاص (مثلاً چاروں خلفاء نور الدین، محمد احسن، وغیرہ، یا آپ کے گھر والے وغیرہ) مراد ہیں جو مخلص ہیں، یا فلاں فلاں اشخاص

ان میں سے خارج ہیں جو غیر مخلص ہیں، یا وہ لوگ مراد ہیں جو مرزا کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں اور وہ صرف لنگر کی روٹی کی خاطر مرزا کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔

اور جو لوگ باوجود مخلص صادق ہونے کے طاعون میں متلا ہوں گے وہ نسبتاً مرزا کے مخالفوں سے کم ہوں گے۔ کیا خدا تعالی کو جس نے بشہادت و علّم آدم الاسماء کلّھا آدم اور تمام بنی آدم کو تمام الفاظ سکھائے ہیں یہ الفاظ پہلے الہام کے وقت اور اس کے بعد چار سال تک یاد نہ تھے یا وہ بھول گیا تھا اور غلطی سے یہ الفاظ درج الہام نہ کر سکا تھا یہ بات کوئی مسلمان (بلکہ کوئی عیسائی ہندو بھی جو خدا تعالی کو مانتا ہوگا) تجویز نہیں کر سکتا لہذا ان الفاظ سے جو چار سال بعد کہے گئے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ وہ الہام اور اس کی تشریح میں یہ الفاظ، خدا کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ یہ الہامات اور ان کی تشریحات مرزا کی اپنی من گھڑت ہیں یا اس کو ذلیل کرنے والے معلم الملکوت کی طرف سے ہیں جن کو الہام گھڑنے کے وقت یہ چار باتیں معلوم نہ تھیں۔

۱۔ یہ کہ قادیان میں بھی طاعون آئے گا

۲۔ یہ کہ وہ خاص کر چار دیواری میں رہنے والوں اور لنگر کی روٹیوں کی خاطر ہاں میں ہاں ملانے والوں میں بھی اپنا کرشمہ دکھائے گا۔

۳۔ یہ کہ مرزا کی جماعت خارج از قادیان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مخلص نہیں، منافق ہیں۔

۴۔ بعض مخلص صادق اور فدائی بھی طاعون میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ جن کی وجہ ابتلاء خدا تعالی ہی کو معلوم ہے کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ (یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر کشتی نوح کے صفحہ ۲ سطر ۱۵ میں ہے)

قادیانی اور اس کے ملہم کو ان چاروں باتوں کا پہلے الہام کے وقت سے چار سال تک علم نہ ہونا اور خاص کر چوتھی بات کا اب تک (یعنی الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء سے چھٹے سال ۱۹۰۳ء تک) علم نہ ہونا، قطعی یقین دلاتا ہے کہ یہ الہام من جانب اللہ ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ مرزا اور اسکے ملہم کا اپنا من گھڑت ہے۔

مجھے اس مقام میں ایک حکایت یاد آئی ہے جو بارہا سنی گئی ہے کہ ایک مرشد عیار نے جو رسول نمائی کا مدعی تھا چند عقل کے اندھوں سے اس وعدہ پر بہت سا مال مارا کہ میں تم کو فلاں وقت فلاں مجلس میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کرا دونگا۔ وہ احمق اس امید پر اپنی

اپنی جیبیں خالی کر کے مجلس و مقام موعود پر جمع ہو گئے تو وہ عیار شخص بولا کہ آنحضرت ﷺ عنقریب اس مجلس میں تشریف لا کر رونق افروز ہوں گے مگر جو شخص حلال زادہ ہوگا اسی کو آپ ﷺ کا جمال با کمال نصیب ہوگا اور جو حرامی (ولد الحرام) ہوگا وہ زیارت سے محروم رہے گا۔ یہ سن کر وہ سب دم بخود ہو گئے۔ کوئی نہ نکلا جو زیارت ہونے کی نفی کرتا۔

مرزا قادیانی اس مرشد کا بھی مرشد نکلا۔ اس نے تو ایک ڈھکوسلہ (حلال زادہ ہونے کی شرط) بنایا تھا۔ مرزا نے ایسے چار ڈھکوسلے (یہ چار عذرات) تیار کیے ہیں جن کو ہر شخص کے مبتلائے طاعون ہونے پر وہ پیش کرسکتا ہے۔ چنانچہ ان عذرات کی تقریر جو مرزا کر سکتا ہے سابق میں نقل ہو چکی ہے۔

☆ تیسری بات ان عبارات کشتی نوح میں لائق توجہ وہ ہے جو اس کے صفحہ ۳ و ۵ میں ہے کہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بصفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹، اس طاعون کی خبر درج ہے اور مسیح موعود کے وقت طاعون آنے کی خبر انجیل اور بعض صحیفوں میں بھی موجود ہے۔

ناظرین! یہ جھوٹ ہے، ان کتابوں میں ہرگز یہ خبر درج نہیں ہے۔ براہین احمدیہ کے مقامات مذکورہ کی عبارت تو ہم پہلے ہی نقل کر چکے ہیں جس سے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ دروغ بے فروغ ہے۔ انجیل وغیرہ کی عبارات جس کا حوالہ مرزا نے حاشیہ صفحہ ۵ میں دیا ہے، اس مقام میں نقل کئے جاتے ہیں۔

مکاشفات ۲۲۔۸ کی یہ عبارت ہے

. اور دیکھ مجھ یوحنا نے ان چیزوں کو دیکھا اور سنا اور جب میں نے سنا اور دیکھا تب اس فرشتہ کے پاؤں پر جس نے مجھے یہ چیزیں دکھائیں سجدہ کرنے کو گرا .۔

ناظرین اس عبارت کو دیکھیں اور انصاف سے کہیں کہ اس میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون یا موت آنے کا کہاں ذکر ہے۔ اس آیت کے آگے اور پیچھے بھی تمام باب میں طاعون کا ذکر نہیں ہے۔

اور انجیل متی ۲۴۔۷ میں صرف مری کا لفظ ہے۔ (انجیل متی کی انگریزی عبارت یوں ہے

And as he sat upon the mount of Olives, the disciples came unto him privately, saying "Tell us, when shall these things be? and what shall be the sign of thy coming, and of the end of the world?

And Jesus answred and said unto them, "Take heed that no man deceive you.

For many shall come in my name, saying, I am Christ; and shall deceive many.

And ye shall hear of wars and rumours of wars; see that ye be not troubled; for all these things must come to pass, but the end is not yet.

For nations shall rise against nation, and kingdom against kingdom; and there shall be famines, and pestilences, and earthquakes in diverse places.

All these are the beginning of the sorrows.

Then shall they deliver you up to be afflicted and shall kill you; and ye shall be hated of all nations for my name's sake.

And then shall many be offended and shall betray one another, and shall hate one another.

And many false prophets shall rise, and shall deceive many. (Matthew, 24:7-11)

Then if any man shall say unto you, Lo, here is Christ, or there; believe it not.

For there shall arise false Christs and false prophets, and shall shew great signs and wonders, insomuch that, 'if it were possible, they shall deceive the very select.

Behold, I have told you before.

Wherefore if they shall say unto you, Behold, he is in the desert; go not forth; behold he is in the secret chambers; believe it not.

For as the lightening cometh out of the east, and shineth from unto the west, so shall also the coming of the son of man be. (Mathew, 24:23- 27)

اس عبارت کو پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے یہ مرزا صاحب جیسے جھوٹے نبیوں اور کاذب مسیحوں کے آنے کی پیشگوئی ہے جن کے آنے کے بعد حضرت مسیح ابن مریمؑ تشریف لائیں گے۔ بہاء)

زکریا۔۱۴۔۱۲ میں مری کا لفظ ہے۔ مگر مری خاص طاعون کو نہیں کہا جاتا، ہیضہ سے بھی مری ہوتی ہے، جو طاعون نہیں کہلاتا۔ بخار سے بھی مری ہوتی ہے جو طاعون نہیں کہلاتا۔ طاعون تو خاص کر اس زہریلے زخم کا نام ہے جو ایک دنبل کی طرح بدن میں نکلتا ہے۔ مرزا نے خود

طاعون، طعن اور زخم کو کہا ہے۔ اس کی اعجاز احمدی کے صفحہ ۶۳ میں یہ شعر موجود ہے

قضی اللہ ان الطعن با لطعن بیننا

فذلک طاعون اتا ھم لیبصروا

اور اس شعر کا ترجمہ خود مرزا نے ان الفاظ سے کیا ہے۔

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کی سزا طعن ہے پس یہ وہی طاعون کہ ان کے ملک میں پہنچ گئی ہے تا کہ ان کی آنکھیں کھلیں۔

اب ناظرین داد انصاف دیں اور یہ کہیں کہ ان حوالہ جات میں مرزا نے جھوٹ بولا ہے یا کچھ سچ کا بھی اس میں شائبہ ہے۔

☆ کیا قادیانی ہی مریم اور ابن مریم ہے؟

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ درج بالا اکاذیب کے بعد صفحہ ۱۰ کشتی نوح سے صفحہ ۶۷ تک مرزا قادیانی نے اپنی اس تعلیم کی تفصیل کی ہے جس کی پابندی سے اپنے مریدوں کو طاعون سے بچانے کا وعدہ دیا ہے۔ اس تعلیم میں کچھ تو عام اخلاقی اصول و ہدایات واحکام اسلام ہیں جو ناواقفوں کے پھنسانے کیلئے حلوہ بنا کر اس نے دکھایا ہے اور باقی ماندہ اکثر حصہ اس حلوے میں زہر ہے اور اس کے وہ عقائد کفریہ ہیں جو اس کے مذہب جدید کا مدار ہیں۔ مثلاً میں مسیح بن مریم ہوں اور میں نے فلاں پیش گوئی کی جو سچی نکلی، اور میری تائید خدا کی طرف سے یوں ہوئی۔ وغیرہ

اور اپنے مسیح بن مریم ہونے کے ثبوت میں اس نے قرآن کی ایک آیت سورہ تحریم سے پیش کی ہے اور اس کی تشریح و تائید میں چند الہامات مندرجہ براہین کو نقل کیا ہے۔

آیت سورہ تحریم جس کا وہ حوالہ دیتا ہے، یہ ہے۔

ضرب اللّٰہ مثلاً لّلّذ ین کفروا امرأة نوح و امرأة لوط ۔ کا نتا تحت عبد ین من عبا د نا صا لحین فخا نتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئاً وّ قیل ا د خلا النّار مع الدّا خلین۔ و ضر ب اللہ مثلاً لّلّذین امنوا امر أة فر عون۔ اذ قالت ربّ ابن لی عند ک بیتاً فی

الجنّة و نجّنی من فرعون و عمله ونجّنی من القوم الظّالمین۔ و مریم بنت عمران الّتی احصنت فرجھا فنفخنا فیه من رّوحنا و صدّقت بکلمات ربّھا وکتبه و کا نت من القا نتین۔ (تحریم ۔ ع ۲)۔

ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ نے کافروں کی مثال (دو عورتوں) حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی عورت کا ذکر فرمایا ہے ۔ وہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں ۔ انہوں نے (دین میں) ان کی خیانت کی ۔ تو وہ دونوں ان کے کام نہ آئے اور ان کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ ۔ (اس تمثیل سے خدا تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ کافروں کو کفر کی سزا ملے گی اس سزا میں ان کے رشتہ داروں (پیغمبر ہی کیوں نہ ہوں) کے درجہ اور نیکی کا کچھ لحاظ نہ ہوگا) اور مومنوں کی مثال ایک فرعون کی عورت کو ذکر فرمایا جب کہ اس نے کہا تھا کہ خدایا میرے لئے جنت میں گھر میں بنا، مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے ،(جو شوہر زوجہ سے کرتا ہے یا ہر ایک اس کا عمل بد یعنی کفر و تعذیب مومنین وغیرہ)، اور اس ظالم قوم سے بچا (جس سے مقصود خداوندی یہ ہے کہ مومنوں کو ان کے قرابتیوں کا کفر کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، جب وہ اپنے ایمان پر پختہ و قائم رہیں) دوسری مریم بنت عمران کو ذکر کیا جس نے اپنی شرم گاہ کو بچایا اور خدا کے حکموں پر ایمان قائم رکھا تو خدا نے بلا واسطہ شوہر اس کو فرزند عطا کیا ۔ (اس تمثیل سے بھی مقصود خداوندی ، بغوی بیضاوی امام رازی وغیرہ نے تو پہلی مثالوں کا مقصود بتایا ہے کہ مریم کا ایمان احکام خداوندی پر قائم رہا تو ان کو ان کی قوم (جو ان کو پوجتی تھی یا ان کے بیٹے مسیح کو خدا کہتی تھی) کے کفر نے نقصان نہ پہنچایا مگر خاکسار اس رائے اکابر کو مسلّم رکھ کر یہ بھی مقصود خداوندی سمجھا ہے کہ جو مومن کامل ہوگا اور احکام الٰہی کی پوری پیروی کرے گا اور پیروی پر قائم و مستحکم رہے گا (جیسا کہ مریم تھیں) اس کو خدا تعالیٰ ظاہری اسباب دنیاوی کی وساطت کے بغیر بھی ظاہری و باطنی دینی دنیوی نعمتیں عطا کرے گا، جیسا کہ مریم کو بلا واسطہ شوہر فرزند عطا کیا)

اس آیت کی نسبت نہ آج تک کسی مسلمان نے کہا اور نہ آئندہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت کسی خاص شخص یا اشخاص کے حق میں ہے، اور نہ کسی نے یہ کہا کہ اس تمثیل سے خداوند کا یہ مقصود ہے کہ مریم کی طرح کوئی مرد یا کوئی عورت بلا شوہر بچہ جنے گی اور وہ بچہ ابن مریم کہلائے گا۔ یہ معنے نہ اس آیت کے الفاظ سے ثابت ہوتے ہیں اور نہ اس کی تمثیل یا تشبیہہ سے ، کیونکہ وجہ تمثیل و تشبیہہ صرف بعض امور میں مشابہت ہوتی ہے ، نہ مشبہ و مشبہ بہ میں کل امور و صفات مشبہ بہ میں مشابہت و مشارکت ۔ مثلاً کوئی زید کو شیر کہے تو اس سے

مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ زید شجاع اور بڑا بہادر ہے، اس تشبیہ سے یہ مقصود نہیں ہوتا اور نہ کوئی یہ مقصود سمجھ سکتا ہے کہ زید کو شیر جیسی دم بھی لگی ہوئی ہے اور شیر کے سے ناخن و دانت بھی ہیں جن سے وہ چیرتا اور کاٹتا ہے۔

☆ مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے اصل معنی ناظرین نے سن لئے تو اب وہ یہ سنیں کہ مرزا قادیانی اس آیت کے کیا معنی کرتا اور اس سے اپنا ابن مریم ہونا کیونکر نکالتا ہے۔ وہ کشتی نوح کے صفحہ ۴۴۔۴۵۔۴۶ وغیرہ میں کہتا ہے:۔

. اسی کی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی۔ تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا، اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا پھر اس میں عیسےٰ کی روح پھونکی جائے گی تب مریم میں سے عیسےٰ نکل آئے گا۔ یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائیگا، گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسےٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے

انّی لک ھذا۔ یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی۔

اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ

ھزّ الیک بجذع النّخلۃ یعنی اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔

اور پھر اس کے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے

یامریم اسکن انت وزوجک الجنّۃ نفخت فیک من لّدنّی روح الصّدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو، میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصّدق رکھا، یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیه من روحنا پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسےٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے،

پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا،

اس کے پیدا ہونے کے بارے میں الہام ہوا

یا عیسے انی متو فّیک و را فعک الی و جا عل الّذین اتّبعو ک فوق الّذین کفروا الی یو م القیا مۃ

اس جگہ میرا نام عیسی رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسے پیدا ہو گیا جس کی روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسی بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔

اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسی ابن مریم اس امت میں اسی طرح پیدا ہو گا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جاوے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسے کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسے کی روحانیت میں تولد پائے گا۔ اور اس طرح پر وہ عیسے بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن مجید یعنی سورہ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورہ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالی نے خود تفسیر فرما دی ہے۔ قرآن مجید موجود ہے ایک طرف قرآن مجید رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوی سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورۃ تحریم میں ہے یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسے بنایا جائے گا، گویا اس میں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی قدرت ہے؟ کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا، جب کہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا، تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کیلئے کوئی آیت اتار دی جائے۔ اور اس اعتراض سے بھی سبک دوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افتراء کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسے کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں

مریم سے عیسے بن گیا۔اے عزیزو! غور کرو اور خدا سے ڈرو، ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت، جس پر ایک زمانہ گذر گیا، مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں کہتا کہ عیسی ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل کمزور ہو جائے گی، اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے، مریم کی طرح عیسے کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسے بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرّ خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل ہے، میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی، مگر مجھے اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا ،تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو، وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا، مخالفوں کیلئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوی نہیں جب تک کہ خود خدا تعالی مجھے نہ سمجھادے۔سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آئے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے . تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوی مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں، یہ وہی دعوی ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔

اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں؟ لیکن یہ یاد رہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اس زمانہ کا ہے جب کہ مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا، پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا

فاجائها المخاض الی جذع النّخلة قالت یا لیتنی متّ قبل هذا و کنت نسیاً منسیا یعنی پھر مریم کو جو، مراد اس عاجز سے ہے، دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی، یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا، جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا، جنہوں نے تکفیر وتوہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا، تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام ونشان باقی نہ رہتا، یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوی کی برداشت نہ کرسکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت سورہ تحریم میں خدا تعالی کی یہ مراد ہے کہ امت محمد یہ میں ایک شخص (مرزا غلام احمد) مریم کے مشابہ ہوگا اور وہ پہلے دو سال تک مریم کہلائے گا پھر اس میں عیسے کی روح پھونکی جائے گی تو وہ حاملہ ہو جائے گی اور اس سے دس مہینے بعد عیسے پیدا ہوگا۔ اور وہی شخص جو مریم کہلاتا تھا، عیسے بن جائے گا اور ابن مریم کہلائے گا۔ پھر اس مراد کی تائید میں مرزا نے پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ کے الہام انی لک هذا کا حوالہ دیا ہے جس میں محض دروغ سے کام لیا کیونکہ اس صفحہ میں اس الہام کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اس الہام کے حوالہ سے اس نے یہ جتایا ہے کہ اس میں خدا تعالی نے اس کو مریم کہا ہے۔ پھر صفحہ ۲۲۶ براہین احمدیہ کے الہام هزّ الیک بجذع النّخله اور اپنی خانگی کتاب یادداشت سے اس کا پہلا حصہ الہام فا جاء ها المخا ض الی جذ ع النّخلة نقل کیا اور کہا کہ ان الہامات میں اس کی حالت حمل اور دردزہ کی حکایت ہے اور اس میں تنہ کھجور سے جاہل اور بے سمجھ علماء مراد ہیں جن کے پاس پھل نہیں۔ پھر صفحہ ۴۹۶ براہین کا یہ الہام نقل کیا یا مریم نفخت فیک من لّدنّی روح الصّدق اور کہا ہے کہ اس الہام میں روح الصدق میرا نام ہے (یہاں مرزا قدرتی ترتیب کو جو حمل اور وضع میں خدا نے رکھی ہے بھول گیا۔ دردزہ کی حالت میں تنہ کھجور پر آ پہنچے اور ان کو ہلانے کا پہلے ذکر کیا اور نفخ روح کا پیچھے، شائد یہ بھی اس کی الٹی کرامت ہو کہ نفخ روح پیچھے ہوا اور دردزہ پہلے)۔ پھر صفحہ ۵۵۶ براہین سے الہام یا عیسی انی متوفّیک نقل کرکے یہ کہا ہے کہ وہ عیسے جو پیٹ میں تھا، وہ پیدا ہوگیا۔

مرزا نے اس تقریر میں جو اپنی مریمیت، حمل، ولادت، و عیسویت کو بزعم خود قرآن اور براہین احمدیہ سے ثابت کیا ہے، پھر اس کی بابت بڑی دلیری سے یہ کہا ہے کہ ایک

طرف قرآن رکھو دوسری طرف براہین احمدیہ کو رکھو اور دونوں میں یہ مضمون کمال تصریح کے ساتھ دیکھ کر ان کا باہم مقابلہ کرلو۔ اور کہا ہے کہ کیا یہ انسان کی قدرت ہے؟ اور کیا یہ میرے اختیار میں تھا؟ اور کیا میں اس وقت موجود تھا جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا؟ اور کیا میں نے خدا سے کہا تھا کہ میرے ابن مریم بنانے کیلئے کوئی آیت اتاری جائے؟ اور کیا آج سے بیس برس سے زیادہ پہلے میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اپنا نام مریم رکھتا پھر یہ الہام بناتا کہ مجھ میں عیسے کی روح پھونکی گئی ہے، پھر آخر براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں کہہ دیتا کہ میں عیسی بن گیا ہوں؟ اگر مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اسی براہین میں یہ کیوں کہتا کہ عیسے، مسیح بن مریم دوبارہ آئے گا۔

اس تقریر کو سن کر ہر وہ شخص جس نے براہین نہ دیکھی ہوگی اور قرآن کی سورہ تحریم میں بھی اس کی نظر نہ پڑی ہوگی، لٹو ہو جائے گا اور مرزا کی پیشگوئی کی صداقت اور اس کی کرامت کا قائل ہو جائے گا۔ مگر مرزا نے جو کچھ اس تقریر میں کہا ہے سراسر جھوٹ ہے۔ مرزا کا مریم ہو کر حاملہ ہونا، پھر مسیح کو جننا، پھر عیسے بن مریم کہلانا، نہ قرآن میں ہے نہ براہین احمدیہ میں۔ آیت قرآن کا مطلب تو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ قرآن میں مرزا کے مریم ہونے یا حاملہ ہو کر عیسے کو جننے، پھر خود ہی ابن مریم ہو جانے پر کمال تصریح تو کجا، کہیں اشارہ بھی نہیں۔ اب رہی براہین احمدیہ سو اس کی عبارات ان الہامات کے متضمن کو ہم اس مقام میں نقل کر دیتے ہیں اور ناظرین انہیں دیکھ کر بتائیں کہ ان میں مرزا کا مریم بن کر حاملہ ہونا، پھر عیسی کو جنم دے کر خود ہی ابن مریم ہو جانا کہاں پایا جاتا ہے۔

پس واضح ہو کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ والے الہامات کشتی نوح میں نقل کئے ہیں اور وہ براہین احمدیہ میں حسب حوالہ پائے جاتے ہیں وہ تین ہیں۔

☆ اول الہام صفحہ ۲۲۶ براہین ھزّ الیک بجذع النخلۃ۔ جس کا ترجمہ مرزا نے اس عبارت کشتی نوح میں یہ کہا ہے اے مریم کھجور کا تنہ ہلا۔

اس مقام پر مرزا نے جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ براہین کے صفحہ ۲۲۶ میں اس نے اس الہام کا کوئی ترجمہ نہیں کیا، اور جو اس کی تفسیر کی ہے اس سے بو بھی نہیں آتی کہ مرزا کو خدا نے مریم بنا کر اس الہام میں مخاطب کیا ہے۔ اصل عبارت براہین احمدیہ یوں ہے

. لوگوں کی عدم توجہی سے (یعنی ادائیگی چندہ میں) طرح طرح کی دقتیں پیش آئیں

اور مشکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن مغرب کے قریب خداوند کریم نے یہ الہام کیا
و هز الیک بجذ ع النّخلة تساقط علیک رطباً جنیاً اس الہام کا لفظی
ترجمہ (جس کو مرزا عمداً اس بدنیتی سے کہ بیس برس کے بعد اس کا مخاطب مریم کو بنا کر
پھر میں خود مریم بن بیٹھوں گا، چھوڑ گیا ہے) یہ ہے کہ اے مشکلات میں مبتلا و متفکر اور
چندہ کے طالب مرزا تنہ کھجور کو اپنی طرف ہلا۔ وہ تازہ کھجوریں تجھ پر گرائے گا۔

اس الہام کو بیان کر کے مرزا نے اس کی تفسیر میں کہا ہے

، سو میں نے سمجھ لیا (یعنی اس الہام کی مراد یہ سمجھی) کہ یہ تحریک و ترغیب کی طرف
اشارہ ہے اور یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک اس حصہ کیلئے سرمایہ جمع ہوگا اور اس کی
خبر بدستور کئی ہندو اور مسلمان کو دی گئی۔ اور اتفاقاً اسی روز یا دوسرے روز حافظ ہدایت
علی صاحب جو ان دنوں ضلع گورداسپورہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے، قادیان میں
آگئے تو ان کو بھی اس الہام سے اطلاع دی گئی۔ اور اسی ہفتہ میں آپ (مولوی غلام علی
امرتسری کو مخاطب کر کے کہتا ہے) کے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو بھی اس
الہام کی اطلاع دی گئی۔ اس الہام کے بعد حسب الارشاد حضرت احدیت کسی قدر
تحریک کی گئی تو تحریک کرنے کے بعد لاہور، پشاور، راولپنڈی، مالیر کوٹلہ اور دوسرے
مقاموں سے اور جہاں سے خدا نے چاہا، اس حصہ کیلئے جو چھپتا تھا، مدد پہنچ گئی.

مولانا پوچھتے ہیں کہ اس عبارت براہین میں مرزا کو مریم کہاں کہا گیا ہے؟ اور اس
میں بجز چندہ براہین احمدیہ کس بات کا ذکر یا وعدہ ہے؟ اور اس میں مخاطب کون ہے مرزا جو
چندہ کے فکر و غم میں تھا؟ یا کوئی اور مخاطب ہوسکتا ہے؟

اور اگر مرزا (یا مرزا کی طرف سے کوئی اور) کہے کہ

یہ الہام چونکہ بعینہ وہ الہام قرآنی ہے جو حضرت مریم کو جبکہ وہ روح القدس سے حاملہ
ہو کر دردزہ میں مبتلا تھیں، جبریل کی طرف سے ہوا تھا۔ اور مرزا کی کتاب یادداشت الہامات میں
بھی اس الہام کا پہلا حصہ فاجاء ھا المخاض الی جذ ع النّخلة عبارت صفحہ ۴۷ کشتی
نوح میں موجود ہے، گو براہین احمدیہ میں اس حصہ کا درج کرنا مرزا کو بھول گیا تھا، بناء علیہ اس
الہام میں مرزا کا مریم ہونا مراد خداوندی معلوم ہوتا ہے۔

تو اس کے جواب میں اولاً یہ کہا جائے گا کہ اس صورت میں بھی مرزا کا وہ دعوی

سچا نہ ہوگا کہ میں نے براہین احمدیہ میں بائیس برس پہلے سے مریم ہوکر عیسے کو جننے کا دعوی کیا ہوا ہے۔ خانگی کتاب، براہین احمدیہ نہیں ہے کہ اس کا بیان، بیان براہین احمدیہ متصور ہو۔

اور ثانیاً کہا جائے گا کہ اس خانگی کتاب یادداشت کے حصہ الہام مذکور میں مرزا کو حاملہ اور دردزہ میں مبتلا بتایا گیا ہے اور تنہ کھجور کو بے پھل بنا کر اس سے مراد عوام الناس و جہلاء اور بے سمجھ علماء بتائے گئے ہیں اور الہام مذکور قرآن میں جو حضرت مریم کو جبریل کی طرف سے ہوا تھا، نیز ان کی حالت حمل و دردزہ میں ہوا تھا، لہذا یہ الہام، الہام براہین احمدیہ کے مفسّر و کاشف (مراد بتانے والے) نہیں ہو سکتے کیونکہ الہام براہین احمدیہ کے وقت مرزا کو حمل نہ ہوا تھا اور نہ اس وقت تک اس میں روح الصدق کا نفخ ہوا تھا۔ بلکہ یہ نفخ اس میں دو برس کے بعد ہوا۔ چنانچہ مرزا نے خود عبارت صفحہ ۴۶ کشتی نوح میں بیان کیا ہے جو منقول ہو چکی ہے۔

اس فرق و تفاوت کے علاوہ الہام براہین احمدیہ میں تنہ کھجور سے چندہ دہندہ پھلدار لوگ اور اس کے پھل سے چندہ مراد ہونا بتایا گیا ہے اور الہام خانگی کتاب میں تنہ کھجور سے بے پھل علما مراد بتائی گئی۔ یہ تفاوت بھی مقتضی ہے کہ یہ الہام اس الہام براہین احمدیہ کا مفسر و کاشف مراد نہیں ہوسکتا۔

بہر حال بیس برس کے الہام براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ میں مرزا کو مریم نہیں کہا گیا اور مرزا کا یہ ادّعا جھوٹ ہے۔

☆ دوسرا الہام براہین کے صفحہ ۴۹۶ کا ہے جس کو وہ الہام اول کے بعد بتاتا ہے اور اس میں جعل سازی کر کے اس کے صرف یہ الفاظ نقل کرتا اور کہتا ہے

> یا مریم اسکن انت و زوجک الجنّۃ۔ نفخت فیک من لدّنی روح الصّدق خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ اس آیت کے مقابل یہ آیت قرآن ہے کہ نفخنا من روحنا اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسے کی روح جا پڑی۔

اس میں مرزا نے یہ جعل سازی کی ہے کہ اصل الہام جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں ہے اس میں مریم کے ساتھ آدم اور احمد کا بھی ذکر ہے اور روح الصدق کی تفسیر سچائی کی روح سے کی ہے جو حضرت آدم و آنخضرت ﷺ وغیرہ تمام انبیا میں پائی جاتی ہے۔ نہ وہ روح جو

مریم کے پیٹ میں جا پڑی اور وہ عیسے بن گئی تھی ۔اصل عبارت براہین صفحہ ۴۹۶ یہ ہے

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنّۃ ۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنّۃ ۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنہ یعنی اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا پیرو، تابع اور رفیق ہو بہشت میں یعنی وسائل نجات میں داخل ہو جاؤ ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تم میں پھونک دی ۔ اس آیت (اس خبط مرزا کو دیکھنا کہ اپنے الہام کو اب آیت کہنے لگ گیا ہے ۔محمد حسین) میں روحانی آدم کا (مرزا اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے) وجہ تسمیہ بیان کیا گیا ہے یعنی جیسا کہ آدمؑ کی پیدائش بلا واسطہ اسباب ہوئی، ایسا ہی روحانی آدم (مرزا) بھی بلا واسطہ اسباب ظاہری (پیرو مرشد) (یہ بھی مرزا کا ایک دروغ ہے، حکیم محمد شریف کلانوری سے میں نے بگوش خود سنا تھا ۔ صمتا ان لم تسمعا کہ مرزا نے میرے سامنے حضرت عبداللہ غزنوی سے بیعت کی مرزا چونکہ اس بیعت سے منکر ہو گیا تھا لہذا اس بیعت کے فائدہ سے محروم کیا گیا ۔اور گمراہ ہو گیا،

تہدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اب وہ بے مرشد کہلاتا ہے اور اس پر فخر کر رہا ہے ۔محمد حسین) یہ نفخ روح ہوتا ہے اور نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر بہ تبعیت و وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہ نعمت عطا جاتی ہے ۔

دیکھو کہ اس عبارت براہین میں مرزا کو صرف مریم کہاں کہا گیا ہے، جیسا کہ اس نے کشتی نوح کی عبارت صفحہ ۴۵ میں صرف لفظ مریم نقل کیا اور اس کا ترجمہ کیا اور جھوٹ بولا ہے ۔ پھر اس میں روح الصدق سے مرزا کو مراد بتایا ہے (جو خود ہی مریم بن کر اس کے پیٹ میں جا پڑا) جیسا کہ اس نے عبارت کشتی نوح میں کہا اور جھوٹ بولا ہے یا روح الصدق اس سچائی کو کہا ہے جو حضرت آدم اور آنحضرت ﷺ اور تمام انبیا میں پائی گئی ہے؟

عبارت ہذا میں صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ روح الصدق اس سچائی کا نام ہے جو پہلے حضرت آدم میں پھر تمام انبیا میں اور آخر میں آنحضرت ﷺ میں پائی گئی ہے ۔اور درحقیقت ان ہی انبیاء کا وہ خاصہ تھا اور اگر مرزا میں اس کا کچھ حصہ بزعم اس کے آیا تو اسی کا ظل ہے جو طبعی اور طفیلی طور پر ہے ۔ پھر مرزا کا اس عبارت کشتی نوح میں یہ دعوی کرنا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے میرا نام روح الصدق رکھ کر اس الہام میں مجھے مریم بنا کر اس کے

پیٹ میں جانا بیان کیا ہے جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ تیسرا الہام، براہین کے صفحہ ۵۵۶ کا ہے جس کی نسبت مرزا نے صفحہ ۴۷ کشتی نوح میں کہا ہے کہ وہ الہام صفحہ ۴۹۶ سے مدت حمل کے بعد (جو دس مہینے سے زیادہ نہیں) ہوا تھا اور اس کی نسبت صفحہ ۴۷ کشتی نوح میں کہا ہے

پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسے جو مریم کے پیٹ میں تھا، اس کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا یا عیسی انی متوفّیک و رافعک الیّ وجاعل الذین اتّبعوک فوق الّذین کفروا الی یوم القیامه اس جگہ میرا نام عیسے رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسے پیدا ہو گیا جس کی روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا۔ الخ۔

یہ بھی مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے۔ براہین احمدیہ میں جہاں یہ الہام بیان ہوا ہے، یہ بیان و ذکر و اشارہ تک نہیں ہے کہ مرزا قادیانی مریم بنا، پھر اس میں عیسے کی روح پھونکی گئی، اور وہ حاملہ ہوئی پھر نو دس مہینے اس کے بعد اس کے تولد پر یہ الہام ہوا۔

اس الہام کے پہلے تو چند الہاموں کا ذکر ہے اور اس کے بعد یہ الہام گھڑ کے درج کیا گیا ہے۔ صفحہ ۵۵۵ براہین میں چند عربی عبرانی فارسی الہامات نقل کر کے ان کا ترجمہ یا خلاصہ بیان کیا اور کہا ہے

. کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خدا تعالی کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں االہام دینا اور معارف اور حقائق الہیہ سے اطلاع بخشنا، یہ سب خدا کی شہادت ہے جس کو قبول کرنا ایماندار کا فرض ہے۔

پھر بقیہ الہامات بالا کا یہ ہے کہ

تحقیق میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ بتلائے گا، اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) جن نالائق باتوں کی طرف مجھ کو بلاتے ہیں ان سے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے، اے میرے خدا! مجھ کو میرے غم سے نجات بخش۔ اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔ یہ سب اسرار

ہیں کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپاں ہیں، جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے
پھر بعد اس کے فرمایا

ھو شعنا نعسا یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں آئی لو یو .I love you۔ آئی شل گو یو اے لارج پارٹی آف اسلام I shall give you a large party of Islam

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنے کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔

پھر بعد اس کے یہ الہام ہے

یا عیسی انی متوفّیک و را فعک الیّ و جا عل الّذ ین اتّبعو ک فوق الّذ ین کفروا الی یو م القیا مۃ ثلّۃ من ا لاوّلین و ثلّۃ من ا لآخرین اے عیسے میں تجھے کامل اجر بخشوں گا، یا وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤ نگا یعنی رفع درجات کرونگا، یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤ نگا اور تیرے تابعین کو، ان پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشونگا، یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت اور برہان اور برکات کی رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھونگا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ عیسے کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے .

اب ناظرین داد انصاف دیں اور یہ کہیں کہ براہین کی اس عبارت میں مرزا کے مذکورہ دعاوی کا نام ونشان کہیں پایا جاتا ہے؟ نہیں تو پھر اس کی دروغگوئی میں کیا شک ہے؟

اگر مرزا یہ کہے کہ اس الہام صفحہ ۵۵۶ کی نسبت براہین احمدیہ میں تو میں نے یہ دعوی نہیں کیا تھا جو کشتی نوح میں کیا ہے، لیکن اب میں یہ دعوی کرتا ہوں اور اس الہام کے یہی معنی صحیح سمجھتا ہوں۔ براہین میں ان معنے کا بیان غلطی سے رہ گیا تھا، تو اس کے جواب میں کہا جاوے گا کہ اس صورت میں بھی مرزا کا یہ کہنا کہ براہین نکالو اور اس میں میرے بیس برس کے دعوی کو دیکھ لو، جھوٹ ہی ہوگا۔

اب رہے یہ تازہ معنے اور اس معنے کو یہ دعوی کہ اس الہام میں، میں عیسے بنایا گیا ہوں، تو اس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ ثبت العر ش ثم انقش (پہلے چھت بناؤ، پھر اس پر

نقش نگار کرو)۔ پہلے یہ تو ثابت کرلو کہ الہام صفحہ ۲۲۶ سے تمہارا مریم ہونا مراد ہے، پھر الہام صفحہ ۴۹۶ سے تمہارا حاملہ ہونا مراد ہے۔ پھر اس الہام صفحہ ۵۵۶ کی نسبت یہ دعویٰ کرو کہ اس میں میرے تولد کی خبر ہے اور تولد کے بعد مجھے عیسے بنایا گیا اور مجھے وعدے دیئے گئے جو اس الہام میں ہیں یعنی توفی، رفع، وغیرہ۔

اور جس حالت میں ہنوز الہامات مذکورہ سے نہ تمہارا مریم ہونا، نہ حاملہ ہونا، نہ عیسے بن کر تمہارا تولد ہونا، ثابت ہے تو اس الہام سے عیسے ہوکر مخاطب ہونا اور توفّی و رفع کا وعدہ دینا مثل مشہور کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے؟ پہلے آپ مریم بنیں، پھر حاملہ ہو لیں، پھر عیسے کو جنم دیں، اس کے بعد الہام سے مخاطب بن کر مرنے اور رفع کی بشارت لیں۔ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تو مرنا کیسا اور کس کا؟

اور اگر مرزا قادیانی یہ کہے کہ ان الہامات صفحہ ۴۲۶ وصفحہ ۴۹۶ کے معنی بیان کرنے میں بھی مجھ سے براہین احمدیہ میں غلطی ہوئی، وہ معنی میں نے اپنی عقل سے کئے تھے اور غلط تھے اور صحیح معنے یہی ہیں جو میں نے کشتی نوح میں خدا کی وحی سے کئے ہیں، اور یہی ترتیب الہامات مذکورہ صحیح ہے جو کشتی نوح میں بیان ہوئی ہے۔ تصنیف براہین کے وقت مجھے اس معنے اور ترتیب کی خدا نے خبر نہ دی تھی، چنانچہ کشتی نوح کی عبارت صفحہ ۴۷ میں یہ بات کہی گئی ہے۔ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس صورت میں تم پر وہ الزام قائم ہوگا جو تم نے اپنے دعاوی کے ثبوت میں براہین کا حوالہ دیا اور کہا تھا کہ براہین نکالو اور اس میں میرے بیس سال پہلے کے دعوے دیکھ لو، وہ تو جھوٹ نکلا۔ اس صورت میں تم کو براہین میں اپنے دعویٰ کی تصریح کا حوالہ مناسب نہ تھا بلکہ بجائے اس کے یوں کہنا چاہیے تھا کہ جن الہامات کے معنے میں اپنی عقل کی غلطی سے براہین میں کچھ اور بیان کر چکا ہوں، ان الہامات کے صحیح معنے اب بیان کرتا ہوں۔

اس الزام دروغگوئی کے علاوہ تمہارا یہ عذر اس وجہ سے بھی عدم قبول کے لائق ہے کہ تم نے ترتیب الہامات کی نسبت جو کہا ہے کہ یہ ترتیب مجھے پہلے سے معلوم نہ تھی، یہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ الہامات اگر وہ واقعی ہوں تو ان کی ترتیب، وجود ورود سے معلوم ہو جاتی ہے جو الہام پہلے ہوتا ہے وہ ترتیب میں پہلا کہلاتا ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ دوسرا، اور جو اس کے بعد ہو وہ تیسرا۔ وعلی ہذا القیاس۔ اور اس کے کوئی معنی نہیں کہ الہامات تو کسی کو یکے بعد دیگرے

ہوتے چلے جائیں اور ان کی ترتیب اس کو معلوم نہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی صادق کو وقتاً فوقتاً متعدد الہامات کرے اور ان کی ترتیب ان کی وجودی ترتیب کے برخلاف پیچھے کر بتا دے اور (مثلاً) یوں کہے کہ جو الہام میں نے پہلے کیا تھا اس کو دوسرا سمجھنا اور تیسرے کو پہلا قرار دینا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ مرزا کا یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ترتیب الہامات براہین احمدیہ سے اطلاع نہ دی تھی، کچھ معنے نہیں رکھتا۔ اور یہ یوں کہنے کے برابر ہے کہ وہ الہامات خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ و بناء علیہ ترتیب الہامات براہین احمدیہ (خواہ ان کو کوئی خدا کی طرف سے سمجھے، جیسا کہ مرزائی سمجھتے ہیں، خواہ شیطان کی طرف سے خیال کرے، جیسا کہ عام مسلمان خیال کرتے ہیں) وہی برقرار رہے گی جو ان کی ترتیب وجودی ہے جن کے مطابق ان الہامات کی براہین میں اشاعت ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ الہام براہین احمدیہ صفحہ ۴۴۶ (جس کو بشہادت الہام کتاب خانگی، مرزا کا بحالت حمل و دردزہ ہونا قرار دیا گیا تھا اور وہ حصہ سوم براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا تھا) اور الہام صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ جس میں نفخ روح کا بیان ہے، اس سے دو برس بعد ہوگا (جس کا مرزا، کشتی نوح میں خود اقراری ہو چکا ہے) اور اس ترتیب سے مرزا کا دعویٰ کشتی نوح درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ اس ترتیب سے حمل اور دردزہ پہلے ٹھہرتے ہیں اور نفخ روح پیچھے ہوتا ہے، جو نہ تو کچھ معنے رکھتا ہے اور نہ دعویٰ مرزا کے موافق ہے۔ اس سے مرزا کا یہ عذر کہ تالیف براہین احمدیہ کے وقت ان الہامات کے معنے اور ترتیب کا مجھے خدا نے علم نہ دیا تھا (باوجودیکہ وہ مرزا پر دروغگوئی کا الزام ثابت و قائم کرتا ہے) فضول اور نکما ہو گیا۔

☆ صفحہ ۴۷ کشتی نوح میں جو مرزا نے کہا ہے کہ

مسیح ابن مریم کے دنیا میں دوبارہ آنے کا عقیدہ، اعتقاد مسلمانوں کے مطابق سادگی سے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اس وقت تک براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آئے، مگر جب وقت آ گیا تو مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں، یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح کیا گیا تھا.

اس میں یہ بات ناظرین کے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ براہین احمدیہ کے

الہامات ایسے گول مول ہیں کہ اور کوئی تو ان کو کیا سمجھے گا، بیس بائیس برس تک مرزا نے خود ان کو نہیں سمجھا تھا، اور وہ ٹھیک طور پر اس مسخرے شاعر کے شعر کے مانند ہیں جس نے کہا تھا کہ شعر تو میں نے کہہ دیا مگر اس میں کوئی معنی ابھی میں نے نہیں ڈالے۔

اور اس قول کا باقی مضمون محض دروغ اور ڈھکوسلہ ہے۔ دوبارہ آمد مسیح کی نسبت عقیدہ مسلمانوں کا بیان، براہین احمدیہ میں سادگی سے نہیں ہوا بلکہ کمال حکمت عملی اور چالاکی سے ہوا تھا۔ اس وقت تک کسی شخص نے (مسلمانوں کی جماعت سے) مرزا کو مسیح موعود، نبی، رسول و امام نہ مانا تھا، اس لئے مسلمانوں کو پھنسانے کیلئے اس نے اس وقت مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا۔ اور چونکہ مسیح موعود کی تعریف کرنا اور ان کی آمد ثانی کا منتظر رہنا اس دعوی مثیل ہونے کا لازمہ تھا، اس وجہ سے وہ اسلامی عقیدہ مرزا نے بیان کیا اور اس میں حضرت مسیح کی فضیلت ظاہر کر کے اپنا مثیل مسیح اور ان کا ظلّ اور طفیلی ہونا بیان کیا۔ پھر جب چند لوگوں نے مرزا کو مثل مسیح مان لیا تو اس نے مثلیّت اور ظلیّت کو اڑا کر مسیح کو برا کہنا شروع کر دیا اور ان سے عہدہ مسیح موعود کا چھین کر خود سنبھال لیا اور خود اصلی مسیح بن بیٹھا۔

یہ اس کی اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوی و دلائل کشتی نوح پر بحث ہے جس سے اس کی بہت سی دروغ گوئیاں ثابت ہوئیں۔ اب ایک مثال اس کے دعوی تائید آسمانی کی پیش کی جاتی ہے جس سے ایک اور دروغ گوئی ثابت ہو۔

قضية الكرسی

مولانا بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ کشتی نوح میں اس مقدمہ خون کا حال، جو عیسائیوں نے اس پر دائر کیا تھا، ذکر کر کے مرزا قادیانی صفحہ ۵۱ و ۵۲ میں کہتا ہے

مسیح بن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا، مجھے کرسی دی۔ اور جب مولوی محمد حسین نے، جو گواہی کیلئے آیا تھا، مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کیلئے میری نسبت اس کی آنکھ شوق رکھتی تھی، اس ذلت کو اس نے نہ دیکھا، تب مساواۃ کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی

اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہش مند ہوا، مگر اس پیلاطوس نے اسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ۔

مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دروغ گوئی بھی کمال بے حیائی اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے مرزا اور اس کے اتباع اس کو ۱۸۹۷ء سے شائع و مشتہر کر رہے ہیں اور باوجودیکہ اس کا جواب پہلی دفعہ کے اشتہار پر اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ کے صفحہ ۲۸۰ سے ۲۸۴ تک ایسا دیا گیا تھا کہ اگر کوئی ان میں سے خوف آخرت یا شرم دنیا رکھتا تو پھر اس قصہ کرسی کا نام نہ لیتا، مگر یہ حضرات ایسے باشرم اور صاحب حیا ہیں کہ اس کا ذکر مسلسل میں کئے جاتے ہیں ۔ اور اب کشتی نوح میں مرزا قادیانی نے میرے والد ماجد کی (جو اہل دنیا اور اہل دین دونوں جماعتوں میں معزز اور مسلّم بزرگ تھے) توہین کی ہے اور مجسٹریٹ گورداسپورہ سے یہ غلط بات نقل کی کہ اس نے خاکسار محمد حسین کو کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ۔ لہذا حمیت وحمایت پدری نے مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ ایک دفعہ پھر اس قادیانی کا دروغ پبلک پر ظاہر کروں ۔

پس پہلے تو میں خدا تعالی کے حضور، جو منتقم حقیقی ہے، اس کے جھوٹ اور افتراء کو پیش کر کے دعا مانگتا ہوں کہ اے باری تعالی تو اس بات میں جھوٹ بولنے والے پر ہزار لعنت کر۔ اور اس جھوٹ کی سزا میں اس کو دنیا میں بھی ذلیل وخوار کر۔ آمین ثم آمین ۔ و یرحم اللہ عبداً قال آمینا ۔ پھر میں ناظرین پر اس دروغ گوئی کے ثبوت میں سرکاری تحریر کی شہادت پیش کرتا ہوں جس سے ہر شخص کو یقین ہوگا کہ کپتان ڈگلس مجسٹریٹ نے ہرگز وہ بات نہیں کہی جو مرزا نے ان سے نقل کی ہے ۔

میرے والد ماجد شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ سکھوں کی عمل داری میں بھی معزز عہدوں پر مامور رہے، انگریزی عمل داری میں وہ تحصیل دار وغیرہ رہ چکے ہیں ۔ ایسے عہدہ دار کی نسبت کوئی حاکم باخبر کب کہہ سکتا ہے کہ اس کو کبھی کرسی نہیں ملی ۔ ۱۸۷۷ء میں بمقام امرتسر قیصری دربار ہوا، تو شیخ صاحب مرحوم اس میں مدعو ہوئے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جو دربار میں مدعو ہوتے ہیں ان کو کرسی ملتی ہے ۔ ذیل میں ہم وہ اعلان نقل کرتے ہیں جو ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی طرف سے شیخ صاحب مرحوم کے نام پہنچا تھا:۔

از دفتر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

جلسہ بتقریب اختیار کرنے القاب قیصر ہند جنابہ ملکہ معظمّہ

اعلان بنام شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ

ایک جلسہ بمقام امرتسر بروز عام اعلان اختیار کرنے القاب قیصر ہند جنابہ ملکہ معظّمہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ہوگا، اس اطلاع کی رو سے لکھا جاتا ہے کہ واسطے شمول جلسہ مذکور کے بمقام امرتسر آؤ۔ ۳۱ دسمبر ۱۸۷۶ء و یکم جنوری ۱۸۷۷ء کے واسطے مکان رہائش اور کھانا من جانب سرکار والا، معرفت ڈپٹی کمشنر امرت سر ملے گا۔

المرقوم ۲۱ دسمبر ۱۸۷۶ء مقام گورداسپور

اور میں اپنا حال کیا کہوں؟ صفحہ ۲۸۲ جلد ۱۸، اشاعۃ السنہ میں لکھ چکا ہوں۔ تاہم صرف مرزا کا جھوٹ ظاہر کرنے کی غرض سے (نہ اپنی بڑائی بیان کی نیت سے)، صرف اس قدر کہتا ہوں کہ باوجودیکہ میں ایک گوشہ نشین خادم دین ہوں، جب کبھی قومی ضرورتوں کیلئے وائسراؤں، کمانڈران چیف، لفٹینٹ گورنروں، اور ان کے سکرٹریوں اور صاحبان فنانشل کمشنرز، کمشنرز، ڈپٹی کمشنرز کے گھروں پر ان کی ملاقات کیلئے گیا ہوں، یا درباروں میں شامل ہوا ہوں، تو انہوں نے میری عزت کی اور مجھے کرسی دی ہے۔ سب سے آخری دربار کارونوشن (دربار تاج پوشی) دہلی میں وائسرائے کی طرف سے مدعو ہوا تھا اور یہ امر دیسی اخباروں (وطن وغیرہ) میں مشتہر ہو چکا ہے۔ اس شمولیت دربار کا اعزازی تمغہ بھی خاکسار کو حکومت کی طرف سے عطا ہوا ہے جیسا کہ ایک اور رئیس بٹالہ میاں غلام فرید خان بہادر کو عطا ہوا ہے۔ اگر کبھی خاکسار کو مرزا کے مقابلہ میں کسی عدالت میں پہنچنے کا اتفاق ہوا تو میں اس تمغے سے مرزا کو برسر عدالت شرمندہ کرونگا۔ شائد اسی تمغہ کو دیکھ کر مرزا کی زبان وقلم جھوٹے قصہ کرسی سے بند ہو۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ تحریر وائسرائے (گورنر جنرل) کو جو خاکسار کے نام دعوت دربار کے متعلق پہنچی تھی، نقل کروں۔ مرزا اب بھی کسی تحریر میں اس قصہ کرسی کو نقل کرے گا تو پھر اس تحریر کو نقل کروں گا۔

(مولانا اس مقام پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا کے مقدمہ خون میں، میں سرکاری گواہ تھا، میں نے عدالت کے عام دستور کے مطابق کھڑے ہو کر شہادت دی تو اس سے مرزا نے جھوٹا قصہ کرسی بنا لیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کا صلہ و معاوضہ اس کو بہت جلد ایک مقدمہ ملتان کی شہادت میں دے دیا ہے۔ اور اس پر

یہ بیت سچا کر دکھایا

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را وچنداں اماں ندارد کہ شب راسحر کند

اور اگست سن حال (۱۹۰۳ء) میں اس معاوضہ پر اور یہ اضافہ ہوا کہ مقدمہ مولوی کرم الدین صاحب ساکن بھین میں ایک ہندو مجسٹریٹ گورداسپورہ کی عدالت میں جس میں بہت سے حکام ضلع و دیگر شرفاء کرسیوں پر بیٹھے رہے، شہادت کیلئے پیغمبر قادیان کو پانچ گھنٹہ کامل کھڑا رہنا پڑا جس سے اس کا منہ سوکھتا تھا اور پل بہ پل اس کو برف ملا کر دودھ پلایا جاتا تھا۔محمد حسین۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے والد بڑے مقدمہ باز تھے اور بقول مرزا صاحب انہوں نے ہزاروں روپۓ مقدمات کی نذر کئے تھے۔ سیالکوٹ کی ضلع کچہری میں ۴ سال کی ملازمت اور مختار کاری کے امتحان میں فیل ہوکر جب وہ گھر آئے تو والد نے انہیں مقدمہ بازی میں لگا دیا اور یوں انہوں نے بقول خود اپنی عمر کے کئی سال ضائع کئے۔۱۸۸۰ء کے گردو پیش انہوں نے خود کو مناظر اسلام کے طور پر اجاگر کرنے کی کوشش کی اور دینی حلقوں میں متعارف ہوئے۔ پھر انہوں نے پیر طریقت کا روپ دھارا ۔پھر مسیح و مہدی اور نبی کا۔لیکن مقدمہ بازی کا مشغلہ جو والد کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا، تاعمر جاری رہا۔ بٹالہ، گورداسپور، امرتسر، لاہور، جہلم، ملتان وغیرہ مقامات پر چھوٹی بڑی عدالتوں میں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے پیش ہوتے رہے۔ ایک مقدمہ کی کاروائی بیان کرتے ہوئے انہوں نے کرسی کو اپنی صداقت کی آیت بنایا۔اور پورے ملک میں شور مچایا کہ دیکھو مجھے پشتینی رئیس اور درباری کرسی نشین تسلیم کر کے مجسٹریٹ نے عدالت میں کرسی پیش کر کے میری عزت افزائی کی ۔ اور محمد حسین بٹالوی کو گھڑا کر کے اس کی شہادت لی گئی۔ یہ میری بزرگی اور سچائی کی دلیل ہے۔ وغیرہ۔

ہم ذیل میں چند مقدمات کی کاروائی سے چند روزنامچے، مضامین وغیرہ نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اپنے جاہ وجلال، خدم وحشم، حکام رسی، اور چاپلوسی کے باوجود عدالتوں میں کیسے سلوک سے واسطہ پڑتا تھا۔

اخبار وطن بحوالہ سراج الاخبار لکھتا ہے کہ

اگست (۱۹۰۳ء) میں عدالت رائے چندولال مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور میں کئی مقدمات یکے بعد دیگرے پیش ہوئے ۔ ۱۳۔اگست کو حکیم فضل دین بنام مولوی کرم الدین کا مقدمہ سرقہ کتاب نزول مسیح پیش ہوا ...اور یکم ستمبر آئندہ مقرر ہوئی ۔ ۱۵۔ اگست کو ازالہ حیثیت عرفی والہ مقدمہ شیخ یعقوب علی اڈیٹر الحکم بنام مولوی کرم الدین اور اڈیٹر سراج الاخبار پیش ہوا۔آئندہ تاریخ ۲۴ ستمبر مقرر

ہوئی۔ ۱۸۔اگست کو مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی مولوی کرم الدین بنام مرزا غلام احمد پیش ہوا۔ جس میں مرزا کے وکیل نے درخواست کی کہ مرزا کو حاضری عدالت سے معاف رکھا جائے مگر عدالت نے منظور نہ کیا اور حکم دیا کہ مرزا صاحب سے حاضری عدالت کے لئے مچلکہ لیا جاوے۔ چنانچہ اسی وقت مچلکہ داخل کر دیا گیا۔ اور آئندہ پیشی ۲۳ ستمبر مقرر ہوئی۔ ۱۹۔اگست کو چوتھا مقدمہ پیش ہوا جو حکیم فضل دین نے مولوی کرم الدین پر دائر کیا ہے۔ یہ اجلاس عدالت نے کمرہ عدالت سے باہر شامیانہ لگا کر کیا تھا اور علاوہ فرش دریوں کے بہت سی زائد کرسیاں اور بنچیں رکھوا دی گئی تھیں۔ جن پر عدالت کی کاروائی دیکھنے کے لئے علاوہ مرزا محمد ظفر اللہ خان، و رائے لبھو رام مجسٹریٹان درجہ اول ضلع و نیاز علی اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس و مولوی محمد اشرف ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس و رائے سوبھا رام سول سرجن و بابو برکت علی اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ، ضلع کے اکثر وکلاء اور معزز اہل کاران گورداسپور نشست فرماتے تھے۔ اور عوام الناس کا تو کچھ شمار نہ تھا۔ انتظام کے لئے ایک گارڈ پولیس مع ہتھکڑیوں اور سارجنٹ کے موجود تھی۔

پہلے گواہان استغاثہ پر من جانب وکلاء مولوی کرم دین کچھ جرح کی گئی۔ پھر مرزا صاحب کا، جو بطور گواہ ملزم طلب ہوئے تھے، بیان ہوا جو ۱۱ بجے سے شروع ہو کر ۴ بجے ختم ہوا۔ مرزا صاحب کا سارا بیان عام گواہوں کی طرح اجلاس میں کھڑا کر کے لیا گیا۔ اس عرصہ میں مرزا صاحب تھوڑی دیر کے بعد دودھ میں برف ملا کر نوش جان فرماتے رہے۔ باقی گواہوں کے لئے ۲۔اکتوبر ۱۹۰۳ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ (شحنہ ہند ضمیمہ۔ یکم ستمبر ۱۹۰۳ء۔ ص ۵)

☆ ۱۲۔۱۳۔۱۴ اور ۱۶ نومبر ۱۹۰۳ء کو مرزا صاحب قادیانی کا مقدمہ ہوا۔ پہلے روز مستغیث مولوی کرم الدین جہلمی نے اپنا تتمہ بیان دیا کہ میری نسبت مرزا نے کذاب اور لئیم اور بہتان عظیم کے الفاظ کہے ہیں جن سے میری سخت حقارت (ہتک عزت) ہوئی۔ یہ دعوی کتاب مواہب الرحمٰن پر ہے جو مرزا صاحب پر تو بطور مصنف ہے اور حکیم فضل الدین پر بحیثیت مالک یا مہتمم مطبع قادیان کے۔

پیادے کے آواز دینے پر کہ ، مرزا غلام احمد حاضر ہے؟ مرزا جی حاضر عدالت ہو گئے...

پہلا گواہ مستغیث نے بابو (مولوی) محمد علی ایم اے مرزا کے اڈیٹر کو گذارا...

. تیسرے گواہ مولوی فاضل ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری گذرے۔ جن کی گواہی پر مرزا صاحب اور مرزائی جماعت کو خاص نظر تھی۔ آپ نے مستغیث کی عالمانہ حیثیت کی گواہی دینے کے علاوہ الفاظ استغاثہ کی تشریح کی۔ خاص کر لئیم کے معنی کو واضح کر کے بتایا کہ اس کے معنی ایک اخلاقی کمینہ کے ہیں جو شامل برائیوں کو شامل ہے۔ پھر عربی کا ایک شعر بھی سنایا۔ نیز مرزا جی کی اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر دکھایا

کہ یہی لفظ انہوں نے خود فرعون کی نسبت لکھا ہے جو مسلمانوں کے علاوہ تمام دینا میں ذلیل وخوار ہے.

۱۶ نومبر کو جبکہ مقدمہ پیش تھا۔ مرزا صاحب بیمار ہو گئے تو وکیل نے عذر کیا کہ مرزا صاحب کو عدالت کے کمرے سے باہر ٹھہرنے کی اجازت ہو۔ جس پر حکم ہوا کہ باہر کچہری کے حلقے میں حاضر رہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب لحاف لے کر پڑے رہے۔

مارے مارے پھرتے ہیں۔ وکیلوں اور اہل کاروں کے سامنے ماتھا گھستے ہیں ناک اور ایڑیاں رگڑتے ہیں۔ عدالت بھی جنتری میں سے آپ کے بل نکال رہی ہے۔ عدالت کو آپ کے خدائی دعوی اچھی طرح معلوم ہیں اب ہر فرعونے راموسی کا کرشمہ نظر آرہا ہے۔...

مرزا جی کا حال اس وقت قابل دید ہوتا جب پیشی کے وقت چپراسی آواز دیتا ہے کہ گلام احمد کادیانی حاجر۔ اور مرزا جی کو سن کر دہڑکن پیدا ہوتی ہے۔ بھاگم بھاگ لسٹم پسٹم جاتے ہیں تو ندڈھیلی ہوجاتی ہے۔ ازار بند کسنا پڑتا ہے۔ سانس پھول جاتی ہے اور پھر ملزموں کے کٹہرے میں پہونچ کر کمان کی طرح دوہرے ہو کر سر جھکا کر ایٹرن بن کر عدالت کو دوہتھا سلام اور زمین دوز مجرے بجالاتے ہیں۔ اور عدالت بھی جواب میں ایک مکھی اڑادیتی ہے۔

یہ کیا ہے؟ وہی توہین انبیاء واولیاء وکبراء وعلماء ومشائخ کا ادبار ہے (شحنہ ہند ضمیمہ یکم دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴ تا ۶)

قاسم علی خان ہیڈ کلرک محکمہ نہر، مرزا صاحب کو توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

. اب شمار کر لو کتنی ذلتیں ایک ہی جون میں بھوگنی پڑیں اور ابھی تو پہلا ہی پیالہ ہے کیونکہ مرزا جی کا خود قول ہے کہ اسی دنیا میں بہشت اور دوزخ شروع ہوجاتی ہے۔

۱۔ مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں فرد جرم لگ گئی۔ گئے تھے روزے بخشوانے نماز گلے پڑی، جس کا نتیجہ نہیں معلوم کیا ہوگا؟ ...۲۔ دس بجے سے لے کر برابر پانچ بجے شام تک بلا وقفہ عدالت میں کھڑے رہنا اور سیروں دودھ اور برف کھڑے کھڑے اوڑا جانا۔ جو شخص مرض ذیابیطس میں مبتلا ہو وہ سیروں دودھ اوڑا جائے پھر دس بجے سے پانچ بجے شام تک یعنی سات گھنٹہ تک برابر کھڑا رہے اور بول کی بھی حاجت نہ ہو۔...اگر ذیابیطس نہ ہوتا تو شاید دہڑیوں اور منیوں دودھ اور برف اڑا جاتے۔..

۳۔ گورنمنٹ پر بصد منت یہ ثابت کرنا کہ میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور آپ کی خدمات عرصہ تیس سال سے کر رہا ہوں جن کو سوائے گورنمنٹ کے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اسی پالیسی کے اصول پر عیسی روح اللہ کو گالیاں دیتا ہوں اور اسلام بھی بگھارتا ہوں تا کہ مسلمان بدظن نہ ہوجاویں مگر اس خفیہ خیر خواہی کا بظاہر تو کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا (شحنہ ہند ضمیمہ ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۴ء)

.اخبار اہل حدیث امرتسر کا نامہ نگار لکھتا ہے ۔

خوش قسمتی سے خاکسار ۱۵۔اگست کو گورداسپور پہنچا اور زہے قسمت عدالت کے کمرے میں بینچ پر بیٹھ کر مرزا صاحب کی زیارت سے بہرہ ور ہوا۔

مرزا صاحب بحثیت ملزم ایک خاص ممتاز جگہ کھڑے تھے اور ان کے مقابل ان کے حریف مستغیث۔ اتنے میں تیسرے حریف مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری بلائے گئے ۔مولوی صاحب موصوف پر مکرر جرح، جو بعد فرد جرم لگنے کے ملزم کا حق ہوتا ہے، باقی تھی، اسلئے حاکم (عدالت) نے ان کو پہلی دفعہ کہا تھا کہ ایک دفعہ آپ کو پھر آنا ہوگا ۔ چنانچہ ۱۵۔اگست کو مولوی صاحب بذریعہ سمن حاضر عدالت ہوئے۔

حاکم نے خوش اخلاقی سے پوچھا کہ آپ کتنے دن کا ارادہ کر کے آئے ہیں ۔مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے جواب دیا کہ جب آپ اجازت دیں گے، جاؤں گا ۔ یہ کہہ کر یہ لطیفہ کہا کہ میرا آنا تو آپ کی پیشگوئی تھی جو سچی ہوگئی ۔اگر بیٹے کی پیش گوئی ہوتی تو پوری نہ ہوتی ۔

اس پر خواجہ کمال الدین وکیل نے فریاد کی کہ حضور دیکھئے عدالت میں کھڑا ہو کر ہم پر طنز کرتا ہے ۔ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے۔ ہم پر ذاتی حملہ کرتا ہے ۔ خواجہ صاحب نے یہ سمجھا کہ مولوی صاحب نے مرزا جی کی ولادت فرزند کی پیش گوئی کی طرف اشارہ کیا ہے جو آخر کار بیٹی سے بدل گئی ۔ جب وکیل صاحب نہایت جھلائے تو عدالت نے کمال انصاف مگر بڑی سختی کے ساتھ ڈانٹ بتلائی کہ انہوں نے میرے سوال کا جواب دیا ہے تمہیں اس سے کیا؟ نہ تمہارا نام لیا نہ تمہارا ذکر کیا۔

(شحنہ ہند میرٹھ۔ضمیمہ یکم ستمبر۱۹۰۴ء ص ا۔۲)

☆ آخر اس عظیم الشان جنگ میں جو مرزائی جماعت کی طرف سے عرصہ دو سال سے گورداسپور میں ہو رہا تھا، مرزائیوں کو خوب شکست ہوئی ۔ یعنی مسیح قادیانی اور اس کا حواری حکیم فضل دین ۸۔اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سزایاب ہو گئے ۔ اس روز خلقت خدا بیحد جمع ہوگئی تھی اور سب لوگ پیغمبری کے مدعی کا حشر دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ مرزا نے بذریعہ متواتر الہامات اپنی فتح وظفر کے الہام ظاہر کر رکھے تھے اور مریدوں کو اپنی بریت کا یقین دلا رکھا تھا ۔ ۳ بجے کے بعد اردلی نے زور سے پکارا۔ مولوی کرم دین اور مرجا گلام احمد وگیرا حاجر۔ (پھر) عدالت نے حکم سنایا کہ تم پر جرم ثابت ہے اور تمہارا جسٹی فی کیشن بہت غلط ہے۔ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی تم کو سزا دی گئی ہے اور اگر جرمانہ ادا نہ کرو گے تو چھ ماہ قید رہو گے اور فضل دین کو حکم سنایا کہ دو سو روپیہ اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ پانچ ماہ قید ۔مرزا جی افتاں و خیزاں کمرہ عدالت میں مع اپنے چیلے فضل دین کے پہنچے ۔رنگ فق تھا۔ اسی وقت جرمانہ وصول کیا گیا

اور مرزا جی اپنا سامنہ لے کر کمرہ سے باہر نکلے۔.... مجسٹریٹ نے ۴۸ صفحہ کا فیصلہ انگریزی میں لکھا اور فیصلہ میں لکھ دیا ہے کہ مرزا اس جرم کا عادی ہے پہلے بھی اس کو مسٹر ڈوئی صاحب اور مسٹر ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنروں نے ہدایت کی تھی کہ باز آوے، لیکن باز نہیں آیا اور یہ اس قابل ہے کہ اس کو سزائے قید دی جائے کیونکہ بجز اس کے انسداد جرم ہو نہیں ہوسکتا لیکن محض ضعیف العمری پر رحم کر کے اس سے نرم سلوک کیا جاتا ہے (شحنہ ہند میرٹھ۔ضمیمہ ۱۶۔اکتوبر ۱۹۰۴ء ص ۱)

☆ مولانا احمد حسن شوکت ایک مقدمہ کے بارے میں لکھتے ہیں

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں مرزا تقریباً دو سال کش مکش میں مبتلا رہے۔ نہ دن کو آرام نہ رات کو نیند۔ تصانیف بند، الہامات منقطع۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس میں روزمرہ آپ کو متواتر (پیشی کے دنوں میں) چھ چھ گھنٹے پاؤں پر کھڑا رہنا پڑا۔ اور یہ وہ مقدمہ ہے جس کے غم وخوف سے اثناء تحقیقات میں مرزا جی پر طرح طرح کی بیماریوں نے سخت حملے کئے اور مختلف پیشیوں پر ناگہانی غشی سکتہ وغیرہ طاری ہوتے رہے۔ ہاں یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ نے شدت پیاس سے گھبرا کر پانی کا مطالبہ کیا تھا، لیکن نصیب نہ ہوا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس نے مرزا جی کو اپنے دار النعیم (قادیان) سے معہ زن وفرزند نکالا دے کر گورداسپور میں رولایا۔ آپ کے حریف بے نظیر پہلوان بے مثل فاضل مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح کا نقارہ دنیا میں بج گیا اور دنیا قائل ہوگئی کہ اتنی بڑی جماعت کا تنہا مقابلہ کرنا اور آخر مخالف کو زک دینا شیر دل آدمی کا کام ہے۔ (شحنہ ہند میرٹھ۔ضمیمہ ۱۶۔اکتوبر ۱۹۰۴ء۔ص ۲)

☆ مرزا محمود احمد قادیانی بتاتے ہیں:۔

مسیح موعود پر ۱۹۰۲ء میں مخالفین کی طرف سے ایک کیس چلایا گیا اور جس مجسٹریٹ کے سامنے یہ کیس پیش تھا وہ آریہ تھا۔ اسے لاہور سے بلا کر آریہ لیڈروں نے قسم دلائی کہ اس مقدمہ میں مرزا صاحب سے پنڈت لیکھرام کا بدلہ ضرور لینا ہے اور اس نے اپنے لیڈروں کے سامنے ایسا کرنے کا وعدہ کرلیا۔خواجہ کمال الدین کو رپورٹ پہنچی کہ اس اس طرح مجسٹریٹ کو قسم کھلائی گئی ہے (کیا ثبوت ہے؟ بہا)۔ حضرت مسیح موعود مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف رکھتے تھے۔خواجہ کمال الدین نے آپ سے کہا کہ کسی نہ کسی طرح اس مقدمہ میں صلح کر لی جائے کیونکہ یہ بات پکی ہے کہ مجسٹریٹ کو لاہور بلا کر اس سے یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ ضرور سزا دے... مسیح موعود نے فرمایا خواجہ صاحب اللہ کے شیر پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان بات ہے؟ میں خدا کا شیر ہوں وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے .... وہ مجسٹریٹ حضرت مسیح موعود کو اس قدر تنگ کیا کرتا تھا کہ مقدمہ کے دوران سارا وقت آپ کو کھڑا رکھتا اگر پانی پینے

کی ضرورت محسوس ہوتی تو پینے کی اجازت نہ دیتا۔ (کیا خدا کے شیر ایسے ہوتے ہیں کہ پانی پینے کے لئے بھی انہیں اجازت لینے کی ضرورت ہو؟ اور اجازت نہ ملے تو وہ پانی بھی نہ پی سکیں؟ بہاء) ایک دفعہ خواجہ صاحب نے پانی پینے کی اجازت بھی مانگی مگر اس نے اجازت نہ دی.... دوسرے مجسٹریٹ نے بظاہر آپ کو مقدمہ میں کوئی تکلیف نہیں دی تھی لیکن آخر میں آپ کو جرمانہ کی سزا دی۔

(خطبہ عید۔ پارک ہاؤس کوئٹہ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۴۹ء، الفضل ربوہ ۸۔ اپریل ۱۹۵۹ء)

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اب کشتی نوح کی ایک اور دھوکہ دہی ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کتاب کے آخری صفحہ میں بقلم جلی لکھا ہے۔

چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کیلئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا، جس میں ہمارا حصہ ہے، اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ دیدیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جز و ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے کیونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوش خبری کے رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی نوح کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا، اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے، خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق و رازق ہے، اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے، کوشش کرنی چاہیے۔ میں نے دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے، نہ عورت کی، اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ والسّلام علی من اتّبع الھدی۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

مولا بٹالوی لکھتے ہیں کہ یہ درخواست روپئہ کمانے کیلئے فریب پر مبنی ہے جس پر تین دلائل مفصّلہ ذیل شاہد ناطق ہیں۔

☆ **دلیل اول ۔ مرزا نے اپنے مریدوں کی تعداد صفحہ ۸۷ رسالہ مواہب الرحمٰن میں ایک لاکھ سے زائد بتائی ہے، اور اس کے صفحہ ۱۰۴ میں دو لاکھ کے قریب بتائی ہے۔ اور ان سبھی کو بلا استثنا اس گھر میں آنیکی دعوت کی ہے، اور طاعون سے نجات کی بشارت دی ہے ۔ پس اگر مرزا کی دعوت اس کے مریدوں نے قبول کی تو اس گھر میں جو دو ہزار روپیہ میں تیار ہوگا (منجملہ دو لاکھ) دو ہزار آدمی کی بھی گنجائش نہ ہوگی ۔ پھر اس گھر میں دو لاکھ آدمیوں کو آنے کی دعوت (دو ہزار روپیہ مارنے کیلئے) ایک حیلہ سازی نہیں تو اور کیا ہے؟**

(مرزا قادیانی کی زندگی میں مرزائیوں کی تعداد سے متعلق جناب امام الدین لاہوری کی ایک محققانہ تحریر حسب ذیل ہے ۔لکھا ہے

پیسہ اخبار لاہور سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے بتقریب دربار تاجپوشی جناب لارڈ کرزن وائسرائے ہند کی خدمت میں تعطیل جمعہ کے بارہ میں میموریل بھیجا ہے جس میں اپنے پیرؤوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ لکھی ہے ۔ اور مرزائی اخبار البدر کی اشاعت کی نسبت جو اشتہارات بازاروں میں چسپاں دیکھے گئے ان میں بھی ایک لاکھ سے زیادہ تعداد لکھی گئی ہے۔ مگر دربار کے ایک ماہ بعد مرزائی اخبار الحکم مطبوعہ ۷ مارچ ۱۹۰۳ء میں ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ تعداد لکھی ہے ۔

مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۱ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۱۴ھ میں اپنے پیرؤوں کی تعداد معہ جائے سکونت کل ۳۱۳ لکھی ۔ پھر اس تحریر کے گیارہ روز بعد جب مولوی غلام دستگیر قصوری سے تاب مقابلہ نہ لاکر قادیان سے باہر نہ نکلے اور مباہلہ سے پہلو تہی کی تو ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں یہ تعداد آٹھ ہزار لکھ دی۔..قلم تو ان کے ہاتھ میں تھا اب اگر ڈیڑھ لاکھ لکھی دی تو کیا تعجب؟ حالانکہ ۸ ہزار کی تعداد بھی غلط ہے کیونکہ خود الحکم مطبوعہ ۷ فروری ۱۹۰۳ء میں لکھا ہے کہ

گزشتہ تین سال میں اس فرقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے ۔ ۱۸۹۸ء میں اس کی تعداد صرف چند سو تک تھی مگر آج اس کا شمار ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے .

منشی تاج الدین تحصیلدار بٹالہ نے اپنی رپورٹ انکم ٹیکس میں آپ کے پیروان کی تعداد ۳۱ ۔ اگست ۱۸۹۸ء میں ۳۱۸ لکھی ہے ۔ دیکھو مرزا کا رسالہ ضرورۃ الامام صفحہ ۴۳ جس کی بعینہ عبارت یہ ہے :-

..اس نے (یعنی مرزا نے) چند مذہبی کتابیں شائع کیں ۔ رسالہ جات لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اشتہارات کیا چنانچہ اس کل کاروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گروہ جن کی فہرست (بحروف انگریزی) منسلک ہے اس (مرزا) کو اپنا سرگروہ ماننے لگا اور ایک علیحدہ فرقہ

قائم ہو گیا۔ حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸۔ آدمی ہیں۔

مزید حالات کیلئے دیکھو مثل مقدمہ عذر داری انکم ٹیکس مسمی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضی ذات مغل سکنہ قادیان تحصیل بٹالہ مرجوعہ ۲۰ جون ۱۸۹۸ء منفصلہ ۷ استمبر ۱۸۹۸ء نمبر مقدمہ ۵۵/۴۶

پس جب تحصیل دار بٹالہ کی رپورٹ کے مطابق ۳۱۔ اگست ۱۸۹۸ء تک پیروان کی تعداد فقط ۳۱۸ ہو تو کس طرح ممکن ہے کہ حسب اشتہار ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ء تک آٹھ ہزار ہو جائے۔ حالانکہ خود مرزا صاحب کے نزدیک جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی لعنتی کام نہیں۔ دیکھو الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۳ء۔

اسی طرح ایک عرصہ کے بعد اپنے پیروان سے ایک اشتہار بنام درخواست دلوایا جس میں تیس ہزار کی تعداد لکھ دی۔ دیکھو مریدوں کی درخواست مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۰ء۔ حالانکہ درخواست پر مختلف جگہوں کے رہنے والوں کے کل ۱۵۰ دستخط ہیں اور بس۔

۲۷ جون ۱۹۰۰ء میں اگر آپ کے پیروان کی تعداد تیس ہزار ہوئی جیسا کہ اشتہار (درخواست) میں درج ہے.... پھر الحکم مطبوعہ ۱۰ استمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵ میں مریدوں کی تعداد ستر ہزار ظاہر کی گئی اور پھر الحکم ۷ فروری ۱۹۰۳ء میں ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ۔ کیا یہ ممکن ہے کہ دس ستمبر ۱۹۰۲ء تک تو ستّر ہزار ہوں اور ۷ فروری ۱۹۰۳ء تک ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ یعنی پانچ ماہ میں اسّی ہزار بڑھ جائیں۔

سول اینڈ ملٹری گزٹ (جس کی وقعت اور عظمت مرزا صاحب کے نزدیک بھی مسلّم ہے دیکھو انجام آتھم کا حاشیہ صفحہ ۵۵۔ اور اشتہار بہ عنوان لیکھ رام کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء ص ۵) پچھلی مردم شماری کی رو سے جو ۱۹۰۱ء میں ہوئی ہے، مرزا صاحب کے پیرؤوں کی تعداد صرف ایک ہزار لکھتا ہے۔ دیکھو سول ملٹری گزٹ ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء۔ اور اسی روز کے اخبار میں یہ بھی لکھا ہے کہ عرصہ بیس برس سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے پرائیویٹ مطبع سے جو قادیان میں ہے اپنے اصول پھیلانیکے لئے کہ وہ مسیح اور مہدی ہے، اشتہارات چھپوا کر شائع کرتا ہے۔

یہ وہ اخبار ہے جس کا مرزا صاحب نے جلسہ مذاہب کی تقریر پر اپنی صداقت کیلئے حوالہ دیا ہے ہم اس گزٹ سے بالکل متفق ہیں کیونکہ مرزا صاحب بذات خود اپنے اشتہار بہ عنوان پیر مہر شاہ صاحب کے توجہ دلانے کے لئے آخری حیلہ کے صفحہ ۳ مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۰۰ء میں لکھتے ہیں

اور یاد رہے کہ لاہور میں میرے ساتھ تعلق رکھنے والے پندرہ یا بیس آدمی سے زیادہ نہیں۔

پس مرزا صاحب کی اس تحریر کے مطابق معلوم ہوا کہ آپ کے پیرؤوں کی تعداد ایسے بڑے شہر لاہور میں صرف پندہ بیس ہے۔ اگر اسی تناسب سے ہندوستان کے بڑے بڑے سو شہر لاہور کی مانند فرض

کیئے جائیں اور پندرہ مرید فی شہر بحساب اوسط شمار کیئے جاویں تو یہ تعداد سول ملٹری گزٹ، مردم شماری کی رو سے عین درست نکلتی ہے.... یہ بھی یاد رہے کہ مرزا کے پیروان کی تعداد جو اخبار سول نے ایک ہزار سے اوپر لکھی ہے ان میں سے اب تک بہت سے لقمہ طاعون ہو چکے ہیں اور بہت سے بیعت کو تبرّا کہہ کراز سرنو اسلام قبول کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ بذریعہ ضمیمہ شحنہ ہند اب تک جاری ہے۔ دیکھو.. رسالہ فتح قادیان مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۔ اور اس معاملے میں مولوی نور محمد ساکن لکھوکے کا اشتہار بھی دیکھنے کے قابل ہے جن کے ہاتھ پر خود مرزا کے پیروان ساکن قادیان نے توبہ کی ...جو شخص گورنمنٹ تک کو مغالطہ دینے سے نہیں چوکتا، وہ پبلک کو کیوں مغالطہ نہ دے۔ چنانچہ مرزا صاحب اخبار عام مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۳ء میں لکھتے ہیں کہ جہلم میں آپ کے دیکھنے کو تیس ہزار یا چونتیس ہزار کے قریب لوگ آئے ہوں گے۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ جب لاہور سے میرا گذر ہوا تو میں نے صدہا لوگ ہر سٹیشن پر جمع پائے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ جہلم کے سٹیشن پر پہنچنے سے پہلے چالیس ہزار کے قریب لوگ میرے راہ گذر سٹیشنوں پر جمع ہوئے ہوں گے۔

مرزا صاحب کا یہ سفید جھوٹ روسیاہی کیلئے کافی ہے کیونکہ جب جہلم کی آبادی ہی اتنی نہیں تو اس قدر آدمی کہاں سے آئے؟ پھر ہر سٹیشن پر صدہا آدمی؟ آپ کو چاہیے کہ مرد میدان بنیں، ہم اور آپ ایک متفقہ درخواست ریلوے افسروں کی خدمت میں پیش کریں کہ وہ پوری پوری تعداد پلیٹ فارم کے ٹکٹوں کی بتادیں یعنی لاہور سے جہلم تک ہر سٹیشن پر جس ٹرین میں آپ نے سفر کیا تھا کس قدر آدمی آئے اور درخواست پر جو خرچ ہو اس کا نصف آپ دیں۔ اگر آپ اس روز چالیس ہزار کے قریب آدمیوں کا جمع ہونا لاہور سے جہلم تک کے سٹیشنوں پر ثابت کردیں تو فی سٹیشن ایک روپیہ نذر کروں گا۔ ورنہ اپنے کاذب ہونے کا اقرار کریں۔ ہمارے ایک کرم فرما سوداگر پشمینہ جن کو پشاور میں ایک شخص سے روپیہ لینا تھا اور وہ اتفاقاً پشاور سے اسی ٹرین میں آرہے تھے (جس میں مرزا صاحب جہلم سے گھر کو جارہے تھے) حلفاً بیان کرتے ہیں کہ مسافر لوگ آپ کے دیکھنے کو آتے اور لاحول پڑھ کر چلے جاتے۔ اور مرزا جی بگلا بھگت بنے آنکھیں بند کیئے بیٹھے تھے۔

لاہور سے جہلم تک چودہ اسٹیشن ہیں اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو بحساب اوسط ہر اسٹیشن پر ۲۸۵۷ آدمیوں کا اپنے دیکھنے کیلئے آنا ثابت کردیں تو ہم فی سٹیشن ایک روپیہ پھر دیں گے۔

مرزا صاحب متفقہ درخواست پیش کریں۔ اس کا خرچ ہمارے ذمہ۔ اگر آپ چار اسٹیشن وزیر آباد گوجرانوالہ، گجرات، لالہ موسیٰ پر بجائے ۲۸۵۷ کے صرف پچاس پچاس آدمی ہی فی سٹیشن ثابت کردیں

تو فی سٹیشن ایک روپیہ اور نذر کیا جائے گا۔

پھر آپ اخبار عام مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ جہلم میں تقریباً ۱۲۰۰ نفر بیعت میں داخل ہوئے۔ تعجب ہے لاہور جیسے بڑے شہر میں جو پنجاب کا دارالخلافہ ہے اور جس میں لاکھوں کی آبادی ہے وہاں تو مرزا صاحب کے فقط پندرہ یا بیس مرید ہوں اور جہلم جیسے چھوٹے ضلع میں ... آسمانی باپ ۱۲ سو مرید پیدا کر دے۔

پھر فقط جہلم میں ۱۲ سو، اور قادیان سے جہلم تک جن مقامات لاہور وغیرہ میں آپ نے چندے قیام کیا، وہ گویا علاوہ ہیں۔ مگر آپ کا خالص مرید اڈیٹر الحکم جو اسی مقدمہ میں جہلم حاضر ہوا تھا، الحکم مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۵ کالم سوم میں یوں لکھتا ہے

. سفر جہلم میں تقریباً آٹھ سو مرد و عورت نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی۔

اب فرمایئے چیلے صاحب سچے یا گورو جی؟

پھر رسالہ ریویو بابت فروری ۱۹۰۳ء میں یوں لکھا ہے

. اس تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں کہ فرقہ احمدیہ پنجاب میں کس زور شور سے ترقی کر رہا ہے۔ ایک ہی دن میں جہلم میں ۱۷ جنوری کو تقریباً چھ سو آدمیوں نے بیعت کی.

اب اپنے ہی منہ سے سب جھوٹے ہو گئے یا نہیں؟

خاکسار امام الدین از لاہور محلّہ پیر گیلانیاں۔ (ضمیمہ شحنہ میرٹھ ہند ص ۱ تا ۶۔ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء)

☆ **دلیل دوم یہ کہ مرزا قادیانی خود کشتی نوح کے صفحہ ۱۰ سطر ۶ میں یہ لکھ چکا ہے کہ**

اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں، جو اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔

یہ عبارت بتاتی ہے کہ جس چار دیواری میں رہنے والوں کو طاعون سے بچانے کا مرزا کو وعدہ دیا گیا ہے، اس سے مراد خشت و خاک کی چار دیواری نہیں۔ پھر اس خشت و خاک کے گھر کی تیاری کیلئے لوگوں سے چندہ مانگنا روپیہ کمانے کا ایک حیلہ نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ **دلیل سوم** یہ کہ مرزا قادیانی نے طاعون کو طوفان نوح ٹھہرایا ہے اور اپنے گھر یا چار دیواری کو کشتی نوح بنایا، اور تمام دنیا کے لوگوں میں سے صرف ان ہی لوگوں کی نجات کا

وعدہ دیا ہے، جو اس کشتی پر سوا ہو جائیں۔ یعنی اعتقاد و صدق دل سے اس کے گھر اور چار دیواری میں آ کر پناہ لیں۔ مگر اس گھر اور چار دیواری کو مرزا نے گول مول بنا رکھا ہے اور اس کی شرح و تفسیر کی تو دو مختلف مرادوں سے کی ہے۔ اشتہار آخری صفحہ نمبر ۷۶ کشتی نوح میں تو اس سے مراد خاک و خشت کی چار دیواری بتائی ہے۔ اور صفحہ ۱۰ کشتی نوح میں اس سے روحانی چار دیواری مراد ٹھہرائی ہے (جو پوری اطاعت و فرمانبرداری کا نام ہے) اور یہ دونوں مرادیں و تفسیریں باہم مختلف ہو سکتی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو مستلزم ہے کیونکہ

ممکن ہے کہ بعض لوگ جو خاکی چار دیواری میں رہتے ہوں، وہ مرزا کے دلی معتقد اور پورے مطیع نہ ہوں۔ انہی لوگوں کی نظر سے مرزا نے چار دیواری میں رہنے کی شرط کے ساتھ کامل پیروی اور سچے تقوی کی شرط صفحہ ۴ سطر ۲ میں لگا دی ہے۔ پس ایسے محل اور مادہ میں خاکی چار دیواری تو موجود ہے، مگر روحانی مفقود۔

ایسا ہی ممکن ہے کہ بہت لوگ مرزا قادیانی کی روحانی چار دیواری میں رہتے ہوں یعنی دل سے اور جان سے اور مال سے مرزا پر فدا ہوں، مگر بعد مسافت کے سبب یا تعلقات ملازمت کی وجہ سے مرزا کی خاکی چار دیواری میں نہ آ سکیں۔ اور دو لاکھ آدمی کا اس خاکی چار دیواری میں جو صرف دو ہزار کی لاگت سے تیار ہوگی، آ رہنا امکان عادی سے بھی خارج ہے۔ اس محل اور مادہ میں روحانی چار دیواری تو موجود ہے مگر خاکی مفقود۔

جب یہ دونوں تفسیریں باہم مختلف ہوئیں اور ان دونوں کا تمام مریدان مرزا میں جمع ہونا امکان سے خارج ہوا، تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کشتی نوح یا چار دیواری کی یہ دونوں تفسیریں خدا کی طرف سے نہیں۔ خدا کی طرف سے ہوتیں تو آپس میں مختلف اور متضاد نہ ہوتیں۔ خدا تعالی دونوں میں سے ایک کو متعین کرتا، یا دونوں کو جمع فرماتا۔ جیسا کہ حضرت نوحؑ کے وقت شرط ایمان اور سواری کشتی دونوں کو جمع فرمایا، مرزا کو بھی ایسا گھر عطا کرتا جس میں دو لاکھ آدمیوں کی گنجائش ہوتی۔ جب ایسا نہیں ہوا تو اس سے یقیناً سمجھا گیا کہ مرزا کو خدا کی طرف سے کسی چار دیواری کے رہنے والوں کی نجات کا وعدہ نہیں ملا۔ یہ مرزا قادیانی کا اپنا من گھڑت ڈھکوسلہ ہے جس سے اس کا مقصود یہ ہے کہ

اگر حسب اتفاق میری چار دیوای میں امن رہا تو میں یہ کہہ دونگا کہ یہاں اس واسطے امن ہے کہ خدا نے اس چار دیواری کے رہنے والوں کو بچانے کا وعدہ کیا ہوا تھا،

اور اگر کوئی اس میں طاعون میں مبتلا ہو گیا، تو میں یہ کہہ دونگا کہ یہ شخص میری روحانی چاردیواری میں نہ تھا، گو خاکی میں تھا، اس واسطے یہ ہلاک ہوا۔

اور اگر میری چاردیواری خاکی کے باہر والوں پر طاعون آیا، تو میں کہہ دونگا کہ مجھ سے وعدہ خاکی چاردیواری کے رہنے والوں کو بچانے کا تھا، اسی واسطے میں نے دو ہزار روپیہ کا اشتہار دیا تھا۔ اور اگر کوئی اتفاق وقسمت سے باہر والوں سے بچ گیا تو میں یہ کہہ دونگا کہ وہ میری روحانی چاردیواری سے باہر نہ تھا، گو خاکی سے باہر تھا، اس واسطے خدا نے اسکو بچالیا

یہ دورخی پیشگوئیاں یا دو پہلو شرطیں مرزا کی قدیم عادت ہے۔ مرزائیوں میں سے کوئی شخص ذرہ عقل وفہم رکھتا تو جس وقت اس نے کشتی نوح یا چاردیواری کا ڈھکوسلہ گھڑا تھا اسی وقت اس سے وہ سوال کرتا جو ہم نے سابق میں وارد کیا ہے کہ چاردیواری یا کشتی اب تجھے یاد آئی ہے، پہلے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں یہ بات کیوں نہ کہی؟ وہاں تو سارے قادیان کو اوی القریۃ کہہ کر نجات دی گئی ہے۔ پھر یہ سوال کرتا کہ چاردیواری (جس کو تو نے کشتی نوح بنایا)، کیا ہے؟ ایک مراد بتا کہ اس سے خاکی چاردیواری مراد ہے یا روحانی؟ روحانی مراد ہے تو مکان کی توسیع کیلئے چندہ کیوں طلب کرتا ہے؟ اور اگر خاکی مراد ہے تو اس چاردیواری کے ذریعہ دولاکھ آدمیوں کی نجات کی کیا صورت ہے؟

☆ مولانا بٹالوی اس مقام پر فرماتے ہیں کہ مرزا کی کشتی نوح (جس کا دوسرا نام دعوۃ الایمان اور تیسرا نام تقویۃ الایمان ہے) کی حقیقت (ساخت وبناوٹ) ہم نے ایسی کھول دی ہے کہ جس کو ذرہ عقل ہوگی وہ سمجھ جائے گا کہ یہ کشتی پار اتارنے کو نہیں، بلکہ ڈبونے کیلئے تیار کی گئی ہے۔

مواہب الرحمٰن کا تجزیہ

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ طاعون کے موضوع پر مرزا قادیانی کی ساتویں تحریر اس کا رسالہ مواہب الرحمٰن ہے جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا۔ اس رسالہ کے ۱۲۹ صفحات ہیں اور اس میں اکثر وہی لاف وگزاف اور دروغ ہیں جو اس کے پچھلے رسالوں سے نقل کر کے ان کا جواب دیا گیا ہے، لہذا ہم ان سب کا نقل کرنا اور پھر ان کا جواب دینا فضول سمجھتے ہوئے اس کے اخص اکاذیب کی نقل اور اس کے ردّ پر اکتفا کرتے ہیں۔

پس، اس مقام میں اس کے دو جھوٹ اس کی عبارت سے نقل کئے جاتے ہیں ہیں۔ اس نے صفحہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ رسالہ مذکور میں یہ دعوی ہے

و لما اصرّوا علی ا لانکار اقبلت علی المنکر ین ... ھنالک تمنّیت لوکان وباء ینبّہ المعتد ین و اوحی الیّ انّ الطّاعون نازل و قد دعتہ اعمال الفاسقین ۔ فو اللّٰہ ما مضی الا قلیل من الزّ مان حتی عاث الطّاعو ن فی ھذ ہ البلدا ن ۔ فعروہ الی سوء اعما لی وقالوا انا تطیّرنا بک و ضحکوا علی اقوا لی و قالوا انّا من المحفوظین لا یمسّنا ھذا اللظی ولا یموت احد من علماء نا بالطاعون. و اما انت فستطعن و تمو ت فا نّک کیذ با ن۔ فقلت کذبتم بل لنا من الطّاعو ن امان ... فما لبثوا الا قلیلاً حتی زاروا المنون وما ت بعض اجلّ علماء ھم من الطاعون وکنت اخبرت بھذا قبل موت ذالک المطعون فان شئت فانظر ابیاتاً من قصیدتی الاعجا زیۃ الّتی کتبنا ھا فی ھذہ الصفحۃ علی الحاشیۃ و ما نظمت تلک القصیدۃ الا لھذا الحز ب الذ ی خذ لھم اللہ بتلک الآ یۃ۔ و ما خا طبت ا لّا ایا ھم اتما ماً للحجّۃ ۔ بل سمیت بعضھم فی تلک القصیدۃ لئلّا یکون امری غمّۃ علی اھل البصیرۃ و النصفۃ ۔ فو اللہ ما مضی شہر کامل علی ھذہ ا لا نباء المشاعۃ حتی اخذ الطاعون کبیرھم الذی اغری علی اشرار البلدۃ وکا نوا آذو نی من کلأ نہج ... واشاعوا اوراقاً مملوۃ من السّبّ و الفحشاء و البہتان و الغریۃ و مع ذا لک طلب منی الدّھم قبل ھذہ الوا قعۃ ۔آیۃ کنت وعدتھا للفئۃ المنکرۃ و اشاع ذا لک فی جریدۃ الھند یۃ یسمّی با لفیسۃ ۔

کہ لوگوں نے میرے دعوی مسیحیت سے انکار کیا تو میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے آرزو کی کہ وباء آوے تا کہ ان منکروں کو تنبیہ ہو۔ تو میری طرف وحی ہوئی کہ طاعون آنے والی ہے۔ پس تھوڑے ہی دن گذرے کہ وباء طاعون نے ان شہروں میں

تباہی ڈال دی۔ پھر وہ لوگ مجھے بولے کہ یہ وبا تمہارے اعمال کی شامت سے آئی ہے ہم اس سے محفوظ رہیں گے اور ہمارے علماء طاعون سے نہ مریں گے۔ تو ہی طاعون میں مبتلا ہو گا اور مرے گا۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹے ہو، ہم کو طاعون سے امن رہے گا۔ اس پر تھوڑی ہی مدت گذری کہ انہوں نے موت کی زیارت کی اور ان کے بعض بڑے عالم طاعون سے فوت ہوئے جن کے مرنے سے میں نے موت سے پہلے خبر دیدی تھی، چاہو تو یہ خبر میرے اس قصیدہ اعجازیہ میں جس کے چند ابیات حاشیہ میں منقول ہیں، دیکھو۔ تو وہ قصیدہ میں نے انہی لوگوں کیلئے بنایا تھا اور اس میں بعض لوگوں کا (یعنی جو طاعون سے مرے) نام بھی لے دیا تھا۔ ان خبروں کی اشاعت پر پورا مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ ان کے بڑے عالم کو جو شہر کے شریر لوگوں کو برانگیختہ کرتا تھا، طاعون نے پکڑ لیا۔ ان لوگوں نے مجھے تکلیف دینے کیلئے گالیوں وافترا سے بھرے ہوئے اوراق شائع کئے، ان میں سے ایک بڑے جھگڑالو نے مجھ سے اس واقعہ سے پہلے یہ نشان طلب کیا جس کا میں نے وعدہ بھی کر لیا تھا اور یہ امر اس نے پیسہ اخبار میں مشتہر بھی کر دیا تھا۔

☆ مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ جو کچھ مرزا قادیانی نے اس مقام میں کہا ہے، محض دروغ ہے۔ ہندوستان یا پنجاب میں طاعون آنے سے پیشتر اس نے کبھی یہ آرزو نہیں کی کہ جو لوگ مجھے مسیح نہیں مانتے ان پر طاعون کی وبا آپڑے۔ اور نہ یہ بات اس نے کسی کو کہی اور نہ اس کے مقابلہ میں کسی نے اس کو یہ بات کہی کہ طاعون تیری شامت اعمال سے آیا ہے، تو ہی اس سے مرے گا اور ہمارا کوئی عالم طاعون میں مبتلا نہ ہو گا۔ اور نہ اس نے کسی عالم کے طاعون سے مرنے کی (اس کی موت سے پہلے) خبر دی۔ جس قصیدہ کا وہ حوالہ دیتا ہے وہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ ہم نے اول سے آخر تک خصوصاً اس کے صفحات ۵۸ و ۶۳ کو جن کا اس نے حوالہ دیا ہے، دیکھا، اس میں کسی کا نام ونشان نہ پایا۔

قادیانی بقید وقت و تاریخ ان اشخاص کا نام بتا کر کہے کہ ہندوستان و پنجاب میں کب اس نے، اس کے آنے کی آرزو کی، اور کس شخص نے اس کو وہ بات کہی جو اس نے نقل کی ہے اور کب اور کس پرچہ پیسہ اخبار لاہور میں وہ شائع ہوئی (منیجر پیسہ اخبار سے لاہور میں اتفاقاً ملاقات ہوئی اور ان سے یہ امر دریافت کیا تو انہوں نے صاف کہا کہ مرزا جھوٹ بولتا ہے۔ محمد حسین)

ہم ان باتوں کے دروغ محض ہونے پر یہاں ایک بیّن دلیل پیش کرتے ہیں۔
وہ دلیل یہ ہے کہ بمبئی میں طاعون آنے سے پہلے تو اس نے طاعون کے متعلق لب بھی نہیں ہلایا اور جن لوگوں پر وہاں طاعون آیا، ان کو مرزا کے وجود کا (چہ جائے کہ دعوی مسیحیت کا) علم نہ تھا۔ ان میں سے ایک شخص کا بھی اس کی مسیحیت سے انکار نہیں سنا گیا، اور پنجاب میں طاعون آنے سے پہلے اس نے کسی ایک شخص کو بھی نہیں کہا کہ تم مجھے مسیح نہ مانو گے تو تم پر طاعون آئے گا۔ بلکہ طاعون آجانے کے بعد اور اس کے بعد ۱۹۰۱ء تک طاعون آنے کا سبب بتایا، تو عام گناہوں کا ذکر کیا اور انہی گناہوں کو سبب طاعون قرار دیا۔ اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء سے اشتہار مارچ ۱۹۰۱ء تک کسی تحریر میں اس نے اپنی مسیحیت سے انکار کو سبب طاعون نہیں بتایا۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں جو دو ورقی اشتہار اس نے شائع کیا ہے، تو اس میں دبی زبان سے اپنے امام وقت ہونے سے انکار کو (منجملہ چار اسباب طاعون) ایک سبب بتایا ہے۔ اور ۱۹۰۲ء میں رسالہ دافع البلاء میں کھول کر اپنی مسیحیت کے انکار کو سبب طاعون قرار دیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طاعون آنے سے پہلے نہ اس کو اس منصوبہ کا خیال آیا اور نہ اس نے لوگوں کو اس سے ڈرایا، اور نہ اس کے مقابلہ میں کسی نے اس کو طاعون سے ڈرایا۔ اگر طاعون آنے سے پیشتر اس کے دل میں تمنا وباء کا خیال بھی پیدا ہوتا اور اس پر اس کو وعدہ طاعون دیا جاتا، تو وہ ضرور پہلے اشتہاروں میں، اور پہلے چار سالوں میں، اس تمنا اور اس وعدہ کا ذکر کرتا اور اپنی مسیحیت سے انکار کو سبب طاعون بنا کر اپنی کرامت کا نقارہ بجاتا، چار سال تک اس نے اس کا نام نہیں لیا تو اب (چھٹے سال ۱۹۰۳ء میں) اس کا یہ مسودہ بنا کر پیش کرنا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ دوسری دروغ گوئی مرزا قادیانی کا صفحہ ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷۔ اور ۵۵ رسالہ مذکور میں یہ دعوی کرنا ہے کہ

و اوحی مرّة اخری و قیل ان الامان للذی سکن دارک و لازم التقوی ... ثم بعد ذالک الوحی صدر من الحکومة حکماً لتطعیم لھذا الا قلیم فما کان لی ان اعرض عن حکم الرحمن.. ...وا شعت کلما قلت فی کتابی السفینة حتی اتی الوقت الموعود و بدء القدر

المعهود و هو ان الطاعو ن لما تمكن من حصاره او جست الحكومة في نفسها خيفة و طلب التطعيم زمرة حاذقة فقلت في نفسي انها فعلت كما فعلت بمصلحته و لكنّها حرب بمشية مقدرة و ما ابطاء الوقت حتى شاعت الاخبار في مضرّة التطعيم فلم نلتفت الى اقوا ل العا مه...اذا تتنا جرا ئد من الحكو مة فيها نباء عظيم و خبر اليم و هذا هو الخبر الذى اشعته قبل هذا النعى الاليم وقلت انّ العافية معنا لا مع اهل التطعيم فيا اسفا على يوم عرضوا فيه للتطعيم و لو اتو نى مؤمنين لحفظوا من هذه البلاء العظيم و ما ادرا ک ما هذه ا الآ فة فاعلم ان في ار ضنا هذه قر ية يقا ل لها ملكو وا ل فا تّفق ان عملة التّطعيم دعوهم الى هذا العمل بالرفق و الا حتيال نقيض القدر انهم حضروا تلک العملة و كا نوا تسعة عشر نفساً دخل سمّ التطعيم عروقهم صهرا كبا دهم.. و بعد ذالک ثنى الله عنان الحكومة عن الا صرار على هذه الاعما ل المشتبهه ... و منع التطعيم با لرسا يل البرقيّة و لا شکّ ان هذه الدو لة ....ما اختار التطعيم الّا بعد ما رأت فيه منفعة و الحقّ ان الامر كا ن كذا لک الى ان خا لفنا ه من و حى السّماء فاراد الله ان يصدق قو لنا... فعند ذالک ابطل نفع التطعيم و احد ث مضرّ ة فيه... و الله ان لم تهلک اهل تلک القر ية لهلكت و الحقت بالكاذبين..... فاراد الله ان يغلبنى كما غلبنى من قبل في موا طن.... ثم اعلم انا لانتكلم بشىء في شا ن التطعيم بل نعتر ف بفوائد ه و بما فيه من النفع العظيم .... وكان هذا العمل جا رياً من سنوا ت و ما سمعنا مضرّ ته من ثقا ت ...وكان ا لا مر هكذا الى ان الّفت كتا بى سفينة نوح و خالفت التطعيم فيه بامر الله ... و قلت ان العا فية ... معنا لا مع اهل التطعيم ۔ فان لم يصدق كلا مى هذا فلست من الله العظيم ۔ فارتفع الا صوا ت با لطّعن و الملا مة فقالوا ا تخا لف هذا و هو مناط

السّلا مه ... هنالک رق قلبی و فاضت دموع عینی... و شکوت الی الحضرة لیبئرنی ممّا قیل و ینجینی من التهمة .... ویبطل عمل التّطعیم و یظهر فیه شیئاًمن الآ فة .... فلم از ل ادعوا وابتهل.. حتی بانت امارة ا لاستجا بة ...و اقتحم التطعیم فناء الانام اقتحام الضرعا م و رأی النّاس مضرّته با لعینین... و کان التطعیم فی اول ا لا مر شیئاً علیه یثنی و الشفا به یر جی ثمّ لما خا لفته بو حی من الر حمن ظهر ما ظهر من عیبه

° ایک دفعہ مجھے پھر وحی ہو ئی کہ طاعو ن سے امن و اما ن اس شخص کیلئے ہے جو میرے گھر میں آ رہے اور پر ہیز گاری کو لازم کر لے۔اس وحی الٰہی کے بعد گو رنمنٹ کی طرف سے ٹیکہ لگانے کا حکم اس ملک کیلئے صادر ہوا تو مجھے منا سب نہ تھا کہ میں خدا کی وحی وحکم مذکور سے منہ پھیر کر ٹیکہ کی طرف رجوع کرتا، لہذا میں نے کشتی نوح میں شائع کر دیا جو میں نے کہا تھا کہ ہمارے لئے ٹیکہ کرا نا منا سب نہیں ہے یہاں تک کہ وقت مقرر طاعون کا آ گیا اور جو مقدر تھا وہ ظا ہر ہو گیا کہ طاعو ن نے اپنا قلعہ مضبو ط کر لیا تو گو رنمنٹ کے دل میں زیادہ خوف طاعو ن ہوا اور اس نے بڑے ما ہر ڈا کٹر و ں کو ولایت سے ٹیکہ کیلئے بلوایا۔گو رنمنٹ نے جو کیا مصلحت سے کیا لیکن وہ تقدیر الٰہی سے لڑ نا تھا، لہذا کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ٹیکہ کی مضرت کی خبر یں شائع ہو نے لگیں ہم نے ان خبروں کی طرف التفات نہ کی تھی کہ نا گاہ سرکاری اخبار وں میں اس کی مضرت کی خبر شائع ہو ئی جس کی میں نے وقو ع سے پہلے خبر دی تھی کہ امن و عا فیت ہمارے ساتھ ہے، ٹیکہ لگوا نے والوں کے ساتھ نہیں ، مجھے ان لو گوں کے حال پر جن کو ٹیکہ نے ضرر پہنچایا ، بڑا افسوس ہوا۔اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آ جاتے تو اس آ فت میں مبتلا نہ ہو تے۔اورتم جا نتے ہو کہ وہ آ فت کیا تھی؟ وہ یہ تھی کہ موضع ملکووال میں وہ ڈا کٹر پہنچے اورانھوں نے نرمی اور حیلہ اس گا ؤں کے لوگوں کو ٹیکہ کی طرف بلا یا اور لگا یا تو وہ سب کے سب اس کے زہر سے مر گئے ۔وہ انیس اشخاص تھے(جن کے نام حا شیہ در رسا لہ مرزا میں درج ہیں)اس کے بعد گو رنمنٹ نے اس عمل ٹیکہ پر اصرار کر نا چھوڑ دیا اور تا ر برقی کے ذریعہ اس سے منع کر دیا۔اس میں شک نہیں کہ گو رنمنٹ نے یہ عمل ٹیکہ کا اس کا فائدہ

دیکھ کر اختیار کیا تھا اور واقعہ میں بھی وہ مفید تھا، مگر اس وقت تک کہ میں نے اس کا خلاف نہ کیا تھا۔ اور جب میں نے خدا کے حکم و وحی سے اس کا خلاف کیا تو خدا تعالی نے اس کے فائدہ کو باطل کر کے اس میں نقصان پیدا کر دیا۔ اگر ملکو وال والے لوگ ہلاک نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو چکا تھا اور میں جھوٹوں میں ملایا جاتا۔ مگر خدا نے چاہا کہ وہ مجھے غالب کرے اس لئے اس نے اس عمل کا فائدہ باطل کر دیا۔ ہم اس عمل کو برا نہیں کہتے بلکہ اس کے فائدہ مند ہونے کے معترف وقائل ہیں کیونکہ یہ عمل کئی سال سے جاری تھا اور اس کا کوئی نقصان وضرر نہ تھا یہاں تک کہ میں نے کتاب کشتی نوح بنائی اور اس میں ٹیکہ کی مخالفت کی اور یہ بات کہی کہ عافیت ہمارے ساتھ ہے، جو ٹیکہ نہیں لگواتے، نہ ان لوگوں کے ساتھ جو ٹیکہ لگواتے ہیں۔ سو اگر میں اس کہنے میں خدا کی طرف سے سچا نہ کیا جاتا تو میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا۔ جب میں نے وہ بات کہی تھی تو لوگوں نے مجھے ملامت شروع کر دی تھی۔ پھر میں رویا اور جناب باری میں ملتجی ہوا کہ وہ ٹیکہ کے عمل وتاثیر کو باطل کر دے۔ اور مجھے لوگوں کے طعن وملامت سے نجات دے، تو میری دعا قبول ہوئی اور ٹیکہ ایسا ضرر رسان ہوا کہ لوگوں کے صحن میں آ گھسا جیسا کہ (چیرنے پھاڑنے والہ) شیر گھس آتا ہے اور لوگوں نے اپنی دو آنکھوں سے اس کا نقصان دیکھ لیا۔ پہلے تو یہ ٹیکہ ایسا تھا کہ لوگ اس کی تعریف کرتے اور اس میں شفا کی امید رکھتے تھے۔ پھر جب میں نے خدا کی وحی وحکم سے اس کی مخالفت کی تو اس کا عیب ظاہر ہو گیا۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ اس دعوی اور بیان میں جو کچھ مرزا قادیانی نے کہا ہے، جھوٹ ہے۔

۱۔ نہ اس قادیانی نے واقعہ ملکو وال سے پہلے ٹیکہ لگانے سے پبلک کو روکا۔

۲ اور نہ ٹیکہ کی نسبت یہ کہہ کر کہ . ٹیکہ لگانے والوں کے ساتھ امن وعافیت نہیں . اس کا غیر مفید ہونا بیان کیا۔

۳ ۔ اور نہ کسی نے اس کو یہ طعنہ دیا کہ تم ٹیکہ کو غیر مفید کیوں کہتے ہو۔

۴ ۔ اور نہ اس کے کہنے سے خدا تعالی نے عمل ٹیکہ کو ہر محل میں بے کار و معطل کر دیا ہے۔

یہ چاروں فقرے اس نے واقعہ ملکو وال کے بعد بنائے ہیں اور پبلک اور حکومت

کو دھوکہ دینے کی نیت سے اس رسالہ میں درج کیئے ہیں ۔ مضمون فقرہ اول ودوم کی نسبت اس نے کشتی نوح کا حوالہ دیا ہے۔ اس کتاب میں کوئی لفظ اس مضمون کا نہ ملے گا۔ بلکہ اس کے برخلاف اس میں اور رسالہ دافع البلا میں صاف لکھا ہوا موجود ہے کہ

میں ٹیکہ لگوانے سے عام لوگوں کو منع نہیں کرتا ۔ صرف اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کے خاص کر ان لوگوں کو ، جو میری تعلیم کے پورے پابند ہیں، اور ان کو گورنمنٹ کی طرف سے قطعی حکم ٹیکہ لگوانے کا نہیں ہوا، منع کرتا ہوں ۔

چنانچہ اس کے اس مضمون کی عبارات نقل ہو چکی ہیں۔

کشتی نوح تک دور جانے کی تکلیف نہ کریں اسی رسالہ مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۴ پر یہ عبارت عربی اور اس کا ترجمہ فارسی ملاحظہ کریں، وہ کیسے شاہد ناطق ہیں کہ اس نے ٹیکہ لگوانے سے عام ممانعت اور مخالفت نہ کی تھی ۔ وہ عبارت یہ ہے

و انّی ما امنع النّاس من التّطعیم و لا ینفع ترکه الا ایّا ی و من تبعنی بقلب سلیم ۔ و من مردم را از خال زدن منع نمے کنم و ترک کردن آں کسے را نفع نہ بخشد مگر مرا ، و آنانرا کہ پیروی ءمن بدل صافی بطور واقعی می کند و اعمال صالحہ مے آرند

اہل اسلام پبلک کو عبارت کشتی نوح مذکورہ اور اس عبارت مرزا کا کذب و ثابت ہو تو وہ اس کو دروغ گو سمجھ کر اس کے دام تزویر سے بچے۔ اور گورنمنٹ سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ مرزا کو کسی عدالت میں طلب کر کے اس سے سوال کرے کہ

ہماری تجویز ٹیکہ لگانے کا کبھی تم نے خلاف کیا؟

اور اس تجویز کو غیر مفید کہا؟

اور تمام لوگوں کو اس پر عمل کرنے سے کشتی نوح میں یا کسی اور تحریر میں روکا ہے یا نہیں ۔

روکا ہے تو کس کتاب یا تحریر میں روکا ہے۔

پھر اگر وہ روکنے کا اقبال کر کے ایسی تحریر کی نشان دہی کرے تو اس سے اس امر کا جواب طلب کرے کہ تم نے سرکاری تجویز کے عمل سے (جس پر سرکار ہزارہا روپئہ خرچ کر چکی ہے) کیوں روکا؟ پھر جو مناسب سمجھے اس کو سزا دے ۔

اور اگر وہ روکنے سے اور ایسی تحریر شائع کرنے سے انکار کرے تو پھر اگر زیادہ سزا

نہیں تو گورنمنٹ اس کو جھوٹ بولنے پر (جو فقرہ اول و دوم میں وہ بولا ہے)، ملامت کرے ، جس سے پبلک پر ظاہر ہو جائے کہ یہ جھوٹا ہے۔

رعایا، گورنمنٹ کی بھیڑوں کی مانند ہے اور گورنمنٹ پاسبان کے مانند۔ پس جب گورنمنٹ کو ثابت ہو کہ یہ بھیڑیا جھوٹ بول کر گورنمنٹ کی بھیڑوں کو کھا رہا ہے اور ان کے مال (جو جان سے عزیز ہوتے ہیں) مار رہا ہے تو پھر کیا گورنمنٹ کا فرض نہیں ہے کہ وہ اس بھیڑیئے سے اپنی بھیڑوں کو بچاوے؟ گورنمنٹ جھوٹے کیمیا گروں کو، جھوٹے طبیبوں کو، کھوٹی چیزیں فروخت کرنے والوں کو (اگر گورنمنٹ پر ان لوگوں کا جھوٹ وفریب ثابت ہو جائے) نہیں چھوڑتی، تو اس شخص کو جو پبلک اور گورنمنٹ پر ایسے دلیرانہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کے ہزار ہا روپیہ کا مال مار رہا ہے، چھوڑ دینے میں کیوں گناہ گار اور خدا کی باز پرس کا محل نہ ہوگی؟

☆ مرزا کا تیسرا فقرہ، پہلے اور دوسرے فقرہ کی فرع ہے اور جب واقعہ ملکووال سے پہلے اس کا ٹیکہ لگوانے سے عام لوگوں کو ہٹانا اور اس کو غیر مفید بنانا سچ نہ ہوا، تو لوگوں کو اس سے منع کرنے پر اس کو طعن و ملامت کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

☆ اب رہا فقرہ چہارم کہ خدا تعالی نے اس کے کہنے سے ٹیکے کو بے کار کر دیا ہے، سو اس کا سچ یا جھوٹ ہونے کا ثبوت پبلک پر ظاہر کرنا حکومت کے اختیار میں ہے۔ اگر حکومت کو اپنے پلیگ افسروں اور معمولی لوکل رپورٹوں سے معلوم ہو گیا ہے کہ واقعہ میں اب ٹیکہ لگانا فضول ہو گیا ہے اور اس کا سبب بھی گورنمنٹ کے علم و یقین میں یہی ہے کہ مرزا کی دعا کا یہ اثر ہے، اور یہ شخص خدا کی جناب میں مجیب الدعوات ہے، تو اس صورت میں گو مرزا کو ہزار دفعہ جھوٹا کہیں، وہ پبلک کے نزدیک سچا سمجھا جائے گا۔ اس صورت میں حکومت کو مناسب ہے کہ پلیگ افسروں کو پلیگ ڈیوٹی سے معطل کر کے کسی اور ڈیوٹی پر لگا دے اور ٹیکہ کی نسبت عام سرکلر جاری کر دے کہ یہ ٹیکہ لگانا قطعاً موقوف ہو۔ نہ اس کو کمپلسری (لازمی) طور پر جاری رکھا جائے نہ اوپشنل (اختیاری) طور پر۔

اس صورت میں ہم حکومت کی خدمت میں مرزا کے حق میں بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اس دعا و کرامت مرزا کے شکریہ وصلہ میں اس کا کچھ وظیفہ

مقرر کردے، جیسے امرتسر دربار کے گورو گوبند سنگھ کے پجاریوں کا مقرر ہے، اور نہیں تو روزانہ کڑاہ پرشاد تو قادیان میں بھیجا جاوے۔ اس صورت میں حکومت قادیانی کو ایک بڑے گرو یا بشپ کے قائم مقام سمجھ کر ہمیشہ ملکی مشکلات کے مواقع پر اس سے دعا کرایا کرے۔

اگر حکومت کی تحقیق کی رو سے مرزا کی بات جھوٹ نکلے، اور مع ہذا حکومت کو ٹیکہ کا کام جاری رکھنا منظور ہو، تو اس شخص کو اس کے جرم

کہ جس مفید کام کو گورنمنٹ ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے جاری رکھنا چاہتی ہے، جھوٹ بول کر بے اثر و باطل ٹھہراتا ہے اور اس کام سے عام لوگوں کو پہلے تو نہیں مگر اب تو برملا ہٹاتا ہے،

کی سزا دے۔ اور اگر سزا دینا حکومت کی طاقت میں نہیں یا کسی پالیسی کے خلاف ہے تو اس روک ٹوک ہی سے اس کو منع کر دے۔

☆ مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں تک مرزا کی لن ترانیوں کا جواب ادا ہوا۔ اب ہم اس سوال (جو مرزا کی طرف سے پیش کیا گیا ہے) کا جواب دیتے ہیں کہ

اگر مرزا کے عقائد کفریہ اور دعوی مسیحیت و مہدویت اور جھوٹا دعوی الہام کرنا اور سال ہا سال سے جھوٹے الہامات گھڑتے رہنا، طاعون کا سبب ہوسکتا ہے، تو پھر مرزا اور اس کے بعض خلفاء طاعون سے کیوں ہلاک نہ ہوئے؟

بے شک اور بلا ریب مرزا کے جھوٹے دعووں کی سزا یہ طاعون ہے، مگر خدا نے ان ظالموں مفتریوں کو مہلت اور ڈھیل دے رکھی ہے جیسا کہ اس نے قوم نوح کو مہلت دی تھی، اور جیسا کہ اس نے فرعون کو اس کے اس افتراء پر کہ

انا ربّکم الاعلی۔ و ما علمت لکم من اله غیری ۔ میں تمہارا بڑا خدا ہوں اور میں اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود برحق نہیں سمجھتا۔

ایک مدت دراز تک مہلت دی تھی۔ اور فرعون نہ صرف مصر کی سلطنت اور اسباب عیش وعشرت پر فخر کرتا تھا بلکہ کہتا تھا میں حضرت موسی سے بہتر ہوں۔ یہ تو صاف بات بھی نہیں کرسکتا، اس کے پاس سونے کے کنگن نہیں جیسے کہ میرے پاس ہیں۔

و نادی فرعون فی قومه قال یا قوم الیس لی ملک مصر و هذه الانهار تجری من تحتی۔ ا فلا تبصرون ۔ ام انا خیر من هذا

الّذی هو مهین۔ ولا یکاد یبین۔ فلو لا القی علیه اسورة من ذ هب او جاء معه الملائکة مقتر نین ۔(ز خر ف۔ ع ۵)۔

یہ مہلت اور گناہوں کے ساتھ عیش وعشرت کی مدد وفراغت، خدا کی قدیم سنت ہے اور یہ مرزا اوراس سے پہلے بدکاروں کیلئے کرامت نہیں ہے، بلکہ یہ خذلان (توفیق چھین لینا) اوراہانت ہے جواستدراج کہلاتا ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے

فلمّا نسوا ما ذکرّوا به فتحنا علیهم ابوا ب کلّ شیء ۔حتی اذا فرحوا بما او توا اخذ نا هم بغتةً فا ذا هم مبلسو ن ۔ (انعا م ۔ع ۵) ۔

کہ جب منکر نصیحت کو بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز و نعمت دنیا کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ وہ اترانے لگ گئے تو ہم نے اچانک ایسا پکڑا کہ وہ ہر خیر سے مایوس ہوگئے۔

اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث مروی ہے

عن عقبه بن عامر عن النبی ﷺ اذ ارایت الله عز و جل یعطی العبد من الد نیا علی معا صیه ما یجب فا نما هو استد را ج ثم تلا رسول الله ﷺ فلما نسوا ما ذکّرو به.. ا لآیه۔ رواه احمد ۔ (مشکوۃ ۔ ص ۴۳۵) ۔ کہ جب تم کسی بندہ کو دیکھو کہ خدا تعالی اس کو گناہوں کے ساتھ دنیا میں اس قدر دیتا ہے جس قدر وہ چاہتا ہے تو یہ سمجھو کہ یہ استدراج ہے ۔(یعنی ڈھیل اور مہلت دے کر پکڑنا)۔ پھر آپ ﷺ نے وہ آیت پڑھی جواوپر منقول ہوئی۔

ان آیات واحادیث سے مرزا اوراس کے ہم خیال لوگوں کوتسلی نہ ہواور ہمارے جواب کو وہ صحیح نہ سمجھیں تو وہ اپنی ہی الہامی کتاب کشتی نوح کا صفحہ ۲۱ پڑھیں جس میں یہ عبارت مرقوم ہے

. یہ خیال مت کرو کہ پھر دوسری قومیں کیوں کامیاب ہورہی ہیں، حالانکہ وہ خدا کو جانتی بھی نہیں جوتمہارا کامل و قادر خدا ہے، اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں ۔خدا تعالی کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اورلذتوں سے دل لگاتا ہے،اور دنیا کی دولتوں کا خواہش مند ہوتا ہے،تو دنیا کے دروازے اس پرکھولے جاتے ہیں اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اورننگا ہوتا ہے،اورآخر دنیا کے خیالات ہی میں مرتا ہےاور

ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔

پھر مرزا قادیانی کہتا ہے:۔

. اور کبھی اس رنگ میں امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے، مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا۔ کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے.

کیا اس عبارت کشتی نوح کو پڑھ کر بھی مرزا اور اس کا کوئی پیرو مرزا کے طاعون سے بچے رہنے پر فخر کرے گا اور ہمارے اس جواب کی صحت میں، جو ہم نے آیات واحادیث سے مدلل کیا ہے، دم مارنے کی جرأت کر سکے گا؟

اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ مرزا اور اس کے اخص خلفاء اور اکثر اتباع تو استدراج میں ہیں مگر بہت سے صلحاء اور بعض علماء مخالف مرزا (جیسے امرتسری رسل بابا) کیوں طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ صالحین کیلئے یہ طاعون عقوبت (سزا دہی) نہیں بلکہ کرامت وشہادت ہے، گو فاسقوں بدکاروں کیلئے یہ اہانت وعقوبت ہے۔ طاعون اور دیگر امراض و مصائب خدا کے مقبول بندوں پر بطور ابتلاء وارد ہوتے ہیں اور ان کو زلّات (لغزشوں) اور خطاؤں سے پاک کرنے کیلئے نازل ہوتے ہیں، اور دنیا سے پاک وصاف کر کے اللہ کے حضور میں اور جنت الفردوس میں لے جاتے ہیں۔ اور یہی بلائیں کافروں، بدکاروں پر بطور عقوبت نازل ہوتی ہیں اور عقوبت اخروی کا پیش خیمہ بن کر ایک نمونہ دکھاتی ہیں۔

ایسا ہی دنیا کی نعمتیں اور آسائشیں خدا تعالی کے مقبول بندوں کو بطور فضل وانعام عطا ہوتی ہیں جن پر وہ خدا تعالی کا شکر کرتے ہیں اور ان نعمتوں اور آسائشوں سے سامان آخرت مہیا کرتے ہیں اور وہی نعمتیں منکروں اور بدکاروں کو ایک بلاء کے طور پر دی جاتی ہیں جن میں منہمک ہو کر وہ آخرت کھو بیٹھتے ہیں اور ہلاکت کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔

ان دونوں صورت امتحان کا بیان اس آیت قرآن میں ہے جس میں ارشاد ہے

نبلوکم بالخیر و الشرّ فتنۃ ، (نساء) ۔ تم کو (اے فریقین) ہم دونوں سبیل اسباب خیر وشر آزماتے ہیں۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے

وقطّعنا ھم فی الارض امماً۔ منھم الصّالحو ن و منھم دون ذالک۔

و بلونا هم با لحسنا ت و السیّئات لعلّهم یر جعون ۔(اعراف۔ ع ۲۱)
ہم نے ان کو زمین میں جدا جدا گروہ کر دیا ۔بعض ان میں سے نیک ہیں اور بعض اس کے سوا ہیں ۔ہم نے ان کو احسانوں سے اور تکلیفوں سے آزمایا تا کہ وہ ہماری طرف رجوع کریں۔

وازاں جا کہ نعمتوں اور آسائشوں کے امتحان میں ثابت قسم رہنا مشکل ہوتا ہے اس لئے خدا تعالی اپنے مقبول بندوں کو اس امتحان میں کم شامل کرتا ہے اور اکثر مقبول صالحین کو دنیا کی نعیم و آسائش سے بچاتا رہتا ہے ۔گو اسباب آسائش مال و دولت حکومت و سلطنت ان کو حاصل و میسر ہوں ۔ اور مصیبتوں و بلاؤں کے امتحان میں خدا کے مقبول بندوں کا ثابت رہنا آسان ہے، اس لئے تمام لوگوں سے زیادہ مبتلا بلاء خدا کے مقبول بندے ہی ہوتے ہیں۔ اسی اصول کے مطابق خدا کے مقبول اور صالحین بندوں پر طاعون آتا ہے اور ان کو شہادت کا درجہ عطا کرتا ہے

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الطّاعو ن شھادۃ کل مسلم ۔متفق علیہ (مشکوۃ ۔ص ۱۲۷) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طاعون ہر ایک مسلمان کیلئے (جو اس میں مبتلا ہو) شہادت ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں کیلئے وہ شہادت نہیں عقوبت ہے۔

اور عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ الشھداء خمس المطعون و المبطو ن والغریق و صا حب ا لھد م و فی سبیل اللہ ۔ متفق علیہ (مشکوۃ ۱۲۷) کہ آپ ﷺ نے فرمایا شہادت کا درجہ پانے والے پانچ ہیں ۔طاعون زدہ، اسہال میں مبتلا ہو کر فوت ہونے والہ، پانی میں ڈوب کر مرنے والہ، دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مرنے والہ اور وہ شخص جو خدا کی راہ میں (لڑ کر) جان دے۔

(حکیم نورالدین قادیانی نے اس حدیث کی سند سے مرزا غلام احمد کو شہید ثابت کرنے کی کوشش کی جیسا کہ انہوں نے ۵ جون ۱۹۰۸ء کے خطبہ جمعہ میں حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا

تم نے سنا ہو گا اور مخالفوں نے بھی محض اللہ کے فضل سے اس بات کی گواہی دی ہے اور تم میں سے بعض نے اپنی آنکھ سے بھی دیکھا ہو گا کہ حدیث میں آیا ہے المبطو ن شہید ۔ بخاری کتاب الجہاد ۔ وہ جو دستوں کے مرض سے وفات پاوے وہ شہید ہوتا ہے ۔مبطون کہتے ہیں جس کا پیٹ چلتا ہو، یعنی دست جاری ہو جاویں ۔اب جائے غور ہے کہ آپ (مرزا) کی وفات اسی مرض

دستوں سے ہی واقع ہوئی ہے۔ اب خواہ اسی پرانے مرض کی وجہ سے جو مدت سے اللہ تعالی کی طرف سے بطور ایک نشان کے آپ کے شامل حال تھا یا بقول دشمن وہ دست ہیضہ کے تھے، بہر حال جو کچھ بھی ہو یہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ آپ کی وفات بصورت مبطون ہونے کے واقع ہوئی ہے پس آپ بموجب حدیث صحیح کہ مبطون جو مرض دست سے، خواہ کسی بھی رنگ میں کہو، وفات پانے والہ شہید ہوتا ہے۔ پس اس طرح خود دشمنوں کے منہ سے بھی آپ کی شہادت کا اقرار خدا نے کرا دیا..... دشمن جو کہتا ہے کہ ہیضہ سے مرے ہیں، اچھا مان لیا کہ دشمن سچ کہتا ہے پھر ہیضہ سے مرنا شہادت نہیں ہے؟ (خطبہ جمعہ ۵ جون ۱۹۰۸ء در الحکم ۱۴ جون ۱۹۰۸ء ص ۷۔۸) (مرزا صاحب کو دعا مانگتے ہوئے اور حکیم صاحب کو اس حدیث کی سند سے انہیں شہید بناتے ہوئے سوچنا چاہیے تھا کہ اگر مولانا ثناء اللہ دستوں کی بیماری سے مرزا کی زندگی میں فوت ہو جاتے تو کیا وہ بھی شہید ہوتے؟ اگر حکیم نور الدین کی منطق تسلیم کر لی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی نے جب مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہیضہ سے مرنے کی دعا کی تو کیا یہ دعا مولانا کے لئے رتبہ شہادت کے حصول کی دعا کی تھی؟ بہاء)

و عن جابر بن عتیک قال رسول الله ﷺ الشهادة سبع سوی القتل۔ المطعون شهید و الغرقی شهید ۔ و صاحب ذات الجنب شهید، والمبطون شهید، و صاحب الحریق شهید، و الّذی یموت تحت الهدم شهید، و المرأة تموت جمع شهید ۔ رواه مالک ۔ (مشکوۃ) جابر بن عتیک کی روایت میں ان پانچ کے علاوہ تین شہید اور مذکور ہوئے ہیں۔ ایک وہ جو مرض ذات الجنب سے ہلاک ہو۔ دوسرا وہ جو جل کر مر جاوے۔ تیسری وہ عورت جو پیٹ میں بچہ مر جانے سے مر جاوے۔

و عن عرباض بن ساریه قال ... الشهداء و المتوفون علی فروشهم فی الذین یتوفون من الطاعون فقال الشهداء اخواننا قتلوا کما قتلنا و یقول المتوفون اخواننا ماتوا علی فروشهم کما متنا، فیقول الله تعالی انظروا الی جراحتهم فان اشبهت جراحتهم جراح المقتولین فانّهم منهم فاذا جراحهم قد اشبهت جراحتهم رواه احمد ۔ (مشکوۃ ۔ص ۱۳۱) حضرت عرباض سے روایت ہے کہ شہید فی سبیل اللہ اور اپنے بستروں پر مرنے والے ان لوگوں کی نسبت جو طاعون سے مریں، آپس میں جھگڑیں

گے۔ شہید تو ان کی نسبت یہ کہیں گے یہ ہماری طرح (زخموں) سے مرے ہیں۔ بستروں پر مرنے والے کہیں گے کہ یہ ہماری طرح اپنے بستروں پر مرے ہیں۔ خدا ان کے جھگڑوں کا یہ فیصلہ کرے گا کہ ان کے زخموں کو دیکھو، اگر وہ مقتول لوگوں کے زخموں کے مشابہ ہیں تو یہ ان میں سے ہیں اور یہ ان کے ساتھ درجہ بہشت میں رہیں گے، جب ان کے زخموں کو دیکھا جائے گا تو وہ باہم مشابہ ہوں گے۔

ان سب کو شہید فی سبیل اللہ اسلئے کہا گیا کہ یہ بھی بطور شہید فی سبیل اللہ ناگہاں اور تکلیف سے مرجاتے ہیں اور ایمان وحسنات کی برکت سے ان بلاؤں کا اجر پاتے ہیں۔

یہی طاعون و دیگر امراض فاسقوں بدکاروں پر بھی آتی ہیں تو وہ عقوبت الٰہی کہلاتی ہیں اور سزا اخروی کا (جس کا استیفاء قیامت کے دن مقرر ہے) پیش خیمہ ونمونہ بن جاتی ہیں۔

عن اسامة بن زید قال قال رسول الله ﷺ الطاعون اخبر ارسل علی بنی اسرائیل او علی من قبلکم فاذا سمعتم بارض فلا تقدموا علیها و اذا وقع بارض و انتم بها فلا تخرجوا فرارا۔ متفق علیه۔ (مشکوة ص ۱۳۷) ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر، یا یہ فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں پر، بھیجا گیا تھا پس اگر کسی زمین میں اس کا واقعہ ہونا سنو، تو وہاں مت جاؤ، اور جس زمین میں پڑ جائے وہاں سے طاعون سے بھاگنے کی نیت سے نہ نکلو

(یہ لفظ حدیث ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بھاگنے کی نیت نہ ہو، کوئی ضرورت ہو، تو طاعون کی جگہ سے نکلنا منع نہیں۔ ایسا ہی اس جگہ جہاں طاعون واقعہ ہو، ضرورت کیلئے جانا منع نہیں ہے۔ یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جو خدا تعالی پر کامل توکل رکھنے والا ہو۔ اور اگر مبتلاء طاعون ہو جائے تو اس کے دل میں یہ خیال نہ گذرے کہ مجھے کسی طاعون زدہ کی لاگ سے طاعون ہوا ہے، اور اس کا یقین اس حدیث پر ہو جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ لا ... و لا هامة و لا صفر۔ فقال اعرابی یا رسول الله فما بال الابل نکون فی الرمل لکانها الظبا فیخا لطها البعیر الاجوب فیجربها۔ فقال رسول الله فمن اعدی الاول۔ رواه البخاری۔ (مشکوة)۔ و فی هذه الاحادیث

منع القدوم علی بلد طاعون و منع الخروج منه فراراً من ذلک و اما الخروج معارضه فلا بأس به ۔ ھذا الذی ذکرناه مذھبنا و مذھب الجمھور ،(شرح مسلم ص ۲۲۸)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مرض بذات خود متعدی نہیں ہوتی۔ اس پر اعرابی نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارے اونٹ اچھے بھلے ہوتے ہیں، پھر جب ان میں کوئی خارش زدہ آجاتا ہے تو سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اونٹ کو جو خارش ہوئی، تو وہ کس سے ہوئی۔یعنی جس پروردگار نے پہلے اونٹ کو خارش پیدا کی اسی نے ان سب میں پیدا کی۔ایسا ہی امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ ان احادیث صحیح مسلم میں طاعون کی جگہ جانا اور وہاں سے بھاگنے کی نیت سے نکلنا منع کیا گیا ہے اور کسی عذر و عارضہ سے نکل جائے تو منع نہیں ہے)

بالجملہ یہ طاعون نیکوں کے واسطے شہادت ہے اور بدوں کے واسطے عقوبت ہے۔ اور یہ بعینہ مرگ مفاجات (ناگہانی) کی نظیر ہے جس کی نسبت وارد ہے (اخذۃ الاسف لکافر و رحمۃ للمؤمنین ۔ مشکوۃ۔ ص ۱۳۲)۔یعنی مرگ مفاجات کافر کیلئے غصہ کی پکڑ ہے اور مومنوں کیلئے رحمت ہے۔

اس بیان سے جیسا کہ جواب سوال مذکور ادا ہوا ویسا ہی اصل مضمون کے اس حصہ طاعون کا روحانی سبب کا بیان ہوا۔اور یہ امر ثابت ہوا کہ طاعون کا روحانی سبب لوگوں کے اعمال ہیں، صالحین کے لئے صالحہ اعمال جن کے بدلے وہ طاعون کے ذریعہ کرامت و شہادت اس شکل کی تسلی پاتے ہیں اور طالحین (بدکاروں) کے لئے بداعمال جن کے سزا میں وہ اس طاعون کے ذریعہ عقوبت دنیوی پاتے اور ذلیل و رسوا کئے جاتے ہیں۔

صحیح بخاری کے صفحہ ۴۲۲ میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک جنگ کے موقعہ پر خطبہ پڑھا اور فرمایا لوگو! دشمن کے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور خدا تعالی سے امن اور بچے رہنے کا سوال کرو۔(ہاں) جب اس سے مقابلہ ہو پڑے تو اس وقت صبر کرو

انّ رسول اللہ ﷺ فی بعض ایامه التی لقی فیھا العدو و انتظر حتی مالت الشّمس ثم قام فی الناس فقال یا ایھا الناس لا تمنّوا لقاء العدوّ و اسئلوا اللہ العافیة فاذا لقیتموھم فاصبروا۔

مولوی رسل بابا امرتسری طاعون سے فوت ہوئے تو ان کے معتقدین واتباع نے

ان کی موت کوشہادت قرار دیا اور اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کیا، جس پر مرزا کے اخبار البدر کے نمبر ۵ جلد ایک میں مرزا کی یہ لاف زنی مشتہر ہوئی کہ یہ موت مرزا کے الہام یخرج الصدور الی القبور کے مطابق ہوئی ہے۔ پھر البدر کے نمبر ۸ جلد ایک میں اس دعوی شہادت پر یہ اعتراض کیا کہ اگر طاعون کی موت شہادت ہے تو ان تمام مخالف مولویوں کو اس کی آرزو کرنی چاہیے اور ان کو دعائیں کرانی چاہئیں۔

اس اعتراض کا ایک جواب تو ہماری تقریر بالا میں ادا ہوا کہ کسی ابتلاء وامتحان کی تمنا جائز نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مرزا نے تذکرۃ الشہادتین میں ملّا لطیف اور اس کے ساتھی کی موت کو شہادت قرار دیا ہے۔ پس اگر تجویز شہادت کا لازمہ، اس کی تمنا ہے، تو چاہیے کہ خود بھی اس شہادت کی تمنا کرے اور کابل میں پہنچ کر اس کے حصول میں ساعی ہو۔ اس کی تمنا دعا کے وقت ہم بھی آمین کہیں گے بلکہ کابل میں ساتھ جانے کو حاضر ہیں۔ اس تمنا اور سعی سے جیسے کہ مرزا کو شہادت نصیب ہوگی ویسے ہی تمام ملک اور اسلام میں امن وعافیت کی صورت پیدا ہو جائے گی اور خس کم جہاں پاک کی مثل صادق آجائے گی۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حال میں موضع قادیان میں طاعون جارف پیدا ہو گیا ہے اور کئی ایک اصحاب مرزا کی چار دیواری کے رہنے والے لقمہ طاعون ہو چکے ہیں، تو مرزا کے دوسرے اخبار الحکم میں ان کی موت کو شہادت قرار دیا گیا ہے۔ پھر مولوی رسل بابا کی موت یا اور صالحین کی موت کو شہادت تسلیم نہ کرنے میں کیوں انصاف کا خون کیا جاتا ہے۔ خدا سے شرم وحیا چاہیے، دنیا سے شرم چاہیے۔ جو کچھ قلم ہاتھ سے نکلے اس کو تو سوچ لیا جائے۔

☆ مولانا محمد حسین بٹالوی سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ہم (مرزا صاحب کے) مواہب الرحمٰن کی چند اور عبارات (گو ان کو طاعون سے تعلق نہیں، مگر ہمارے اصل مشن اظہار اکاذیب مرزا سے پورا تعلق ہے) پر جرح کرتے ہیں۔

☆ اول اس رسالہ کے صفحہ ۵۸ میں خاکسار (محمد حسین) کی نسبت کہا ہے کہ اس نے میری نسبت یہ تکبرانہ دعوی کیا تھا کہ میں نے ہی اس کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا۔ دیکھو یہ دعوی جھوٹا ہوا، خدا نے میرے گھر کو میرے مریدوں اور صحبتیوں سے پر کر دیا (بھر دیا)۔

قال بعض العدا انی اعلیت هذا الرجل ۔ و انی افرطته ۔ ثم انی ساحطه ۔ فا نظروا الی هذا الکذب و الاستکبار۔ و انّ اللہ لا یرضی عن عبدٍ الّا الصدق و الانکسار۔ ثم انظروا کیف کذّبه اللہ و اجاب قبل جوابی ۔ و جمع بعد ذالک افواجاً علی بابی و ملأ بیوتی من اصحابی ۔

و یکے از دشمنان گفت کہ من ایں شخص رابلند کردم وقدم او پیش نہادم ۔ باز منم کہ او بر زمین خواہم افگند۔ پس سوئے دریں دروغ نظر کنید وایں تکبر را بہ بیند ۔ وخدا از ہیچ بندہ راضی نمی گردد مگر بصدق وفروتنی ۔ باز بہ بیند کہ چگونہ تکذیب او کرد خدائے من پیش از جواب من ، وجمع کرد بعدازیں فوج ہا بر در من وخانہ ہائے من از اصحاب من پر کرد۔

اس لاف زنی کا کذب ہونا محتاج بیان نہیں ہے ۔جن لوگوں کی نظروں میں مرزا کو اشاعۃ السنہ کے ریویو نے اونچا کیا تھا پھران کی نگاہوں سے مرزا کو اسی اشاعۃ السنہ نے ایسا گرا دیا ہے کہ وہ اس کو اب کافر سمجھنے لگ گئے ہیں۔اور سینکڑوں روپئہ کی مدد کی جگہ انہوں نے اس کی تکفیر میں رسالے لکھے اور چھپوائے ہیں۔اس اجمال سے شرم دامن گیر نہ ہوتو پھر کیا مرزا کی طرف سے اجازت ہے کہ ان کے نام کی فہرست اسم وار چھاپی جائے۔

☆ دوم ۔اس رسالہ کے صفحہ ۶۹ میں کہا ہے کہ جو شخص پرکھی ہوئی حدیثوں سے (جو قرآن کے مخالف نہ ہوں) انکار کرے وہ شیطان کا بھائی ہے۔

اس قول میں مرزا نے اپنا شیطان کا بھائی ہونا تو ظاہر کیا مگر اس دھوکہ دہی کی آڑ میں اپنا بچاؤ بھی کر لیا کہ جن احادیث سے میں انکار کرتا ہوں وہ قرآن کے مخالف ہیں۔

اس دھوکہ کا ازالہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ جو پرکھی گئی ہوں (جیسے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث جن کی صحت کا اعتراف مرزا کی تصانیف میں موجود ہے) نہ کبھی آپس میں مخالف ہوتی ہیں، نہ مخالف قرآن ۔امام دارقطنی نے کہا ہے کوئی دو حدیثیں صحیح آپس میں مخالف نہیں ہوتیں ۔جس کے پاس ایسی دو حدیثیں ہوں وہ میرے پاس لائے میں ان کو باہم متوافق کردوں ۔لہذا کسی حدیث کو صحیح کہنا اور پرکھی

ہوئی مان لینا، پھراس بہانہ سے کہ وہ مخالف قرآن ہے، ترک کرنا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ حدیث صحیح کبھی مخالف قرآن نہیں ہوتی۔ پرکھی ہوئی اور مسلّم الصحت احادیث بخاری ومسلم سے کوئی حدیث کسی کو مخالف قرآن معلوم ہو تو وہ اس خاکسار (محمد حسین) کے سامنے پیش کرے۔ خاکسار اس حدیث کو قرآن کے مطابق وموافق نہ کردے تو جو چاہے میری حیثیت کے مطابق مجھ سے بطور جرمانہ لے۔ میں اس امر کا متضمن اقرار نامہ حسب ضابطہ لکھ دینے اور اس کو رجسٹری کرادینے کو بھی حاضر ہوں اور اس میں مرزا کے دوسرے بھائیوں (نیچریوں، چکڑالویوں) کو بھی شامل ومخاطب کرتا ہوں۔ کوئی مرد ہے تو میدان میں نکلے۔

☆ سوم۔ اس رسالہ مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۶۹ میں اس کا یہ کہنا ہے کہ حکم کی وحی احادیث ظنیہ سے مقدم ہے اور صفحہ ۹۰ میں یہ دعوی کرنا کہ مسلمان قدیم سے قائل چلے آئے ہیں کہ حکم کا قول احادیث ظنیہ سے مقدم ہے۔

یہ جھوٹ ہے، مسلمان اہل علم سے ایک شخص بھی نہ پہلے قائل ہوا ہے اور نہ اب قائل ہے کہ حکم کا قول احادیث صحیحہ نبویہ سے مقدم ہے۔ عیسی بن مریم مسیح موعود کو جو حدیث میں حکم کیا گیا ہے تو اس کے معنی اہل اسلام میں یہ مقرر ومتعین ہیں کہ وہ لوگوں کے باہمی معاملات ومقدمات میں حکم ہوں گے۔ اور قرآن و حدیث کے مطابق ان میں حکم (فیصلہ) کریں گے۔ چنانچہ احادیث صحیح مسلم میں (جو قول چہارم مرزا کے رد کی تائید میں منقول ہوں گی) اس معنے پر صاف صریح دلیل ہیں۔ یہ معنے کسی مسلمان کے خیال واعتقاد میں نہیں آئے کہ مسیح موعود احادیث صحیحہ کو اپنی وحی سے رد کریں گے اور اپنی وحی کو احادیث سے مقدم کہیں گے۔ یہ معنے مرزا نے ازخود گھڑے ہیں اور پہلے مسلمانوں کے ذمہ لگا دیئے ہیں۔ وہ اس معنی کو کسی ایک پہلے مسلمان سے نقل کرے، تو جو انعام چاہے لے۔ ورنہ اپنے آپ کو لعنة الله علی الكاذبين کا مصداق سمجھے۔ مسلمانوں میں قدم سے اس وقت تک کوئی عالم اس معنی مرزا کا قائل نہیں اور جو اس کا قائل ہو یا جو مسیح موعود بن کر اپنے قول سے حدیث نبوی کو رد کرے، مسلمان اسے کافر سمجھتے ہیں۔

☆ چہارم۔ مرزا صاحب کا صفحہ ۷۵ مواہب الرحمٰن میں یہ کہنا ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود اس امت سے ہوگا۔

یہ بھی محض دروغ ہے۔ کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ قول نہیں آیا بلکہ مسلم کی حدیث میں اس کے برخلاف صاف یہ آگیا ہے کہ مسیح بن مریم اس وقت آئیں گے جس وقت تمہارا امام یعنی اس امت کا امیر موجود ہوگا وہ امیر حضرت مسیح بن مریم کو نماز پڑھانے کیلئے کہے گا۔ حضرت مسیح اس امت کے اکرام کیلئے کہیں گے کہ نہیں نماز تم میں سے کوئی شخص ہی پڑھائے اور تم ایک دوسرے کے امیر ہو۔ اور وہ مسلمانوں میں احکام کتاب اللہ اور سنت نبوی کا اجرا کرے گا۔

عن جابر سمعت النبی ﷺ فینزل عیسی فیقول امیرھم تعال صلّ لنا فیقول ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذۃ الامۃ

و عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم قال ابن ابی ذئب اتدری ما امکم منکم قلت تخبرنی قال فامکم بکتاب اللہ و سنۃ نبیکم (مسلم ج۱ ص ۸۷)

یہ احادیث صاف کہہ رہی ہیں کہ آنے والا مسیح اس امت سے نہ ہوگا، اس لئے امامت وامارت اس امت کے امیر کیلئے مسلّم رکھے گا۔ اور خود بھی کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کے احکام کا اجراء کرے گا۔

☆ پنجم۔ مرزا صاحب کا اس رسالہ مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۰۹ میں مولوی فاضل ثناء اللہ امرتسری کو دجال کہنا ہے۔ اور صفحہ ۱۳۱ میں بجواب ان کی نکتہ چینی قصیدہ عربی اعجاز احمدی کے یہ کہنا ہے کہ تو بڑا جاہل ہے اور تو نجاست کھاتا ہے۔

مرزا صاحب کی یہ بدزبانی ایسی ہے جو اس کو دعوی الہام یا احمد فاضت الرّحمۃ من شفتیک میں جھوٹا کرتی ہے اور اس کے دعوی نبوت و امامت کو جھٹلاتی ہے۔ ہم اس کے جواب میں کچھ کہنا نہیں چاہتے صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس امر کی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس بدگوئی کی چارہ جوئی بذریعہ عدالت یا جس طرح چاہیں، کریں۔ کیونکہ اس بدزبانی سے مرزا نے ایک تو اپنے حلفی عہد کا خلاف کیا ے جو مسٹر ڈوئی کی عدالت میں وہ اقرار نامہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کی دفعہ ۴ میں کر چکا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں

میں اس امر سے باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ، دجال، کافر، کاذب نہیں کہوں گا۔

وازانجا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میرے دوست ہیں اور اس وجہ سے کہ بواسطہ میرے ایک شاگرد عالم مشہور حافظ مولوی عبدالمنان وزیرآبادی مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے ہیں، وہ میرے پیرو بھی سمجھے جاتے ہیں، لہذا وہ یہ حق رکھتے ہیں کہ اس اقرار وعہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے اس کو عدالت کی سیر کرائیں اور نہیں تو ایک دفعہ مسٹر ڈوئی کی خدمت میں جو اس وقت کمشنر بندوبست پنجاب ہیں، پہنچیں۔ پھر جو صلاح وہ دیں وہ عمل میں لاویں۔

نیز مرزا قادیانی نے گورنمنٹ کے عطا کردہ خطاب مولوی فاضل کی، جو پنجاب یونیورسٹی کے ذریعہ مولوی صاحب کو عطا ہوا ہے، سخت توہین کی ہے۔ جس شخص کو گورنمنٹ مولوی فاضل کا خطاب دے، وہ بجائے مولوی فاضل، (مولوی) جاہل کہلاوے تو ان خطابات کی کیا وقعت رہی۔

☆ ششم۔ مرزا صاحب کا اس رسالہ مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۲۷ میں حضرت شیخ الاسلام ہادی انام شیخنا وشیخ الکل حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین شمس العلماء دہلوی کی نسبت ان کی وفات کے بعد یہ عبارت عربی وفارسی مشتہر کرنا ہے

وکذالک صار نذیر حسین الدھلوی درّیّۃ وحی اللہ تخرج الصدور الی القبور فانّہ کان اول من کفّرنی وآذانی وفرّ من النور وکانت سنۃ وفاتہ مات ضال ھائماً بحساب الجمل ومات ناقصاً ولم یصب حظاً من الکمّل

وہم چنیں نذیر حسین دہلوی نشانہ ایں وحی شد کہ یخرج الصدور الی القبور او اول شخص است کہ مرا کافر قرار دادہ واز نور بگریخت وتاریخ وفات او بحساب جمل مات ضال ہائماً (۱۳۲۰ھ) است در حالت ناقصہ بمرد واز مرتبہ کاملاں ہیچ حصہ نیافت

اس بدزبانی و دریدہ دہنی کا بھی میں اس کو کوئی جواب دینا نہیں چاہتا، بلکہ

سرآمد فرقہ اہلحدیث واکابر مسلمانان اہل سنت کو اسکے جواب کی طرف متوجہ کرتا ہوں ۔ جب اس نے ۱۹۰۲ء میں قادیانی اخباروں میں اس توہین کا ارتکاب کیا تھا اور اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء میں یہ خاکسار بغرض شمولیت دربار کارونیشن دہلی پہنچا تھا تو میں نے حضرت شیخ الکل کے جانشین پوتے مولوی سید عبدالسلام کو استغاثہ پر مستعد کیا تھا۔ اس کے بعد بعض اہلحدیث لاہور کو مستعد استغاثہ کیا۔ مگر معلوم نہیں ان کی غیرت اسلامی کیوں دب گئی ۔

مرزا کے اس قول میں بدزبانی کے ساتھ دروغ گوئی ولاف زنی بھی پائی جاتی ہے ۔ کیا من گھڑت ڈھکوسلہ یخرج الصدور الی القبور بھی کوئی وحی یا الہامی پیش گوئی ہوسکتی ہے؟ کوئی زمانہ دنیا میں ایسا گذرا ہے جس میں صدر لوگ اور بڑے بڑے آدمی نہ مرتے ہوں؟ اور حضرت شیخ الکل کا فوت ہونا تو عمر طبعی سے زیادہ عمر کو پہنچ کر ہوا ہے۔ لہذا ان کی وفات معمولی کو الہامی پیش گوئی بنالینا کمال درجہ کی بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے؟

(دوسری طرف مرزا صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ میاں صاحب بعد موت ان کی جماعت میں داخل ہوگئے ہیں جیسا کہ محمد عبدالحق کوٹلوی السرہندی بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی نذیر حسین صاحب بعد انتقال مرزا جی کی جماعت میں داخل ہوئے ۔ (لیدر نمبرا۔ جلدا) ۔

اس مکاشفہ کے سمجھنے میں مرزا جی نے بڑا دھوکہ کھایا کہ اپنی ناپاک جماعت سمجھ لی ۔ مولوی صاحب تو اس جماعت میں داخل ہوئے جس کا ذکر حدیث ما انا علیه و اصحابی میں ہوا ہے (مشکوۃ) اور جس جماعت کے تابع مولوی صاحب زندگی میں تھے اور جس جماعت سے علیحدہ ہونے کے باعث مرزا صاحب مع ذریۃ خود بحکم ید الله علی الجماعة ۔من شذّ شذّ فی النار قابل دخول جہنم بن رہے ہیں ۔

یہ عجیب قصہ اور غریب معمہ ہے کہ مولانا (نذیر حسین) صاحب تو مرزا جی کو زندیق، دجال فرماتے رہے اور مرزا جی ان کو اپنی جماعت میں داخل شدہ بتاتے ہیں ۔ ھذا شیء عجیب ۔

مرزا صاحب نے اپنے مریدین کے پرچانے کے واسطے تریا بید کا چلتر کھیلا ہے ۔ یہ تو اس عالم غیبی کا حال ہے جس کی خبر کوئی سوائے مخبر صادق آنحضرت ﷺ کے نہیں دے سکتا۔ اور جس پر سوائے عالم الغیب والشہادۃ کے کسی کو اطلاع نہیں ۔ مگر مرزا صاحب جو کچھ کہیں بحکم حبّک الشیئ یعمی

و یصمّ مرزائی اندھا دھند سر تسلیم خم کرنے لگتے ہیں۔ (شحنہ ہند ضمیمہ ۱۶، اگست ۱۹۰۳ء۔ ص ۱)۔

مرزا صاحب کو انّ شا نئک ھو ا لا بتر کا الہام بھی ہوا تھا اور وہ اس الہام کو حسب ضرورت جگہ جگہ چسپاں کرتے رہتے تھے۔ میاں صاحب سید نذیر حسین دہلوی پر بھی یہ الہام انہوں نے چسپاں کیا۔ مولانا احمد حسن شوکت اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں

. الحکم کے اڈیٹر نے مرزا جی کا الہام یہ لکھا ہے انّ شا نئک ھو ا لا بتر ....

اب سنئے سورہ الکوثر اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ ﷺ کے فرزندان متواتر فوت ہوئے۔ کفار خوش ہوئے کہ اب محمد ابتر ہو گیا....

ابتر، بتر سے ماخوذ افعل التفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی پیچھا کٹے کے ہیں۔ یعنی مقطوع النسل۔ کفار کے اس طعن سے آنحضرت ﷺ کو اور بھی رنج ہوا۔ تب خدا تعالی نے اپنے حبیب کی تشفی کے لئے سورہ کوثر نازل فرمائی کہ ہم نے تجھے کوثر عطا فرمایا..

.آج کے روز دشمنان دین کفار و مشرکین عرب کا کہیں پتا بھی نہیں جیسا کہ انّ شا نئک ھو ا لا بتر سے ظاہر ہے۔ یہ خدا تعالی کی پیشین گوئی ہے جو روز روشن کی طرح دنیا پر آشکارا ہو رہی ہے کہ آپ کا دشمن ہی پیچھا کٹا ہے۔

اب مرزا صاحب فرمائیں کیا وہ مقطوع النسل ہیں؟ کیا وہ صاحب اولاد نہیں (اور کیا ان کی اولاد زندہ نہیں؟) پھر مرزا جی کے دشمن تو ہندوستان میں ۳۰ کروڑ ہیں (اب ایک ارب سے زائد ہیں۔ بہاء) کیا وہ سب مقطوع النسل ہیں یا ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ سب مرزا کی چھاتی پر مونگ دلیں گے۔ انشاء اللہ تعالی۔ (شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ۔ ۸ تا ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۴ء۔ ص ۱)

مولانا احمد حسن شوکت مزید لکھتے ہیں:۔

مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم ہندوستان کے دس لاکھ اہل حدیث کے شیخ الکل تھے مرزا کو تو اتنے معتقدین خواب میں بھی تا قیامت نظر نہ آئیں گے اور اس وقت میاں صاحب کے جانشین بڑے بڑے علماء موجود ہیں اور سب اپنے شیخ کی طرح سنت و توحید کی اشاعت میں سرگرم ہیں

(شحنہ ہند میرٹھ۔ ضمیمہ یکم نومبر ۱۹۰۳ء ص ۳)

☆ ہفتم۔ مرزا صاحب نے مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۵ میں کہا ہے کہ طاعون کا کیڑا وہ دابّۃ الارض ہے جس کی قرآن میں خبر آ چکی ہے اور یہ میرے مسیح

موعود ہونے کی علامت ہے۔

مولانا کہتے ہیں کہ مرزا یہاں تو دابّۃ الارض سے یہ کیڑا مراد بتایا ہے اور اپنے ازالہ اوہام میں کہہ چکا ہے کہ دابۃ الارض سے علماء متکلمین مراد ہیں۔ اصل عبارت ازالہ اوہام صفحہ ۵۰۳ یہ ہے۔

ہم ایک گروہ دابۃ الارض زمین سے نکالیں گے، وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے۔

مرزا قادیانی کو یاد نہیں رہا کہ اب میں کیا کہہ رہا ہوں اور پہلے کیا کچھ کہہ چکا ہوں

☆ لو تقوّل علینا

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ اس مقام تک جو اکاذیب و مغالطات مرزا کی تفصیل ہوئی ہے اس سے ہمارا وہ دعوی ثابت ہوا، جو ہم نے کیا تھا کہ جس قدر مرزا نے پیش گوئی متعلقہ طاعون میں جھوٹ وافتراء سے کام لیا ہے، اس قدر پہلے کسی پیشگوئی میں جھوٹ سے کام نہیں لیا۔ اور اس کے ثبوت سے ہمارا وہ دعوی ثابت ہوا کہ مرزا کا دعوی الہام میں جھوٹا ہونا، اور جھوٹے الہام بنا کر شائع و مشتہر کرنا ہی ایک ایسا جرم سنگین ہے کہ طاعون اس کی ایک ادنی سزا ہے،

اور اس کے ثبوت سے ہمارا وہ دعوی ثابت ہوا کہ مرزا کے مسیح موعود و مہدی و امام برحق ہونے سے انکار کرنا طاعون کا سبب ہرگز نہیں ہو سکتا، بلکہ مرزا کا ایسے دعاوی کرنا اور لوگوں کا ایسے دعاوی کو قبول کرنا، یا ان پر مداہنت سے سکوت کرنا، پنجاب و ہندوستان میں طاعون پھیلنے کا ایک سبب و موجب ہو سکتا ہے۔ اگر طاعون کو عقوبت الہی یعنی گناہوں کی سزا ہی قرار دیا جائے

اس پر شائد مرزا قادیانی کی طرف سے یہ سوال وارد ہو کہ اگر مرزا کے عقائد کفریہ اور دعوی مسیحیت ومہدویت اور جھوٹا دعوی الہام اور اس کی تائید میں اس کا سال ہا سال سے جھوٹے الہام گھڑتے رہنا، طاعون کا سبب تو پھر اب تک مرزا اور ان کے اخص خلفاء واقربا طاعون میں کیوں مبتلا و ہلاک نہ ہوئے۔ اور مرزا

صاف کہتا ہے کہ اگر میں مفتری علی اللہ اور جھوٹا ہوں تو میں کیوں ہلاک نہیں کیا جاتا، اور اس پر اس آیت کو سند پیش کرتا ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی نسبت خدا تعالی نے فرمایا

و لو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذ ناہ با لیمین ثم لقطعنا منه الو تین ۔ (کہ اگر یہ شخص کوئی بات ازخود بنا کر ہم پر افتراء کرتا تو ہم اس کو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے)۔

اور وہ برملا کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں مفتری علی اللہ ہو کر زندہ ہوں اور میرے مخالف میرے سامنے مرتے جاتے ہیں (مولوی غلام دستگیر قصوری مرا، مولوی محمد حسن بھینی مرا، مولوی رسل بابا امرتسری طاعون سے مرا، مولوی نذیر حسین دہلوی مرا)، اور میں زندہ موجود ہوں اس کی یہ لن ترانیاں سن کر بہت لوگ اس کو حق پر جانتے ہیں اور اس کے مخالفوں کو جو فوت ہوئے اور جو ان کے ہم خیال ہیں، ناحق پر سمجھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ موت اور زندگی تو ایسے قدرتی امور ہیں کہ ان سے نہ مومن بچتے ہیں نہ کافر۔ نہ حضرات انبیا اور نہ ان کے مخالف۔ بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں جن کو ان کے مخالفوں (بنی اسرائیل) نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ قرآن کریم میں یہودیوں کی نسبت یہ بیان ہوا ہے و یقتلو ن النبیین بغیر حق ۔(آل عمران) کہ وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے،

پہلے نبیوں کے پیروان میں ایسے لوگ گذر چکے ہیں جن کے سروں اور بدن پر سے ان کے مخالف لوہے کی کنگھیوں سے گوشت اور پٹھے ہڈیاں چھوڑ کر سب کھینچ کر اتار دیتے۔ یہ عذاب ان کو دین سے نہ پھیرتا۔ اور ان کو زمین میں گاڑ کر ان کے سر کی مانگوں پر آرہ رکھ کر ان دو ٹکڑے کر ڈالتے۔ یہ عذاب بھی ان کو دین سے نہ پھیرتا۔ یہ حال آنحضرت ﷺ نے قیس صحابی کی اس شکایت پر سنایا جو مشرکین مکہ کی ایذا رسانی پر انھوں نے کی اور آنحضرت ﷺ سے یہ بات کہی تھی کہ آپ دعا کریں، خدا تعالی ہماری ان تکالیف کو دور کرے

عن قیس اتیت النبی ﷺ و ھو متوسد بردہ و ھو فی ظلّ الکعبة و قد لقینا من المشرکین شدة فقلت ا لا تد عوا اللہ فقعد و

هو مجمر وجهه فقال لقد کا ن من قبلکم لیمشط بمشاط الحدید ما دون عظا مه من لحم او عصب ما یصرفه ذا لک عن دینه و یوضع المتشار علی مفر ق رأسه فشقّ با ثنین ما یصرفه ذا لک عن دینه و لیقمن الله هذا الامر حتی یسیرا الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخا ف احداً ا لا الله زاد بیا ن و الذئب علی غنمه۔

(بخاری۔ ص ۵۱۰ و ۵۴۳)

کیا مرزا اوراس کے ہم خیال معترض اس سے بھی یہ نتیجہ نکالیں گے کہ وہ مومن جو کفار کی اس سخت تکلیف سے مارے گئے، ناحق پر تھے، اوران کو تکلیف پہنچانے والے کفار جوایک مدت تک زندہ رہے، حق پر تھے۔

دور کیوں جائیں اسی امت خیرا لامم کے نبی اوران کے اصحاب کبار اور اہل بیت اطہار اوران حضرات کے مخالف مشرکین اور کفار کا حال بطور مثال کیوں پیش نہ کروں۔

سرور کائنات فخر موجوات خاتم النبین سید المرسلین کوخیبر کے یہودیوں نے بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا اور آپ ﷺ کے استفسار کرنے پر صاف کہا کہ ہم نے اس لئے زہر دیاہے کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو زہر ضرر نہ دے گا۔مگر خدا تعالی کی شان امتحان دیکھو کہ اس زہر کا اثر آپ کو پہنچ ہی گیا۔ جب تک آپ زندہ رہے اس زہر کا اثر الم (درد) پاتے ہی رہے اور جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو اسی زہر سے آپ کی رگ جان کٹ گئی اور آپ فوت ہوئے۔ یہ بات آپ نے خود فرمائی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں صاف آچکی ہے

عن ابی ہریرة قال لما فتحت خیبر اهد ت للنبی ﷺ شاة فیها سم فقال النبی ﷺ هل جعلتم فی هذا الشا ة سم قا لوا نعم قا ل ما حملکم علی ذالک قالوا ان کنت کا ذباً نستر یح و ان کنت نبیا لم یضرک (بخاری۔ ص ۴۴۹)

و عن عائشة کان النبی ﷺ یقول فی مر ضه الذ ی ما ت فیه یا عا ئشه ما زال ا جد الم الطعا م الذ ی اکلت بخیبر فهذا اوان

وجد ت انقطاع ... من ذا لک السم ۔ (بخا ری۔ ص ۶۲۷)

مرزا اور اس کے ہم خیال سٹاف اس وقت موجود ہوتے اور وہ یہودیوں کا وہ قول اور آنحضرت ﷺ کی یہ بات سنتے تو ضرور بر ملا کہہ اٹھتے کہ (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ نبی برحق نہ تھے جو یہودیوں کے زہر سے فوت ہوئے ۔ وہ یہودی حق پر تھے جو آپ ﷺ کے فوت ہو جانے کے بعد زندہ رہے ۔

آنحضرت ﷺ کی وفات طیبہ پر ایک اور عجیب واقعہ پیش آیا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے اور اس سے مرزا اور اس کے ہم خیال لوگوں کا یہ اصول ومقولہ کہ جھوٹا سچے کے مقابلے میں زندہ نہیں رہتا ۔ بلکہ وہ سچے کر سامنے فوت ہو جاتا ۔ غلط ثابت ہوتا ہے ،

آنحضرت ﷺ کے وقت ایک شخص مسیلمہ نام ، آنحضرت ﷺ کا دعوی نبوت سن کر اور اس کی برکت وقبولیت دیکھ کر پہلے تو وہ مسلمان ہو گیا ، پھر مرتد ہو کر خود مدعی نبوت ہو گیا اور اس نے بھی مرزا کے قرآن انا انز لناہ قریباً من القادیان کی طرح بہت سی آیات مشابہ قرآن بنا رکھی تھیں ۔ وہ خبیث مرتد ہونے کے بعد مدینہ آیا تو یہ بکنے لگا کہ اگر محمد ﷺ مجھے اپنے بعد خلیفہ (جانشین) کر دیں تو میں پھر ان کا پیرو ہو جاتا ہوں ۔ اور وہ بہت سے آدمی اپنی قوم (بنی حنیفہ) کے اپنے ساتھ لا یا تھا ۔ آنحضرت ﷺ ثابت بن قیس کو اپنے ساتھ لے کر اس کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اگر تو یہ چھڑی (جو آپ کے ہاتھ میں تھی) مجھ سے مانگے تو میں نہ دونگا ۔ اور اس کے حق میں آپ نے یہ پیش گوئی کی کہ اگر تو پیٹھ پھیرے گا تو خدا تعالی تجھے ہلاک کر دے گا ۔

عن ابن عباس قال قدم مسیلمه علی عهد رسول الله ﷺ فجعل یقول ان جعل لی محمد ا لا مر من بعده تبعته و قد مها فی بشر کثیر من قو مه فاقبل الیه رسو ل الله ﷺ و معه ثا بت بن قیس بن ثما س و فی ید رسول الله قطعة من جرید حتی وقف رسول الله ﷺ علی مسیلمه فی اصحابه فقال لو سألتنی هذ ه القطعة ما اعطیتکها و لن ... امر الله فیل و لئن ادبر ت ... الله (بخاری ۔ ص ۵۱۱)

مگر خدا تعالی کی شان امتحان کو دیکھو کہ وہ خبیث مرتد و مخالف رسول ہو کر زندہ رہا اور اس کی زندگی میں آنحضرت ﷺ کا وصال الی اللہ ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کے وصال با کمال کے وقت مسیلمہ ویسی ہی خوشی کرتا تھا جیسا کہ مرزا اپنے مخالف علماء کے فوت ہونے پر کرتا ہے۔ اور غالباً وہ بھی یہی کلمہ کہتا ہوگا جو مرزا کہہ رہا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ حق پر ہوتے تو میری زندگی میں وہ کیوں فوت ہوتے۔ آنحضرت ﷺ کے اس جہان فانی سے عالم بالا کو عروج فرمانے سے بہت سے کچے اور احمق مسلمان جو مرزا کے اصول و مقولہ مذکورہ کے قائل تھے اور وہ یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ سچا جھوٹے کے سامنے فوت نہیں ہوتا، اسلام سے مرتد ہو گئے۔ ان میں سے چالیس ہزار سے زیادہ تو مرزا کے بڑے بھائی مسیلمہ کے ساتھ اس کو زندہ دیکھ کر جا ملے اور بہتیرے جاہلیت (کفر و شرک) کی طرف پھر گئے۔ اور اس وجہ سے اسلامی دنیا میں صرف تین مسجدوں (مسجد مکہ، مسجد مدینہ، مسجد عبدالقیس) میں خدا تعالی کے لئے سجدہ ہوتا تھا۔ باقی روئے زمین پر شرک ہونے لگ گیا اور بہتیرے باوجود مسلمان کہلانے کے احکام اسلام خصوصاً زکوۃ سے منکر ہو بیٹھے

مرزا اور اس کے چاروں خلیفہ، خصوصاً خلیفہ دوم امروہی اس وقت ہوتے تو آنحضرت ﷺ کی وفات کو اپنے ناپاک اصول کے مطابق آپ کے ناحق ہونے پر دلیل ٹھہرا کر سب سے پہلے مسیلمہ کی بیعت کرتے۔ ولیکن صادق الایمان مسلمان جن کے امیر و امام اس وقت صدیق اکبر تھے، اور وہ مرزا کی طرح کسی کی موت و حیات کو حق پر ہونے کا پیمانہ و معیار نہ سمجھتے تھے، اور حق کو بحکم آفتاب آمد دلیل آفتاب حق ہونے سے پہچانتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات سے آپ کے نبی برحق ہونے میں شک و تذبذب میں نہ پڑے اور کمال ثابت قدمی کے ساتھ ان لوگوں سے جو موت کو ناحق ہونے کی دلیل سمجھ کر دشمن اسلام ہو گئے تھے، اور اسلام کے پولیٹکل انتظام میں خلل انداز ہوئے تھے۔ سینہ سپر ہو کر ایسے لڑے کہ تھوڑے ہو کر دشمنوں کی بڑی بڑی جماعتوں کے ڈھیر کر دئے۔ ادھر مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا۔ اور اس چالیس ہزار جماعت میں سے بیس ہزار پیروان کو تہ تیغ کر کے باقی ماندہ جماعت کو تتر بتر کیا۔ ادھر اس کے برادر خورد

اسود عنسی کو خاک میں ملایا پھر منکرین احکام اسلام کو جو اسلام کے پولیٹکل انتظام میں خلل انداز تھے، سیدھا کیا۔ ان صادق الایمان مسلمانوں کی ثابت قدمی سے قدم اسلام اکھڑ جانے کے بعد جم گیا اور موذیوں اور دشمنان اسلام کے قتل ہو جانے سے ان کا اصول ومقولہ جو مرزا نے اختیار کر رکھا ہے غلط ثابت ہوا، اور مسلمانوں کو بطور الزام اس اصول کو انہیں پر الٹا دینے اور معارضہ کرنے اور یہ کہنے کا موقعہ مل گیا کہ اگر مرجانا، ناحق ہونے کی دلیل ہے اور سچا جھوٹے کے سامنے نہیں مرتا، جو مرتا ہے وہ جھوٹا ہوتا ہے، تو مسیلمہ واسود عنسی وغیرہ کیوں مسلمانوں کے ہاتھ سے واصل جہنم ہو گئے۔

عن ابی هریره لمّا توفی رسول الله و استخلف ابو بکر بعده و کفر من کفر من العرب الخ (صحیح مسلم ص ۳۸) ۔ قال النووی فی شرح هذا الحدیث قال الخطا بی ان اهل الردة کانوا صنفین ۔ صنف ارتدوا عن الدین و نابذوا الملة و عادوا الی الکفر وهم الذین عناهم ابو هریره بقوله کفر من کفر من العرب وهذه الفرقة طائفتان احدهما اصحاب مسیلمة من بنی حنیفه وغیرهم الذین صدقوه علی دعوی النبوة و اصحاب الاسود و من کان من مستجیبیه من اهل الیمن و غیرهم و هذه الفرقة با سرها منکرة لنبوة نبینا محمد ﷺ مدعیة النبوة لغیره فقاتلهم ابو بکر حتی قتل الله مسیلمة بالیمامه و العنسی بصنعاء و انقضت جموعهم و هلک اکثرهم و الطائفة الاخری ارتدوا عن الدین فانکروا الشرائع و ترکوا الصلوة و الزکوة وغیرهما من امور الدین و عادوا الی ما کانوا علیه فی الجاهلیة فلم یکن یسجد لله فی بسیط الارض الا فی ثلاثة مساجد، مسجد مکه و مسجد المدینه و مسجد عبد القیس فی قریة یقال لها جواثاء ۔ و الصنف الآخر هو الذین فرقوا بین الصلوة و الزکوة فاقروا بالصلوة و انکروا فرض الزکوة و وجوب ادائها الی الامام و هولاء علی الحقیقة اهل بغی ۔ (شرح مسلم

نووی ص ۳۸)۔ قال فی مجمع البحار و اما مسیلمه بن حبیب فانه قدم علی النبی ﷺ فی بنی حنیفه واسلم معهم ولما انتهی الی الیما مة ارتد وا د عی ان اشرکت فی الا مر ثم جعل یسجع لهم السجعا ت مضارعاً للقر آ ن لقد انعم الله علی الحبلی اخر ج منها سمته تسعی بین صفاق و حشا و احل هم الخمر و الزنا و وضع عنهم الصلوة فا تبعته بنو حنیفه و سمی بالرحمن و تنبا فی حیاته و زعم انه اشر که فی النبوة و من سخافته فی معارضته والعادیات و الزا رعا ت زرعاً و الحاصدات حصداً و الطاحنات طحنا و الخابزا ت خبزا و الثار دات ثردا ۔ یا ضفدع بنت ضفدعین الیکم تنقین لا الماء تکدرین ولاالشاربین تمنعین را سک فی الما ء و ذنبک فی الطین ۔ و الفیل و ما ادرا ک ماا لفیل له خرطوم طو یل ان ذا لک من خلق ربنا الجلیل ۔ و نحو ها من المضا حیک و کا نوا یطلبو ن منه الدعا للهما ت فیبر ک علیهم و یدعو هم فیجی بعکس ما یدعوا (سیر) و کتب من مسیلمه رسول الله الی محمد ۔ اما بعد فا ن الارض لنا نصف و لقریش نصف و لکن القریش یعتدو ن ۔ فکتب ﷺ من رسو ل الله الی مسیلمة الکذاب اما بعد فان الارض لله یورثها من یشا ء من عباده و العاقبة للمتقین ۔ وغلب علی جحر الیما مه و اخر ج ثما مه عا مل النبی ﷺ فکتب ثما مة الی النبی ﷺ و هو تو فی فکتب الی الصدیق فو جه خا لد ا فقاتلوا و کان عدد بنی حنیفه اربعین الفاً فقتل من المسلمین الف و مأتان و من المشر کین نحو عشرین الفاً فلما رأوا خذ لا نها قالت لمسیلمه این ما تعد نا فیقو ل قا تلوا عن احسا بکم و قتله الو حشی وابو د جا نه (مجمع البحار۔ ص ۴۵۳)

یہ وا قعات ایسے مسلّمہ ہیں کہ ان میں مرزا ئیوں کو بھی کلام نہیں ہے ۔ لہذا ان واقعات کے ثبوت پر زیادہ شواہد لا نے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تا ہم ایک روا یت

صحیح مسلم اوراس کی شرح امام نووی اور کتاب مجمع البحار کی عبارات عربی میں نقل کی گئی ہیں جن کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر ہم نے بیان کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے مخلص اصحاب واحباب میں ایک صاحب خبیب تھے۔ وہ دشمنوں کے قابو میں آئے اور ان کے قید رہے تو اس حالت قید میں اور اس وقت میں جبکہ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا ان کی کرامت ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالی نے انگوروں کا خوشہ ان کے پاس بھیج دیا، جس کو دشمنوں نے دیکھ بھی لیا۔ پھر بھی ان کو قتل کرنے لگے۔ تو انہوں نے دو نفل پڑھے اور یہ شعر کہے

ولست ابالی حین اقتل مسلماً
علی ای شق کان فی الله مصرعی
وذالک فی ذات الاله و ان یشاء
یبارک علی اوصال شلوا ممزع

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمان ہو کر قتل کیا جاؤں۔ خواہ کسی پہلو پر اللہ کی راہ میں میرا گرنا ہو۔ یہ میرا گرجانا خدا کی راہ میں ہے وہ چاہے تو میرے پارہ شدہ اعضا پر (قیامت کے دن) برکت کردے۔

اس کے بعد وہ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ مرزا قادیانی اس وقت ہوتا اور ان کی یہ حالت دیکھتا تو برملا کہتا کہ وہ خدا پرست صحابی نمازی حق پر نہ تھے جو کافروں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ وہ ظالم حق پر تھے جنہوں نے ان کو شہید کیا۔

جعفر بن ابی طالب غزوہ موتہ میں بے شمار زخم کھا کر شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عن عبد الله بن عمر فی قصة غزوة موته قال کنت فیهم فی تلک الغزوة فالتمسنا جعفر بن ابی طالب فوجدناه فی القتلی فوجدنا فی جسده بضعاً و تسعین من طعنة و رمیة (بخاری ص ۵۸۲) وعن انس و عیناه تذرفان۔ (بخاری۔ ص ۲۱۱)۔

مرزا قادیانی اس وقت ہوتا اور حضرت جعفر طیار کو زخمی اور آنحضرت ﷺ کو گریاں دیکھتا تو کہہ اٹھتا کہ حق پر وہی تھے جنہوں نے جعفر کو شہید کیا۔

مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۶۹ میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ واقعہ کربلا میں امام حسین حق پر نہ تھے۔حق پر ہوتے تو خدا کی طرف سے ضرور ان کو مدد ملتی جیسے کہ مرزا کو ہمیشہ ملتی رہتی ہے۔ یہاں مرزا کے اصل اشعار اور مرزا ہی کا لکھا ہوا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے

وشتان ما بینه وبین حسینکم فانی اؤیّد فی کل آن وانصرو

اما حسین فاذکروا دشت کربلا الی هذه الایام تبکون فانظروا

وانی بفضل الله فی حجر خالقی اربّی واعصم من لیامٍ تنمّروا

وان یاتینی الاعداء بالسیف والقنا فوالله ان احفظنّ واظفرو

وان یلقنی خصمی بنار مذیبةٍ تجدنی سلیماً و العدوّ یدمّر

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین، پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عاطفت میں یوں پرورش پا تا رہا ہوں۔اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں۔

اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں پس میں بخدا بچایا جاؤنگا اور مجھے فتح ملے گی۔

اگر دشمن ایک گداز کرنیوالی آگ میں مجھے ڈالے تو تو مجھے سلامت پائے گا اور دشمن ہلاک ہوگا

لفظ حسینکم (جس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا حسین) صاف مشعر ہے کہ حضرت امام حسین سے مرزا کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لفظ اس نے ایسا قلم سے نکالا ہے جیسا مالک بن نویرہ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت حضرت خالد بن ولید کو مخاطب کر کے لفظ صاحبکم کہا تھا جس سے خالد بن ولید نے سمجھا کہ مالک بن نویرہ کو آنحضرت ﷺ سے کوئی تعلق نہیں، اسی وجہ سے وہ اسلام کے حکم زکوۃ کی تعمیل کا مانع ہوکر اسلام کے ایک پولیٹکل انتظام میں دخل انداز ہو رہا ہے۔

مرزا قادیانی ایک قصیدہ میں جو رسالہ فتح الاسلام کے صفحہ ۵۷ میں مندرج ہوکر شائع ہوا، اقرار کر چکا ہے کہ حضرت امام حسین کے مخالف کفر اور ناحق پر تھے اور حق پر امام حسین ہی کی پارٹی تھی چنانچہ اس قصیدہ کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے جس

سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہوسکتی ہے اور وہ شعر یہ ہے

ہر طرف کفر ست جوشاں ہم چو افواج یزید

دین حق بیمار و بے کس ہم چو زین العابدین

اور اگر وہ یہ کہے کہ اس شعر کے مضمون سے میں نے رجوع کر لیا ہے اور اب میری رائے یہی ہے کہ یزید حق پر تھا اور امام حسین ناحق پر تھے تو ہم اس واقعہ کو بطور حجت الزامی اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کرتے۔ پہلے کے واقعات کو اس کے الزام کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ تاہم اس واقعہ کو عام مسلمانوں کی نظروں میں جو امام حسین کو حق پر جانتے ہیں اور یزید کو ناحق پر، اس کے اصول ومقولہ

کہ سچا جھوٹے کے سامنے نہیں مرتا.

کو جھوٹا کرنے کے لئے بڑی قوی دلیل سمجھتے ہیں۔ اور اسی غرض سے ہم اس واقعہ کو معرض بیان میں لائے ہیں۔

☆ اپنے خیال کی تائید میں جو مرزا نے آیت ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل کو پیش کیا ہے اس کا جواب دندان شکن حافظ محمد یوسف امرتسری نے رسالہ قطع الوتین میں لکھوا دیا ہے اور وہ رسالہ چھپ کر مشتہر ہو چکا ہے۔ اس رسالہ میں بہت سے لوگ بطور نظیر پیش کئے گئے ہیں جنہوں نے جھوٹا دعوی الہام کیا اور وہ تئیس برس سے زیادہ رہے۔ مرزا نے رسالہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴ میں سفید جھوٹ بولا ہے کہ اب تک حافظ صاحب نے کوئی نظیر پیش نہیں کی۔ اس کتاب (تحفہ گولڑویہ) کے جواب میں حافظ صاحب نے ایک اشتہار اواخر ۱۹۰۲ء میں مشتہر کیا اور اس میں صاف کہا کہ تمہارے مطلوبہ نظائر ہم ایک رسالہ میں چھاپ کر مشتہر کر چکے ہیں، جلسہ ندوۃ العلما میں بمقام امرتسر آؤ اور ان نظائر پر بحث کر لو۔ اس پر مرزا نے سکوت کیا اور آج تک کوئی جواب اس کا مرزا نے مشتہر نہ کیا۔ ہم اس مقام میں اس کا ایک اور جواب دیتے ہیں۔ ناظرین توجہ کریں اور اس میں مرزا کے اس استدلال میں دھوکہ بازی مشاہدہ کریں۔

مرزا نے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲ وغیرہ میں اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر وہ (آنحضرت ﷺ) ہم پر افتراء کرتا تو اس کی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس

صورت میں اپنے جھوٹے دعوی سے افتراء اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو۔ اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اسی کو ہلاک کر دیتے ہیں جو دنیا کے لئے ہلاکت سے راہیں پیش کرتا ہے، اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کر کے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے۔

اور تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴ میں کہا ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جب ہی ٹھہر سکتا ہے جب کہ یہ قاعدہ کلی مانا جاوے کہ خدا تعالی اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے کبھی مہلت نہیں دیتا پھر کہا کہ علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت ﷺ کی طرح ۲۳ برس تک زندہ رہ سکتا ہے۔

اور اس سے پہلے اس تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲ میں کہا ہے کہ آئمہ و مفسرین نے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا یہاں تک کہ شرح عقائد نسفی میں بھی اس دلیل کو لکھا ہے ۔ اور اس کے صفحہ ۵ میں کہا ہے کہ ہزار ہا نامی علما اور اولیاء ہمیشہ اس دلیل کو کفار کے سامنے پیش کرتے رہے .

اس کے جواب میں خاکسار (محمد حسین) کہتا ہے کہ مرزا نے جو کچھ کہا ہے محض دروغ ہے۔ نہ اس آیت کا یہ مطلب ہے جو مرزا نے بیان کیا ہے، نہ خدا تعالی نے اس بات کو جو آیت میں ارشاد ہوئی ہے بطور ایک عقلی استدلال کے (جو کسی قاعدہ کلیہ اور ملازمت عقلیہ پر مبنی ہو) کفار کے سامنے پیش کیا، نہ آئمہ مفسرین و ہزار ہا نامی علماء و اولیاء نے کفار کے سامنے اس آیت کے مضمون کو بطور دلیل پیش کیا ہے، نہ شرح عقائد نسفی میں اس آیت کو یا صرف اس کے مضمون کو دلیل ٹھہرایا ہے ۔مرزا ان مفسرین آئمہ و ہزار ہا علما و اولیاء میں سے صرف پانچ سات کا نام ہی بتا دے اور ان کی عبارتیں نقل کرے۔..

جس کتاب شرح عقائد نسفی کا اس نے نام لیا ہے ہم ذیل میں اس کی عبارت نقل کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس عبارت میں کہاں اس آیت کو دلیل ٹھہرایا ہے اور اس کی نسبت کہاں یہ دعوی کیا ہے کہ اس آیت میں خدا نے عقلی استدلال کیا

ہے اور اس کے مضمون کو قاعدہ کلی اور سنت الٰہی قرار دیا ہے۔

شرح عقائد نسفی (مطبوع مطبع انوار محمدی لکھنو، صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲) میں کہا ہے

و قد يستدل ارباب البصائر على نبوته بوجهين احدهما بالتواتر من احواله قبل النبوة و حال الدعوة و بعد تمامها و اخلاقه العظيمه، واحكامه الحكمية واقدامه حيث تحجم الابطال ووثوقه بعصمة الله تعالى فى جميع الاحوال و ثباته على ماله لدى الاموال ؟؟ بحيث لم تجد اعدائه مع شدة عداوتهم و حرصهم على الطعن فيه مطعنا ولا الى القدح فيه سبيلا فان العقل يجزم بامتناع اجتماع هذه الامور فى غير الانبياء و ان تجمع هذه الكمالات فى حق من يعلم ان يفترى عليه ثم يمهله ثلاثا و عشرين سنة ثم يظهر دينه على سائر الاديان و ينصره على اعدائه و يجىء آثاره بعد موته الى يوم القيامة ۔

اہل نظر آنحضرت ﷺ کی نبوت پر اور دو وجہ سے بھی استدلال کرتے ہیں وجہ اول آنحضرت ﷺ کے متواتر حالات ہیں (جو نبوت سے پہلے اور دعوت کے اثنا میں اور دعوت کے پوری ہو چکنے کے بعد ظاہر ہوئے)۔اور دوم۔ آپ کے اخلاق عظیمہ اور سوم آپ کے احکام الٰہیہ اور چہارم آپ کا ایسے کاموں کی طرف نہایت دلیری سے متوجہ ہونا۔جن سے بڑے بڑے بہادر جھجک جاتے ہیں ۔۵۔اور آپ کا ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی حفاظت کا بھروسہ۔۶۔اور آپ کا خوفناک حالتوں میں ثابت قدم رہنا۔ یہ امور ششگانہ ایسے طور پر آپ کے وجود باجود میں متحقق و مسلم ہیں کہ آپ کے دشمنوں کو باوجود شدت عداوت کے اور حرص طعن آپ کے امور مذکورہ کی نسبت طعن اور جرح کی کوئی سبیل نہیں ہے ۔ یہ وجہ اس لئے آپ کی نبوت پر دلیل ہے کہ عقل امور ششگانہ بجز انبیاء کسی شخص میں جمع ہونے کو محال جانتی ہے اور اس امر کو محال جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کمالات ششگانہ اس شخص میں جمع کر دے جس کو خود مفتری جانتا ہو۔اور پھر یہ کمالات اس میں جمع کر کے تیئیس برس تک اس کو مہلت دے اور پھر اس کے دین کو دوسرے ادیان پر غلبہ عطا کیا کرے اور اس کے آثار دعوت جو اس کی موت کے بعد قیامت تک زندہ رکھے

ناظرین انصاف سے کہیں کہ اس عبارت میں آیت زیر بحث سے کہاں استدلال اوراس کا ذکر ہے اس میں تو آنحضرت ﷺ کے کمالات شش‌گانہ سے استدلال کیا ہے اور جو اس میں مفتری کے ۲۳ برس تک زندہ رہنے کو محال کہا گیا ہے تو وہ بھی نہ افتراء کی نظر سے بلکہ مفتری کے محل کمالات شش‌گانہ ہونے کی نظر سے جس کا صاف قطعی مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مفتری ان کمالات شش‌گانہ کا مجمع نہ ہو تو اس کے مفتری ہو کر زندہ رہنے کو عقل محال نہیں جانتی ۔ لہذا اس مفہوم کے ساتھ عبارت شرح عقائد دعوی مرزا کے مخالف ہوئی، نہ اس کے موافق ومطابق

شرح عقائد کے حوالہ میں مرزا کی دروغ گوئی جعل سازی ثابت ہوئی تو اب ہم آیت زیر بحث کا صحیح مطلب بتاتے ہیں ۔ ناظرین آپ الفاظ آیت ملاحظہ فرما کر بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس آیت میں نہ تو اللہ تعالی نے کوئی قاعدہ کلی بیان کیا ہے اور نہ اپنی قدیم سنت کا اظہار فرمایا ہے بلکہ خاص آنحضرت ﷺ کی ذات مجمع قدسی صفات اور محل اعلی و اقصی کمالات کا یہ حکم وحال بیان کیا ہے کہ اگر یہ رسول ایسی صفات و کمالات کا مظہر و مجمع ہو کر پھر کوئی بات افتراء کرتا تو ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے جس کی وجہ وہی شرح عقائد میں بیان ہوئی ہے۔

اس کی نظیر سورۃ بنی اسرائیل (رکوع ۸) کی یہ آیت ہے

ولولا ان ثبّتناک لقد کدتّ ترکن الیھم شیئاً قلیلاً۔ اذاً لّاذقناک ضعف الحیوۃ و ضعف المماۃ ۔ ثم لا تجد لک علینا نصیراً

اس کی وجہ بھی وہی ہے جو عبارت شرح عقائد نسفی میں بیان ہوئی کہ آپ مجمع کمالات اور مورد واتم عنایات الہی تھے۔ آپ جیسے شخص کا خلاف حق کی طرف جھک جانا بھی مستوجب و مورد سزا ہوتا ہے۔ اس سے اور شخص کی نسبت، کہ جو اس درجہ کا مجمع کمالات نہ ہو، یہی حکم نہیں نکالا جا سکتا کہ اس کو بھی ذرا سا جھک جانے پر دوگنا عذاب ہو۔

ایسا ہی آیت زیر بحث میں آنحضرت ﷺ کو ان کے مجمع کمالات و مورد اتم عنایات الہی ہونیکی نظر سے افتراء پر ہلاکت کا حکم سنانے سے دوسرے مفتریوں پر حکم ہلاکت نہیں نکالا جا سکتا اور نہ ہی واقعات اور ان کے مطابق قرآنی شہادت

اس حکم کی اجازت دیتے ہیں ۔قرآن میں بہت سے لوگوں کو مفتری علی اللہ کہا ہے، و معہذا ان کو دنیا میں ہلاکت دینے کا حکم نہیں سنایا گیا۔ اور واقعات کو دیکھا جائے تو بیسیوں نہیں، سینکڑوں ہزاروں ایسے اشخاص گزرے ہیں جو خدا پر افتراء کرتے ہیں، جھوٹے مسائل وعقائد از خود بنا کر ان کو احکام خداوندی بتاتے ہیں، اور لوگوں میں پھیلاتے ہیں و معہذا مدتوں ہلاک نہیں ہوتے۔

ہم ایسے اشخاص اور ایسے واقعات، وقت نزول قرآن ہی سے پیش کرتے ہیں قرآن میں صدہا مشرکین عرب کا یہ افتراء بیان ہوا ہے کہ وہ از خود کئی جانوروں (بحیرہ سائبہ وغیرہ) کو حلال بتاتے اور پھر یہ کہتے کہ ہم کو خدا نے یہ حکم دیا ہے یعنی ہم ان احکام میں خدا کی طرف سے مامور ہیں اور اس دعوی میں وہ خدا تعالی پر افتراء کرتے ۔ان کے اس افتراء کے ساتھ کسی مفتری کی نسبت قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ اس افتراء کے سبب ہم نے ان مفتریوں کو ہلاک کیا۔ بلکہ ان کو دنیا میں نفع دینے کا ذکر کر کے قیامت کے دن عذاب وعدم نجات کا ڈر سنایا۔

ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذ ب هذا حلال و هذا حرا م لتفتروا على الله الكذ ب لا يفلحو ن ۔ متا ع قليل ولهم عذا ب اليم ۔ (نحل)

و اذا فعلوا فاحشة قالوا و جد نا عليها آ با ء نا و الله امرنا بها۔ قل انّ اللّه لا يأمر بالفحشاء ۔ ام تقولون على الله مالا تعلمو ن (اعراف۔ ع ۳)

ناظرین یہ مشرکین کا وہی تقوّل علی اللہ ہے جس کا آیت زیر بحث میں ذکر ہے آنحضرت ﷺ کو تو آپ کے کمالات مذکورہ کے سبب ہلاکت کا حکم سنایا گیا مگر کسی مشرک مفتری کی ٹانگ توڑنے کا ذکر بھی قرآن میں نہیں آیا۔

اور کوئی واقعہ تاریخ میں ایسا نہیں پایا جاتا کہ اس افتراء کے سبب کسی مشرک کو ہلاک کیا گیا ہو۔ صدہا یہودی ایسے گذرے ہیں جو احکام توریت کو بدلتے اور ان کی جگہ اپنے تراشیدہ احکام جاری کرتے اور کئی مسائل اعتقادی انہوں نے از خود بنا رکھے تھے ۔ازانجملہ حکم رجم کی جگہ زانی کا منہ کالا کرنا، اور اپنے گروہ کی نسبت یہ اعتقاد کرنا کہ وہ صرف چالیس روز دوزخ کا عذاب بھگتیں گے، اور شریعت ابراہیمی میں ان کا خدا تعالی پر یہ افتراء کہ اونٹ کا گوشت ان کی شریعت

میں حرام تھا۔ ان اعتقادات ومسائل کی نسبت خدا تعالی نے ان کو مفتری کہا مگر یہ نہیں فرمایا کہ اس افتراء کے سبب ہم نے ان کو ہلاک کیا۔

فویل لّلّذ ین یکتبو ن الکتا ب با یدیھم ثم یقو لو ن ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناًقلیلاً۔ فویل لّھم ممّا کتبت ایدیھم و ویل لّھم ممّا یکسبو ن۔ و قا لوا لن تمسّنا النّار ا لّا ایّا ماً مّعدودۃً۔ (بقرہ ۔ع ۹)

۔ و یقو لو ن ھو من عند اللہ و ما ھو من عند اللہ و یقو لون علی اللہ الکذ ب و ھم یعلمو ن (آ ل عمران)۔

و غرّ ھم فی دینھم ما کا نوا یفترو ن ۔ (آ ل عمرا ن) ۔

کلّ الطّعا م کا ن حلاً لّبنی اسرا ئیل الّا ما حرّم اسرا ئیل علی نفسہ من قبل ان تنزّ ل التّوراۃ ۔ قل فأتوا با لتّورا ۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین ۔ فمن افتری علی اللّٰہ الکذب من بعد ذا لک فاولٰئک ھم الظّالمو ن ۔ (آل عمرا ن ۔ع ۱۰) ۔

بلکہ ایک آیت میں صاف فرما دیا ہے کہ جولوگ خدا پر افترا کرتے ہیں ان کو نجات اخروی حاصل نہ ہوگی، دنیا سے وہ نفع اٹھائیں گے مگر انجام کار ہمارے طرف رجوع کریں گے تو ہم ان کو سخت عذاب چکھائیں گے

قل انّ الّذ ین یفترون علی اللّٰہ الکذ ب لا یفلحو ن۔ متا ع فی الدّنیا ثم الینا مر جعھم ثم نذ یقھم العذاب الشّدید بما کا نوا یکفرون (یونس۔ع ۷)

ہمارے اس زمانہ میں سینکڑوں مولوی واعظ ایسے ہیں جو روپیہ دو روپیہ لے کر جھوٹے فتوی لکھتے ہیں۔ اور ممبروں پر بیٹھ کر خدا کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جو اس نے نہیں فرمائی ہیں۔ یہ افتراء علی اللہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں سنا جس کو خدا نے اس افتراء کے سبب ہلاک کر دیا ہو۔

خدا تعالی کا جنزل رول (عام قاعدہ) سزا دہی میں یہ ہے کہ ایسے کفر وشرک وافتراء وغیرہ گناہوں کی سزا قیامت پر رکھی ہے اور وہی دارالجزاء ہے۔ دنیا میں وہ کافروں ظالموں مفتریوں کو مہلت دیتا چلا آتا ہے۔ یہ دنیا دارالعمل ہے ۔اگرچہ بعض اوقات، بعض اشخاص اور اقوام کو وہ دنیا میں بھی سزا دے دیتا ہے۔

مگر یہ اس کا جنرل رول نہیں ہے۔اس نظر سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے

انکم فی دار العمل و لا حساب و انتم غداً فی دار الحساب و لا عمل۔ رواہ البیہقی (مشکوۃ ۔ص ۴۳٦) لوگو! تم آج دار العمل میں ہو، تم سے پورا حساب نہیں لیا جاتا۔ اور کل کو تم دار الحساب میں پہنچو گے جہاں کوئی عمل نہ کرسکو گے۔

شائد مرزا قادیانی مضمون ان آیات کی نسبت یہ عذر کرے کہ جن مفتریوں کے افتراء کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے انہوں نے دعوی نبوت و الہام نہیں کیا۔ اور میرا دعوی سزا ہلاکت کا انہی لوگوں کی نسبت ہے جو الہام و نبوت کے مدعی ہوں ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ تحفہ گولڑویہ ص ۴ منقولہ بالا میں تو نے صرف دعوی نبوت والہام پر دعوی سزا ہلاکت نہیں کیا، بلکہ ہر ایک جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد اور جھوٹے دعوی (جو ضلالت و کفر سے لوگوں کو ہلاک کرے) کیلئے سزا ہلاکت تجویز کی ہے، اور یہی آیت قرآن کا مطلب بتایا ہے، اور آیت زیر بحث میں بھی ہر ایک ... تقول علی اللہ پر وعید اہلاک ہے، خاص کر دعوت نبوت میں تقول پر وعید نہیں آئی۔ اور دوسری آیات قرآن میں بھی ہر ایک افتراء علی اللہ کو جھوٹے دعوی نبوت اور جھوٹے دعوی وحی کے برابر شمار کیا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے

و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذباً او قال اوحی الیّ و لم یوح الیہ شیء ۔ (انعام ع ۱۱) کہ اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر کوئی افتراء کرے، یا یہ کہے کہ میری طرف وحی ہوئی ہے حالانکہ اس کی طرف کوئی وحی نہ ہو۔

اور جس حالت میں نہ آیت زیر بحث میں خاص کر دعوی وحی و الہام میں افتراء کا ذکر ہے، اور نہ مرزا کی عبارت مذکورہ منقولہ میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے، اور افتراء علی اللہ سبھی قسم کے ایک حکم رکھتے ہیں، لہذا آیات مذکورہ ، مرزا کے دعوی کے رد و ابطال کیلئے پوری حجت ہیں ۔ مرزا اور اس کے اتباع میں کچھ شرم و حیا ہو تو آئندہ وہ یہ دعوی قلم یا زبان پر نہ لاویں گے کہ خدا پر افتراء کرنیوالہ اور لوگوں میں جھوٹی تعلیم پھیلانے والہ، جھوٹے عقائد پیش کرنے والہ زندہ نہیں رہتا ، اور آیت زیر بحث میں ہر ایک مفتری علی اللہ کا حکم بیان ہوا ہے۔

(ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۲۰ ص ۵ تا ۱۵۵ مختصراً)

پیشگوئی زلزلہ ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے آخری برسوں میں پنجاب میں زلزلہ آیا تو انہوں نے حسب معمول دعوی فرما دیا کہ یہ واقعہ ان کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے اور ان کی صداقت کا نشان ہے۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے ایک مفصل مقالہ تحریر فرما کر مرزا صاحب کی دعوی کی تردید فرمائی۔ اس مقالے کی تحریر کے وقت مرزا صاحب کا کرشن ہونے کا دعوی بھی منظر عام پر آچکا تھا۔ اس لئے مولانا نے دوران تحریر مرزا صاحب کو کرشن اور کرشن قادیانی وغیرہ القاب سے بھی یاد کیا ہے۔ یہ مقالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کے صفحات ۲۸۴ تا ۳۴۸ میں شائع ہوا اور بعد میں اس موضوع پر لکھی جانے والی تحریروں کیلئے ایک ماخذ کے طور پر کارآمد ہوا۔ ہم اس مقالے کو مناسب قطع و برید کے بعد نذر قارئین کرتے ہیں۔

مولانا بٹالویؒ اس مقالے کی ابتدا ان آیات سے فرماتے ہیں،

و ما نرسل بالآ یات الا تخویفاً

و ما اصابکم من مصیبةٍ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر۔

و ما انتم بمعجزین فی الارض و ما لکم من دون اللہ من ولیّ و لا نصیر

اس کے بعد مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ جو زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو پنجاب میں اور اس سے کچھ پہلے مدراس میں اور اس سے پیشتر کشمیر و پشاور میں اور دو یا تین سال کا عرصہ ہوا ہے، نیو یارک میں اور ایک مدت پہلے لزبن میں، اور اس سے بہت پیشتر اٹلی کے دو شہروں، پمپی اور ہرکولیم میں واقع ہوا ہے، عام دنیا اور خاص کر اخباری اور علمی دنیا کو معلوم ہے۔ اور اس زلزلے کے جو طبعی یا نیچرل اسباب بیان کئے جاتے ہیں (کہ وہ بخارات زمین کا زور سے نکلنا، یا آتش فشاں پہاڑوں کے آتشیں مادے کا حرکت کرنا ہے) وہ بھی طبیعاتی سائنس کے جاننے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ مذہب نے ان اسباب کا نہ تو اثبات کیا ہے اور نہ نفی۔ اور کسی آسمانی یا روحانی مذہب کا یہ فرض منصبی بھی نہیں کہ کائنات، و حوادث عالم (کون و فساد کے اسباب و

انیات) سے بحث کرے۔ اس کا فرض منصبی تہذیب الا خلاق وتعلیم توحید واخلاص وعبادات و اصلاح معاملات ہے۔اوراس مدعا کیلئے کائنات وحوادث عالم کے اغراض وفوائد ولمیات کا بیان کرنا کافی ووافی ہے۔سواسلام نے ایسا بیان کردیا ہے کہ نہ تو کسی اور مذہب آسمانی نے بیان کیا ہے اور نہ وہ انسانی طاقت سے بیان ہوسکتا ہے۔دنیا کی ہرایک چیز(ذرہ ہےخواہ وہ آفتاب، چیونٹی ہے یا پہاڑ) ایک آیت یعنی نشانی قدرت ودلیل وحدت خالقیت خالق ہے، اوراس دنیا کواسی وجہ سے عالم کہا جاتا ہے کہ وہ ذات وصفات باری پرایک علامت ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

انہی آیات سے زلزلہ بھی ایک آیت ہے جس کے دنیا میں ظاہر کرنے سے غرض آیت نمبر اول میں بیان ہوئی جس کو ہم نے زیب عنوان کیا ہے۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفاً ۔اوراس کا مضمون ہے کہ ہم آیات اسلئے بھیجتے ہیں کہ دنیا ان کو دیکھ کر ڈر جاوے اور خدا کی عظمت وجبروت کو پیش نظر رکھ کراس کے گناہوں سے بچے۔

دوسری آیت زیب عنوان وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم میں فرمایا ہے کہ لوگو! جومصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی شامت ہے۔اور ہنوز بہت سے تمہارے اعمال بد سے خدا درگذر ہی کرتا ہے۔تم ان مصیبتوں سے بچنے کیلئے زمین میں بھاگو،تو بھاگ نہ سکو گے اور بجز خدا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔یعنی ان مصیبتوں سے بچنا ہوتو خدا تعالی ہی کی طرف رجوع کرو اور گناہوں سے تائب ہو۔ خدا تعالی تم پر رحم کرے گا اوران بلاؤں کوٹلا دے گا۔

ایک اورآیت میں فرمایا

ولو یؤاخذ اللّٰہ النّاس بما کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابّۃ ولکن یّئوخّرھم الی اجل مّسمّی ۔ فاذا جاء اجلھم فانّ اللہ کان بعبادہ بصیراً (فاطر۔ ع ۵)۔ اگر خدا لوگوں کوان کے اعمال بد پر پورا مواخذہ کرے تو پشت زمین پرایک چلنے والے کو نہ چھوڑے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ زلزلے کا روحانی سبب بندوں کے گناہ اوراعمال بد ہیں۔اوراس سے بچنے کا ذریعہ اورعلاج بجز انابت الی اللہ اورتوبہ اور کچھ نہیں ہے۔توبہ

دل سے ہو، اور بندوں کے اعمال اس کے مطابق ہو جاویں تو خداوند رحیم وکریم سے امید ہے کہ وہ آئندہ ایسی بلاؤں کو ٹلاتا ہے۔

جو لوگ کلمہ گو اور مسلمان کہلاتے ہیں اور دین اسلام کے زبان سے مدعی ہیں، اور اس کی حمایت وحمیت کا دم بھرتے ہیں وہ کھلے بند، احکام وعقاید اسلام وقرآن سے انکار کر رہے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ نبویہ کو جو اسلام کا رکن ثانی ہے، صاف طور پر رد کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں زلزلوں یا اور بلاؤں کا نازل ہونا کون سا تعجب کا محل ہے؟

محل تعجب تو یہ ہے کہ لوگوں کا یہ حال ہے اور پھر وہ زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر و لائق تعریف مہاراج کرشن قادیان ہیں جو اپنے آپ کو فدائے اسلام قرار دیتے ہیں اور اسلام کی حمایت وحمیت میں تمام دنیا کے اہل مذاہب کے مقابلے کیلئے کھڑے ہیں۔ وہ سال ہا سال سے، باوجودیکہ زبان سے جھوٹ کو بہت برا کہتے ہیں اور اس کو نجاست قرار دیتے ہیں مگر دل سے اور عملی طور پر اس پر ایسے مفتون ہیں کہ گویا اس کے دل دادہ اور عاشق زار ہیں۔ آپ نئے دن خدا پر اس قسم کے افتراء کرتے ہیں کہ خدا نے مجھے نبی کیا، مجھے مسیح موعود ومہدی مسعود بنا دیا ہے۔ مجھ پر فلاں پاک وحی ہوئی ہے اور میں نے خدا سے الہام پا کر ہزار ہا پیشین گویاں کی ہیں جو سب کی سب سچی نکلی ہیں۔

و من اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذبا او قال اوحی الیّ و لم یوح الیہ شیء (انعام۔ ع ۱۱) اور یہ افتراء علی اللہ ایسا سخت ظلم ہے کہ بشہادت آیت منقولہ بالا اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہے۔

اشتہار الدعوت کا تجزیہ

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ قادیانی کے افتراء کی ایک مثال یہ ہے کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلے سے آپ کو سابق افتراء پردازیوں پر ندامت اور توبہ نصیب نہ ہوئی، بلکہ اس واقعہ عجیب کو دیکھ کر اسے اپنی صداقت کی دلیل اور مسیح موعود وملہم ہونے کی نشانی بنا لیا اور ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار بعنوان **الدعوت** شائع کر کے اس میں آپ نے سبب زلزلہ تو لوگوں کی معصیت اور دنیا پرستی اور بے ایمانی کو ٹھہرایا مگر خود اسی اشتہار میں معصیت

دروغ گوئی کا ارتکاب کیا اور اللہ پر افتراء کر کے یہ کہا

. چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے، اس لئے میں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں اور میں قسم حضرت احدیت جل شانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں رہا اور وہ جو اس کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے، اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ٹھٹھا اور لعن وطعن حد سے گذر گیا ہے۔ پس خدا فرماتا ہے کہ میں ان سے جنگ کرونگا اور میرے دو حملے ان پر ہوں گے جو ان کے خیال وگمان میں نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جھوٹ سے اس قدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤں کے نیچے پامال کرنا چاہا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ میں نے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندوں کے حملوں سے بچاؤں اور سچائی کی حمایت میں کئی نشان ظاہر کروں۔ اور وہ فرماتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا، لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ دن کیسے ہیں۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔ سچ کہو۔ کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادوں نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا۔ اور جس طرح ابھی ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلا دیا اور عام نقصان پہنچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا، کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگوں نے اس ملک میں دیکھا تھا۔ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیاں قرار نہیں دیئے گئے، بلکہ سالہا سال اس کے وجود سے پہلے براہین احمدیہ میں خبر دی گئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابوں میں جو میری تالیف ہیں، یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ اور یہ تو پرانی باتیں ہیں ممکن ہے اکثر لوگوں کو بھول گئی ہوں گی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی، یہ تینوں جس جگہ اکٹھی ہو جائیں وہاں حافظہ کب درست رہ سکتا ہے۔ خدا کے وعدہ بھی ایمان داری سے ہی یاد رہتے ہیں۔ ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو، وہ ہزار نشانوں کو بھی آنکھوں سے دیکھ کر ایسا دل سے اتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے۔ غرض میں اس وقت پرانی پیش گوئیوں پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ میں ان پیشگوئیوں

کو پیش کرتا ہوں جن کے شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے۔ دیکھو میرا اشتہار الوصیت جس کو میں نے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا۔ یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا۔ اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم میں ۲ میں وہی الہام موجود ہے۔

ان پیش گوئیوں میں سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہیں کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جس کی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء تھی میں نے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت، امن کی جگہ رہے گی نہ عارضی سکونت مقاموں پر، اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئے گی اور پھر مارچ کے مہینے میں خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبوں کو ایک نشان دیکھایا جائے گا اور یہ پیش گوئی بھی اس الحکم ۲۴ مارچ میں شائع ہو چکی ہے۔

اب اے عزیزو! سوچ لو کہ کیا یہ زلزلہ جو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء صبح کو اس ملک میں ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے جس کی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ اس اشتہار میں مرزا کا دعوی کہ زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء میرے مرسل ہونے سے انکار کی وجہ سے آیا ہے، **محض افتراء علی اللہ** ہے جو اس کی پرانی عادت ہے۔ دنیا میں جو حادثہ وقوع میں آتا ہے (کوئی مرجائے یا کوئی بیمار ہو جائے، کہیں طاعون پڑے، کبھی چاند سورج کو گرہن لگے) تو کرشن قادیانی ان سب واقعات کو اپنی ہی کرامت بنا لیا کرتے ہیں۔ اور اپنی نبوت و مسیحیت کی دلیل بنا لیتے ہیں۔ ان کے پچھلے افتراءات کی تفصیل و تردید ہم سالہائے گذشتہ میں بخوبی کر کے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ ایسے شخص کا، اور اس عمل و اعتقاد کے انسان کا، خدا کی طرف سے ملہم اور اس کے شرف خطاب سے مشرف ہونا، ناممکن و محال ہے۔ اس کو ملہم مانا جاوے تو پھر کسی صادق ملہم، نبی یا ولی کا الہام، قابل اعتبار نہیں رہتا۔ اور وحی و الہام سے یک قلم امان اٹھ جاتی ہے۔ اس مقام میں ہم قادیانی کے اشتہار دعوت کا کذب اسی اشتہار کی شہادت سے ثابت کرتے ہیں۔

☆ اس اشتہار **الدعوت** میں کرشن جی نے یہ دعوی کیا ہے کہ

. میں نے اشتہار الوصیت میں جو مستقل طور پر اور فلاں فلاں اخبار میں اور ریو یو آف ریلیجنز میں شائع ہوا ہے اس زلزلے کی خبر دے دی تھی ۔ یہ میرا وہی نشان ہے جس کی خدا نے شب ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو مجھے خبر دی تھی ۔ اور میں نے وہ خبر ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو اشتہار الوصیت میں اور اس سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کر دی تھی .

واہ صاحب واہ! الہامی خبر تو ۲۷ فروی ۱۹۰۵ء کو ملے اور اس کی اشاعت پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں ہو جاوے؟

اشتہار الوصیت اس وقت ہمارے سامنے ہے اور ریو یو آف ریلی جنز ہمارے ہاتھ میں ہے اور براہین احمدیہ ہماری میز پر ہے ۔ اشتہار الوصیت اور براہین احمدیہ میں اس زلزلہ کا نام ونشان نہیں ہے ۔ عبارت الوصیت و براہین کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں اور کرشن جی کی دروغ گوئی کی ناظرین سے تصدیق چاہتے ہیں

الوصیت

قال اللّٰہ عزّ و جل قل ما یعبئوا بکم ربّی لولا دعاء کم
(ان کو کہہ کہ میرا خدا تمہاری کیا پرواہ رکھتا ہے اگر تم بندگی نہ کرو اور دعا میں مشغول نہ رہو)

دوستو ! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے، آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے آج سے قریباً نو ماہ پہلے الحکم اور البدر میں، جو قادیان سے اخباریں نکلتی ہیں ، خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ عفت الدّیار محلّھا و مقامھا یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے، نہ مستقل سکونت، امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت، امن کی جگہ۔ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑے گی اور سخت پڑے گی ۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم ۳ ۔ اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۲ ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آ گیا ہے ۔ میں نے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں، بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے، میرے منہ یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہو گیا اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے، میں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا ۔ دوستو! اٹھو

اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانے کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آ گیا ہے ۔اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقوی کے اور کوئی کشتی نہیں ۔مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی امن نہیں ۔اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو .

اس کے بعد آپ نے لوگوں کو توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کی رغبت دلائی ہے ۔اس کے بعد آپ نے فرمایا

خدا نے آج سے پچیس برس پہلے طاعون کی مجھے خبر دی تھی اور براہین احمدیہ میں یہ شائع ہو چکی ہے ۔اور اس الہام کی اصل عبارت ایک اور اشتہار میں جو بعنوان الانذار آپ نے شائع کیا ہے ،یہ نقل کی ہے

و اصنع الفلک باعیننا و وحینا ولا تخاطبنی فی الّذ ین ظلموا انّھم مغرقون

اور اس کا ترجمہ رسالہ دافع البلاء کے حاشیہ صفحہ ۶ میں ان الفاظ سے کیا ہے

یعنی ایک کشتی میرے حکم سے اور آنکھوں کے روبرو بنا، جو ان کو مرنے سے بچائے گی۔ جو ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے باز نہیں آتے، میرے آگے ان کی سفارش نہ کر وہ غرق کئے جائیں گے ۔

اور متن رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۶ سطر ۳ میں اس پیش گوئی کو متعلق طاعون قرار دیا ہے ۔اور یہ کہا ہے کہ

بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں دی گئی ہے ۔

اور پھر اسی کے حوالہ میں حاشیہ منقولہ بالا تحریر کیا ہے ۔

اس رسالہ دافع البلاء کے بعد آپ نے رسالہ کشتی نوح بنایا۔تو اس میں بھی یہی جتایا ہے کہ جو کشتی بنانے کا حکم ہے وہ اسی طاعون سے بچنے کیلئے ہے ۔

اب کرشن جی کا یہ قول کہ میں نے براہین اور الوصیت میں زلزلہ کی خبر دی تھی، دروغ نہیں تو اور کیا ہے؟ اشتہار الوصیت میں اور الہام مذکور براہین احمدیہ میں زلزلہ کا ذکر یا اشارہ تک بھی نہیں ہے ۔اور کرشن جی کا اشتہار الوصیت میں یہ کہنا

کیا زلزلہ جو ۴ ۔اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے جس کی خدا نے

پہلے سے خبر دی تھی۔

ایسا جھوٹ ہے کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر جھوٹ نہ ہوگا۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جو معنی الہام موتا موتی اور عفت الدّیار محلّھا و مقامھا کے اشتہار الوصیت میں کرشن جی نے خود بیان کئے ہیں کہ اس سے طاعون مراد ہے۔ اس کو بعد وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء خود ہی غلط قرار دیتے ہیں اور اس پر طرفہ یہ ہے کہ پھر اس غلطی کا اعتراف نہیں فرماتے اور یہ نہیں کہتے کہ پہلے ہم یا ہمارا ملہم بھول گئے تھے اور غلطی سے اس کے معنی طاعون بیان کئے تھے۔ بلکہ ان معنوں سے آنکھ بند کر کے اور اپنے مریدوں کی آنکھوں میں خاک دھول بھر کر اشتہار الانذار میں فرماتے ہیں:۔

وہ پہلی پیش گوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی، اور شور قیامت برپا ہوگا اور یک دفعہ موتا موتی ظہور میں آجائے گی۔ دیکھو وہ نشان کیسا پورا ہوا، اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے یہ پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً پانچ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی۔ اور پیش گوئی مذکور یہ ہے عفت الدّیار محلّھا و مقامھا۔ یعنی بہت سی مخلوق کو مٹا دینے والی تباہی آئے گی جس سے مکانات بے نشان ہو جائیں گے اور ان مکانوں اور گھروں کا پتہ نہ ملے گا کہ کہاں تھے۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں پوری ہوگئیں۔ اگر تم عربی دان نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہیں، کہ عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ اے عزیزو اس کے یہی معنے ہیں کہ محلوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی اس کے تو یہ معنے ہیں کہ نہ خانہ رہے گا اور نہ صاحب خانہ۔ سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طور سے اور جس صفائی سے پورا ہوگیا، آپ صاحبوں کو معلوم ہے۔ اس کی نسبت اشتہار الوصیت میں بھی خبر دی گئی تھی۔

اس عبارت کو پڑھ کر اور تنسیخ یا تغلیط معنی مفسرہ و مبینہ اشتہار الوصیت کو دیکھ کر یہ مثل یاد آتی ہے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد

اور بے ساختہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر الہام موتا موتی اور عفت الدّیار محلّھا و مقامھا

سے آپ کے ملہم کی مراد یہی زلزلہ تھا تو پانچ مہینے سے بلکہ زمانہ تالیف دافع البلاء (۱۹۰۳ء) سے، بلکہ زمانہ تالیف براہین احمدیہ پچیس برس سے ملہم نے آپ کو جہالت میں کیوں رکھا۔ اور اشتہار الوصیت میں آپ کی تفسیر طاعون کی غلطی کو کیوں ظاہر نہ کیا؟

معلوم ہوتا ہے آپ کا ملہم (جو یقیناً معلم الملکوت ہے) احمق ہے، یا مسخرہ ہے جو سال ہا سال اپنے الہاموں کے معنی در بطن خود رکھتا ہے۔ آپ کو ان معنوں سے اطلاع نہیں دیتا۔ اسی واسطے آپ ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ اور جیسے واقعات پیش آتے ہیں ویسے معنی آپ بنا لیتے ہیں۔

عفت الدّیار محلھا ومقامھا

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اشتہار الوصیت میں جو عربی فقرہ عفت الدیار محلھا و مقامھا الہام قرار دیا گیا ہے یہ ایک شعر جاہلیت سے چرایا ہوا مصرع ہے۔ عربی دان بھی اس فقرہ کے معنی سمجھ نہیں سکتے جو کہ کرشن مہاراج نے معلم الملکوت سے الہام پا کر خود ہی بیان کئے ہیں کہ

نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ

عرب کے عربی جاننے والے اس فقرہ میں ایسا کوئی لفظ نہیں پاتے جس کے معنی سکونت کے ہوں اور نہ وہ کوئی فاعل سکونت اس فقرہ میں دیکھتے ہیں۔ لفظ محلھا و مقامھا میں جو ضمیر مجرور (ھا) ہے اس کا مرجع تو اس فقرے میں لفظ دیار کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ اور دیار ایسی اشیا ہیں جو محل سکونت ہیں، نہ کہ فاعل سکونت۔ فاعل سکونت تو ساکنین ہیں جن کا اس فقرے میں نام ونشان نہیں ہے۔ ہے تو بطن قائل (قادیانی یا اس کے ملہم) ہی میں ہے۔

اصل بات یہ کہ آپ نے یہ مصرع چرا تو لیا مگر پھر آپ کو سوجھا کہ عفت الدیار کے بعد محلھا و مقامھا کہنا بے معنے اور فضول تک بندی ہے اور اگر محلھا کو دیار سے بدل ٹھہرا کر اس کے معنی کچھ بن جائیں کہ گھروں کا محل بھی نظر نہ آئے گا کہ وہ کہاں تھے تو مقامھا کا کوئی مطلب نہ نکلے گا، کیونکہ گھر اپنے محل چھوڑ کر دوسرے مقام عارضی میں

نہیں جایا کرتے ۔ شائداس لئے آپنے ساکنین کی جائے سکونت عارضی کا لفظ اس کے معنوں میں داخل کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ سکونت و ساکنین کا لفظ اس معنے کی تصحیح کیلئے کہاں سے آئے گا؟

وہ لوگ کہاں ہیں جو کرشن جی کی عربی دانی کو معجز جانتے ہیں ۔ وہ تشریف لائیں اور وہ اس عربی کا ان معنی میں صحیح ہونا ہی ثابت کر دکھائیں ۔ (جن معنے میں اصل شاعر نے یہ لفظ استعمال کیا ہے وہ صحیح ہیں ۔ مگر یہ مقام اس کی تفصیل کا محل نہیں ۔ محمد حسین)

بعض بے علم اور عربی سے ناواقف کہا کرتے ہیں کہ کرشن جی کی عربی کا مقابلہ کوئی مسلمان نہیں کرتا ۔ اس کا جواب اشاعۃ السنہ میں بار ہا دیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی عالم عربیت اس کی عربی کو عربی نہیں جانتا، اور اس کو مخاطب صحیح خیال نہیں کرتا ۔ ان کو ننگ و عار ہے کہ اس جاہل از عربیت کو اپنا مخاطب بنائیں ۔

(بٹالوی مرحوم کی ان نگارشات کے کئی سال بعد مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بھی عفت الدیار کے حوالے سے ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے ۔ لکھتے ہیں :۔

مرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام یہ شعر ہے

دبدبہ خسروی ام شد بلند زلزلہ در گور نظامی فگند

اس شعر کا شاعر (شائد خسرو) کہتا ہے کہ جب میری خسرویت کا غلغلہ بلند ہوا تو نظامی (مصنف سکندر نامہ) کی قبر میں زلزلہ پڑ گیا ۔

یہ مقابلہ اسلئے ہے کہ خسرو بھی شاعر تھا اور نظامی بھی ۔ خسرو فن شاعری میں نظامی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہوا اپنی برتری کا دعوی کرتا ہے، جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے ۔ فن شاعری میں ایسے مبالغہ آمیز مقابلے ہوا ہی کرتے ہیں ۔ اور مجلس شعراء میں اس قسم کے مبالغے شوق سے سنے جاتے ہیں مگر بزم صلحاء میں ایسے مبالغوں کو پسند نہیں کیا جاتا بلکہ جھوٹ سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ آنحضرت ﷺ نے یہ مصرع پڑھنے سے منع فرمایا فینا نبیّ یعلم ما فی غداً (ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے) ۔ مگر مرزا صاحب بقول خود نبی بھی ہیں اور شاعر بھی ۔ اس لئے آپ کو ایسے مبالغوں سے نفرت نہیں تھی ۔ کسی شاعر کا کیسا ہی مبالغہ آمیز شعر ہو جس سے ان کا مطلب کبھی نہ کبھی نکل سکتا ہو، تو وہ شعر الہامی زبان سے جاری فرما دیتے ۔ چنانچہ مذکورہ شعر انہوں نے کبھی اسی غرض سے پڑھا ہوگا ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب میری (مرزا) حکومت کا دبدبہ بلند ہوا تو نظامی کی قبر میں زلزلہ پڑ گیا ۔

۱۹۰۸ء میں حیدر آباد دکن کی موسی ندی میں طوفان اٹھا۔ جس سے حیدر آباد کے بڑے بڑے پختہ مکان بھی تباہ ہو گئے۔ قادیان میں اس وقت حکیم نورالدین کا زمانہ خلافت تھا۔ فوراً ایک کتاب موسومہ صحیفہ آصفیہ لکھی گئی جو حکیم صاحب کے نام سے شائع ہوئی۔ اور جس میں نظام دکن کو اس طوفان کی طرف متوجہ کر کے احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ اس میں اس الہام کی تشریح یوں کی گئی کہ نظامی سے مراد حضور نظام والی دکن ہیں اور گور نظامی سے مراد بلدہ حیدر آباد ہے اور زلزلہ سے مراد موسی ندی کا طوفان ہے۔ کیا خوب! جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی۔ اس کے جواب میں ہم نے فوراً ایک رسالہ صحیفہ محبوبیہ اسی زمانے میں شائع کر دیا تھا۔

اسی طرح ایک اور مصرع کو الہامی شکل دے کر آج کل قادیان میں شائع کیا جا رہا ہے جو یہ ہے۔ تزلزل در ایوان کسری افتاد

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایران میں انگریزی اور روسی فوجوں نے خاص خاص مقامات پر قبضہ کر لیا ہے جس کی اطلاع اخباروں میں آ چکی ہے۔ اس کی وجہ سے مسلمانان دنیا کو سخت صدمہ ہوا مگر قادیان میں گھی کے چراغ جلے۔ جس کا ذکر الفضل مورخہ ۴ و ۵ ستمبر ۱۹۴۱ء کی اشاعتوں میں مفصل کیا گیا۔ بڑی خوشی کی گئی اور شادیانے بجائے گئے کہ حضرت مرزا صاحب کا الہام تزلزل در ایوان کسری فتاد بالکل سچا نکلا ہے۔

ایوان کسری سے حکومت ایران مراد لے کر خوشی کے نعرے بلند کئے کہ مرزا صاحب کا الہام دو مرتبہ پورا ہو گیا ہے۔ پہلے اس کا ظہور اس وقت ہوا تھا جب ایران کے بادشاہ کو ایرانیوں نے حکومت سے معزول کر کے ایران میں پارلیمنٹ قائم کی تھی۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں

. یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی کہ اس الہام الٰہی کے بعد بہت ہی جلد شاہ ایران تخت سے معزول کیا گیا۔ اور پارلیمنٹ بنائی گئی۔ (البشری۔ ج ۲۔ ص ۱۰۶)۔

ان سب تو ہمات کا ایک ہی جواب ہے وہ بھی ہماری طرف سے نہیں بلکہ حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ۔ اذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ جب ایران کا بادشاہ کسری مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا۔

ایران میں اسلام داخل ہونے سے پہلے شاہان فارس کا لقب کسری تھا۔ اسلامی زمانے میں ایران کے بادشاہ کا نام شاہ ایران رکھا گیا۔ پس اسلامی اصطلاح میں کسری بول کر شاہ ایران مراد لینا گویا حدیث کی تکذیب کرنا ہے جو قادیانیوں کو تو زیبا ہو سکتا ہے مگر دوسرے

مسلمان یہ جرأت نہیں کر سکتے۔ پس مرزا کے اس الہام کو ایران کے کسی واقعہ سے وابستہ کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی اصطلاح میں سراسر غلط ہے۔

اب اصل حقیقت سنئے۔ مرزا صاحب کی عادت تھی کہ شعرا کے کلام میں سے ایک آدھ مصرع پڑھ دیتے۔ پھر چند یوم گذرنے کے بعد اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجاتا جو اس مصرع سے ادنی مناسبت بھی رکھتا تو فوراً اس مصرع کو الہام بتا کر اس واقعہ کو اس کا مصداق بنا لیتے۔ سبعہ معلقات میں سے چوتھے معلقے کا پہلا مصرعہ یہ ہے

عفت الديار محلها و مقا مها

عرب کے بادیہ نشین (خانہ بدوش) ملک میں جا بجا پھرتے رہتے، جہاں انکے مویشیوں کیلئے چارہ ملتا، وہاں ٹھیر جاتے۔ جب ختم ہو جاتا تو کوچ کر جاتے۔ اس آمد ورفت کو شاعر اپنے قصائد کی تشبیب بنایا کرتے تھے۔

سبعہ معلقات کے چوتھے معلقہ کا پہلا مصرع عفت الديار محلها و مقا مها کہیں مرزا صاحب قادیانی کے منہ سے نکل گیا۔ اس وقت تو آپ نے یہ مصرع سرسری طور پر پڑھ دیا، اس کے بعد جب ملک میں طاعون پھیل گیا جس سے بعض بستیاں ویران ہوگئیں تو مرزا صاحب نے اس مصرع کو الہامی قرار دے کر طاعون کے واقعات پر چسپاں کر دیا اور لمبی چوڑی تحریریں شائع کر دیں جن میں اپنی نبوت کا ڈھول خوب پیٹا۔ اسی طرح مرزا صاحب کے الہام تزلزل در ایوان کسری فتاد کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی وقت یہ مصرع آپ کی زبان پر جاری ہو گیا جو بعد ازاں حسب موقع وضرورت الہام قرار دیا گیا۔ یہ فارسی مصرع دراصل بوستاں سے لیا گیا ہے پورا شعر یوں ہے

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد تزلزل در ایوان کسی فتاد

یہ شعر آنحضرت ﷺ کی نعت میں مذکور ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی ولادت کی آواز دنیا میں پہنچی تو کسری (نوشروان) کے محلّات میں زلزلہ پڑ گیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مجلس میں آنحضرت ﷺ کے ذکر مبارک کے سلسلے میں کسی شخص نے اس بیت کا پہلا مصرع پڑھا تو دوسرا مصرع مرزا صاحب کے منہ سے نکل گیا۔ پس یاروں نے اس کو مرزا صاحب کا الہام بنا کر ایران کے واقعات پر چسپاں کرنا شروع کر دیا پس ناظرین شیخ سعدی کے مافی الضمیر کو ملحوظ رکھ کر اس مصرع کو پہلے مصرع کے ساتھ ملا کر

پڑھیں گے تو مطلب صحیح ہو جائے گا۔ مگر اس میں مرزا صاحب کو کمیشن کا حق نہیں ملے گا بلکہ بحکم حق بحق دار رسید مضمون نعت محمدیہ میں خصوص رہے گا۔ پس اہل قادیان اگر اس مصرع کو مرزا صاحب کی پیش گوئی بنائیں گے تو نہ صرف اصل متکلم شیخ سعدیؒ کے منشا کے خلاف ہوگا بلکہ غلام (مرزا) کی طرف سے اصل مالک (آنحضرت ﷺ) کی ہتک ہوگی کیونکہ مرزا صاحب کا اپنا قول ہے، غلام احمد ہر جا باشم۔

قادیانی اخباروں نے اس الہامی مصرع پر بہت کچھ لکھا مگر یہ ان سے نہ ہو سکا کہ اس کا اول مصرع ساتھ ملا کر پورا شعر ساتھ لکھ دیتے اور یہ بھی بتاتے کہ یہ شعر کس کتاب سے ماخوذ ہے اور جہاں مرقوم ہے وہاں اس کا اصل مفہوم کیا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کو مطلب نہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کے صنم کی پوجا کی جائے۔ ہندوستان میں طاعون ہو تو یہی مقصد، جاپان یا امریکہ میں زلزلہ آئے تو یہی مقصد۔ یورپ میں جنگ ہو تو یہی مقصد۔...

(اہل حدیث امرتسر ۲۶ ستمبر ۱۹۴۱ء۔ ۳ رمضان ۱۳۶۰ھ۔ ص ۵۔۷)

الانذار ۱۹۰۵ء کا تجزیہ

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ کرشن جی کے ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہار الانذار میں ایک پیش گوئی اور بھی ہوئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں

الانذار۔ (غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلہ الساعۃ۔ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار۔ دنی منک الفضل۔ جاء الحق و زھق الباطل۔

(ترجمہ مع شرح) یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا۔ اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا

یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا، بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہے یا کچھ اور ہو، قریب ہو یا بعید ہو، پہلے سے ثابت خطرناک ہے، سخت خطرناک ہے، اگر ہم دردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا۔

ناظرین اس پیش گوئی کا لفظ زلزلة الساعة تو قرآن میں سے چرایا گیا ہے۔ قرآن کی پوری آیت یہ ہے

یا ایها الناس اتّقوا ربّکم انّ زلزلة السّاعة شیء عظیم ۔ یوم ترونها تذهل کل مرضعةٍ عما ارضعت و تضع کلّ ذات حملٍ حملها و تری النّاس سکاری و ما هم بسکاری و لکنّ عذاب اللّه شدید ۔

(ترجمہ) اے لوگو! خدا سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ بڑی (بھاری) چیز ہے۔ جس دن تم اس زلزلہ کو اس حالت پر پاؤ گے کہ وہ دودھ پلانے والی اپنے بچہ کو بھول جائے اور حاملہ حمل گرادے اور لوگ نشہ کی سی حالت میں ہوں گے اور درحقیقت وہ نشہ میں نہ ہوں گے ولیکن خدا تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا جس کے ہول سے وہ سراسیمہ ہوں گے

مسلمان اس آیت کے مضمون پر پہلے ہی ایمان ویقین رکھتے ہیں اور زلزلہ قیامت سے ڈرتے ہیں۔ کرشن جی نے اس آیت کے ایک لفظ کو چرا کر اپنا الہام بنالیا اور خدا پر افتراء کیا اور اپنے مریدوں کر اپنا الّو سیدھا کرنا چاہا، اور اس ذریعہ سے ان سے ٹکے بٹورنے کا ایک ڈھنگ نکالا ہے۔ مگر جو اس کے اخیر میں یہ فقرہ لگا دیا ہے

مجھے اس بات کا علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور حادثہ اور وہ چند دنوں میں آئے گا یا چند ہفتوں میں یا مہینوں یا سالوں میں ۔

اس نے اس منتر کو بے اثر کر دیا ہے۔ اس پیشگوئی کو کرکری بنا دیا۔ عام لوگ اس پر ہنسی اڑا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی پیش گوئی تو ہر شخص کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ دنیا پر کوئی حادثہ آنے والہ ہے، جس کی نوعیت اور وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر وہ اس میں جھوٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیا حوادث سے خالی نہیں رہی اور نہ آئندہ رہے گی۔

اس فقرے کے لگانے سے بھی آپ چوکڑی بھول گئے۔ اور بات بنانے میں مہارت رکھنے کے باوجود منہ کے بل گرے۔ اس قسم کی دروغگوئیاں اشتہار الانذار میں اور بھی ہیں مگر اس مقام تمثیل میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، کافی سے زیادہ ہے۔

النداء من وحی السماء

مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس نام وعنوان کا ایک اور اشتہار شائع کیا جس کی شرح وتفسیر آپ نے ان الفاظ سے کی ہے۔

یعنی ایک زلزلہ عظیمہ کی پیش گوئی بار دوم وحی الٰہی سے

اس تفسیر کو دیکھ کر ہم نے یہ سمجھا تھا کہ شائد اس میں زلزلہ کی نسبت صاف الفاظ میں پیش گوئی ہو لیکن اس میں بجز پرانی لاف زنی اور جعل سازی کچھ نہیں۔ ہم اس اشتہار کی چند افترا پردازیوں کو تین نمبروں میں بیان کیا جاتا ہے۔

☆ نمبر اول۔ اس اشتہار میں قادیانی کرشن جی نے کہا ہے۔

اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان اور پورے صدق اور صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو میں نے ان علامات کے ساتھ شناخت کرلیا ہو۔ یا مجھ کو اس کے اس مرتبے کی خبر دی گئی ہو.... اصل الہام جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالی ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو، جو ہماری جماعت میں سے ہوگا، طاعون کی موت سے بچالے گا، یہ ہے الذین آ منوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم ا لا من و ھم مھتدو ن .... میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اسی جماعت میں داخل ہوئے اور پھر وہ مرتد ہو گئے۔

ناظرین اس قول میں جو کرشن جی نے افترا پردازی اور دھوکہ بازی کی ہے وہ آپ کو اشاعۃ السنہ جلد ہذا (۲۰) کے رسالہ نمبر ا صفحہ ۱۸ سے اور نمبر ۲ کے صفحہ ۳۹ سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ اس مقام میں اس کے متعلق دو سوال قادیانی کرشن جی سے کئے جاتے ہیں۔ ان کا جو جواب آپ دیں گے اس سے آپ کی دھوکہ بازی و افترا پردازی اور بھی وضاحت سے ثابت ہوگی۔

☆ سوال اول ۔ یہ الہام جس سے آپ نے طاعون سے بچنے کیلئے کامل الایمان و العمل ہونے کی قید لگائی ہے آپ کو کب ہوا اور اس کو کب شائع کیا؟ اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء کے ساتھ یا اس کے چار سال بعد ۱۹۰۲ء میں جب قادیان میں طاعون کا وقوع ہوگیا اور آپ نے رسالہ دافع البلاء و کشتی نوح کو شائع کیا۔

اس کا جواب اگر آپ باختیار شق اول دیں تو اس الہام کے محل بیان کی نشان دہی کریں۔ اور اگر جواب باختیار شق ثانی دیں تو اس سے صاف ثابت ہوگا کہ آپ کا ملہم بڑا عیار یا مسخرہ ہے جو آپ کو واقعات اور مواقع دیکھ کر الہامات کے معنے گھڑ لینا سکھاتا ہے۔

☆ دوسرا سوال یہ کہ منجملہ بہت سے سیوکان مہاراج کرشن (یعنی مریدان خاص) کے (جن کی فہرست شائع ہو چکی ہے)۔ مولوی جمال الدین ساکن سید والہ ضلع منٹگمری (حال ساہیوال، پاکستان، جو کہ کرشن مہاراج کے بڑے بھاری چیلے تھے اور ضلع منٹگمری میں انہوں نے آپ کے بہت سیوک (مرید) بنا دیئے۔ جو ان کے مرجانے کے بعد بھی مہاراج کے درشن کو قادیان میں آئے اور اس خاکسار سے بھی ملے تھے)، اور مسٹر محمد افضل (اڈیٹر البدر، جو آپ کی نصرت وحمایت و اشاعت الہامات میں بڑے سرگرم تھے) کامل الایمان والعمل تھے؟ یا منافق تھے اور مرتد ہو کر مرے؟

اس سوال کا جواب اگر باختیار شق اول دیں تو پھر آپ پر یہ سوال ہے کہ دونوں طاعون سے کیوں مرے؟ اور ان کی موت سے آپ کے اس دعوی کا کہ میری جماعت کا ایک شخص بھی طاعون سے نہیں مرا، کذب ظاہر ہوا، یا کچھ کسر رہی ہے۔ اور اگر اس سوال کا جواب باختیار شق ثانی دیں تو براہ مہربانی اس جواب کو شائع و مشتہر کر دیں۔ اس جواب سے لوگ آپ ہی نتیجہ نکال لیں گے کہ آپ کون ہیں اور کیسے راست باز ہیں۔ اور مولوی جمال الدین کے پھنسائے ہوئے سیوک (مرید) آپ کے سیوک رہنے چاہییں یا آخر وہ بھی آپ سے مرتد کا خطاب پائیں گے، یا وہ مسلمان رہنے کیلئے آپ کو چھوڑ دیں۔

☆ نمبر دوم ۔ اس اشتہار میں کرشن جی نے دعوی تو یہ کیا ہے کہ ۹۔ اپریل کو خدا تعالی نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے اور اس کے ثبوت میں آپ نے حاشیہ صفحہ ۲ میں سورہ النازعات کی آیت ترجف الرّاجفة تتبعها الرّادفه کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ اور پھر متن صفحہ ۶ میں کہا ہے:۔

اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی ہے اس کو اس جگہ مع ترجمہ لکھ کر اشتہار کو ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے

بخورآنچہ ترا بخورانم ۔ لک درجۃ فی السماء والّذین ھم یبصرون نزلت لک ۔ لک نری آیات ونھدم ما یعمرون ۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون ۔ کففت عن بنی اسرائیل انّ فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین انی مع الافواج آتیک بغتۃ یعنی جو کچھ میں کھلاتا ہوں وہ کھا ۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے اور نیز ان میں ایک درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لئے زمین پر اترونگا تا اپنے نشان دکھلاؤں ۔ ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں، یا آئندہ بنائیں گے، گرادیں گے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائیں گے ۔ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤنگا ۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا ۔ اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے ۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے ۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کرونگا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں، یہ سب خطا پر تھے ۔ اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ، یعنی فرشتوں کے ساتھ، نشانوں کے دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا ۔ یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے ۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کردونگا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی ۔ تب وہ روز دنیا کیلئے ایک ماتم کا دن ہوگا ۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے، توبہ سے اس کو راضی کرلیں ۔ کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے ۔

ناظرین اس قول میں کرشن جی نے عجیب دھوکہ بازی کی ہے ۔ پہلے ناواقف

مسلمانوں کے سامنے آیت قرآن (جس میں زلزلہ زمین یا نفخہ فنا کا ذکر ہے، اور مسلمانوں کو اس پر یقین واعتقاد ہے) پیش کی ہے اور وقوع زلزلہ سے ڈرایا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اپنا من گھڑت الہام ملا دیا۔ تاکہ قرآن مجید کی خبر سے خوف زدہ دل، اسی خوف سے اس کے الہام سے بھی ڈر جائیں۔ اور اس کے الہام کو موافق قرآن سمجھ کر مان لیں۔ پھر اس الہام کا نام تو عربی رکھا ہے مگر اس میں ایک فقرہ فارسی بھی جڑ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن جی کا ملہم عربی میں نوآموز ہے۔ جیسے ہند یا فارس کے نوآموز عربی دان، عربی بولتے ہندی یا فارسی بھی اس میں جڑ دیتے ہیں۔ اور پھر عربی بھی ایسی بنائی ہے کہ جس کے معنی عرب کے عربی دان کچھ نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ آپ کے ترجمہ یا تفسیر کو سامنے نہ رکھ لیں۔ اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ جو مطلب اس الہام کا بنایا گیا ہے وہ اس کے فارسی وعربی الفاظ سے نہیں نکلتا۔ اور زلزلہ عظیمہ پر جس کے واسطے دوبارہ پیش گوئی کی ہے، تصریح نہیں پائی جاتی۔ اس میں صرف ایک ہدم عمارات کا لفظ ہے جس کا مضمون کم وبیش ہر زمانہ میں ہر ملک میں وقوع میں آتا رہتا ہے۔ اور اس کو کوئی عقلمند پیشگوئی قرار نہیں دے سکتا۔ پھر اس ہدم عمارات سے عنوان اشتہار میں ایک زلزلہ عظیمہ مراد ٹھہرایا ہے اور ترجمہ اور تفسیر الہام میں ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے مراد لئے ہیں۔

☆ نمبر سوم۔ اس اشتہار میں آپ کا یہ دعوی ہے کہ اس سے ایک سال پہلے (جس کو اشتہار الدعوت والانذار میں غلطی سے پانچ مہینے لکھا گیا ہے) الہام عفت الدیار محلھا و مقامھا اور الہام زلزلہ کا دھکہ شائع ہو چکا ہے۔ اور براہین احمدیہ میں ۲۵ برس پہلے ان دونوں زلزلوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۱۶ میں پہلی پیشگوئی موجود ہے جس کی عبارت یہ ہے

فبراہ اللہ ممّا قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربّہ للجبل جعلہ دکّا واللہ موھن کید الکافرین ۔ یعنی اپنے اس بندے کو تہمتوں اور بہتانوں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جائیں گے وہ خود اپنے بندے کیلئے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کرے گا تو اس کو پارہ پارہ کر دے گا۔ اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے ان کے سب مکر سست کر دے گا۔

اور اس (براہین) کے صفحہ ۵۵۷ میں دوسری پیش گوئی زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا، اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا

نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ الفتنة ھھنا فا صبر کما صبر اولو العزم فلما تجلّی ربّه للجبل جعله دکاً قوّة الرحمن لعبید الله الصمد ۔

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جاوے گا۔ پس خدا تجھے بری کرنے کیلئے ایک نشان دکھائے گا اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اس کی تجلی ہوگی اور وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کردے گا۔ یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندے کیلئے نشان دکھاوے۔

☆ ناظرین اس نمبر میں جو کرشن جی نے دروغ گوئی اور دھوکہ دہی کی ہے اس کا بیان ہمارے سابق کلام میں ہو چکا ہے کہ نہ تو الہام عفت الدیار ... میں زلزلہ کا صریح بیان ہے اور نہ لفظ زلزلہ یا دھکا سے زلزلہ یقیناً مراد ہوسکتا ہے۔ اس امر کا اور کوئی کب یقین کرسکتا ہے جب کہ خود کرشن جی مہاراج کو اس کا یقین نہیں ہوا۔ چنانچہ اشتہار الانذار میں وہ فرما چکے ہیں کہ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے۔

اس مقام میں صرف کرشن جی کی اس افتراء پردازی کا جواب دینا ضروری ہے کہ انبیاء علیھم السلام بھی اپنی پیش گوئیوں میں ایسے غلط معنی بیان کرتے تھے جو آپ کر رہے ہیں۔ (کبرت کلمةً تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذباً)۔

سو جواب یہ ہے کہ انبیاء کی نسبت ایسا کہنا کفر ہے اور اپنے خبیث دل ودماغ پر انبیاء کے پاک دل ودماغ کا قیاس کرنا ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

حضرات انبیاء نے کبھی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں کی جس کے معنی سالہاسال تک ان پر مخفی رہے ہوں اور اس وجہ سے انہوں نے جیسا موقع دیکھا ویسے معنے کر لئے ہوں۔ اور جو شخص انبیا کی نسبت اس امر کو تجویز کرتا ہے وہ انبیاء کو اپنی طرح جھوٹا جانتا ہے۔ قادیانی اگر بحوالہ کتاب وسنت کوئی ایک پیشگوئی ایسی بتا دیں تو ہم سے ہماری حیثیت کے موافق جو چاہیں انعام یا تاوان لیں۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر حدیث ذھب وھلی پیش کریں گے تو منہ کی کھائیں گے جیسا کہ مناظرہ لودہانہ میں کھا چکے ہیں۔ اور اگر بمقابلہ قرآن وحدیث کوئی پیشگوئی توریت یا انجیل پیش کریں گے تو یہودی یا عیسائی کہلائیں گے۔ جو مثال پیش کریں

اس میں یہ دونوں امر ملحوظ رکھیں۔

قادیانی کے اشتہار سوم اور اس سے پہلے اشتہار الدعوت اور الانذار میں دعوی لوگوں نے میری رسالت اور مسیحائیت اور مہدویت سے انکار کیا تو ان پر زلزلہ آیا اور کانگڑہ اور بھاگسو، پالم پور، سوجان پور، کلو، ریلو، وغیرہ تیرہ مقامات کی مخلوقات کو تباہ کیا

اس سوال کا بھی محل ہے کہ ان سب مقامات میں اور ان سب لوگوں کو جو ان میں تباہ ہوئے، آپ کی دعوت نبوت رسالت و مسیحائیت و مہدویت پہنچ چکی تھی یا نہیں؟

اگر اس کا جواب بشق اول دیں تو اس کی دلیل اس تفصیل سے بتا ویں کہ فلاں فلاں مقامات میں اور فلاں فلاں اشخاص کو جو ہلاک ہوئے، فلاں فلاں رسولوں یا خلیفوں کے ذریعہ میری دعوت پہنچ چکی تھی اور انہوں نے میری دعوت قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ آپ یہ تفصیل بتا ویں تو اسامی وار فہرست پیش کرنا آپ پر لازم ہوگا۔

اور اگر جواب بشق نفی دیں تو پھر آپ خود ہی سوچیں کہ جس قوم یا بستی میں کسی نبی و مامور کی دعوت نہیں پہنچتی اور اس قوم یا بستی سے انکار قبولیت دعوت نہیں پایا جاتا، وہ قوم یا بستی عذاب الٰہی سے کب ہلاک کی جاتی ہے؟ اور آیت و ما کنّا معذّبین حتی نبعث رسولا اور اس مضمون کی چند آیتیں (جن کے معنی یہ ہیں کہ ہم کسی قوم یا بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کرتے، جب تک اس میں رسول نہ بھیجیں، اور آپ بھی ان آیات کو مان چکے ہیں) اس امر کو کب جائز رکھتی ہیں؟ کیا خداوند تعالی رحیم اور عادل کا انصاف اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کرشن جی کی دعوت سے انکار تو لاہور، امرت سر، بٹالہ وغیرہ کے لوگ کریں اور پھر بھی وہ ان بلاؤں سے مامون و مصئون رہیں اور اس انکار کے بدلے عذاب الٰہی کلو اور ریلو میں نازل ہو۔ اور اس سے وہ لوگ ہلاک ہو جائیں جنہوں نے قادیانی کی دعوت تو کجا، نام بھی نہ سنا ہو۔ کیا اس سزا دہی پر وہ مثل صادق نہ آئیگی کہ کرے مونچھوں والہ اور پکڑا جائے داڑھی والہ۔

قادیانی کرشن جی تو ان سوالوں کو کب سنتے ہیں، اور ان کا جواب کب دیتے ہیں، جو لوگ خدا تعالی کا کچھ خوف رکھتے ہیں اور وہ دھوکہ میں آکر کرشن جی کے مریدوں میں آ پھنسے ہیں وہ خدا کے لئے ان سوالات کو سوچیں اور انصاف سے ان کے جوابات میں غور کریں کہ زلزلہ یا طاعون وغیرہ آسمانی بلاؤں کا روحانی سبب کرشن جی کی دعوت سے انکار ہے یا وہ سبب ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

زلزلے کی خبر بار سوم

مولانا بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اور اشتہار بعنوان

زلزلے کی خبر بار سوم

اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ یہ زلزلہ مجھے نہ ماننے اور نہ پہچاننے کے سبب سے آیا ہے۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔ جس کا وقت غالباً صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب۔ اس میں یہ بھی کہا ہے کہ

.اگر لوگ بڑے بڑے مکانوں سے جو دو منزلے، سہ منزلے ہوتے ہیں اجتناب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے .

اور خود بھی مہاراج نے اسی پر عمل کیا ہے، اپنے پختہ مکان کو چھوڑ کر باغ کے میدان میں خیمہ لگالیا ہے اور ایسا ہی آپ کے حواریوں اور سیوکوں اور پوجاریوں نے عمل اختیار کیا ہے۔

مرزا کا پہلے تو اپنے اشتہاروں میں صرف روحانی علاج (توبہ واستغفار) کی طرف لوگوں کو توجہ دلانا اور پھر خود اس جسمانی علاج کی طرف رجوع کرنا اور لوگوں سے رجوع کرانا، صاف اور قطعی دلیل ہے کہ جو کچھ وہ پیشگوئی زلزلہ کے متعلق کہتا یا کرتا ہے اس میں ان انگریزوں کی (جنہوں نے علم طبعی، طبقات الارض ونجوم وغیرہ علوم پر اعتماد کرکے یہ پیشگوئی کی تھی) تقلید وتصدیق کررہا ہے اور احمقوں کو دام میں لانے کیلئے اس کو الہامی پیشگوئی بنا کر خدا پر افتراء کا مرتکب ہوا ہے اور اگر وہ الہام الٰہی سے پیشگوئی کرتا اور اس عذاب کا موجب گناہوں کو اور اس سے بچنے کا سبب صرف توبہ کو جانتا، تو ہرگز خود اس جسمانی علاج کی طرف رجوع نہ کرتا اور یقین رکھتا کہ خدا کے عذاب کو توبہ ہی ہٹا سکتی ہے (اگر نزول عذاب سے پہلے عمل میں آوے) دنیاوی وجسانی علاج وتدابیر اس کو ہرگز نہیں روک سکتی۔

ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ جن گناہ گاروں کو دو منزلہ سہ منزلہ مکانات گرانے

سے خدا ہلاک کر سکتا ہے، کیا ان پر خیموں یا میدانوں میں آسمان سے آگ نہیں برسا سکتا؟ اور زمین کو شق کر کے اس میں ان کو نہیں دھنسا سکتا؟

اے نادان کرشن قادیان اور ان کے ناعاقبت اندیش مقلدان وسیو کان خیمے اکھاڑ کر اپنے دارالامان کی چار دیواری میں آبسو۔ اور اگر خدا کی رحمت اور اس کے عذاب سے نجات چاہتے ہو تو اپنے گھروں میں رہ کر دعوی الہام و مسیحائیت و مہدویت سے دست بردار ہو کر سچی توبہ اختیار کرو۔ خدا تعالی تمہاری سچی توبہ دیکھے گا تو ان مقامات کو، اس گاؤں کو، جہاں تم ہو گے زلزلے سے بچالے گا۔

ہے مہاراج کرشن بزبان خود رود ہر گوپال آپ اپنا وہ بچن (بول) بھی بول گئے جو رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ میں آپ نے فرمایا ہے کہ

> خدا تعالی اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ خدا کے مامور و رسول کو نہ مان لیں۔ اور قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تا تم سمجھو قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلے پر طاعون کا زور ہو رہا ہے، اور قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا، وہ بھی اچھا ہو گیا (دافع البلاء)
>
> جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو وہ (خدا) اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ وہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے... وہ عزوجل فرماتا ہے ما کان اللّٰہ لیعذّبھم و انت فیھم ترجمہ خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے (دافع البلاء)

اور اس سے پہلے اشتہار طاعون مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء میں یہ بچن (بول) آپ بول چکے ہیں:۔

> میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں، جس میں دس لاکھ کی آبادی ہو۔ ایک

بھی کامل راست باز ہوگا۔ تب بھی یہ بلاشبہ رسے دفع کی جائے گی .

ہے مہاراج کرشن جی منہ سے تو آپ کے یہ بچن نکل چکے ہیں اور کرم (عمل) آپ کے اس کے برخلاف ہیں۔ آپ پختہ مکان اور دارالامان چھوڑ کر گاؤں سے باہر نکل گئے ہیں۔ یہ عمل آپ کا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ جو کہتے ہیں خدا کی طرف سے نہیں کہتے آپ کا دعوی الہام محض کذب وافتراء ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ اس افترا پردازی اور خلق خدا کو ایذا رسانی سے توبہ کرے کیونکہ اسی میں اس کی گذران ہے اور یہی اس کی دکان کا اثاث اور سامان ہے۔ ہم اس مقام میں گورنمنٹ کو (جو احکم الحاکمین کی طرف سے عامہ خلائق کی جان و مال کے امن وحفاظت کی ذمہ دار اور جواب دہ ہے) اس ایذا رسانی خلائق کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ کے نزدیک بھی اس پیشگوئی میں وہ شخص دروغگوئی کا اور عامہ خلائق کو دھوکہ دہی اور ایذا رسانی کا مرتکب ہوا ہے تو اس سے عدالت کے ذریعے جواب طلب کرے۔ پھر اگر الزام جرم تخویف مجرمانہ یا نقص امن عامہ خلائق اس پر ثابت ہو تو ان جرائم کی اس کو سزا دے تا کہ ملک میں امن قائم ہو۔ اور اگر وہ ان الزاموں سے قانونی زور سے جو وہ رکھتا ہے (کیونکہ نبی ہونے سے پہلے زمانہ نوکری سیالکوٹ محکمہ میر ابراہیم علی میں مختاری کا امتحان دے چکا ہے اور اس میں فیل ہے) یا جو اس کے مرید پلیڈر رکھتے ہیں، بری ہو جائے تو بدرجہ دوم گورنمنٹ اس کے اقرار نامہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء (جو مسٹر ڈوئی مجسٹریٹ گورداسپور، حال (یعنی ۱۹۰۵ء) کمشنر بندوبست پنجاب کے اجلاس میں اس نے لکھ دیا تھا اور اس کے دفعہ اول وسوم میں انذاری پیش گوئیاں نہ کرنے کا وعدہ دے چکا ہے، جن کے الفاظ یہ ہیں:۔

۱۔ میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے معنی یہ ہوں یا ایسے خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یا اشخاص کو مسلمان ہوں، خواہ ہندو، خواہ عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہوگا۔

۲۔ میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا ایسا منشاء رکھنے کی وجہ معقول رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یا اشخاص خواہ مسلمان ہوں خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الہی ہوگا) کی دست آویز سے ایسی انذاری پیش گوئیوں سے اس کو روکے۔ اور اگر اس اقرار نامہ کو بھی وہ اور اس کے پلیڈر مرید قانونی زور سے بے اثر ثابت کر دیں اور مسٹر ڈوئی کا کیا کرایا اکارت کر کے دکھا دیں تو پھر بدرجہ سوم گورنمنٹ پولیٹیکل مصالح ملکی ہی کی نظر سے

اس کو ایسی فتنہ انگیز پیش گوئیوں سے روک دے۔

اور اگر پولیٹیکل کاروائی کو بھی وہ لوگ چلنے نہ دیں تو بدرجہ چہارم گورنمنٹ منت و خوش آمد سے کام لے اور کڑاہ پرشاد (حلوے) کا چڑھاوہ چڑھا کر مہاراج کرشن کو خوش کر دے۔ اور آئندہ کے واسطے اس سے شفقت و مرحمت عامہ خلائق کا عہد لے۔ اگر گورنمنٹ سے یہ بھی نہ ہوسکا تو پھر مہاراج کرشن جی کی پانچوں گھی میں ہیں، جو چاہیں سو کریں۔ ہمارا جو کام تھا ہم نے پورا کر دیا۔

☆ مولانا محمد حسین بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء کو کرشن قادیانی نے ایک اور اشتہار شائع کیا جس کا عنوان یہ ہے

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

یہ اشتہار بمقابلہ پیسہ اخبار لاہور نکلا ہے اور اس میں کرشن جی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پیش گوئی زلزلے کی اشاعت سے میری غرض اور مقصود لوگوں کو آزار پہنچانا اور ڈرانا دھمکانا اور اس ذریعہ سے ان کو اپنے دام میں لانا ہرگز نہیں ہے، بلکہ لوگوں کی ہمدردی و خیر خواہی کرنا اور ان کو زلزلے کے نقصان سے بچانا میرا مقصود ہے۔ یہی مقصود اس نے حکومت پنجاب و حکومت ہند کے نام چٹھیات روانہ کرنے سے بتایا ہے۔ ان چٹھیات کے اخیر میں اس نے یہ کہا ہے (چنانچہ اس کے آرگن ریویو آف ریلیجنز نمبر ۵ ج ۴ کے صفحہ ۲۰۳ میں کہا ہے) کہ

> ہمدردی و خیر خواہی نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں قبل اس کے وہ دن آوے گورنمنٹ کو اطلاع دوں. میرے نزدیک گورنمنٹ کو کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیے جس سے گورنمنٹ کے حکام خطرہ کی حالت میں پہاڑوں میں نہ رہیں جنوری ۱۹۰۶ء تک پہاڑوں سے اجتناب کیا جائے۔

کرشن قادیانی کا یہ دعوی محض غلط ہے اور درحقیقت اس کا مقصود اس پیش گوئی اور ان چٹھیات سے پبلک اور گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے، لہذا یہ خاکسار اپنے اس خیال کو گورنمنٹ اور پبلک پر ظاہر اور ثابت کرتا ہے اور اس اشتہار کے تیرہ فقرے نقل کر کے ان کا کذب ہونا اس کے اپنے ہی کلام و الفاظ سے ثابت کر دکھاتا ہے۔

☆ ان فقرات سے پہلا نمبراس کا یہ فقرہ ہے کہ

میں نے براہین احمدیہ میں اس زلزلے کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ پہاڑ پھٹ جائیں گے۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے کہ اس کے کذب ہونے پر براہین احمدیہ خود ہی گواہ ہے۔ جن صفحات (۵۱۶ و ۵۵۷) براہین احمدیہ کا کرشن جی نے اس زلزلے کے متعلق اپنے اشتہار **النّداء من وحی السّماء** کے صفحہ ۸ میں حوالہ دیا ہے، ان میں نہ زلزلے کا نام ونشان ہے نہ زلزلے سے پہاڑوں کے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔ اور طرفہ یہ کہ وقوع زلزلہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء سے پہلے کبھی کرشن جی کے دل ودماغ میں اس زلزلے کا خواب وخیال بھی نہ گذرا تھا۔ زلزلہ کا خیال تو وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد آپ کو پیدا ہوا۔ اس امر کا اقبال کرشن قادیانی نے خود اپنے اشتہار النّداء من وحی السّماء کے صفحہ ۷ میں کیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے:۔

یادرہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شائع کی گئی تھی۔ اگرچہ اس وقت اس خارق عادت بات کی طرف ذہن منتقل نہ ہوسکا۔ لیکن اب ان پیش گوئیوں پرنظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیش گوئیاں تھیں جو اس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں۔ چنانچہ پہلی پیش گوئی ان میں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جس کی عبارت یہ ہے فبراہ اللہ ممّا قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلّی ربہ للجبل جعلہ دکاً واللہ موھن کید الکافرین

دوسری پیش گوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زورآور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ فلما تجلّی ربّہ للجبل جعلہ دکاً۔ قوت الرحمن لعبید اللہ الصمد ، (براہین احمدیہ۔ ص ۵۵۷)

حکومت اور پبلک، براہین احمدیہ کے صفحات مذکورہ ملاحظہ فرماویں۔ اس دھوکہ بازی وجعل سازی کرشن قادیان کی مزید تشریح اظہار مغالطات وکذب نمبر۲ و۳ و۴ کے ضمن میں بھی ہوگی۔

☆ دوسرا نمبر اس کا یہ فقرہ ہے کہ

زلزلے کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنے کا تھا میں نے اس پیش گوئی کو شائع نہ کیا۔

☆ تیسرا نمبر اس کا یہ فقرہ ہے کہ

یہ بھی فروگذاشت ہوئی کہ عربی پیش گوئی (مندرجہ براہین) کا ترجمہ بھی نہ ہوا۔

☆ چوتھا نمبر اس کا یہ فقرہ ہے

اگرچہ میں اس وقت (بوقت عربی پیش گوئی براہین احمدیہ) جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کرے گا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں، بجز گالیاں سننے کے میں اس کا کوئی صلہ نہیں پاتا۔ تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم وحکیم کی طرف سے ملی تھی اس کی میں نے پورے طور سے اشاعت نہ کی۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ ان تینوں فقروں میں کرشن قادیان نے جھوٹ بولا ہے اور معہذا اس سے یہ حماقت بھی عمل میں آئی ہے کہ عام لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اپنی پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی اور اس میں ایک بڑے گناہ کے ارتکاب سے اپنی گنہ گاری مان لی، جس سے اپنے اصل دعوی نبوت کی جڑ کاٹ دی۔ کیونکہ وہ پیشگوئی براہین احمدیہ کو سچا بنانے اور اس پر زلزلے کا رنگ چڑھانے، اور اس ذریعہ سے اپنی غیب دانی ونبوت کا سکہ جمانے کی غرض سے اس بات کا مدعی ہوگیا ہے کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی سے مجھے بہت صفائی سے خدا کی طرف سے یہ خبر مل چکی تھی کہ اس سے زلزلہ مراد ہے۔ تاہم میں نے قوم کی بدگوئی اور بدظنی کے خوف سے اس مراد کو چھپایا، اور ہندی (اردو) زبان میں عربی الفاظ کا ترجمہ کرکے لوگوں میں شائع نہ کیا۔ اور میں اس فعل سے خدا کے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اور ۲۵ برس تک اس گناہ پر قائم ومصر رہا۔

پس اگر اس دعوی میں قادیانی کرشن کو سچا مان لیا جاوے تو اس سے گو اس کی

پیشگوئی سچی ہو جاتی ہے (جیسا کہ کاہنوں منجموں جیالوجی کے عالموں کی اس قسم کی پیشگوئیاں سمجھی جاتی ہیں،) مگر اس کا اصل دعوی الہام ونبوت (جس کی خاطر پیشگوئی کی تھی) باطل ہوتا ہے کیونکہ کسی سچے نبی یا ملہم کی یہ شان نہیں کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا تعالی اس کو حکم دے، وہ اس بات کو دیدہ دانستہ عمداً وارادۃً ۲۵ برس تک چھپائے رکھے اور اس کی کماحقہ تبلیغ نہ کرے۔ اس کتمان اور عدم تبلیغ سے تو مانی منائی ہوئی نبوت باطل ہو جاتی ہے اور عہدہ نبوت سے نبی کی معزولی عمل میں آجاتی ہے۔ چنانچہ قرآن میں سید المرسلین ﷺ کے خطاب میں ارشاد ہوا ہے

یا ایّھا الرّسول بلّغ ما انزل الیک من ربّک۔ وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ۔ واللّٰہ یعصمک من النّاس۔ انّ اللہ لا یھدی القوم الکافرین (مائدہ۔ع ۹) کہ اے رسول جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوا (احکام ہوں یا اخبار متعلق عمل واعتقاد وغیرہ) ان سب کی تبلیغ کر دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو خدا کی رسالت کو (اور اپنے مشن کو) پورا نہ کیا (اور اگر اس تبلیغ میں تجھے لوگوں کی ایذا کا خوف ہو تو) خدا تعالی تجھے لوگوں سے بچالے گا۔ خدا کافروں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

لیجئے اس کتمان وحی عرصہ ۲۵ سال کے اقبالی جرم وگناہ میں آپ کی نبوت (جس کے منوانے کیلئے وہ پیشگوئی کی تھی) بھی باطل ہوئی۔

اس اقبالی جرم (کتمان وحی) میں آپ کا یہ عذر خام (خوف بدگوئی ودشنام دہی) جناب باری میں لائق پذیرائی نہیں ہے کیونکہ اگر قوم اہل اسلام کے بعض افراد آپ پر بدظن تھے اور وہ آپ کی خیر خواہی کے صلہ میں آپ کو گالیاں دیتے تھے تو بعض افراد قوم (جن کی تعداد آپ لاکھوں تک بتاتے ہیں) اس عرصہ ۲۵ سال میں آپ کے مرید ومعتقد ہو چکے تھے اور بعض تو ان میں ایسے تھے جو مال وجان ودین وایمان سب کچھ آپ پر فدا کر چکے۔ اور اپنے املاک واوطان وجائداد ومکان چھوڑ کر آپ کے دارالامان قادیان میں ڈیرے لگا چکے تھے آپ اور نہیں تو ان ہی میں سے کسی ایک یا دو (مثلاً مولوی نورالدین، مولوی محمد احسن، نواب محمد علی خان یا مرزا خدا بخش) کے کان میں اس پیشگوئی عربی کے معنی زلزلہ کی تبلیغ کر دیتے اور اس اقبالی جرم کے ارتکاب سے بچ جاتے۔ اور اگر آپ کو یہ دعوی ہو کہ ہم نے ان چاروں خلفاء کے کان میں کہہ دیا تھا کہ پیشگوئی عربی سے زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء یا اس کے بعد آنے والا زلزلہ مراد ہے، تو آپ اس امر کا کسی اشتہار یا اخبار میں اعلان کر دیں۔ ہم ان اصحاب سے

صرف دو صاحبوں آخر الذکر کو منتخب کریں گے اور ایک خاص مجلس احباب میں ان کی شہادت لیں گے ۔ انہوں نے یہ شہادت ادا کی تو پھر مضمون اس پیشگوئی کے سچی ہو جانے کی آپ کو ڈگری دیجائے گی (یہ اس قسم کی سچائی ہوگی جو نجومیوں کاہنوں جیالوجی والوں کی پیشگوئیوں میں اتفاقی سچائی پائی جاتی ہے) مگر یہ یاد اور ملحوظ خاطر رہے کہ اس سچائی کی ڈگری میں آپ کی اصل نبوت باطل ہوگی اور اقبالی جرم کتمان سے عہدہ نبوت سے آپ کی معزولی عمل میں آئے گی ۔ (یہ درصورت سچائی دعوی علم معنی پیش گوئی عربی کی آپ پر دروغگوئی کا الزام ہے) ۔

اگر اس دعوی میں آپ کو سچا نہ مانا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ پچیس برس تک جو آپ نے معنی مراد پیشگوئی عربی (یعنی خبر زلزلہ) کو شائع نہ کیا تو اس کا موجب یہی تھا کہ آپ نے اس پیشگوئی کے معنی و مراد کو نہ سمجھا تھا ، اور ایسا ہی آپ کے اعتقاد میں دیگر انبیاء سے ظہور میں آتا رہا ہے کہ وہ بعض پیشگوئیوں کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں (چنانچہ النداء من وحی السماء کے صفحہ ۷ میں صاف کہا ہے) ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیش گوئیاں تھیں جو اس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں ۔ آخری صفحہ ۸ میں فرما چکے ہیں کہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے معنی کرنے میں عوام تو ایک طرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں گو اس پیشگوئی کے وقوع کے بعد درست معنی کھل جاتے ہیں ۔

اور ایسا ہی آپ کی اکثر تحریرات میں پایا جاتا ہے ۔ اور جب کسی پیشگوئی کے جھوٹے ہونے کا الزام آپ پر قائم ہوتا ہے تو اس الزام کو اسی طرح سے اٹھایا جاتا ہے اور یہ اصول بطور قاعدہ کلیہ آپ کے مذہب میں اور آپ کے مریدوں میں برتا جاتا ہے تو اس صورت میں آپ پر دروغ گوئی کا الزام بہت صاف اور خوب ظاہر ہے کہ دل میں تو آپ کے یہ ہے کہ ہم پیشگوئی کے وقوع سے پہلے اس کے معنی زلزلہ ہونا ، نہ سمجھے تھے جیسے ہم سے پہلے انبیاء اپنی پیشگوئیوں کے معنی نہ سمجھا کرتے تھے اور زبان سے آپ اس کے برخلاف یہ دعوی کرتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے معنی تو یہی سمجھے ہوئے تھے کہ اس سے زلزلہ مراد ہے مگر ۲۵ سال تک اس معنی کو چھپاتے رہے اور قوم کی بدگمانی اور دشنام دہی سے ڈرتے رہے اور گناہ کبیرہ کے مرتکب رہے ۔

ازاں جملہ اس دعوی میں آپ کو سچا کہیں تو آپ پر اقبالی گناہ کتمان وحی کا الزام

ثابت ہوتا ہے اور اس سے آپ کی نبوت میں آپ کا کذب ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر جھوٹا کہیں تو اس سے آپ کی دروغگوئی ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں آپ الزام کذب و دھوکہ دہی سے نہیں بچ سکتے۔

(اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کا صفحہ ۳۲۴ میرے پاس موجود نہیں ہے اس لئے کئی فقرات پر مولانا کا تبصرہ درج نہیں کیا جا سکا۔ آئندہ کا مضمون صفحہ ۳۲۵ سے شروع ہوتا ہے۔ بہا)

☆ (مرزا صاحب خود ایک مقام پر لکھ چکے ہیں کہ) مجھے یہ علم نہیں دیا گیا کہ زلزلے سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت۔ پھر اشتہار ۱۱ مئی (۱۹۰۵ء) کے صفحہ ۲ کے حاشیہ کی آخری سطروں میں آپ لکھتے ہیں کہ مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلے سے درحقیقت زلزلہ مراد ہے یا کوئی شدید آفت۔ پھر کیوں کر ممکن و قابل تسلیم ہے کہ گذشتہ زلزلے کی کما حقہ اشاعت کرنے سے شرمندہ ہو کر آئندہ زلزلے کے نقصان سے بچانے کی غرض سے اپنی پبلک اور گورنمنٹ کو اطلاع دی ہو۔ جس چیز کا انسان کو خود علم و یقین نہ ہو وہ دوسروں کو اس کا علم و یقین کیوں کر دلا سکتا ہے؟ اور اس یقین دلانے یا نقصان یا نفع جتانے میں اس قدر کوشش و اہتمام کب کر سکتا ہے؟

یہ شتہار بازی اور حکومت کی خدمت میں اطلاع دہی آپ کی چالبازی ہے کہ اگر حکومت اور پبلک نے میری تخویف و دھمکی کا کوئی نوٹس نہ لیا تو اس میں میرا کیا حرج ہوگا، اور اگر میری ان دھمکیوں نے حکومت پر کچھ اثر کر دیا اور لفٹیننٹ گورنر اور وائسرائے نے قیام شملہ موقوف کر کے جنوری ۱۹۰۶ء تک قادیان یا اس کے قریب قیام اختیار فرمایا تو میرے وارے نیارے۔ تمام ہندوستان میرا مرید ہو جائے گا۔

کرشن جی مہاراج! آپ کی ان پالیسیوں کو دانا خوب سمجھتے ہیں اور وہ آپ کے خطاب میں کہہ رہے ہیں کہ انگریزوں کی تقلید سے (نہ خدا کے الہام سے) آپ نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ مگر اس میں پیش بندی کر کے تعین تاریخ کو اڑا دیا اور وقوع زلزلہ کو ایسا وسیع کر دیا کہ اگر وہ آپ کے تمام زمانہ زندگی میں وقوع میں نہ آوے، تب بھی آپ کو کوئی جھوٹا نہ کر سکے۔ اور کوئی اعتراض کرے بھی تو آپ یہ کہہ دیں کہ میں نے اس کا وقت کب مقرر کیا تھا۔

اور پھر موسم کی گرمی اور خیموں کی تپش سے آپ کے نازک بدن پر آفت آئی تو آپ کو یہ فکر پڑی کہ ادھر خیموں کی گرمی ستاتی ہے ادھر لوگوں کی طرف سے سوء ظنی و تکذیب

کا خوف دامن گیر ہے۔ اس فکر سے آپ کی توجہ اس طرف مصروف ہوئی ہے کہ اس پیشگوئی کو منسوخ کرنے کیلیئے (جو آج تک سچے ملہم سے نہیں ہوا کیونکہ نسخ صرف احکام میں ہوتا ہے نہ اخبار و پیش گوئیوں میں۔ اخبار میں نسخ ہو تو اس سے مخبر کا کذب ثابت ہوتا ہے) کوئی الہام گھڑنا چاہیے (جیسا کہ عبداللہ آتھم کی تاریخ موت ٹل جانے کے بعد یہ الہام گھڑا گیا تھا اطلع اللہ علی ھمه و غمه ۔ جو اشاعۃ السنہ نمبر۲ جلد ۱۶ صفحہ ۳۰ میں منقول ہے) سو بہت جلد الہام گھڑ کر سنایا جائے گا جس کے الفاظ یا مضمون یہ ہوگا

اطلع الله علی همّک یا کرشن و غمّک فا جا ب دعاء ک و تقبّل شفا عتک فارفع عن الحا ئط خیا مک و اختر فی دارالا مان القادیان قیامک و اعلم ا لحکام ان یلاز موا الجبا ل و لا یفروا منها مخا فة الخبا ل و الزوال و انکا ل زهق الز لازل و جا ء الا ما ن ۔ یعنی ہے مہاراج کرشن! خدا تعالی نے تیرے غم پر اطلاع پائی ہے اور تیری دعا رفع زلزلے کے باب میں اس نے قبول کی ہے اور تیری شفاعت پبلک اور گورنمنٹ کے حق میں اس نے منظور کر لی ہے۔ اب باغ سے خیمے اٹھا لے اور دارالامان قادیان میں قیام فرما کر گورنمنٹ کو یہ اطلاع کر دے کہ وہ پہاڑوں میں رہیں اور بخوف نقصان و ہلاکت و زوال وہاں سے نہ بھاگ جاویں۔ زلزلے دور ہوئے اور امن آ گیا۔

☆ آٹھواں نمبر اس کا یہ فقرہ ہے کہ

جس آنے والے زلزلے سے میں نے دوسروں کو ڈرایا تھا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں جن پر ہمارا ایک ہزار روپئہ خرچ ہوا ہے۔ میں قادیان واپس نہیں گیا اور جنگل میں معہ اہل عیال اور اپنی تمام جماعت کے بڑا تکلیف اٹھا رہا ہوں میری نیک نیتی پر اس سے بڑھ کر کون گواہ ہو سکتا ہے۔

خاکسار کہتا ہے یہ بھی ایک جھوٹ ہے اور باغ میں خیمہ زنی اس جھوٹ کو سچ کر دکھانے کی غرض سے ہے۔ مہاراج کرشن زلزلے سے خود نہیں ڈرے، صرف دوسروں کو ڈرانے اور ان پر اپنی پیشگوئی کا اثر جمانے کیلیئے یہ خیمہ زنی ہوئی ہے۔ ورنہ آپ کا اس پیشگوئی سے ڈرنا بحکم عقل محال ہے، جس یہ عقلی دلیل ہے (جو حصر عقلی پر مبنی ہے) کہ آپ کی پیشگوئی دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو خدا کی طرف سے ہوگی یا خدا کی طرف سے نہ ہوگی اور

اپنی یا کسی اور کی من گھڑت ہو گی ۔ اگر آپ شق اول اختیار کریں اور اس پیش گوئی کو خدا کی طرف سے کہیں اور اپنے آپ کو ملہم ربانی اور مخاطب الٰہی قرار دیں تو پھر آپ کو اور آپ کی مخلص جماعت کو اس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ جس خدا نے آپ کو اس پیشگوئی سے خطاب فرمایا ہے اس نے ساتھ ہی اس کے یہ بشارت بھی آپ کو دی ہوئی ہے کہ

خدا کا فضل تمہارے حال پر شامل ہے، تم تو ہمارے فرزند ہو، جس قوم یا بستی میں تمہارا قدم ہو گا اس قوم یا بستی پر عذاب نہ آئے گا ، آپ تو آپ ہیں آپ کے نام لیوا اور سیوک عذاب سے بچ جاتے ہیں ۔ دیکھو کانگڑہ ، دھرمسال میں سخت زلزلہ ہوا مگر اس میں تمہارے مریدوں سے کوئی ضائع نہ ہوا۔

جس کو تم نے اس اشتہار میں کیا ہے اور یہ بھی تم اس اشتہار میں بصفحہ ۲ سطر ۸ ۔ ۱۱ کہہ چکے ہو کہ

یہ زلزلے پیش گوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہیں ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کرے گا وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ۔

پھر ان بشارات و خطابات کے ساتھ آپ کا ڈر جانا کیونکر ممکن و متصور ہے؟ بجز اس حالت کے کہ آپ بد چلنی اختیار کریں اور اپنے آپ کو بد چلن قرار دیں، جس سے آپ کا دعوی نبوت و امامت باطل ہوتا ہے ۔

اور اگر آپ شق ثانی اختیار کریں اور یہ کہیں کہ یہ پیشگوئی ہماری من گھڑت ہے تو پھر اس سے ڈرنا کسی حالت میں بھی (آپ نیک ہوں یا بد چلن بن جائیں) ممکن نہیں ۔ جو شخص کسی بچے کو خیالی ہوّے سے ڈراتا ہے کیا وہ خود بھی اس ہوّے سے ڈرتا ہے؟

اور اگر شق دوم اختیار کرنے پر یہ اقبال کریں کہ یہ پیشگوئی انگریزوں نے کی تھی، اس نے ہم کو ڈرایا تھا (جیسا کہ اور بہت لوگوں کو لاہور و امرتسر میں ڈرایا تھا اور انہوں نے اپنے گھر چھوڑ کر خیموں میں رہنا اختیار کر لیا تھا) تو اس صورت میں آپ کا سارا تانا بانا کھل جاتا ہے اور یہ فریب اور دھوکہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کوئی کرے اور آپ اس کو اپنی الہامی پیشگوئی بنالیں اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اپنے دام میں لاویں۔

خیموں میں آپ کا ڈیرہ لگانا ایک اور وجہ سے بھی اس امر کی دلیل ہو سکتا ہے کہ یہ پیشگوئی آپ کی الہامی نہیں ۔ اس کا مفصل بیان فقرہ نمبر ۹ کے اظہار مغالطہ میں ہو گا۔

☆ نواں نمبر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ فقرہ ہے کہ

جو لوگ مقدرت رکھتے ہیں وہ خیموں میں رہیں اور جو بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ یہاں تو آپ اس تدبیر جسمانی (خیمہ میں پناہ گزینی) کی ہدایت فرماتے ہیں اور بہت جگہ اشتہارات زلزلہ میں اس کا روحانی علاج صرف دعا و توبہ بتا چکے ہیں۔ پس اگر زلزلہ کو عذاب آسمانی جانتے ہیں اور اس کا علاج اسی روحانی تدبیر کو دل سے مانتے ہیں تو پھر تدبیر جسمانی فضول ہے۔ آسمانی عذاب کو خیمے ہرگز نہیں ٹلا سکتے۔ خیمے والے لائق عذاب ہوں گے تو آسمان سے آگ برسے گی اور وہ زمین دھنسائی جائے گی۔ اگر اس عذاب کو صرف طبعی اسباب کا نتیجہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ جیالوجی والے سمجھتے ہیں) تو پھر اس کو آسمانی عذاب بتانا اور لوگوں کو دعا و توبہ کی رغبت دلانا (جس سے آپ کا مقصود اپنی نبوت تسلیم کرانا ہے۔ چنانچہ نمبر ۱۳ کے اظہار مغالط میں ثابت کیا جاوے گا) دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

☆ دسواں نمبر آپ کا یہ فقرہ ہے کہ

اس کے واسطے میں نے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی کیونکہ خدا تعالیٰ نے تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمایا۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ تاریخ مقرر نہ کرنے کی وجہ وہ پیش بندی ہے جس کا بیان اظہار مغالطہ فقرہ نمبر ۷ میں گذرا ہے مگر بحکم آنکہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد اور شہادت آیت ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً آپ سے اس پیش بندی کا اس قدر خلاف بھی ہو گیا کہ چٹھی اسمی گورنمنٹ میں تاریخ نہیں تو سال مقرر کر دیا۔ اور یہ کہا ہے کہ

جنوری ۱۹۰۶ء تک پہاڑوں سے اجتناب کیا جائے

جس کا صاف منشاء ہے کہ زلزلہ آیا تو جنوری ۱۹۰۶ء تک آوے گا، اس کے بعد نہ آوے گا۔ اس اشتہار میں یہ تعین بھی کر دی ہے کہ زلزلہ موسم بہار میں آوے گا مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ پہاڑ سے کچھ اور مراد ہو۔ یہ اختلاف بیانیاں اس امر کی دلیل ہیں کہ یہ پیشگوئیاں خدا کی طرف سے نہیں ہیں صرف من گھڑت ڈھکوسلے ہیں جن سے لوگوں

کو ڈرایا اور پھنسایا جاتا ہے۔

☆ گیارھواں نمبر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ فقرہ ہے کہ میں نے یہ پیشگوئی کسی کمزور بنا پر نہیں کی بلکہ اگر حکام کی طرف سے میرے اس دعوی کی پڑتال ہو تو کم سے کم ایک ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو سچی نکلے۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ حکام وقت ہی نے خلقت خدا کا بیڑا ڈبویا ہے۔ وہ کسی پیشگوئی کی پڑتال کرتے تو خلقت خدا کو یہ دن کیوں دیکھنا پڑتا۔ اب کرشن مہاراج کے اس چیلنج پر گورنمنٹ نے پڑتال کی طرف توجہ نہ کی تو اس سے وہ لن ترانیاں ہانکے گا کہ اگر میں اپنی پیشگوئیوں میں سچا نہیں تو گورنمنٹ مجھے کیوں نہیں پکڑتی؟ گورنمنٹ تو اس کی ایسی باتوں کو فضول جان کر ساکت ہے یا اس کی ٹو مچ نیوٹریلٹی اس توجہ سے مانع ہے اور اس سے اس کی بہت رعایا کے اخلاق و اموال تباہ ہو رہے ہیں۔ اس کا اپیل بجز خدا تعالی، (جو تمام حکومتوں کا اعلی حاکم ہے) کس کے آگے کریں۔ اے خدا! تو گورنمنٹ کو ہدایت کر اور مظلوم رعایا کی باتوں کو سننے والے کان، ان کو دیکھنے والی آنکھ، ان کی حالت کو دیکھنے والہ دل عطا فرما۔

اگر گورنمنٹ توجہ کرے تو میں اسلام و مسلمانوں کی طرف سے وکیل ہو کر اس امر کو ثابت کرنے کے واسطے تیار ہوں کہ کرشن قادیان کی ایک پیشگوئی بھی سچی نہیں نکلی۔ مجھے بلانے میں گورنمنٹ کو کسی وجہ سے تامل ہو تو رسالہ اشاعۃ السنہ طلب ہو اور جن جن مقامات کا میں حوالہ اس مضمون میں اور اس سے پہلے تین مضمونوں میں دے چکا ہوں یا، آئندہ دوں ان مقامات کا ترجمہ گورنمنٹ کے ملاحظہ میں گذرے۔

☆ بارھواں نمبر مرزا غلام احمد قادیانی یہ فقرہ ہے کہ

مجھے منجم ہونے کا دعوی نہیں، علم جیالوجی (طبقات الارض) کا میں مدعی نہیں، صرف وحی والہام سے پیش گوئی کرتا ہوں۔ پھر جو لوگ مجھے اس دعوی الہام میں جھوٹا جانتے ہیں ان کا میری پیش گوئیوں سے ڈرنا اور تشویش میں پڑنا کیا معنی رکھتا ہے؟

خاکسار محمد حسین کہتا ہے جو لوگ آپ کو اس دعوی الہام میں جھوٹا جانتے ہیں وہ تو آپ کی ان پیشگوئیوں کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ ان کا ان پیش گوئیوں سے

ڈرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مگر کیا دنیا میں سبھی لوگ ایسے ہی ہیں؟ ایسا کوئی نہیں جو ان پیشگوئیوں سے ڈرتا ہو اور اس ڈر سے اس کو نقصان پہنچا ہو؟ بے شک ایسے لوگ بہت ہیں اور وہ دو قسم ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو آپ کو مسیح و مہدی و ملہم مان چکے ہیں۔ وہ اس قسم کی پیشگوئیوں کو سن کر اور آپ سے ڈر کر آپ کے مرید ہو گئے ہیں، دوسرے وہ لوگ جو نہ آپ کے پورے معتقد ہیں اور نہ منکر و مخالف۔ وہ آپ کی پیشگوئیاں سن کر یوں ہی دیکھا دیکھی ڈر جاتے اور تشویش میں پڑتے ہیں۔ اور چونکہ یہ دونوں قسم کے لوگ گورنمنٹ کے ویسے ہی رعایا ہیں جیسا کہ اول الذکر (قسم سوم) منکرین کرشن رعایا ہے، لہذا گورنمنٹ کا فرض ہے کہ آپ کی دھمکیوں سے ان کو بچاوے اور آپ کے دام سے قسم اول کو نکالے اور قسم دوم کو پھنسنے نہ دے۔ ان ہی دو قسموں کی نسبت اخبار والوں نے گورنمنٹ سے اپیل کیا ہے جس کے جواب میں آپ نے قسم سوم (منکروں) کو پیش کر دیا ہے اور گورنمنٹ کو دھوکہ دیا ہے۔

☆ تیرھواں نمبر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ فقرہ ہے کہ توبہ و اصلاح نفس سے میری مراد اس جگہ یہ نہیں کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے، یا میری بیعت اختیار کرے۔

خاکسار کہتا ہے اس فقرہ میں جو آپ نے گورنمنٹ اور پبلک کو دھوکہ دیا ہے وہ تمام مضمون اس اشتہار زلزلے بلکہ دیگر اشتہارات متعلقہ زلزلے کے اکاذیب و مغالطات کا لب لباب و نچوڑ ہے۔ لہذا ہم بھی اس فقرہ کے اظہار کذب میں اس کے جملہ اشتہارات کے فقرات نقل کر کے گورنمنٹ اور پبلک پر یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ ان پیشگوئیوں سے کرشن جی کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ہندو مسلمان اور عیسائی سب کے سب اپنا مذہب چھوڑ کر کرشن کے پنتھ میں داخل ہو جائیں اور اس کے سیوک و مرید بن جاویں۔ اس مدعا کے اثبات کیلئے ہم اس کے اشتہارات متعلقہ زلزلے کے اصل فقرات نقل کر دیتے ہیں۔

☆ اس کا سب سے پہلا اشتہار متعلق زلزلہ الدعوت ہے جو کہ ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے اس میں حسب ذیل چار فقرات لائق توجہ ہیں

۱۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

۲۔ میں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں اور میں قسم حضرت احدیت جل شانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعے سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالی پر بھی ایمان نہیں رہا۔ اور وہ جو اس کی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔

۳۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا.

۴ . میں نے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الہی سے مٹ جانے کو ہے نہ مستقل سکونت، امن کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت مقاموں پر اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئے گی، اور پھر مارچ کے مہینہ میں خدا تعالی نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔

☆ اس کا دوسرا اشتہار الانذار ہے جو ۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا اس میں حسب ذیل پانچ فقرے لائق توجہ ہیں۔

۱ ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

۲۔ اور پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آ گیا یعنی وہ وقت آ گیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے۔ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا.

۳۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور خدا کے اس فرستادہ کو، جو ان کے درمیان ہے، شناخت کرلیں .

۴۔ . ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا، وہ پکڑا جائے گا .

۵۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا، تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔

☆ اس کا تیسرا اشتہار النداء من وحی السماء ہے جو ۲۱۔اپریل ۱۹۰۵ءکو شائع ہوا۔اس میں حسب ذیل پانچ فقرے لائق توجہ ہیں۔

۱۔ خداعز وجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کیلئے دونشان ہیں، انہیں نشانوں کی طرح جوموسی نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اوراس نشان کی طرح جونوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا۔

۲۔خدانے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائے گی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کوگھٹائے گی۔سوآخر پر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ پیشگوئی سچی نکل یا جھوٹی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جوکیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھ کرلوگ ہنسی سے پیش آئے ، یہ دوسرانشان زلزلہ کا ظاہر ہوا۔

۳۔صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے جو خلقت کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے۔اور یہ عذاب اس کی تصدیق کے واسطے قہری نشانات ہوتے ہیں۔اس وقت بھی خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔

۴۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس آنے والے نشان کے بعد جو مجھ کو قبول کرے گا اس کا ایمان قابل عزت نہیں۔جس کے کان ہیں سنے، خدا فرماتا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔

۵۔ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤں گا۔

☆ اس کا چوتھا اشتہار زلزلے کی خبر بار سوم ہے جو ۲۹۔اپریل ۱۹۰۵ءکو شائع ہوا۔اس میں حسب ذیل دوفقرے لائق توجہ ہیں۔

۱۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

۲۔ . یاد رہے کہ خدا کا غضب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے۔ بجز ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الہی میں برگذیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھلتا۔ اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دی جاتی۔ پس مجھے خدا تعالی نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالی کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھ کو۔ ان کو پتہ لگ جائے.

☆ ان فقرات کو نظر سرسری سے دیکھنے والہ بھی یقین کرے گا، اور سمجھ لے گا کہ اس زلزلے کی خبر دینے سے کرشن قادیانی کا مقصود کیا ہے۔ اب دیکھئے باریک بین گورنمنٹ اور انصاف پسند پبلک ان فقرات سے کیا مطلب نکالتے ہیں اور کرشن جی کو کیا سمجھتے ہیں۔

کرشن قادیانی کی انذاری پیش گوئیوں اور دھمکیوں کی طرف ملکی اخباروں (پیسہ اخبار وغیرہ) نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی تو کرشن جی کو کسی قدر ہوش آئی اور یہ فکر پڑی کہ شاید گورنمنٹ کو اپنی مظلوم و نادان رعایا پر رحم آجائے اور وہ ان پیش گوئیوں کی طرف توجہ فرما کر مجھ سے یہ سوال کرے کہ کیوں تم نے ہماری نادان رعایا کو کبھی طاعون سے، کبھی زلزلہ سے (ان کو اپنی تائید و تصدیق کا نشان ٹھہرا کر) ڈرایا دھمکایا اور ان دھمکیوں سے ان کو دام میں پھنسایا اور ان کا مال دبایا ہے۔

اس فکر نے اس کو اشتہار ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت پر مجبور کیا جس میں اس نے جھوٹ اور دھوکے سے گورنمنٹ کے سوال مذکور سے اپنی جان کو چھوڑانا چاہا ہے۔

☆ ازاں جملہ ایک جھوٹ و دھوکہ اس اشتہار کا درج ذیل یہ فقرہ ہے۔

آنے والے زلزلے سے میں خود ڈر گیا ہوں اس واسطے میں اپنے کنبہ اور مخلص مریدوں سمیت اپنے پختہ مکانات چھوڑ کر میدان میں خیمے لگا کر پڑا ہوں اور دھوپ کی شدت برداشت کر رہا ہوں۔ میں خود ڈر گیا تو میں نے محض ہم دردی سے، نہ کسی خود غرضی سے، گورنمنٹ اور پبلک کو بھی ڈرایا۔ اور زلزلے آئندہ کے نقصان سے ان کو بچانا چاہا۔

خاکسار محمد حسین کہتا ہے کہ زلزلے کی پیشگوئی سے کرشن جی کا ڈر جانا بحکم عقل ناممکن ہے، کیونکہ اگر یہ خدا کی طرف سے ہے اور کرشن جی کی تائید اور تصدیق کے واسطے کوئی زلزلہ آنے والہ ہے، تو اس سے کرشن کا بچ جانا یقینی امر ہے۔ پھر اس سے ان کا ڈر جانا کوئی

وجہ نہیں رکھتا۔ اور اگر خدا کی طرف سے نہیں (من گھڑت ڈھکوسلہ اور ان کا فرضی وجعلی ہوّا ہے،) تو ایسے ہوّے سے ان کا ڈر جانا کیونکر ممکن ہے۔ لہذا کرشن جی کا میدان میں خیمہ لگانا اور دھوپ کی شدت برداشت کرنا کسی نیک نیتی اور ہمدردی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس خودغرضی پر ہے کہ احمق لوگ اس کو زلزلے سے ڈرتا ہوا دیکھ کر ڈر جاویں۔

مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے فعل سے خود بھی ہماری رائے کی تائید کردی ہے کہ میدان سے آپ نے ڈیرہ اٹھالیا ہے اور پھر سے اپنے پختہ مکانوں میں سکونت اختیار کرلی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت آپ کوئی ڈر نہ تھا۔ جو کچھ تھا لوگوں کو ڈرانے کا حیلہ و وسیلہ تھا۔ پھر جب آپ نے دیکھا کہ جو لوگ ہمارے اس حیلہ سے پھنسنے والے تھے، وہ پھنس چکے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں کو اخبار والے بے ڈر کر رہے ہیں اور ہماری اس منتر کو چلنے اور پھرنے نہ دیں گے، تو آپ نے میدان سے ڈیرہ اٹھالیا۔ اور اگر واقعی آپ کے دل میں زلزلہ کا ڈر ہوتا تو جنوری ۱۹۰۶ء تک جس کو آپ چھٹی اسمی گورنمنٹ میں میعاد زلزلے ٹھہرا چکے تھے، آپ میدان سے ڈیرہ نہ اٹھاتے۔ اور پختہ مکانوں کی سکونت اختیار نہ فرماتے۔

اور اگر آپ اس کے جواب میں یہ بات بناویں گے کہ الہام یا پیشگوئی زلزلہ منسوخ ہوچکی ہے (اور ہم کو خدا کی طرف سے وہ الہام جو تم نے خود بنا کر نقل کیا ہے یا اس مضمون کا اور الہام ہوچکا ہے) یا اس کی تاریخ بدل گئی ہے، تو اس سے اولاً کرشن جی ہمارے اس بیان کی تائید وتصدیق کریں گے جو ان کے اشتہار ۱۱ مئی کے فقرہ نمبر ۷ کے متعلق ہم کہہ چکے ہیں۔ اور دعوی الہام میں اپنی دروغگوئی کا خود اقرار کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور ثانیاً وہ اس سوال کے مورد ہوں گے کہ جب آپ نے میدان سے خیمہ اٹھالیا تو اس الہام کی منسوخی یا تبدیلی تاریخ کو کیوں مشتہر نہ کیا؟ آپ اس زلزلے سے بے ڈر ہوگئے تھے تو اوروں کو (جن کو ڈرا چکے تھے) کیوں بے ڈر نہ کیا؟ کیا آپ کی اس میں بدنیتی نہیں پائی جاتی کہ وہ لوگ اس ڈر میں مبتلا رہ کر آپ کی سیوا کرتے رہیں، بے ڈر ہوکر آپ کی سیوا و ڈنڈوت نہ چھوڑ دیں۔

مکتوب مفتوح بنام وائسرائے

مولانا محمد حسین بٹالویؒ ایک کھلے خط میں وائسرائے ہند کو لکھتے ہیں :۔

میں نہایت ادب سے اور خیر خواہی سلطنت و ملک اور اپنے مذہب اسلام و یگر مذاہب کے اشخاص سے ایمانی و انسانی ہمدردی کی نظر سے آپ کے حضور میں (جن کو مرزا غلام احمد کرشن قادیانی نے اپنی چٹھیات و اشتہارات میں دھوکہ دینا چاہا ہے) اس دھوکہ کو ظاہر کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

حضور والا ! ان چٹھیات کا مضمون کرشن قادیانی نے اپنے اشتہار ۱۱ مئی (۱۹۰۵ء) میں، جس میں روانگی چٹھیات کی اطلاع مشتہر کی ہے، تو پورا نقل نہیں کیا مگر مضمون اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چٹھیات کا مضمون یہ ہوگا کہ میں نے گذشتہ زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء یا آئندہ زلزلے کی نسبت اشتہارات اربعہ مورخہ ۸۔ اپریل لغایت ۲۹۔ اپریل میں پیشگوئی کی تھی اس سے میرا مقصود صرف انسانی ہمدردی ہے، نہ لوگوں کو ڈرانا اور دھمکانا اور اس ذریعہ سے ان کو اپنے مذہب میں لانا۔

حضور والا ! اگر ان چٹھیات کا یہی مضمون ہے تو یہ اس کی سراسر دھوکہ دہی ہے۔ اس کا مقصود جو اس کی صریح عبارات میں پایا جاتا ہے، صرف دھمکانا اور ڈرانا اور جبراً لوگوں کو اپنے مذہب میں لانا ہے۔ اس امر کا ثبوت خاکسار کے مضمون (کرشن قادیانی کی گورنمنٹ اور پبلک کو دھوکہ دہی، اور اس سے پہلے مضامین) میں کافی موجود ہے۔ گورنمنٹ ان مضامین کا پورا ترجمہ ملاحظہ میں لائے اور اگر اس میں کوئی امر دریافت طلب باقی رہ گیا ہو تو خاکسار سے استفسار فرما کر، کرشن قادیانی سے جواب طلب کرے اور اگر گورنمنٹ اس کی دھوکہ دہی کی تحقیقات جوڈیشل طور پر بذریعہ عدالت کرنا چاہے تو اس کے مقابلہ میں اس کا ثبوت پیش کرنے کیلئے پبلک اور خاص کر اہل اسلام کی طرف سے خاکسار حاضر ہونے کو تیار و مستعد ہے۔ اور گورنمنٹ نے اس پیش گوئی کو لغو سمجھ کر اس کا کچھ نوٹس نہ لیا، جیسا کہ عام خیال ہے تو اس سے بہت سے نادانوں اور بے علموں میں اس کی پیش گوئیوں کا اعتبار بڑھ جائے گا اور اس سے عام رعایا گورنمنٹ کو نقصان پہنچے گا

ابو سعید محمد حسین اڈیٹر اشاعۃ السنہ

چیلے کی تیز قدمی

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں کہ کرشن جی مہاراج زلزلے کے متعلق جھوٹ بولتے بولتے تھک گئے اور آنے والے زلزلے سے نا امید ہوکر میدان سے خیمہ اٹھا کر قادیان میں آ گھسے۔اوراس عربی نداء ہاتف غیبی الا ھل وجدوا ما فقدوا بل یئسوا فانقلبوا کے مصداق بن کر، اوراس ندامت کو اٹھانے اور الزام دروغ گوئی سے جان چھڑانے کیلئے بجز خاموشی کوئی حیلہ وسبیل نہ پا کر خاموشی اختیار کر بیٹھے،تو چیلوں کا دل ٹھہرانے اور آنسو پونچھنے کیلئے اس ڈیوٹی کو آپ کے ایک چیلے (اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز) نے اپنے ذمہ لے لیا اور ریویو کے پرچہ نمبر ۸ جلد ۴ بابت ماہ اگست ۱۹۰۵ء میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے زلزلہ کی پیش گوئیاں ۔ اوراس کے ذیل میں یہ کہا ہے:۔

ولایت کے میگزین اکلت ریویو میں ایک مضمون ۴۔اپریل (۱۹۰۵ء) والے زلزلہ کے متعلق شائع ہوا ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ زلزلے عموماً چاند گرہن یا سورج گرہن کے بعد آتے ہیں۔چنانچہ یہ دعوی کیا گیا ہے کہ اسی بنا پر زیڈکیل جنتری میں جو اکتوبر کو شائع ہوئی تھی، یہ لکھا گیا تھا کہ ۷۴ درجہ طول بلد کے قریب مارچ کے اخیر یا اپریل کے ابتداء میں ایک دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوگا۔

اس کے بعد چیلہ جی نے بقدر ایک صفحہ کے اپنا مضمون لکھا ہے جس میں گورو جی کی (دروغ گوئی میں) پیروی کے ساتھ ایسی تیز قدمی کی ہے کہ گورو جی کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ ہم اس مقام میں اس مضمون کے چار فقرے نقل کرتے ہیں۔

☆ فقرہ اول ۔ زیڈکیل کی جنتری اکتوبر ۱۹۰۴ء کو شائع ہوئی۔اوراس میں کسی ملک کا نام نہیں کہ فلاں ملک میں زلزلہ آئے گا ۔اس طول بلد ۷۴ درجہ پر بہت سے ممالک واقع ہیں اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اصل مرکز زلزلے کا جہاں اس کی تباہی سب سے زیادہ ہوئی ،کانگڑہ ہے جو ۷۶۔۷۷ درجہ طول کے بلد کے درمیان واقعہ ہے اس جنتری کی اشاعت سے دس ماہ پہلے ایک شخص (یعنی مرزا قادیانی) نے خدا سے

الہام پا کر یہ اخبار شائع کیا تھا کہ ایک دھکہ زلزلہ کا اس ملک میں محسوس ہونے والہ ہے۔ پھر اس اشاعت سے ۵ ماہ بعد یعنی اس جنتری سے ۵ ماہ پہلے یہ پھر شائع کیا کہ اس ملک کے ایک بڑے حصہ میں مکانات بالکل زمین سے مل جاویں گے جیسا کہ الہام عفت الدیار محلھا و مقامھا سے پایا جاتا ہے۔

اس فقرہ میں چیلہ جی کا یہ کہنا کہ اشاعت جنتری زیڈ کیل کے پہلے گورو جی نے زلزلہ کی پیش گوئی کر دی تھی، گورو جی کی تقلید اور پیروی ہے جس کا جواب آپ کو مل چکا ہے کہ زلزلہ ۴۔ اپریل (۱۹۰۵ء) سے پہلے زلزلہ کا وجود آپ کے خواب وخیال میں بھی نہ آیا تھا۔ جو کچھ آپ نے کہا تھا طاعون کے متعلق کہا تھا اور اس امر کا اعتراف آپ کے اشتہارات الوصیت اور النداء میں موجود ہے۔ اور اس دروغ گوئی میں جو چیلہ جی سے پیش قدمی ہوئی ہے وہ انکا یہ کہنا ہے کہ زیڈ کیل نے وقوعہ زلزلہ کا محل نہیں بتلایا تھا اور ہمارے گورو نے محل بتا دیا تھا کہ وہ پنجاب ہوگا۔ اور اس کے ایک بڑے حصہ کے مکانات زمین سے مل جائیں گے

ناظرین اس قدر زائد کا دروغ ہونا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان الفاظ

، اس ملک اور اس ملک کے بڑے حصہ،

کا نام ونشان زلزلہ کے متعلق گورو جی (قادیانی) کے کسی اشتہار یا ان کے کسی اخبار میں پایا نہیں جاتا۔ چیلہ جی اس دعوی میں سچے ہیں تو کسی اخبار یا اشتہار کا حوالہ دے کر اس کی عبارت نقل کریں۔ اور اس پر ہماری حیثیت کے موافق ہم سے انعام لیں۔ یہ نہ ہو سکے تو اس دروغ گوئی اور دھوکہ دہی سے تائب ہوں۔

☆ فقرہ دوم۔ کیا الہام الہی میں قبل اس کے کہ سیاروں کا اجتماع معلوم ہو سکے یا جنتری میں شائع ہو، زلزلہ کی خبر نہیں دی گئی؟ اور پھر زیڈ کیل جنتری کی خبر ہے بھی مہمل کیونکہ اس میں صرف اس قدر کہا گیا ہے کہ تیز دھکہ کا زلزلہ محسوس ہوگا۔ مگر تیز دھکے دنیا میں ہمیشہ اور ہر ملک میں کم وبیش رہتے ہیں۔ لہذا تیز دھکہ کہہ دینا کوئی علم نہیں دیتا۔ مگر خدا تعالی عالم الغیب نے جو وحی کی (یعنی قادیانی کو) اس میں نہ صرف تیز دھکہ ہی بتلایا گیا ہے بلکہ ساتھ ہی یہ بتلا دیا ہے کہ اس قسم کا زلزلہ ہو گا کہ ایسا زلزلہ پنجاب میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔ جس سے ایک حصہ ملک پنجاب میں عمارتیں بھی نیست و نابود ہوجاویں گی۔ اب یہ وہ بات ہے کہ جس پر انسانی عقل احاطہ نہیں کرسکتی.

اس فقرہ کے پہلے حصہ میں تو گورو جی کی دروغگوئی میں پیروی ہے (جس کا جواب ابھی دیا گیا ہے) اس کے بعد جو کہا ہے وہ اس جھوٹ میں چیلہ جی کی پیش قدمی ہے اور نہایت دلیرانہ دروغ گوئی ہے۔ چیلہ جی کو اس کی سچائی کا دعوی ہے تو وہ گورو جی کے زلزلہ ۴۔اپریل (۱۹۰۵ء) سے پہلے کسی اشتہار یا اخبار سے یہ الفاظ نقل کر کے دکھلا دیں۔ اور ہم سے جو چاہیں انعام لیں۔

☆ فقرہ سوم۔ خالی تیز دھکہ کہنا ایک مبہم لفظ ہے مگر وحی الہی نے کوئی ابہام باقی نہیں چھوڑا۔

☆ فقرہ چہارم۔ بلکہ ایسے صاف الفاظ میں زلزلہ کی کیفیت بیان کو بیان کر دیا ہے جس سے بڑھ کر صفائی ممکن نہیں۔

ان دونوں فقروں میں چیلہ جی نے دروغگوئی اور دھوکہ دہی کا درجہ انتہاء تک پہنچا دیا ہے اور گورو جی کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اصل الہام اردو کرشن جی میں، جوان کے اخبار جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا ہے صرف زلزلہ کا دھکہ بولا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی بیان وتشریح نہیں۔ بلکہ اس کے بعد ایسا فقرہ بولا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیش گوئی نہیں ہے۔ کسی موجودہ واقعہ کی حکایت ہے اور وہ فقرہ یہ ہے کہ

میں کوئی زلزلہ محسوس نہیں پاتا .

اور اصل عربی الہام جوان کے اخبارات مئی ۱۹۰۴ء اور اشتہار الوصیت میں شائع ہوئی ہیں، صرف یہ الفاظ ہیں

عفت الدیار محلها و مقامها

اور اس کی بھی کوئی تشریح وتبیین اخباروں میں نہیں ہوئی۔ صرف لفظ (متعلقہ طاعون) خطوط وحدانی میں لگایا گیا ہے۔ اور اشتہار الوصیت میں اس کی تبیین یا تشریح ہوئی ہے تو طاعون سے ہوئی ہے۔ اسی طاعون کا اس ملک میں ظاہر ہونا اور اسی طاعون سے اس ملک کا مٹ جانا بیان ہوا ہے۔ اور اسی طاعون کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جب سے دنیا ہوئی ہے، ایسی سختی کے دن کبھی نہیں آئے۔ ان تشریحات کے ساتھ کرشن جی کے کسی الہام یا کلام میں جو زلزلہ ۴۔اپریل (۱۹۰۵ء) کے پہلے شائع ہوا ہو، زلزلہ کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ بایں ہمہ زلزلہ کے دھکے کو چیلا جی کا مفسر اور مبیین قرار دینا، اور اس کے مقابلہ میں زیڈ کیل جنتری کے تیز دھکہ

کومبہم قرار دینا، دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟

ناظرین! ہم نے صرف اپنی تحقیقات ومعلومات متعلقہ تصانیف واشتہارات کرشن جی پر اکتفا کر کے کرشن جی کے بہت سے چیلوں کو (جو لاہور میں رہتے ہیں اور ان کا مکان کرشن جی کا لاہور میں ہیڈکوارٹر یا گورنمنٹ ہاؤس کہلاتا ہے، اور جن میں سے لائق ذکر اور میں مشہور دو شخص ہیں، ایک مالک کارخانہ مرہم عیسی دوسرے مالک اخبار بدر قادیان) ہم نے چیلنج کیا اور یہ کہا کہ اگر آپ لوگ زلزلہ ۴۔ اپریل (۱۹۰۵ء) سے کسی پہلی تحریر واشتہار کرشن جی میں زلزلہ کے متعلق یہ چار تشریحیں والفاظ جو اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے بیان کی ہیں کہ

ا۔ وہ زلزلہ اس ملک میں ہوگا۔ ۲۔ اور ملک پنجاب میں ہوگا۔ ۳۔ اور اس ملک کے بڑے حصہ کے مکانات اس سے زمین میں مل جائیں گے ۔ ۴۔ اور وہ زلزلہ ایسا ہوگا کہ اس سے پہلے کوئی زلزلہ پنجاب میں نہیں ہوا۔

دکھا دے تو اس کے صلہ میں آپ کو وعدہ دیتا ہوں کہ میں آئندہ مرزا کا تعاقب چھوڑ دونگا اور آپ لوگ نقد انعام چاہیں تو ایک سو سے پانچ سو روپیہ تک دینے کو حاضر ہوں اور اگر ان تشریحات کا زلزلہ کے متعلق کہیں وجود نظر نہ آیا تو آپ کو کرشن جی کی پیروی کا چھوڑنا لازم ہوگا۔ اس پر ان لوگوں نے بہت کوشش کی اور اخباروں کے فائل ڈھونڈھ ڈالے، مگر ان کو کہیں ان تشریحات کا نام ونشان متعلق زلزلہ نظر نہ آیا۔

یہ بھی ان سے کہا گیا ہے کہ آپ لوگ قادیان سے مدد لیں۔ محمد احسن امروہی و حکیم نور الدین بھیروی وغیرہ کو بلا کر ان سے تشریحات کی نشان دہی کرا دیں۔ اس امر کا بھی ان سے حوصلہ نہ ہوسکا۔ آخر انہوں نے صاف کہدیا کہ اڈیٹر (ریویو) کی یہ تشریحات غلط ہیں، ہم ان کی نشان دہی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

اس بات سے کس وناکس کو یقین ہوسکتا ہے کہ ان تشریحات کے دعوی میں چیلہ جی نے محض دروغ گوئی سے کام لیا۔ اور کرشن جی کا الہام (زلزلہ کا دھکہ) زیڈکیل کی پیش گوئی تیز دھکہ کا زلزلہ سے زیادہ مبہم ومہمل ہے۔

☆ کرشن جی کی پیش گوئی کا زیڈکیل کی پیشگوئی سے بڑھ کر مبہم ومہمل ہونا ثابت ہوا تو اب ناظرین پر ان کی ایک اور دروغ گوئی کا اظہار کیا جاتا ہے جو دھوکہ دہی پر قوی دلیل اور سخت الزامی حجت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا اپنی درج ذیل مبہم ومہمل پیش گوئیوں

۱۔ عذاب الٰہی یعنی طاعون سے ملک مٹ جانے کو تیار ہے،

۲۔ اور دردناک موتوں سے عجیب شور برپا ہے،

۳۔ اور موتا موتی لگ رہی ہے،

۴۔ اور زلزلہ کا دھکہ،

۵۔ عفت الدیار محلھا و مقا مھا،

کو جن میں اصل الہامات میں کوئی تشریح نہیں کہ وہ عذاب زلزلہ ہے یا طاعون ہے، اور وہ کس وقت اور کس ملک میں آئے گا، اور وہ کس قسم کا ہوگا، کو آسمانی نشان بنا لیا ہے اور ان کو اپنی نبوت اور صداقت کی قطعی دلیل ٹھہرا لیا۔ مگر مسیح علیہ السلام کی اس قسم کی پیشگوئیوں کا خوب ہی خاکہ اڑایا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶ و ۷ میں کہا ہے

مسیح کے معجزات و پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض وشکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیح کے معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ ابتر ہے۔ کیا یہ بھی کوئی پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑیں گے۔

ناظرین! حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی مبہم پیشگوئیوں کی نسبت ایسی توہین وتحقیر کے کلمات کہنا، اور اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کو بانس پر چڑھانا اور ان کو مبین اور مشرح قرار دے کر اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرانا، دروغ گوئی نہیں تو پھر دنیا میں دروغ گوئی کس کا نام ہے؟ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۰۔ صفحہ ۲۸۴ تا ۳۴۸۔ مختصراً)



وصلّی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمّد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

کتابیات

قرآن کریم، کتب حدیث وتفسیر، عہد نامہ عتیق و جدید کے علاوہ درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔

تاریخ احمدیت۔ دوست محمد شاہد قادیانی
خطبات حکیم نورالدین قادیانی
مباحثہ لدھیانہ مابین بٹالوی وقادیانی۔ ۱۸۹۱ء
متفقہ فتوی تکفیر مرزا غلام احمد قادیانی۔۱۸۹۲ء
مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین، اکبر شاہ نجیب آبادی۔ لاہور، ۱۹۷۹ء

☆ تصانیف واشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی

براہین احمدیہ، فتح اسلام، توضیح المرام۔ ازالہ اوہام۔ دافع الوساوس۔ انجام آتھم۔ تحفہ گولڑویہ انوارالاسلام۔ برکات الدعاء۔ کشتی نوح۔ دافع البلاء۔ مواہب الرحمٰن،
سبز اشتہار۔ اشتہار طاعون فروری ۱۸۹۸ء، اشتہار جلسہ طاعون اپریل ۱۸۹۸ء۔ ،اشتہار الانذار، اپریل ۱۹۰۵ء۔ اشتہار الوصیت ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ النداء من وحی السماء ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء۔ اشتہار الدعوت ۵ اپریل ۱۹۰۵ء۔ اشتہار زلزلے کی خبر بار سوم ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء۔ اشتہار ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء۔

☆ اخبارات ورسائل

ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ اڈیٹر۔ محمد حسین بٹالوی۔ جلد ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۲۰۔
ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ متعدد شمارے
شحنہ ہند میرٹھ ہفتہ وار ضمیمہ ۱۹۰۳ء۔۱۹۰۴ء۔ متعدد شمارے
الفضل ربوہ